هو الغفور الرحیم
لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم
سراپائے بسیرا یا تماشا موسوم بہ اسم تاریخی
تماشائے عرب
جناب مولوی عبد الغفور خان
بحسن تصحیح و زیبا تسطیر در زمان سعادت اقتران
مطبع نامی منشی نولکشور مین مطبع منطبع ہوا
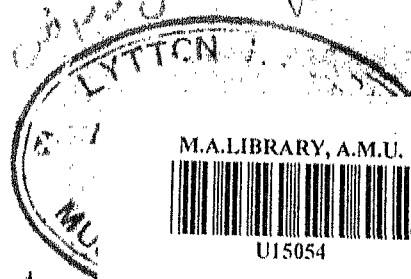
بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے ساقیٔ سیمبر کہاں ہے — اے ساقیٔ فتنہ گر کہاں ہے
اے ساقیٔ مہ لقا کہاں ہے — اے ساقیٔ باصفا کہاں ہے
اے ساقیٔ برق وش کہاں ہے — اے ساقیٔ بادہ کش کہاں ہے
اے ساقیٔ رشک جم کہاں ہے — اے ساقیٔ محترم کہاں ہے
اے ساقیٔ گلبدن کہاں ہے — اے ساقیٔ سیمتن کہاں ہے
اے ساقیٔ مہ جبین کہاں ہے — اے ساقیٔ نازنین کہاں ہے
اے ساقیٔ ماہ رو کہاں ہے — اے ساقیٔ مہر خو کہاں ہے
اے ساقیٔ شوخ شنگ مے لا — اے ساقیٔ سبز رنگ مے لا
اے ساقیٔ خود پرست مے لا — اے ساقیٔ نیم مست مے لا
اے ساقیٔ خوش لباس مے لا — اے ساقیٔ حق شناس مے لا
اے ساقیٔ مہ جمال مے لا — اے ساقیٔ باکمال مے لا
اے ساقیٔ گلعذار مے لا — اے ساقیٔ سحر کار مے لا
اے ساقیٔ مست ناز مے لا — اے ساقیٔ دلنواز مے لا

اے ساقی لالہ فام مے لا — اے ساقی خوش خرام مے لا
وہ مے دے کہ دلکو جوش آئے — وہ مے دے کہ مجھکو ہوش آئے
وہ مے دے کہ تاب دل فزون ہو — وہ مے دے کہ غم کا دل ہی خون ہو
وہ مے دے کہ دلکی غم کو کھوئے — وہ مے کہ کدورتونکو دہوئے
وہ مے دے کہ نور دل بڑہائے — وہ مے کہ سرور تازہ لائے
وہ مے کہ طرب فزائے دل ہو — وہ مے کہ گرہ کشائے دل ہو
وہ مے کہ زبان پہ حال دل لائے — وہ مے کہ بہار تازہ دکھلائے
منظور ہے وصف یار جانی — وہ مایۂ عیش و شادمانی
وہ باعث لطف زندگانی — وہ موجد عشرت جوانی
وہ جو ہے پریرخون مین مشہور — وہ جو ہے شرارتون سے معمور
یعنی یہ ہے جبین اوس پری کا — مستی مین رقم کرون سراپا

صفت قامت

ہے آفت جان بلا وہ قامت — یا کہیے نمونۂ قیامت
ہے غیرت نخل طور قامت — روشن ہے برنگ نور قامت
شاخ کی باتون کیطرح راست — وہ قد ہے غضب کا بے کم و کاست

صفت دوپٹا اور فرق مو اور گوہر فرق کی

وہ سر پہ دوپٹا آسمانی — عاشق کو بلائے آسمانی
وہ صاف ہے فرق مو کی تحریر — ہو ڈہال پہ جیسے خط شمشیر
کیا صاف ہے تیغ حسن کا ہاتہہ — ایسا نتو دیکھا نے سنا تہہ
رستہ کیا شام زلف کا صاف — کیا اوسکی صفائی کے ہون اوصاف
بالون سے دیتی ہے دکہائی — (ق) موتی سے بہری ہے مانگ اوسکی

یہ شام کے ملک پر ہے اسر — درّانی چپ ہے ہین فوج لیکر

صفت زلف اور چوٹی اور موباف کے

سب ہے منتخب اوسکی زلف پرفن — سب ہے مانگ کی یہ الف سے روشن
زلفون کی درازی کہیے کس سے — ہے عمر خضر کو رشک جس سے
لیلی ہے اگر وہ زلف شبگون — ہے شانۂ زلف اوسپہ مجنون
گیسو نہین اوسکے رخ پہ لٹکے — دل مانگنے کے ہین گویا لٹکے
یون پیٹھ پہ چوٹی ہے لٹکتی — ناگن بھی ہے سب پہ سر پٹکتی
چوٹی مین نہین زری کا موباف — لپٹی ہے سحر پہ شام سے صاف

صفت جبین و چین جبین و خال جبین و افشان جبین

روشن مہ و مہر سے ہے زائد — پیشانی ہے اوسکی قاب زاہد

قطعہ

اوس چین جبین سے دور رہیے — اوسکو رگ تیغ قہر کہیے
یا صفحۂ مہ پہ ہے مسطر — ہے خط جلی سے سورۂ نور

قطعہ

پیشانی پہ ہے جو خال پیدا — ہے سورۂ نور کا یہ نقطہ
یا خال جبین ماہ خوش خد — کعبہ مین دھرا ہے سنگ اسود
ہے جلوہ نما جبین پہ افشان — ذرے رخ مہر مین چھپان

صفت ابرو و چین ابرو و خال گوشۂ ابرو

ابرو مین جو اوسکے پیچ و خم ہے — شمشیر کا محو اوسپہ دم ہے
وندانہ تیغ حسین ابرو — فرق اسمین نہین ہے اک سر مو

ہین گوشے مین ابرو کے وہ تل — ہو زاغ کمان بہی جن پہ مائل +

صفت چشم اور مردم چشم اور نگاہ اور تحریر سرمہ اور دنبالہ سرمہ اور مژگان اور غمزہ اور شوخی اور کرشمہ اور ڈورونکی

قطعہ

بی مثل و مثال ہین وہ آنکہین — آیات قتال ہین وہ آنکہین +
شنجرف کے جدولین ہین ڈورین — ہین مردم چشم گویا نقطے +
خط وہ ہے جو سرمہ کی ہی تحریر — بنتیں اسے بنا ہی کوئی تقریر
ہین زیر و زبر وہ پلکین گویا — اعراب نہ کیون ہو مد کا دہوکا
ہے مست تو چشم غمزہ ہشیار — جس سے کہ ہو بخت خفتہ بیدار
ہے مردم چشم مردم آسا — جان بخش نگاہ ہے مسیحا +
دنبالۂ سرمہ ہے جو ایسی — مقتل سے نہین کم آنکہہ اوسکی
ہے شوخی چشم سے جگر چاک — خونریزیون مین کرشمہ بیباک

صفت بینی و ابرو و حلقۂ بینی و خال و دہن و لب

کیا بینی و ابرو پہ ہو تقریر — جوڑا ہوا ہے کمان مین تیر
شمع سر طور ہے وہ بینی + — فوارۂ نور ہے وہ بینی +

قطعہ

نقطۂ قاف ہے نقطے دو گوہر — میم اوسکا دہن ہے ای لب تر
گر کہیے قمر اوسے بجا ہے — بلکہ وہ قمر سے بہی سوا ہے

صفت گوش و بناگوش و زیور گوش

بینے ہے جڑاؤ کا نہین کان — دو کان ہے جوہری کی دوکان

جس سے کرے بات جان پائے | مردہ بھی جو ہو اوسے جلائے
ہے برق بلا اگر تبسم | ہے آفت جان غضب تکلم
دے جسکو وہ اون لبوں سے دشنام | عشاق میں کیوں نہو وہ خوش نام
گر وصل کا وہ کرے بھی اقرار | طرز ایسی کہ جس سے نکلے انکار

صفت ذقن

اب کہ ہے ذقن تہ تیغ زر سے | جس سے ہیں بہی کے دانت کھٹے
انجیر کا شق ہے جس سے سینہ | خسرو جسے سمجھے اک خزینہ
ہے سیب سے بو یا اور شیریں | سب ہے ہر گز نہ نار یا سین

صفت گلو بعقد مروارید

ہے اوسکے گلے میں وہ صفائی | دیتی ہے جو سانس تک دکھائی
موتی کا ہے یوں گلے میں مالا | ہو چاند کے گرد جیسے ہالا

صفت گردن

گردن کا وہ حسن ہے گلو سوز | جس سے جلے آفتاب ہر روز

صفت بر و دوش

ہیں وہ بر و دوش صاف و تاباں | آئینۂ ماہ جن سے حیران

صفت بغل

خوشبو وہ بغل جو سونگھ لیویں | گلزار میں گل بھی اپنی بغلیں جھانکیں

صفت دوش اور بازو اور ہتھیلی اور پور تن کی

بازو ہے شعاع مہر و کف دوش | ہیں جلوہ نور جیسے ہمدوش

ناخن سے بڑھا ہے حسن اون کا
ہے کوشش ہلال بین یہ چسپلا

ہین ناخن صاف پاک اے دل
فرق مہ نو یہ ماہ کا مسل

ہین ہاتھون مین اوسکے وہ علی بند
کڑیون مین ہین عاشقون کی جی بند

صفت جسم

وہ گون بدن بھرا بھرا ہے
سانچے مین مگر ڈھلا ہوا ہے

اوس غنچہ فریفتہ صبا ہے
اوس جسم پہ شیفتہ لطافت

عاشق ہے نزاکت اوسکے تن پہ
ہے محو ملاحت اوس بدن پہ

صفت محرم اور کرتی اور سینہ او پستان او بھٹیون کے

خورشید جمال ہے وہ سینہ
بلور کی ڈھال ہے وہ سینہ

لیکن چھپیان ہے اوسپہ پستان
الماس کا پھول ہے نمایان

پستانون پہ بھٹیون کا جلوا
دکھلاتا ہے رنگ شمع و گل کا

انگیا جو ہے پیچ بتیون کی
محرم کی نگہ غضب اٹھی تھی

ہاتھون سے سنبھتے ہے دو پستان
ہے میوہ نخل طور پستان

باریک کریپ کی وہ کرتی
وہ جوش شباب اور وہ پھرتی

انگیا سے وہ جالی کی غضب کی
چھپکا بھی جسپہ لوٹ ہے جی

انگیا ہین چھپین وہ شمع فانوس
پروانہ ہون جن پہ دست افسوس

صفت سینہ و پشت

سینہ و پشت صاف و تابان
جو دل ہین وہ سب وہ ہو نمایان

وہ پشت شفاف ہے جو اسکے
خورشید بھی اپنی پیٹھ دکھلائے

خم کرے خمیدہ پشت مہ کو
اوس پشت کے روبرو اگر ہو

صفت دل

دل اوسکا ہے سخت مثل سندان — ہے سینہ صاف سے نمایان

صفت پہلو

پہلو ہے وہ جوہر لطافت — جس سے ہو آئینہ کو خجالت
شفافیت و لطافت و صباحت و دیکھو — ہم پہلو سے مہر ہے وہ مہ پہلو

صفت آغوش

ہے بسکہ لطافت اوسکی ہمدوش — ہے موجۂ بوئے گل وہ آغوش

صفت شکم و ناف

ہے نرم وہ پیٹ مثل مخمل — یا شیشہ او سپر کہون تو جبکو ہو کل
پرکار کا دائرہ شکم ہے — مرکز سے کب اوسکی ناف کم ہے

صفت میان

ہے رشتۂ جان میان دلدار — یا تار نگاہ چشم بیمار
پیچ کہ ہے اور نظر نہ آسکے — نیرنگیان خلق کو دکھانے

صفت اندام نہان

قطعہ

تہا عقدہ بستہ زیر دامان — مشکل تہی کہ ہوتا وا یا شان
پر وصل کی شب کہلا یہ جوہر — ہے سیب مین ایک دانہ گوہر

دلکش ہے یہ حسن اوس صنم کا | گستاخ بھی جان سے ہے شیدا

خاتمہ

سب نے جو لکھا ہے یہ سراپا | ایسا نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا
مضمون لکھے ہیں اس میں کیا کیا | تشبیہیں بھی لکھیں صدہا
دکھلائے ہیں عجیب ڈھنگ کے شعر | لکھے ہیں عجیب رنگ کے شعر
انداز جو ہے مرا نیا ہے | جو طرز ہے سب سے وہ جدا ہے
مومن کا جو رنگ ہے وہ ہو اور | غالب کا جو ڈھنگ ہے وہ ہو اور
پر حیف کہ اوستاد نا سے | وحشت وہ سخنور گرامی
وہ نیر برج خوش بیانی | وہ گوہر درج نکتہ دانی
والی قلمرو فصاحت | شاہنشہ کشور بلاغت
اس شہر سے پہلے اوٹھ گیا ہے | غم اسکا جو ہو مجھے بجا ہے
اب میر نہیں حسن نہیں ہے | کوئی بھی اب اہل فن نہیں ہے
خسرو ہیں نہ حضرت لقا ہے | فیضی ہے نہ باقی نہ جامی
جامی کا بھی دور ہو گیا ہے | باقر بھی تحدین سو گیا ہے
دکھلاؤں کسے میں یہ سراپا | ہے کون کہ اسکی داد دیگا
جیتے جو یہ لوگ تو یقیناً | اک وجد کا حال سبکے ہوتا
ہر ایک خندہ منہ سے یہ کہتا | کیا خوب کہا ہے یہ سراپا

تاریخ

جب ہو گیا ختم یہ سراپا | تب غیب سے یہ سروش بولا

تاریخ کی فکر میں نہ رہیے
تصویر نشاط روح کہیے
۱۳۱۲

ای به خط تو سبب زمزم — آشفته نوازی تو نازم
گیسوی تو حلال تو با عجب از — بهبود مرا چه پیکر ناز
ای سحر بیان کرشمهٔ تو — سر بر زده انچه نقش جادو
زیبان تبراوشن معانی — نقشی که کشیده کلک مانی
شیرین گوشت قلم به صنع تحریر — گشت به صفا کشیده تصویر
ستا بقدم چو نخل گلشن — سر سبزه وز جلوه گل پیراهن
گل کرده بنام ولعت بیش — تاریخ بهار جلوه زیبش
رو بیش چو به حسن وزا فزون — شد جلوه فزا انشبه گل موزون
اندیشه بدل نشاندم او را — تا طورهٔ حسن خواندم او را

۱۲۸۰ھ

قطعۂ تاریخ رشحۂ شاعر مشہور نزدیک و دور منشی اسد اللہ عرف علیجان ہوگلوی متخلص بہ منور شاگرد رشید مصنف

لکھ چکے جبکہ حضرت نساخ — یہ سراپا ہے بے مثال و نظیر
وصف اوسکا بیان سے باہر ہے — کب زبان کو ہے طاقت تقریر
یک قلم نور کے مضامین ہین — آیۂ حسن کی ہے یہ تفسیر
دیکھتے ہی یہ مجکو فکر ہوئی — سال تاریخ مین کرون تحریر

دل نے مجھسے کہا کہ اے منور
کہ سراپا ہے نور کی تصویر
۱۲۷۱ف

قطعۂ تاریخ از افکار ابکار گہربار مولوی عصمت اللہ متخلص بہ انسخ شاگرد رشید مصنف باشندۂ پنڈوہ

صنع برووان

سراپا کہا ہے جو اوستاد نے	عجب نقش زیبا ہے تصویر ہے
کہی اسکی تاریخ یون واہ واہ	سراپائے دلبر کی تصویر ہے ۱۲۸۰ھ

قطعہ تاریخ از میرزا محبوب علی لکھنوی متخلص بہ قوس شاگرد مصنف

سراپا لاجواب بے بدل نساخ نے لکھا	کہ ہر مضمون ہے جسمین چیدہ و برجستہ و بڑھیا
ہوئی جو قوس مجھکو فکر تاریخ سراپا کی	ندا یہ غیب سے آئی ۱۰ و تابا نقش یا اچھا ۱۲۸۰

قطعہ تاریخ از منشی آفرین الدین خان متخلص بہ منظور شاگرد مصنف باشندہ مالدہ

کہا میرے استاد نساخ نے کیا	سراپائے زیبا سراپا تماشا
کہی بیٹے تاریخ فصلی میں اوسکی	سراپائے معشوق کا نقش اچھا ۱۲۷۱ف

خاتمۃ الطبع

صورت نگاران آفرین را ستایش کہ این عروس زیبا مضامین و این شاہد نوآئین کہ موسوم بسراپائے **شاہد عشرت** ست در مطبع نامی **منشی نول کشور** واقع لکھنؤ بماہ نومبر سنہ ۱۸۷۴ عیسوی مطابق شہر شعبان سنہ ۱۲۹۱ ہجری سنیہ بدین اسلوب از زیور تمامی پیراستہ و بہ حلیۂ تزئین آراستہ شد۔

کس لیے لگتے بتون سے یہ بھلا ٹوٹ گیا
کوئی پتھر ہوا ناسخ مرا دل نہوا

کہتے ہین وہ اثر گریہ سے کیون ہوسے تم
کوئی پتھر ہوا ناسخ مرا دل نہوا

خوش مجھے قتل بھی کرکے دل قاتل نہوا
کہ ادب سے جو تپان ہین ہم بسمل نہوا

گلستان مین ہے غلام حبشی کا کیا کام
یہ ہوا خوب کہ جو رخ پہ ترے تل نہوا

بوسہ اوس منہ کے لیے کھولی گرہ کاکل کی
وا شب وصل مین کب عقدۂ مشکل نہوا

اسطرح نجد مین ہوتی تری مٹی خراب
قیس تو کسلیے گرد پس محمل نہوا

اپنے عاشق کو سمجھتے نہین عاشق جبتک
خوار ہاتھون سے عدو کے سر محفل نہوا

عمر بھر دشت نوردی سے رہا شوق مجھے
تا دم مرگ مین منت کش منزل نہوا

وہ چھری تیز چلی حلق پہ ناسخ کہ بس
حیف نظارۂ قاتل دم بسمل نہوا

خفا کیون ہوگئے تم یہ ہوا کیا
مری تقصیر کیا میری خطا کیا

نہین لکھی ہے جسکے قلمی چہر
ملیگا وصل کا اوسکو مزا کیا

سے چلے کیون اوٹھ کے سوے خانۂ غیر
یہ بیٹھے بیٹھے صاحب کو ہوا کیا

ہوے عاشق تو اوسپر جو نہ چھپے
ہماری عاشقی کا پوچھنا کیا

جو تیری چال کا انداز ہے اور
کوئی پیغام لائی ہے صبا کیا

نہین پاتا ہون جب مین اونکو گھر مین
خیال آتے ہین میرے دل مین کیا کیا

کرون جو عرض مطلب تو کہین وہ
کہ تو کیا اور تیرا مدعا کیا

شکایت میری کرتے ہو عدو سے
بھلا تمسے کرون اسکا گلا کیا

وفا کے وعدہ کو پوچھا تو بولے
کہ وعدہ چیز کیا ہے اور وفا کیا

ستمگر بے وفا و عاشق آزار
تمھاری خوبیون کا پوچھنا کیا

عذاب جان کبھی گھٹتا ہے ہر دم
وہ کرتے ہین مرے حق مین دعا کیا

مریض عشق کے حق مین طبیبو
مجرب موت سے ہوگی دوا کیا

نہیں بھیجتا جو قاصد لکھ گیا دل
کہیں بھولے سے خط میں کیا لکھا کیا

زبان ہی ہے ہم یون کاٹی نہ جاتی
منہ احباب نے کہ قاصد نے کہا کیا

بگڑ ہی جب گئی فستاخ اون سے
شکایت کیا ہے شکوہ کیا گلا کیا

گلگشت کے ساتھ وصل کا انکار دیکھنا
وہ نشہ میں بھی کیسے ہیں ہشیار دیکھنا

شمشیر کو نہ کھینچیے زنہار دیکھنا
کافی ہے قتل کو ترے ابروے یار دیکھنا

اون کے مکان سے جب نکالے گئے ہیں ہم
بس رہ گیا ہے آک در و دیوار دیکھنا

اونسے بھی کہکے دیکھیے کہتے ہیں کیا
بیچین ہے دل کو کوئی خریدار دیکھنا

اونکو نظر اوٹھا کے جو دیکھوں تو کہتے ہیں
دیکھو نہ اس طرف کو خبردار دیکھنا

فستاخ کوے یار میں لٹنے کا خوف ہے
جانے کو جاؤ پر رہو ہشیار دیکھنا

لوٹتے ہیں لطف ہم بزم خیال یار کا
دخل کیا یاں وھاں بھی آنا نہیں اغیار کا

وصل جو تقدیر میں لکھا نہیں ہے یار کا
شامت طالع مری اقبال ہے اغیار کا

کیا بگاڑا تھا ہماری آنکھوں نے اغیار کا
کر دیا کیوں بند ہر روزن تری دیوار کا

خانۂ صیاد میں حشر کہیں بر پا نہو
فصل گل میں ہے برا کھلنا مری منقار کا

آنکھ کا ڈھیلا نہ رکھا ہو کسی مشتاق نے
بند کیجو گر ہو گیا روزن تری دیوار کا

گر نہو وے صبح وصلت صبح محشر ہی سہی
ہجر کی شب منتظر ہوں صبح کے آثار کا

جھانکتے اونکو اگر دیکھا نہیں اغیار نے
بند ہونا بے سبب ہے روزن دیوار کا

اب بھی کہیے گا نہیں تاثیر گریے میں مرے
بے سبب گرنا نہیں ہے خانۂ اغیار کا

ناتوان وہ ہوں کہ مر جاؤنگا دیکھ ہے یقین
پڑ گیا سایہ کبھی گر مجھپر تری دیوار کا

جھانکتے دیکھا ہے مجھکو روزن دیوار سے
اب کوئی موقع نہیں ہے عشق سے انکار کا

وعدہ کی شب سو گئے ہیں بخت انجم کے سوا
ساتھ دیگا کون اپنے دیدۂ بیدار کا

وان کی باتیں اور ہیں وان کا قرینہ اور ہے
بزم جانان میں بھلا یارا کسے گفتار کا

روتے روتے ہوگئے یاں کو ہم تو بہر دید
اب بھروسا حشر میں کسکو بھلا دیدار کا

سیر کو آتے ہیں وہ یہ ہے نگاہوں کا ہجوم
بند یکسر ہوگیا ہے رستہ بازار کا

دیکھوں کیونکر کہ غافل ہیں وہ میرے حال سے
رات دن تو ہے خیال اونکو مرے آزار کا

حشر برپا ہوگیا گھر سے نہ باہر آئیے
کام نالوں نے نکالا آپ کی رفتار کا

جو جہاں تھا رہگیا وہ مثل نقش پا وہیں
سیر میں ہیں جب سے وہ دیکھا تری رفتار کا

اسقدر شوق شہادت ہے پھڑکتا ہے دل
نام اے نساخ کوئی لے اگر تلوار کا

سر پہ جو تم لگاتے تھے یہ بھی بہانہ تھا
کہیے تو مرگ غیر پہ آنسو بہانہ تھا

تم اور آتے میری عیادت کو سچ کہو
احوال میرا تمنے عدو سے سنا نہ تھا

وعدہ کیا تو مجھسے گئے گھر رقیب کے
شکوہ کیا جو آپ سے ہمنے بجا نہ تھا

نے وصل کا خیال نہ مرگ عدو کا دھیان
ملتے ہی اونکے دل میں کوئی مدعا نہ تھا

پھر پھر کے آنکھ خوب ہی دیکھا کیا اوسے
گویا شب وصال تھی روز جزا نہ تھا

ظلم و ستم ہے مجھپہ نہ اب جور و نے جفا
گویا کہ میں کبھی کا ترا آشنا نہ تھا

اوسنے رقیب کو جو لگایا نہیں ہے منہ
اگلا سا اوسکے بوسے میں نمکین مزہ نہ تھا

مارے خوشی کے سوتا نہ تھا لطف وصل رات
گہ مست ہو تھا گاہ میں محو ترانہ تھا

محشر میں دیکھتا کوئی بیتابیاں مری
گویا شب فراق تھی روز جزا نہ تھا

اب یوں سمجھتے نہیں مجھے خوبان روزگار
جیتا تھا جبتلوں تو مرا بھی زمانہ تھا

جھوٹی خبر اوڑائی تھی سچ تو یوں ہے
نساخ مرگیا ہے عدو نے کہا نہ تھا

سمجھو تو ذرا دل میں یہ حال مرا ہوتا
جھوٹا ہی کوئی وعدہ تمنے جو کیا ہوتا

دنیا کا نہ عقبے کا پھر شوق ذرا ہوتا
نساخ ہیں جسکا ہوں وہ کاش مرا ہوتا

ہے رنج ہی مجھکو کیوں رنج دیا تمکو
تھا خوب جو حال اپنا تمنے نہ سنا ہوتا

دن رات بھلا ہوتی یہ خط و کتابت کیوں
گر وصل دوام اوسکا قسمت میں لکھا ہوتا

بدنامی و رسوائی ہرگز نہ کبھی ہوتی تمنے جو رقیبون کا کچھہ پاس کیا ہوتا
ہوتی یہ خوشی مجھکو دل اپنا لگا آتا سینے پہ کبھی تمنے تو ہاتھہ رکھا ہوتا
دل دیکے ادا کیا ہو حق تیری محبت کا گر جان بھی دیدیتا تو بھی نہ ادا ہوتا
بیتابی و بیخوابی ایسی نہ کبھی ہوتی رسوا شب وصلت کا جو راز ہوا ہوتا
جسوقت گلے تونے ایجان لگایا تھا مرجاتے خوشی سے ہم اوسدم تو مزا ہوتا
دیتے نہ گرہ دلبر گر اپنی محبت کی عقدہ یہ مرے دل کا کس طرح سے وا ہوتا
آرام سے یون سوتے وہ غیر کے پہلو مین ای کاش مرا نالہ کچھہ بھی جو رسا ہوتا
کب رحم تمھین آتا ہوتا تمھین کیون باور حال اپنا جو غیرو دل سے تمنے نہ سنا ہوتا
اوسکے تو نہ آنے پر ہم جان کو دے بیٹھے بتلاؤ کوئی مجھکو وہ آتے تو کیا ہوتا
مین ہجر مین مدت سے تو صبر کا خوگر تھا گر بت مجھے نہ ملتے تم کیون رنج سوا ہوتا
جاتے یہ ترے دیجان بس خیر یہی گذری گر جان نہ دیتے ہم کیا جانیے کیا ہوتا
تم دل جو لیجاتے کیا سے لکھتے تمھین نامہ یہ ہاتھہ بھلا کیونکر سینے سے جدا ہوتا

بے عشق کے جینے سے نساخ بھلا حاصل
مرجاتے کبھی کے ہم گر دل نہ لگا ہوتا

تم مرتے دم نہ آئے مروت سے دور تھا اوسوقت پاس آپ کا ہونا ضرور تھا
مرنیکی میری سنکے دکھانیکے واسطے چہرے پہ تھا ملال پہ دلمین سرور تھا
بیجرم تمنے قتل کیا مجھکو ای بتو اللہ جانتا ہے کہ مین بے قصور تھا
احسان کیا کہ ساتھہ اوسے بھی لیے گئے یا ان جان کو عذاب دل اتنا صبور تھا
شیشے کی طرح گرتے ہی اوسکی نگاہ سے دل پاش پاش تھا تو جگر چور چور تھا
کیون رحم آگیا مرا احوال دیکھکر تمکو تو اپنی سنگدلی پہ غرور تھا

رسوا سے دہر و خانہ خراب و ذلیل و خوار
جو کچھہ تھا خوب آدمی عبد الغفور تھا

وہم نے رکھا گلے پہ تیز یک خنجر کھلا صبح سے پہلے جو شب کو اوس ہی کا در کھلا

صبح ہجر نے بھی نہ پائی اور نکلا سر کھلا ۔ وصل کی شب مہر عالمتاب کا جوہر کھلا

خواب میں بھی آئے تو لائے رقیبوں کو وہاں ۔ شب گل جذب شوق وصل سینہ میں پر کھلا

کر رہا ہے پھر نکلنا شمع کا شاید انتظار ۔ ورنہ کیوں ہے دیدۂ زخم دل مضطر کھلا

قتل پھر خاطر اعدا کیا اوسنے مجھے ۔ اب فریب امتحان جوہر خنجر کھلا

دیر میں کھینچے لگے پاسے بت پیر سر کھلا ۔ عقدۂ سربستۂ تقدیر سر تا سر کھلا

ہو گیا مجھکو غم ہجران سے بدتر عیش وصل ۔ نشہ میں مجھسے جو شب کو وہ پری پیکر کھلا

آئینہ بر تشنہائے گیسوے صیاد ہوں ۔ اوڑ کے کیا جاؤن اگر ہو بھی قفس کا در کھلا

نالہائے بے اثر کیوں اسطے کیا روک ٹوک ۔ پھر میں رہتا ہے ہردم گنبد بے در کھلا

دیکھتے ہی ہو گیا دم بند جوش رشک سے ۔ نامہ بر جو لیکے آیا نامۂ دلبر کھلا

اسطرف رسوائی کا اور اسطرف پردیکا ڈر ۔ وصل میں دونوں طرف سے شکوہ کا دفتر کھلا

بیخودی میں تو اپنا کام نالوں نے کیا ۔ مجھکو حیرت راز پنہان کب کھلا کیونکر کھلا

رنگ پان کھلتا ہے وہ مستی نہ گیسوے سیاہ ۔ بوسہ دینا وصل میں وہ آپ کے منہ پر کھلا

عندلیبون کی گلستان میں ہوئی منقار بند
جب کبھی نساخ کے اشعار کا دفتر کھلا

دشمن کا اگر میں نے کیا ذکر ہوا کیا ۔ یہی بات تو کچھ ورنہ بگڑنا ہے بھلا کیا

سنتے ہیں کہ بیہوش ہیں وہ بزم عدو میں ۔ کہیے تو بھلا مے کے رہیں ہوش بجا کیا

محفل سے اوٹھانا نہیں منظور حبیبا ۔ سرگوشیوں میں غیر سے صاحب نے کہا کیا

غیروں میں نہ تم جانتے نہ وہ چھیڑتے تمکو ۔ مجھسے خفگی کیوں ہے بھلا میری خطا کیا

تجھپر سے فدا جان ہو صدقے ترے قربان ۔ پیغام کوئی لائی ہے اے باد صبا کیا

آتا ہے کبھی ذکر تو کہتا ہے وہ عیار ۔ تم مجھسے کہتے ہو ہے چیز وفا کیا

سانسیں بھر ٹھنڈی مری آغوش میں ہکر ۔ کہیے تو بھلا ہوگا ستم اس سے سوا کیا

دشوار ہے کاٹنا گھڑیوں کا شب ہجر ۔ ہر ایک سے ہم پوچھتے گھنٹے میں بجا کیا

بیہودہ میں کیوں لب پہ مرے نالۂ موزون ۔ وہ غیر کی محفل میں ہوے نغمہ سرا کیا

تم غیر سے خوش رہتے ہو ہم سے ناخوش
مجھکو جو شکایت نہیں تو تمکو گلا کیا

کعبے کو گیا چھوڑ کے بتخانہ کو نساخ
اصنام کو حیرت ہے کہ اسنے یہ کیا کیا

پے ترے گلزار میں ہم جائیں کیا
داغ تازہ پھولوں کو دکھلائیں کیا

نقش پائے دشمنان ہے سر راہ
کوچۂ دلدار میں ہم جائیں کیا

یار کے ساتھ تعقد کرتے ہیں اغیار بھی
جذب دل کا زور ہم دکھلائیں کیا

سر کو چکر ہے نہ طاقت پاؤں میں
اون کے کوچے تک ہم جائیں کیا

وہ بھی تو بعد اب نصیب دشمنان
تیرے غم سے اپنا جی بہلائیں کیا

اوسکو عقل و فہم سے بہرہ نہیں
پھر دل ناداں کو ہم سمجھائیں کیا

دل سا دشمن غیر میں بھی ہوگا ساتھ
ہم تو مر جاتے وہ سنکے مر جائیں کیا

تاب کب لاتے ہیں نازک مزاج
داغ دل اونکو بھلا دکھلائیں کیا

اوسنے جو پوچھا کہاں تھے رات کو
کہتے ہیں وہ اوسکو ہم بتلائیں کیا

ڈرتے ہیں وہ جی نہ اوٹھیں ہم کہیں
قبر پہ بہر زیارت آئیں کیا

تو ہی اے نساخ کہ زندان میں
دل کو زنجیروں سے ہم بہلائیں کیا

تغییر و تبدم ہے مزاج کیلیے
دیکھا ہے رنگ یار کے عہد و قرار کا

اچھا ہوا کہ ساتھ تمہارے چلا گیا
تھا تحفہ منا حال دل بیقرار کا

نظروں میں چبھ رہے ہیں ترے سبزۂ بہشت
جلوہ عیاں ہے پھول میں خور دیار کا

کسکو بھلا خیال ہے ایام ہجر میں
دن ہے خزاں کا یا کہ ہے موسم بہار کا

ناخن ہلال زن آج ہے کیوں شور عندلیب
شاید گذر ہے باغ میں اوس گلعذار کا

مضطر جو بات ہو گئے وہ حال دیکھکر
ہے عرش پر دماغ دل بیقرار کا

مجھکو بچا لیا ستم روزگار سے
احسان میری جان پہ ہے جو یار کا

شب کو جو آج شاہد جی نے چڑھائی ہے
پروانہ قیس ہے مرے شمع مزار کا

وہ گلعذار باغ مین ہر دل عزیز ہی — ہاتھون مین اوسکے دل نہو کیونکر ہزار کا

نساخ جو بار اوٹھاتا مین یون ہجر
ہوتا اگر یہ کام مرے اختیار کا

اوڑتا ہی رنگ میرے قرار و ثبات کا — کیا پوچھنا ترے نگہ التفات کا

دن کو جو دن کہون تو یقین ہووے رات کا — وہ اعتبار یار کو ہی میری بات کا

کھاتے ہین او مرتے نہین خضر بن گئے — کیا اون کے غم مین ہی اثر آب حیات کا

پہچانتا ہون تجھکو نہ کھاؤنگا پھر فریب — آخر تو کچھ سبب ہی ترے التفات کا

سارا بناؤ کرکے وہ آتے ہین قبر پر — سوگ اسطرح سے رکھتے ہین میری وفات کا

اپنی کہیے کیسی کٹی بزم غیر مین — کیا حال آپ پوچھتے ہین مجھسے رات کا

وہ آتے آتے باغ مین جو گھر کو پھر گئے — ہی خوف مجھکو رنگ چمن کے ثبات کا

عصیان سے تو سوا ہی بہت رحمت خدا — اپنا گناہ ہی ہی نوشتہ نجات کا

چشم جہان سے ہو گئے مثل خضر نہان — ہی اپنے ضعف مین اثر آب حیات کا

برہم تمام بزم ہو بڑھ جاے گفتگو
نساخ دین جواب اگر اونکی بات کا

پڑھوانے مجھسے آئے ہین وہ خط رقیب کا — کیا تھا یہی لکھا ہوا میرے نصیب کا

پوچھو نہ حال اس دل حرمان نصیب کا — اے بت جو تم نہین تو خدا ہی غریب کا

مانگون دوا سے درد جگر مین نہ یار سے — مرجاؤن پر نہ ناز اوٹھاؤن طبیب کا

پھولی ہوئی ہی باغ مین اس گلکو دیکھکر — کانٹا نکل گیا ہی دل عندلیب کا

میرا تلاش یار مین یہ حال ہو گیا
نساخ بن گیا ہون مین سایہ رقیب کا

دل مری جان کا اک دشمن پنہان نکلا — سمجھے تھے خضر جسے غول بیابان نکلا

دل اصنام مین پائی ہی جگہ ہوکے خدا — سخت مشکل کا جو تھا کام وہ آسان نکلا

حال دل کو جو گیسو مین ہی ایسا کہ نہ پوچھ — جسکو ہم جمع سمجھتے تھے پریشان نکلا

آسمان یار عدو دل تجھے سمجھی تو وفت
اوس سے بھی بڑھ کے مری جان کج ہجران نکلا

بزم جانان میں رقیبوں کے اشارے سمجھے
اب تو ارمان ترا اے دل نادان نکلا

ہو گئے تم غیر کے یہ عقل میں آتا ہی نہ تھا
جسکو دشوار سمجھتے تھے وہ آسان نکلا

ہرزہ گردی رقیبان نے کیا ہے پامال
خوب در پر ترے مرجانے کا ارمان نکلا

لوٹتے در پر نہیں کوئی سبب ہو کہ نہو
میری توبہ سے سوا یار کا پیمان نکلا

نہیں دامن کا تو مدت سے نشان دست جنون
جسکو دامان سمجھتے تھے گریبان نکلا

اونکی آنکھوں میں تو نساخ رہے خوار مدام
دل کا کاشانہ کبھی صورت ارمان نکلا

خانۂ چشم کی بس خاک اوڑا دے نساخ
طفل اشک آہ ہر اک بار تو وہ طوفان نکلا

یار کے ہاتھ میں اپنا جو گریبان ہوگا
بزم میں چاک وہیں غیر کا دامان ہوگا

میکدے کو چلوں سودا جو بنے تو کر لوں
قیمت جرعۂ مے گیا مرا ایمان ہوگا

کہتے ہیں سنکے وہ احوال پریشانی دل
دل تو کچھ زلف نہیں ہے کہ پریشان ہوگا

آپکے آنیکی کیا بات ہے سبحان اللہ
ہجر میں موت بھی آئیگی تو احسان ہوگا

عید قربان میں اگر ذبح کریگا تو مجھے
ملک الموت ترے ہاتھ کے قربان ہوگا

تیغ میں سر کے دبے بیٹھے ہیں خدا خیر کرے
میں سمجھتا تھا کہ مرنا مجھے آسان ہوگا

سخت جانی مری کر جائیگی تریاق کا کام
گر ہلاہل میں بجھا یار کا پیکان ہوگا

دیکھا ہے شانہ ابھی سے میں کہے رکھتا ہوں
دل مرا لیکے وہ گیسو بھی پریشان ہوگا

ہمسے دیوانے کو کرتا ہے نصیحت ناصح
تجھسے بڑھکے کوئی دنیا میں بھی نادان ہوگا

اوس بت دشمن ایمان کو بنایا ہمکیش
کوئی نساخ سے بھی بڑھکے مسلمان ہوگا

دیکھ لینا یہی ویرانی جو نساخ رہی
گھر مرا مردمک چشم بیابان ہوگا

یاد ایام کہ جب وصل رہا کرتا تھا
درد دل کہتے تھے ہم اور وہ سنا کرتا تھا

خون ہو ہوکے ٹپکتا ہے جو اب آنکھوں سے
یہ وہی دل ہے کہ پہلو میں رہا کرتا تھا

زیست سے تنگ آ گیا ہوں غم ہجر میں
وہ نہ آئے کبھی مرنیکی دعا کرتا تھا

لطف و اشفاق و عنایات کا کیا ذکر کروں
یاد ایام کہ وہ جور و جفا کرتا تھا

یہ نہیں خانۂ ویران و خرابہ ہے کوئی
یہ وہی دل ہے کہ تو جسمیں بنا کرتا تھا

کیوں نہ ہوں نالوں کی تاثیر سے گریاں نساخ
یار خود غیر سے شب ذکر مرا کرتا تھا

پردہ نہ بیچ میں کبھی ہوویگا ناز کا
جب تیرے راز کھل گیا میرے نیاز کا

پردہ جو اوسنے دیکھکے مجھکو اوٹھا دیا
بے پردگی میں پردہ رہا میرے راز کا

رکھتے جو سلسلہ کسی زلف دراز سے
کھلتا خضر پہ لطف بھی عمر دراز کا

پایا ہے جسنے عشق میں رسوائیوں کا لطف
ہو خوف کسلیے اوسے افشائے راز کا

اک وجد کا ہے حال خیال حبیب میں
محتاج ہوں غنا کا نہ مطرب نہ ساز کا

جوش جنون میں کوہ و بیابان ہوا ہے ایک
مجھکو نہیں خیال نشیب و فراز کا

وہ چلتے وقت کر گئے ہوت سے منہ پہ مہر
یارا نہیں ہے مجھکو اب افشائے راز کا

عنقا سے بھی زیادہ ہے شہرت میں یکتا
نساخ اب یہ حال ہوا اپنے راز کا

یہ طلعت صدو ہے یا تیر ہے قضا کا
یہ چہرہ دلربا ہے یا قہر ہے خدا کا

شرما گیا میں اپنی بیباکیوں سے آخر
دیکھا جو میں نے عالم شب وصل میں حیا کا

میں ہجر میں ہوں یوں وہ لطف وصل میں ہیں
ہووے نصیب اعدا حاصل مری دعا کا

ولہ

زمین میں پستے اور فلک سے پیسے
سمند ناز اوڑاتے اگر غبار اپنا

اوٹھا لیں چھینکے نہ مجھکو وہ اپنی محفل سے
نہ ہووے اونکی نظر میں جو اعتبار اپنا

رکھیگا یاد تجھے بعد قتل ای نساخ
بنے گا خاطر جلاد میں مزار اپنا

دے مارتے پٹی پہ یہ تھا قصد تیشہ سر
وہ ضعف ہے بالین سے بھی سر اوٹھا نہ سکا

قاصد کی ہے کیا اصل بلانے کو جو بھیجین — خضر بھی تو گم کرے رستہ مرے گھر کا

ہے دلکو یقین اپنے وہ آج آئینگے بیشک
ہے شام یہ ناسخ گمان مجھکو سحر کا

نفع ہے نفع ہوا اسمین نہین نقصان میرا — بک گیا نیم نگہ پر بھی جو ایمان میرا

دل دشمن کو جلاتا نہین مین نالون سے — تار سے یار کی گردن پہ بھی احسان میرا

یا تو اللہ ہی آگاہ ہے یا وہ بت ہے — نہین دلبر بھی تو ظاہر غم پنہان میرا

لڑکے کیا پوچھے بھی تو دیکھتے ہی ہنستے ہین — کم تماشے سے نہین دیدۂ حیران میرا

ٹکڑے وحشت مین ہوا جاتا ہے پیوست دست — چاک کے نام پہ عاشق ہے گریبان میرا

وہ نہ نکلے تو نکلنا ہے محال اسکا بھی — غیر کی جان سے وابستہ ہے ارمان میرا

سیر ہے بزم عدو مین تو وہ ہین تشنہ مین اور — [illegible] ناسخ گریبان میرا

خواب مین آکے وہ کہتے ہین کہین ہر سو مین — [illegible] احسان میرا

وہ جنون [illegible] وحشت [illegible]
[illegible] اگر دستے بیابان میرا

شکوہ کیا [illegible] مین کرتے آپ سے — یاد آیا بھی تو کم یاد آیا

[illegible] کیا بھی عیش [illegible] — شب ہجران کا جو غم یاد آیا

[illegible] محشر مین لطف یزدان — مجکو اوس بت کا ستم یاد آیا

اون کے کوچے کی وہ تنبولیت
مجھکو ناسخ حرم یاد آیا

بیٹھا ہوا ہے غیر جو پہلوے یار مین — کچھ نقش پا نہین کہ اوٹھایا نجائیگا

رسوا کریگا بھی اوسکی نہین خوف ہے یہ حال — اب مجھسے راز عشق چھپایا نہ جائیگا

اس ضعف مین بھی ناز اوٹھاتے ہین آپکے — سر تو نہین مرا کہ اوٹھایا نہ جائیگا

ولہ

کیون سوئین وہ پاؤن پھیلا کر — نالہ اپنا رسا نہین ہوتا

ہے یہی بات میری دشمن جان — تو کسی سے خفا نہین ہوتا

وصل مین وصل سے رکھو محروم
جور اس سے سوا نہین ہوتا

ترک لذات ہو دے یان اللہ
اوس وان کیسے کیا نہین ہوتا

تیری صورت کی یاد ہے گویا
داغ دل سے جدا نہین ہوتا

وہ جفا کو کرین جو ترک کرین
مجھسے ترک وفا نہین ہوتا

نہین کھلتا وہ راز ان کا ای نساخ
عقدۂ بخت وا نہین ہوتا

اسطرف بھی کبھی تو آ جانا
بگڑی قسمت مری بنا جانا

ٹھوکر اک تیر پہ لگا جانا
بخت خوابیدہ کو جگا جانا

مجھسے کہتے ہین اونکو بلواؤ
مین نے یارونکا مدعا جانا

شمع مین ہون کوئی پتنگے کے
اپنی صورت ذرا دکھا جانا

اوسکو انکو گر کہون تو کہے
کہو تو تمنے مجھکو کیا جانا

ہوگا بدمست و بدعا اس ضرور
مجھکو جینے کہ یار سا جانا

اون کے گھر تک جو ہم پہونچینگے
عشق و بخت نارسا جانا

میری صحبت سے ہو گئے بیزار
کیون خوش آتا تھا کیون خفا جانا

اپنی تنہائی مین غنیمت ہے
خواب مین بھی تمھارا آ جانا

جلوہ دکھلاؤ مین نہین سنتے
سہل سمجھے ہو غش کا آ جانا

قطعہ

ہو جو فریاد ناگوار تمھین
تو کسی رات چھپکے آ جانا

تمھی وصل بوسۂ لب سے
مہر منہ پر مرے لگا جانا

عشاق جان دینے لگے ناز دیکھنا
مرتی ہے خلق خود بخود انداز دیکھنا

گاتے ہین وہ اور وجد مین ہین سارے اہل بزم
کیا کام کر رہی ہے یہ آواز دیکھنا

اوس نے لب ہلاتے ہی دی جان و دین صلہ
لعل حیات بخش کا اعجاز دیکھنا

مجھسے چھڑا کے اونکو ملایا رقیب سے
نیرنگ چرخ شعبدہ پرداز دیکھنا

غصے مین اونکے مین ہی تھا شب کے بجوش — ان گرمیون پہ شمع کا بھی رنگ زرد تھا
یہ اونکی ٹھنڈی گرمیون کا تھا اثر کہ رات — ہر گرم نالہ ہونٹھون تک آتے ہی سرد تھا

دی جان کوے یار مین جنت نصیب ہو
انصاف کی ہے بات کہ نساخ مرد تھا

مرتبہ مجھکو شہید رنگکا جو حاصل ہو گیا — کیون نہو گردن پہ میری حق تری شمشیر کا
لکھدیا کیون ہجر جانان میری قسمت مین بھلا — کیا بگاڑا تھا الٰہی کاتب تقدیر کا
وصل شیرین کب بھلا مستنگری سے ہاتھ لگے — یہ بھی اک فرہاد کچھہ لاتا ہے جوے شیر کا

ولہ

اسقدر گھر سے مشابہ ہے مرے کیا کہیے — دیکھکے سمجھا بیابان کو مین گھر اپنا
کیا بیابان ہے سمجھے کیا کیا ہین خیالات بھرے — ایک سوداے مجسم ہے مگر سر اپنا

ولہ

پاس افغان ہے نہ فریاد نہ آہ — یہ اثر ہے شب تنہائی کا
ہے یقین حشر مین بھی حیران ہو — یہی عالم ہے جو رسوائی کا

ولہ

سمجھا کے دلکو تھا یوہین لایا تھا مین کہ آہ — پہلو مین پھر وہ آن کے بیٹھے غضب ہوا

نساخ اور ہو وے مسلمان خدا کی شان
سن سن کے یہ تمام ہتون کو عجب ہوا

آگے رقیب کے ہمین یون گالیان نہ دو — کیا ہو ہمارے منہ سے بھی گر کچھہ نکل گیا
ہے دلکو یاد سرو قدان جو زبان سے — بے اختیار نالۂ موزون نکل گیا

ولہ

دین و دنیا کے بکھیڑے سے رہائی پائی — پھنس گیا جو کہ ترے دام مین آزاد ہوا
ہے خوشی مجھکو نشہ سے بادہ آئی — خوش ہے مجھے قتل جو کرکے دل جلاد ہوا

ولہ

ہیں عرش پہ جانے کو بھی ہوتا نہ روادار — نالے سے اگر کچھ بھی مرا کام نکلتا

کھولا تھا مرے نامہ کے خط کو تو عدو نے — تھا لطف اگر وصل کا پیغام نکلتا

ولہ

گھر میں اغیار ہی کے وہ ستم ایجاد رہا — اگر کہیں پہ اثر نالہ و فریاد رہا

ہوں میں وہ صید بچھا دام نہ میری خاطر — نہ کبھی گھات میں میرے لیے صیاد رہا

ولہ

ہو گیا اوٹھتے ہی نقاب فنا — وعدہ جو کچھ تمہارا روز محشر کا

مجھ سے لکھوائیں وہ رقیب کو خط — تھا نوشتہ یہی مقدر کا

ولہ

کس روز بھلا آنکی وہی تھی خبر اوس نے — کس رات کو وہ گھر میں مرے پھیر آیا

ہجراں میں گھڑی بھر بھی کسیطرح نہیں چین — آنکھ اشتاب سے خالی ہوئی جی اپنا گھبرایا

بند آنکھیں تھیں جاں ہوش تھا منہ پہ کہے تاں اشتاب
نساخ عجب حال ہے مجھکو نظر آیا

ایک کو ہنگامہ فشاں ایک کو گریاں دیکھا — جسکو دیکھا ترے عشاق میں نالاں دیکھا

آسمان ٹوٹ پڑا سر پہ ہمارے آخر — تو نے اے دل اثر گریہ پنہاں دیکھا

تو کسی کا نہیں کل رات کو یہ راز کھلا — بزم میں تیری عدو کو جو پشیماں دیکھا

پھر مرے سر پہ کوئی تازہ بلا آئے گی
رات اغیار کو نساخ پشیماں دیکھا

تیری آنکھوں نے وہ کیا مدہوش — ہوش دو دو پہر نہیں آتا

شب تاریک کو جو گیسو — خاک بھی تو نظر نہیں آتا

ولہ

بخدا بیٹھے رہو بزم میں سر گرم نہ اٹھو — ورنہ کہتے ہیں کہ ہنگامۂ محشر ہوگا

یا الٰہی کہیں ہو جائے قیامت برپا — سنتے ہیں حشر میں دیدار میسر ہوگا

ولہ

برق نظارہ ادا سے جلائیگا بس مجھے
ورنہ کیون وہ مرے مرنے پہ بھی راضی ہوا

ولہ

پاس آنیکی خبر پہلے تو یون دیتے تھے
ساتھ اپنے وہ رقیبون کو کہین لیگئے کیا
صبح کو آئے تو ہین لیکن یہ تو فرمایئے
رات کا ہم حال پوچھینگے تو بتلائینگے کیا

ولہ

کم ہے کب حق مین کوئی نہین آسمان سے
تا صبح ہوا رقیب ہوا دلربا ہوا

ولہ

نالہاے آتش افشان کا بھلا کیا ذکر ہے
نالہاے سرد سے اپنے کفن جل جائیگا

ولہ

جلوہ فرما پھر وہ مہ غیرون کے گھر ہونے لگا
نالہاے بے اثر کا پھر اثر ہونے لگا

ولہ

دل جو دیا یار کو اچھا کیا
چپ رہے ہم لوگون نے چرچا کیا
حیف جلایا نہ عدو کو سمجھے
بگڑے وہ ایسے کہ بنی بات نا
خوب کیا ناصحو اچھا کیا
راز شب وصل نے رسوا کیا
آہ شرربار سے ٹھنڈا کیا
غیر نے شکوہ جو ہمارا کیا
روٹھ کے کہتے ہو چلے دیر سے
حضرت ناسخ نے یہ کیسا کیا

قصۂ دردِ تنہائی کو مرے پاک کیا
دامن ضبط کو رسوائی نے وہ چاک کیا

ولہ

رات کو اغیار بزم یار مین جلتے رہے
جو دم سرد اپنا تھا یک آگ کا پرکالہ تھا

ولہ

حریف نالہ سوزان نہین خس خانہ کیا
بنے گا برق و شرر سے اب آشیان اپنا

ولہ

ادہر حور دش کے گھر مین ہوا سیت گیری گذر
نسّاخ مین بھی حضرت ادریس ہو گیا

ولہ

سایہ کی طرح ساتھہ ہی دن رات صبح و شام
گویا رقیب یار کا ہمزاد ہو گیا

ولہ

پھر گیا در پہ سے میرے ہائے وہ نازک مزاج
کب تحمل اوسکو ہو شور مبارکباد کا

ولہ

ہوئے بزم اعدا مین وہ بیحجاب
دھرے سینے پر ہاتھہ رکھکر کہا
کرشمہ ہی یہ بادۂ ناب کا
یہ دل ہی کہ معدن ہی سیماب کا

ولہ

تم چہپانکو چاک پردے سے دشمن کو اوپہان
چلمن کیطرح چاک ہو دامن نگاہ کا

ولہ

تیلا سیتے تیلا سیتے شرمانے لگے کیون
ہجر کونسا وہ ظلم کہ سہنا نہوا تہا

ولہ

بات اسلام کی اب تو نہین اسمین کوئی
ہاے نسّاخ کو کیون اونے مسلمان سمجھا

ولہ

مگر کہتا تہا میرے قتل کا وہ مشورہ شب کو
عدو سے بات کرتے ہین جو میرا نام لیتا تہا

ولہ

وہ ہون نسّاخ اور دنیا ہو
میرا کیا ہین ہوا ہوا نہوا

ولہ

صرصر کی کیا مجال کہ رکھے وہان قدم
لرزان ہی پاؤن کو بھی جہین انکے نسیم کا

ولہ

کیون ہو دین نہ غبار مرے قتل کے درپے
جو دوست ہی اونکا وہی دشمن ہی ہمارا

ولہ

میری صورت فگر گیسو مین ہوا الجھن یار کو
اے جنون مژدہ کہ اب اوسکو بھی سودا ہو گیا

ولہ

بیکسی نزع مین وہ ذکر تے ہون کہین
مین نے کہین شوق شہادت کی وہ تقریرین تیز
قتل کر کے نئے انداز کا سوگ اوسنے رکھا
مشورہ قتل کا کرتے ہین وہ دشمن سے مگر

کسلیے صورت خم دل کو مرے جوش ہوا
تشنگی مین لب شمشیر بھی خاموش ہوا
سرمے سے دیدۂ دلدار سیہ پوش ہوا
ورنہ کیون خون گلو کو مرے یک جوش ہوا

ولہ

لینے لگے جو وصل مین بوسے وہ بول اوٹھے
اللہ کیا کرون یہ مری جان کہا گیا

ولہ

خاموش سنکے ہوگئے سر کو جھکا لیا
گویا جواب ہی نہین میرے سوال کا

ولہ

نہ جاتی مری جان یون رایگان
یہ آنا تمھارا بلا ہو گیا

ولہ

وہ آتے آتے رہگئے دشمن کی بزم مین
پھر ہے شراب یاس سے دامن امید کا

ولہ

راز شب وصال کہا اوس سے چھیڑ کر
دشمن کو مین نے اور بھی دشمن بنا دیا

ولہ

فسلاخ مری جان نکلنے لگے جب دم
ارمان بھی ساتھ اوسکے نکلتے تو اچھا

ولہ

نالہ دل مرے کیا کام آیا
خانۂ غیر سے وہ گھر کو گئے

وہ کبھی شب نہ سر بام آیا
ورنہ کیون دل کو اب آرام آیا

ولہ

تدبیرین تو ہم لاکھون ہی کرنے مین وصلے غیر
سلکے کسطرح اوسسے جدا ہو نہین سکتا

دیکھیے ہین جان سے ہمنے جو اقرار کیا ہو
ہو آپ کا وعدہ کہ وفا ہو نہین سکتا

آسانی ہے تو روح عدو کو جو کرے قبض
آشنا بھی مگر تجھسے قضا ہو نہین سکتا

ازبس ہے مجھے شوق ہم آغوشی جانان
مجھسے ادب شرم و حیا ہو نہین سکتا

کیونکر ہو جدا آپکا سینہ تو نہین ہے
یہ داغ ہے جو سینے سے جدا ہو نہین سکتا

کیا آئین عیادت کو وہ ہین سنگدل ایسے
بیمار و نیہہ بھی رحم ذرا ہو نہین سکتا

پتھر ہے جو ہو جاے تو ہو جاے لیکن
اونپر اثر آہ و بکا ہو نہین سکتا

قربانیے فرماییے بہر خاطر اغیار
ہین بھی سخن نسخ سے کیا ہو نہین سکتا

عشاق مین لاکھ اپنی خدائی وہ جتاے
ناسخ جو بت ہے وہ خدا ہو نہین سکتا

نادان سے مٹے صور کا وہم بتا ہو اہی
ناسخ کبھی حشر بپا ہو نہین سکتا

بوسے کا نام منہ سے مرے سنتے ہی وہ رنج
جھنجلا کے بولے پھر تو کہو سنئے کیا کہا

ولہ

قصد کعبہ تھا دیر مین لاے
خضر کا گمرہی نے کام کیا

ولہ

نہین سنتا وہ بت خدا کی بھی
میرے غم کا بیان ہے گو یا

ولہ

تصور ہی تیرا ایلا ہو گیا
کہ دل مین مرے آبلا ہو گیا

ولہ

مجھسے چھپا نہین ہے کوئی حال رات کا
روزن ہر ایک در کا ترے دیدہ در ہوا

ولہ

راز اغیار جو نہین کھلتا
یہ بھی عقدہ ہے میری مشکل کا

ولہ

مین ہون گشتہ استاد دبستان جنون ایسا
کہ قیس و کوہکن آ کے لیتے ہین قدم میرا

ولہ

اوسکے اثر کا رات جو انکو گمان ہوا ۔ نالہ خوشی سے پھول کے اک آسمان ہوا

ولہ

سیر کو وہ آنے کہ تھے بکھر گئے جو راہ سے ۔ باغ مین برگ شجر ہر ایک کف افسوس تھا

ولہ

یقین ہو دام مین ملنے بت مشکل پسند آیا ۔ اگر اوسکو کسی صورت سے میرا دل پسند آیا

ولہ

وہ نہ آئینگے جو انکو بھی ہون ۔ آج کا وعدہ اگر یاد آیا
رو گے جاتے ہین وہ کیون منس منسکے ۔ میرے نالون کا اثر یاد آیا

ولہ

یار نے نسلخ اوسنے کہدیا ہو نشہ مین ۔ ورنہ راز وصل دشمن پر عیان کیونکر ہوا

ولہ

اونکے دل مین ہوا مقام مرا ۔ کعبہ و دیر کو سلام مرا
لو تو ہمکو اب سلام مرا ۔ کام ہوتا ہے یان تمام مرا
نہین پہچانتے یہ سمجھین لوگ ۔ اسلیے پوچھتے ہین نام مرا
مین وہ مہمان آج گھر مین مرے ۔ عرش سے ہو بلند بام مرا
قاصد و نامہ بر ہین سب دشمن ۔ کون لیجائیگا پیام مرا

اتنی رسوائیون پہ اے کشتاخ
نہین معلوم اون کو نام مرا

بزم عدو مین رات جو وہ بیحجاب تھا ۔ کیسا ہمارے جان پہ صدمہ عذاب تھا
تھا وہ جو چشم یار مین آیا دسکدہ ۔ لیکن جو مدرسہ تھا نہایت خراب تھا
بھیجا عدو کو اوسنے مرے قتل کے لیے ۔ اللہ کیا ہی میرے خط کا جواب تھا
نازان تھو رقیب مری بات یاد رکھ ۔ وصل صنم سے مین بھی کبھی کامیاب تھا

دیکھا جو حال ظرف کا سیسے ہوئے خجل
نسّاخ دختِ رز کو عبث احتساب تھا

ولہ

روح افزا جو خندہ ہو گل کا
تو ہو جانکاہ نالۂ بلبل کا

ولہ

گھر لیتے ہیں لے آیا اوسے بزمِ عدو سے
دشمن کو یقین آئیگا اب روزِ جزا کا

ولہ

قاصد سے اوا وصل کا پیغام نہوگا
ہم آپ نہ جائینگے تو یہ کام نہوگا

ہوں بند اگر شوقِ اسیری کی ہوا میں
آباد جہان قفس و دام نہوگا

ولہ

آکے مری نعش پہ رو دئے بخت
کہتے ہیں نسّاخ کو کیا ہوگیا

ردیف با

نالوں نے ایسی دھوم مچائی تمام شب
بیدار تھی تمام خدائی تمام شب

اوسنے زبان زبان سے لڑائی تمام شب
تھی صلح میں مزے کی لڑائی تمام شب

تھا انتظار مجھکو زبس اوس ملیح کا
آنکھوں میں میرے نیند نہ آئی تمام شب

نالوں سے آسمانکو اوٹھایا تھا سر پہ یاں
وان وہ تھے گرم نغمہ سرائی تمام شب

رکھنے دیا نہ رات کو موقع سے ہاتھ بھی
تھی وصل میں بھی مجھکو جدائی تمام شب

عیار وہ ہیں زانو پہ سے چڑھے نہ رات
کیا کیا نہ میں نے بات بنائی تمام شب

وہ میرے خواب میں بھی تو آتے نہیں بھلا
پھر کیوں عدو کو نیند نہ آئی تمام شب

مطلب یہ تھا کہ وصل میں اوٹھے لطیفِ وصل
تھے وہ جو گرم جوش ربائی تمام شب

جاگا کیا میں تا بسحر انتظار میں
کیا سو گئی کہ موت نہ آئی تمام شب

نسّاخ کیا ہو طالعِ بیدار ہی کا نام
اونکے بھی ساتھ نیند نہ آئی تمام شب

وہ ضعف ہے کہ جان بھی مجھکو گران ہے اب
کیسے تو ناز اوٹھانے کی طاقت کہان ہے اب

پھر خاک اوڑا رہے ہیں ہم انکی تلاش مین
پھر سر پہ اپنے ایک نیا آسمان ہے اب

جانتے ہی تیرے راز نہانِ شبِ وصال
جو دل سے ہم چھپاتے تھے سب پر عیان ہے اب

ہجران نے کر دیا ہے مجھے وہ نحیف زار
لیکن خیالِ وصل بھی اس پر گران ہے اب

پیوندِ خاک بھی کہین ہو جائے یا خدا
میری بغل مین دل نہین اک آسمان ہے اب

بیمار کا ترے ہے برا حال کب کہین
فریاد و آہ و نالہ نہ شور و فغان ہے اب

نساخ اونکے سامنے چپ لگ گئی ہے کیون
بتلایئے وہ سحر بیانی کہان ہے اب

وہ کیا بدل سکے کہ زمانہ بدل گیا
نساخ وہ زمین ہے نہ وہ آسمان ہے اب

ہو کے رخصت ہو گئے مجھسے وہ گھر آخرِ شب
اک قیامت تھی کہ آئی مرے سر آخرِ شب

کیفیت وصل مین دکھلاتا تھا کیا کیا مجھکو
نشہ کا آنکھون مین تیری وہ اثر آخرِ شب

تھا جو نساخ یہی وقتِ وداعِ جانان
روز پیدا ہی ہوا دردِ جگر آخرِ شب

آنکھین تیرے ہین جو اشاراتِ دلفریب
جنبش مین بھی لبونکی ہے اک بات دلفریب

ہر بات تیری دلنشین ہے جان کو عزیز
جچتی جو دل پسند ہے تو ہے لات دلفریب

نساخ کیجئے یار کے کس عضو کی صفت
سینہ جو دلربا ہے تو ہے گات دلفریب

عہد مین اوس بتِ ترسا کے ہے یہ اوجِ شراب
چشمِ زاہد مین بھی ہے جلوہ نما موجِ شراب

ردیف تا

لگے اوٹھکر بغل سے وہ جو گھر رات
بنا پہلو مین دل اک نیشتر رات

تڑپتے کیا حسینہ کا کل سے تا صبح
وہ تجھ سے رہ سکے اے جان مختصر رات

بلا ہجران مین دونون جان کو ہین
ستمگر دن ہے تو ہے فتنہ گر رات

ہمارے نالون مین افسوس افسوس ۔ نہ کچھ تاثیر دن کو نے اثر رات
اسی کا طالع بیدار ہو نام ۔ وہ میرے گھر مین آئے ہو کر رات
کہون اس سوت کو مرگ ہمایون ۔ وہ دوڑے آئے میری نعش پر رات
گزر دنکا نہین ہو گھر مین میرے ۔ یہان ہجران مین ہو آٹھون پہر رات
نسیبے بد طالعی تعجب ناسخ ۔ وہ آئے بے بلائے میرے گھر رات

سنا اول سے آخر تک مرا حال
وہ اے ناسخ آئے راہ پر رات

سوتے رہے وہ تو بے خبر رات ۔ کی جاگ کے مین نے بھی سحر رات
اب ہجر مین دن گزارتے ہین ۔ یا وصل مین کاٹتے تھے ہر رات
جینے کی بھلا ہو کون صورت ۔ گر ہجر بھی دن بھی ہو گر رات
گہ غنچہ کا دھیان گہ فلک کا ۔ کیا کیا تھا عذاب جان پر رات

ناسخ رقیب نے قضا کی
نالون نے کیا ہے کیا اثر رات

یہی کھینچیگا ناتوانی کی صورت ۔ ذرا دیکھو ناسخ مانی کی صورت
ہو لاکھون ہی درجے تو مرگ اس سے بہتر ۔ یہی ہو اگر زندگانی کی صورت

ولہ

واعظ سے کیا سنون مین بھلا گفتگوے دشت ۔ محشر کہین ہو جلد کہ ہون روبروے دوست

ولہ

در دلم عشق راه کرد و گذشت ۔ رخنه در خانقاه کرد و گذشت

ولہ

ہون شمع مین اسوقت بھی جنبش نہو [illegible] ۔ ہو مجھکو اگر تو لب جانان کی شکایت

ملنے مین نال نہو ناسخ یقین ہو
اوس بت کو نہو گر مرے ایمان کی شکایت

ردیف ثا

ہاے پیدا ہوا شاید کہ کوئی اور رقیب / ورنہ کیون دل مین نیا درد اوٹھا کیا باعث

ولہ

اوسے خوف تاثیر افغان عبث / عدو ہو گیا دشمن جان عبث

وہ سیر کو بھی گھر سے نکلتے نہین / ہین یہ جلوہ ہاے بہاران عبث

نہین سنتے گل نالۂ عندلیب / دل زار فریاد و افغان عبث

ہو گیا لطف تنہائی کی زیست کا / پیا خضر نے آب حیوان عبث

کسی گریہ بے اثر کا خیال / اوٹھایا ہی آنکھون نے طوفان عبث

مرا درد ایک لا دوا درد ہی / عزیزونکو ہی فکر درمان عبث

اوسے یاد رہتا ہی وعدہ کوئی / ہی ناسخ عشرت کا سامان عبث

ردیف جیم

ناسخ جذب شوق سے وعدہ مگر ہی آج / کیون ہر گھڑی نگاہ تری سوے در ہی آج

جانیکا اونکو قصد یہان سے مگر ہی آج / گردش بھرا آسمان کی برنگ گہر ہی آج

دشمن نظر مین یار کا کیون بام و در ہی آج / شاید رقیب تیرہ درونکا گذر ہی آج

ناسخ اونکے آنیکی شاید خبر ہی آج / رشک بہار رونق دیوار و در ہی آج

شاید کہ مشق تیغ زنی کر رہے ہین وہ / کیون دوش پہ وبال مجھے اپنا سر ہی آج

پوچھو نہ مجھسے کوچۂ گیسو کا حال وان / سودا زدہ کوئی کوئی آشفتہ سر ہی آج

اوس رشک گل کو سیر چمن کا ہی قصد کیا / چشم ہزار فرش سر رہگذر ہی آج

اونکی نگاہ سے کہین دشمن گرا نہو / کیون خود بخود دماغ مرا عرش پر ہی آج

ہشیار ہی تو ایک تری چشم مست ہی / ورنہ جو تیری بزم مین ہی بیخبر ہی آج

چہرہ خوشی سے سرخ ہے قاتل کا دیکھنا — عشاق کے جو خون پہ باندھی کمر ہے آج
وہ دیکھتے ہیں میری طرف عین مہر سے — ہر آہ اپنی مردم چشم اثر ہے آج
زانو پہ کیوں رکھے ہوئے ہے سر کو یا جلد — مایوس میری زیست سے کیا چارہ گر ہے آج

نساخ کسکی پھرتی ہے تقدیر دیکھیے — پھر دور چشم یار بہ رنگ دگر ہے آج

اللہ ایسے ضعف میں نکلے گی جان کیا — نہ لیجئے جو سانس اتنی بھی طاقت نہیں ہے آج

ردیف جیم فارسی

جان نکلے گی یوں ہی اپنی خنجر کو نکال — کچھ تکلف سے نہ لے کام تو شمشیر نہ کھینچ
دم نکلجانے دے ہو لینے دے مجھکو ٹھنڈا — ای ستم پیشہ ابھی سینے سے تو تیر نہ کھینچ
دیکھنا ہی نہیں منظور رہا اونکو تو بس — ہیں نہ کھینچو اونکا مانی مری تصویر نہ کھینچ

ردیف خا

کسکو یارا ہے کہ دے اونکو پیام نساخ — گالیاں کھائے اگر لے کوئی نام نساخ
روس سے افلاک کو رفعت میں بھلا کیا نسبت — سنگ در اونکا جو ہے ہے وہی بام نساخ
رخ و گیسو کو ترے اور بھلا کیا کہیے — صبح نساخ ہے یہ ہے تو وہ ہے شام نساخ
نام دشمن کے شنا سن کے ہیں سارے مضمون — اونکو کیا خاک پسند آئے کلام نساخ
آستان پر ترے سینے کو جو پائی ہے جگہہ — عرش اعلی سے بھی ارفع ہے مقام نساخ
ہو یقین ہو دے تمنا سے دل اوسکا خالی — جب تئی وصل سے لبریز ہو جام نساخ

ردیف دال

مجھکو جتنا ہے ترا جلوۂ رخسار پسند — تجھکو اتنی ہی ہے مری حسرت دیدار پسند
لطف کو اوسکے جو کرنے لگے اغیار پسند — ضد یہ ہے ہمکو کریں گے ستم یار پسند

بوسہ ہای لب شیرین جو ہین اغیار پسند
گالیان ہی تری ہم کرتے ہین ناچار پسند +

دل پہ آنکھ اونکی ہو اور دانت ہو میرا اوپر
وہ ہین دیوانہ پسند اور ہین ہشیار پسند

اونکا جی سیر و تماشے مین کہان لگتا ہی
وہ تو یوسف نہین کیون انکو ہو بازار پسند

ہی غرض یہ سے مرے اونکو مجھے اونسے غرض
وہ تو ہین سادہ پسند اور ہین پرکار پسند

ہمزہ شوریدہ ان وان ہی غضب کیفیت
مدرسے سے ہی سوا خانۂ خمار پسند

ایسے ہنگامے ہین کیا پھر گئے نظر دیکھین گے
سچ جو پوچھو تو نہین حشر ہین دیدار پسند

نہین فریاد عدو حیس سے کہ دگھبرا سے
بے اثر نالے وہ اپنے ہین کہ ہون یار پسند

دم لے بھاگی ہی مجھے صحبت دل اصنام
دی ہی اللہ نے وہ خاطر دشوار پسند

یاد ایام کہ دیتے تھے صلے مین گو سے
اپنی تعریف ہین کرتے تھے جو شعرا پسند

اردو گویان ہین پسند اپنے مین شعر مومن
فارسی گویون ہین ملکی کے ہین شعرا پسند

جیسے گستاخ جو آتے ہین گا سے گاہے
ہی شب ماہ سے بھی مجھکو شب تار پسند

وہ سخن فہم ہین تو ہین ہون سخن گو گستاخ
کیا عجب اونکو جو آئے مری گفتار پسند

ردیف را

اوسنا تو بدگمان ہنو گا جہان بیت
کیا کیا ہین وہم روزن دیوار دیکھکر

ہونٹ اوسکے منہ ہین باقی حیرانی ہی آج
کل آپ آئے تھے جیسے بیمار دیکھکر

لڑ و انکا نہین ہی ارادہ تو دیکھنا
دیکھو نہ مجھکو جانب اغیار دیکھکر

سید ہم سا تھا پڑا ہوا اقتل مین یا ہین بھی
جان آئی جان مین تری تلوار دیکھکر

گھر مین نہین ہی یا یہ کہ خلوت عدو سے ہی
کیون مضطرب ہی دل در و دیوار دیکھکر

بیمار کا ترسے ہو بھلا خاک اب علاج
ڈرنے لگے طبیب بھی آزار دیکھکر

بس نامہ و پیام کا سب حال کہدیا
لرزان ہون نامہ بر کی رفتار دیکھکر

غصے مین وہ پھر سے ہوئے آتے تو نشتر سے
رحم آگیا ہی حال دل زار دیکھکر

بیداد گر نہوسے ہنوسے جفا شعار — بھینچینگے دل کو لیک حسد یار دیکھکر

ولہ

عشق کا حال سناؤن کیونکر — اونکو تنہا کہین پاؤن کیونکر
آپ برسون سے تو آتے ہی نہین — کیسے مین آپ ہین آؤن کیونکر
اب کہان آہ شرر دم مین اثر — خانۂ غیر جلاؤن کیونکر
غیر کے نقش قدم رہزن ہین — کوچۂ یار مین جاؤن کیونکر

وہ کسی کی نہین سنتے ناسخ
بگڑی بات اپنی بناؤن کیونکر

گالیان دیتے جو مین دیتا بوسہ کا شوق سے — وصل کی شب مہر کر دینگے دہان یار پر

ولہ

لب جان بخش کا اعجاز یہی ہے شاید — بھاگتے ہو جو مریضون سے مسیحا ہوکر

ولہ

قصہ مرا تھوڑا سا کہا جائے تو چلیے — ہو روز قیامت جو شب غم کی برابر

ولہ

شب وصل اونکے شرمانیکا عالم یاد آیا ہے — بھلا بیٹھے ہوا ای ناسخ تم کیون ہنسکر

ولہ

افسوس کہ وہ جاتے ہین اور مین نہین مرتا — مرنا مری قسمت مین ہے لکھا کوئی دن اور
اصرار کیا اونکو جو رکنے کے آنے پہ بولے — ہم آج نہین جائینگے اچھا کوئی دن اور

ولہ

تدبیر مین مرہم کے جو مصروف ہے جراح — یہ دیکھیے زخم سلینے ہوسے خندہ زنان اور

ولہ

دل اغیار جو ٹھنڈا ہوا کس حجاب سے — دم سوز ہے کیا نالۂ شرر افگن ہوکر

حال اپنا بہت ابتر ہے بگڑا ای ناسخ

مانگتا ہی جو دعا غیر بھی دشمن ہوکر

ردیف زاے

رکھتے ہین اوس بت کو ہم جان سے عزیز
جان کیسی دین و ایمان سے عزیز

جوش وحشت مین ہم اک دست جنون
چاک کو رکھتے ہین دامان سے عزیز

میرے حق مین یار کی جھوٹی شراب
ساقیا ہی آب حیوان سے عزیز

مجھکو وہ شوق شہادت ہی کہ ہی
تیغ کا ڈورا رگ جان سے عزیز

وہ کبھی عاشق نہین ہی بوالہوس
جان کو رکھے جو جانان سے عزیز

ہون مین اے ناسخ ایسا زخم دوست
درد کو رکھتا ہون درمان سے عزیز

چلنے دے نہ اوٹھا حالت بیماری مین
میرے پاؤن مین نہین طاقت رفتار ہنوز

ردیف سین

جا کے بیٹھین بھی اگر بزم مین ہم یار کے پاس
ہی یقین اوٹھ کے وہ جا بیٹھین گے اغیار کے پاس

یہ عیادت تو نہین آتے ہو جان لینے کو
کہ خبر جان نہین اب ہم آپکے بیمار کے پاس

مردے جی اوٹھتے ہین تو زندے مرے جاتے ہین
معجزہ ہی یہ نیا آپ کی رفتار کے پاس

فصل گل مین بھی نہ صیاد جفا پیشہ نے
پھول رکھے قفس مرغ گرفتار کے پاس

کیا دم مرگ وہ آئینگے کہ ایسا ہی وہ ہم
کہ عیادت کو بھی جاتے نہین بیمار کے پاس

سر بیمار نہین ہی کہ اوٹھایا ہی نجاے
یہ تو دشمن ہی کہ بیٹھا ہی مرے یار کے پاس

ضد یہ ہی مجھسے کہ ناسخ گرا دی آخر
بیٹھتے تھے کبھی جا جا کے جو دیوار کے پاس

دل کا تڑا ہو کیسلیے چھیڑا عدو کا ذکر	جھنجھلا کے عین وصل مین اوسنے کہا کہ بس

ولہ

یان جو کہنے کو کہون تو کہتے ہین منہ پھیر کر	شمع بھی اوٹھ کر کہین جاتی ہے پروانے کے پاس

ردیف شین

نہین آہ و فغان کی آزمایش	ہے منظور آسمان کی آزمایش
اوسے ہر طرح سے چھیڑون شب وصل	کرون اوسکے دہان کی آزمایش
ہے حسین محفل خوبان مین جائین	کرین اہل بدگمان کی آزمایش
ذرا سینے پہ اوسکے ہاتھ رکھو	کرو سوز نہان کی آزمایش
وہ کہتے ہین کہ کیجے وصف بوسہ	یہ ہے میری زبان کی آزمایش
عدو فربہ ہین اونپہ تیغ کھینچو	بھلا کیا ناتوان کی آزمایش
اوسے منظور قتل عاشقان ہے	نہین تیر و سنان کی آزمایش
کہینگے مختصر حال شب وصل	کرینگے رازدان کی آزمایش
غرض مرنے سے بس نساخ سو ہے	لب معجز بیان کی آزمایش

ردیف طا

پیدا کیا ہے جب سے کہ اہل جفا سے ربط	ہے یہ عجیب کہ دلکو ہے اپنے وفا سے ربط

ردیف ظا

وصل مین شب اوٹھ گیا ایسا لحاظ	اونکو میرا نہ مجھے اونکا لحاظ

کوئی رسوا ہو تو ہو کیا تجھے
بیچ میں کیا راز پنہان کا لحاظ

نقشہ ہی کھل کھیلے ترے شہر میں
شرم تیکشی اونکو اور کس کا لحاظ

میرے آگے بیٹھے بیان دشمن کا نام
کچھ نہیں اونکو گر ہوا ہوتا لحاظ

بیچ میں کیا آ گئے ناصح و
پاس رکھا کیجیے کس کا لحاظ

ردیف عین

صادق وہی ہے عشق میں جسکے مزار پر
بلبل چڑھائے پھول تو پروانہ لائے شمع

ولہ

جلیگی یون ہی اگر آج تا تو ائی شمع
تو ہوگی تا بسحر ختم زندگانی شمع

جلے وہ آپ بھی جو دوسرے کے دلکو جلائے
کہا یہ رات کو پروانے نے زبانی شمع

ردیف غین

جلتا رہونگا تا بقیامت اسیطرح
مرنے پہ قبر پر نہ چڑھائے اگر چراغ

ای شمع رو تجھے نہیں پروا وگرنہ تو
جلتا ہے میرے حال پہ یان رات بھر چراغ

اونکی غرض یہی ہے کہ جلتا رہون مدام
لایا جواب خط کی عوض نامہ بر چراغ

جلتی ہے روز رات کو یان انتظار مین
گویا کہ بنگئی ہے مری چشم تر چراغ

ولہ

یہ سوزش اور یہ جلن اوسکو کہان نصیب
انصاف کیجیے تو کہان دل کہان چراغ

ردیف فا

موسم گل ہین چلا مین ہو گلستان کی طرف
ہاتھ وحشت نے بڑھائے ہے دامان کی طرف

نظر آتا ہے مجھے نقش قدم دشمن کا
جاؤن کیا خاک بھلا کوچۂ جانان کی طرف

وصل مین چھیڑ ہے اونکو تو بڑھاتے ہین ہاتھ
گاہ دامان کی طرف گاہ گریبان کی طرف

ہون وہ دیوانہ کہ کانٹے ہون قدم بوس تمام
جاؤ نہین جوش جنون مین جو بیابان کی طرف

تیرگی چھائے وہ چہرے پہ کہ ہو جائے سیاہ
آفتاب آئے جو میری شب ہجران کی طرف

یا خدا وہ مجھے سمجھے ہین مگر دیوانہ
دیکھتے ہین جو مجھے دیکھ کے زندان کی طرف

شب ہجران ہی مین آتے ہوئے گھبراتی ہے
آئے کیا وصل کی شب کلبۂ احزان کی طرف

دلمین آتا ہے جو کچھ لب پہ نہین لا سکتا
دیکھتا ہون مین تیرے لب خندان کی طرف

ہجر مین قصد یہ تھا جاؤن سوے ملک عدم
گم ہی لائی مجھے چشمۂ حیوان کی طرف

نے جگے تاب و توان اب وہ نظر رکھتے ہین
گہ مری جان کی طرف گہ مرے ایمان کی طرف

دیکھو نساخ کہ فتنہ نہ اوٹھانا کوئی
جا بیٹھیو جاتے تو ہو کوچۂ جانان کی طرف

ردیف کاف

ابھی تو آب گریہ تھا کمر تک
ابھی پہونچا الٰہی سر سے اوپر تک

خدا جانے کہ کیا اونکو گمان ہے
نہین دیتے وہ اپنی کچھ خبر تک

یہ بیماری دل کا ہی حال بگڑا
ادھر جاتا ہے ہوش چارہ گر تک

مرے زخموں کا ہے وہ حال ابتر
کہ خون روتی ہے چشم بخیہ گر تک

کبھی جو حشر سا برپا ہوا تھا
نہین آئے نکلکر اب وہ در تک

شب ہجر انکی تاریکی کے ڈر سے
نہ آیا یان بھی اونکا سحر تک

اگر ہو امتحان تیغ منظور
تو بسم اللہ یان حاضر ہے سر تک

نہ پوچھو آشیانہ کا مرے حال
جلاتے نالۂ سوزان نے پر تک

شب ہجران ہے وہ پرہول اپنی
کہ چپ ہے خوف سے مرغ سحر تک

کیا ہے ذوق پامالی نے مجبور
کوئی پہونچا دو اونکے رہگذر تک

یقین ہے حشر ہووے دشمنوں کو
قدم رنجہ کرو جو میرے گھر تک

نہ ہم در از وان کی کیا شکایت
ہوا ہے دشمن اپنا نامہ بر تک

تپ ہجران میں ہے وہ ضعف نساخ
کہ اوٹھہ سکتی نہیں اپنی نظر تک

ردیف لام

لاکھ حیلے کرو پر اونکا ہے آنا مشکل
وہ سمجھ جاتے ہیں کیسا ہو بہانا مشکل

یا الٰہی ہو ملاقات کی صورت کیونکر
اونکا دشوار ہے آنا مرا جانا مشکل

ضعف نے ہجر میں اس حال کو پہونچایا ہے
زیست سے بھی تو ہوا ہاتھ اوٹھانا مشکل

اقربا جان گئے اونکی ملاقات ہو کیا
اونکو تو ہو گیا آواز سنانا مشکل

وہ جو آجائیں تو آسان ہے دشوار نہیں
سب سمجھتے ہیں کہ ہے آپ میں آنا مشکل

قید وان وہ ہے کہ تقدیری تو ہے گیا اسل بھلا
نامہ بر باد صبا کا بھی ہے جانا مشکل

دل ہے مٹھی میں مرا کھول تو دو دیکھ تو لو
تم یہ سمجھے تھے کہ اسکا ہے بتانا مشکل

وان کا جانا تو ہے اک امر محال نساخ
ضعف سے مجھکو ہوا آپ میں آنا مشکل

ڈاک پر اپنی وہ تصویر نہ یون بھجوائے
اونکو نساخ نہیں گرمی تسکین کا خیال

ردیف میم

تنگ ہم آگئے ہیں جور بت بیوفا سے ہم
جی میں ہے اب لگائیں گے دل کو خدا سے ہم

اپنے لیے جو یہ جیسے معراج ہے یہی
پہونچے ہیں بام پر یہ بخت رسا سے ہم

اونکا تو بیوفائی سے بھرتا نہیں ہے جی
گھبرا گئے ہیں کیسے اپنی وفا سے ہم

آتی ہے بو کسے یار سے جیسے روز صبحدم
آتا ہے رشک اونجھتے ہیں باد صبا سے ہم

کہتے ہیں تمسے ورنہ قیامت ہی کیوں نہو
پنہان رکھیں گے راز دل اونکو خدا سے ہم

ہے فکر وصل یار نہ مرگ عدو کا دھیان
آسودہ ہوگئے دل بے مدعا سے ہم

بیباک شوخیوں سے کیا تھا تو وصل میں
شرمندہ ہوگئے یہ تمہاری حیا سے ہم

احسان ضعف ہے کہ اونہیں کچھ خبر نہیں
مثل گرہ لپٹ گئے بند قبا سے ہم

کیوں شکوہ سے کو جائیں نہ کیسے کو چھوڑ کر
رکھتے ہیں اک عداوت قلبی ریا سے ہم

ملتے نہیں تو نہ ملو اب غرض نہیں
اک عمر مانگ لیتے ہیں دیکھو خدا سے ہم

وہ آئیں یا کہ موت ہی آجائے ہجر میں
ناسخ مانگتے ہیں یہی تو خدا سے ہم

صبر کرتے ہجر جانان میں
ہوتے گر اپنے اختیار میں ہم

سخت جانی کا ہو برا ناسخ
نہ مرے ہائے ہجر یار میں ہم

ولہ

پڑتی ہے جا بجا ہر کی طرف آنکھ وصل میں
شوخی سکھا رہے ہیں تمہاری حیا کو ہم

جبتک ہے بوسہ لب جان بخش کا خیال
پاس اپنے آنے دیتے ہیں کوئی قضا کو ہم

کرتے ہیں چاک سینہ و دل دیکھ دیکھکر
دست عدو میں یار کے بند قبا کو ہم

ولہ

ظاہر تو کی سنگدلی اب ہوئی ہمیں
مدت کے بعد چونکے ہیں خواب گراں سے ہم

ڈرتے ہیں قصر یار کو بھی دیکھ دیکھکر
گھبرا گئے ہیں وہ ستم آسمان سے ہم

ولہ

اسطرح ملتے ہیں خوبوں سے کہ اونکو ہو خیال
اپنے سینے میں دل بے مدعا رکھتے ہیں

ردیف نون

گزرتا ہون جو مین کوے ستا نہین / کھٹکتا ہون نگاہ پاسبان مین

عدو جل جلکے ہو جاتے ہین ٹھنڈے / کہ ایک ایک برق ہے مری فغان مین

نہین معشوق اگر عالم مین تجھسا / تو مجھسا بھی نہین عاشق جہان مین

نہ منتے سنکے بزم غیر مین وہ / نہوتا کاش اثر اپنی فغان مین

اثر دل کچھ نہو یان جل بجھے دل / لگا دو آگ اس سوز نہان مین

ادھر کیون ہو نگاہ تیز اپنی برق / دھرا ہے کیا ہمارے آشیان مین

اسی سے زندہ سمجھے ہے مجھے خلق / اثر ہے آب حیوان کا فغان مین

وہ جو کہتے ہین کہتا ہون ہی مین / زبان یار ہے گویا دہان مین

کہے نساخ نے وہ شعر اردو
کہ جنکی دھوم ہے ہندوستان مین

قابو مین شب وصل مین وہ آئے ہوئے ہین / منھ فق ہے لٹین بکھری ہین گھبرائے ہوئے ہین

آنکھون کو جھکائے ہوئے شرمائے ہوئے ہین / کچھ بات مرے دل کی مگر پائے ہوئے ہین

اونی یہ شگوفہ ہے مرے داغ جگر کا / جو پھول ہین گلزار مین مرجھائے ہوئے ہین

شاید دل عشاق سے پھر پیچ کرین گے / گیسو ترے رخسار پہ بل کھائے ہوئے ہین

آئے ہین عیادت کو بھی تو بیٹھے ہین خاموش / ایسا نہو سمجھے کوئی سمجھائے ہوئے ہین

گویا دل افسردۂ عشاق ہین ایجان / ہاتھون مین ترے پھول جو کمھلائے ہوئے ہین

ہنگامہ سا ہنگامہ جو ہے راہگذر مین / ہمسائے ہین شاید وہ کہین آئے ہوئے ہین

آجاؤ کہین جلد خدارا اگر دیر / ہم جان کو لب پر ابھی ٹھہرائے ہوئے ہین

گاہے ہے تسلی تو کیے دیتے ہین تسکین
ابتک دل نساخ کو بہلائے ہوئے ہین

سر ہمارا جو تو ہم سے گریبان مین نہین / ہاتھ دشمن کا مگر یار کے دامان مین نہین

بے سبب ربط مرے دست و گریبان مین نہین / ہاتھ اونکا تو پڑا غیر کے دامان مین نہین

سنگ ہوا آب مرے نالون سے یہ ہے عجب / کہ اثر کچھ بھی دل نازک جانان مین نہین

جاؤن کہان وحشت مین کیا چاک کرون وحشت مین
پاؤن نہین زور نہین تار گریبان مین نہین

بخت خفتہ ہو گر یار کے گھر مین کیونکر
ایک شب خواب کبھی چشم نگہبان مین نہین

ناوک افگن جو نکالی نہین ہے اپنی جان
آب حیوان تو ترے تیر کے پیکان مین نہین

وہ جو سنتے ہین شب و روز یہی کیا کم ہے
نہ سہی ہمدم ہون تاثیر اگر افغان مین نہین

ہے جو ہر طرح سے اے یار چھپانا منظور
اسلیے وصل کا مضمون مرے دیوان مین نہین

خانۂ غیر کو تو دیکھیے خاک اوڑتی ہے
اب بھی کہدیگا اثر نالۂ سوزان مین نہین

دست وحشت نے نئے رنگ نکالے اکی
مین گریبان مین وہ چاک کہ دامان مین نہین

خانۂ یار مین اغیار ہین شاید نساخ
آج کچھ لطف جو نظارۂ دیوان مین نہین

میری وفا کا حال کچھ اونپر نہان نہین
شاید ابھی سبب سے سر امتحان نہین

گر اشک و آہ کے مین ہی طور دیکھتا
کچھ ہم مین یہ زمین نہین یہ آسمان نہین

کہیے تو کس سے راز دل اپنا بیان کرون
جو ہے ہمارا ہے کوئی ہمراز دان نہین

کوچے سے تیرے کم نہین جنت و لے وہان
لب پر کسی کے نالہ و آہ و فغان نہین

رہتا ہے اسطرح کی توجہ سے فائدہ
کاشانۂ حبیب تو کچھ آسمان نہین

مخفی ہو سے نہان ہے تن زار کی طرح
افواہ ہے یہ جھوٹ کہ اوسکے دہان نہین

پچتا رہا ہون سنے دل ہی کی رسوا کیا مجھے
ہے کونسا وہ راز کہ سب پر عیان نہین

آئے نہ موت گو کف صیاد مین مری
لیکن حریف برق مرا آشیان نہین

مرنے کے بعد بھی ہون بھلا کیون عذاب مین
کچھ قبر مین تو سر پہ مرے آسمان نہین

افسوس اپنی شامت طالع کو کیا کہین
آئے وہ ایسے وقت کہ جب لب پہ جان نہین

خود آپ آکے دیکھ لو تاے مین کیا لکھون
وہ حال ہے کہ قابل شرح و بیان نہین

کہیے تو کچھ کہون مین یہ نامہربانیان
دشمن کے حال پر تم اگر مہربان نہین

لاتے نہین زبان پہ ہم دل سے راز عشق
لیکن ہمارے چہرے سے کیا کچھ عیان نہین

مین حرف شکوہ زبان پہ لاتا نہین ہون کچھ
وہ مجھکو جانتے ہین کہ مین بدگمان نہین

کہتے ہیں ونکو دیکھکے بازار عشق میں
گر مفت ہاتھ آئے تو چندان گران نہیں

کسنے کہا کہ یار نے مجھکو پلائی مے
کل شب سے اپنے ہوش میں جو رازدان نہیں

وہ شوخ اپنے وعدے پہ آجائے کیا عجب
نساخ آج دلکو وہ شایان نہیں

باتیں کچھ ایسی میں نے لکھیں اضطراب میں
شاید وہ آپ آئیں گے خط کے جواب میں

فرق آہی جائے یار کے شرم و حجاب میں
نساخ ہم نہ جائیں جو بزم شراب میں

خط کیوں دیا تھا دیکھکے اوسکو عتاب میں
جز نامہ بر کی جان پڑی ہے عذاب میں

کل قصہ کو رازوہ ان کا عجب حال ہو گیا
نام اونکا لیکے چونک پڑے ہم جو خواب میں

جب جان پہ بنی ہے تو پائی شب وصال
اے دل نہ کام بگڑے کہیں اضطراب میں

بے پردگی میں ہو وسے نہ حاصل عدو کو بھی
جو لطف مجھکو ملتے ہیں تیرے نقاب میں

تشبیہ دیجیے اوسکو رخ صاف یار سے
عیب تھا اگر نہ داغ رخ ماہتاب میں

کرتا نہ تو کرنا مرے دست ستم کا کبھی
پیغام بر کہیں جو وہ ہو ویں عتاب میں

تاثیر جذب شوق نہیں ہے تو کیا ہے یہ
تشریف گاہ گاہ جو لاتے ہیں خواب میں

حاصل نہیں ہے خضر کو آب حیات سے
پایا ہے جو مزہ تری تلخی شراب میں

کچھ ہو نہ خضر و وعدے سے بگڑ گئی
پاتے ہیں فرق آج بہت اضطراب میں

ہم بے ادب نہیں ہیں کہ نالوں کو سر کریں
پڑ جائیں جیسے سیکڑوں رخنے نقاب میں

ہستی پہ میری ہنسنے لگی ہستی شرر
ایام ہجر کو جو نہ رکھوں حساب میں

تھا نہ نہ اونکی زلف میں کرتا ہو واعدو
یاں میری جان ہے خود بخود اک پیچ و تاب میں

ہو لیں گے ہم نہ صبح شب وصل کی یہ بات
جاتا وہ جلد جلد تر اضطراب میں

نساخ ہے جو اپنے صریر قلم میں لطف
حاصل نہیں ہے بربط و چنگ و رباب میں

نساخ تمکو خبر ہے یہ ہو گیا ہے کیا
توبہ کا ذکر کرتے ہو عہد شباب میں

قربان جان و دل کروں اوس شہسوار کے
نساخ جبرئیل تھے جسکی رکاب میں

نہ چھوڑے فصل گل میں جسکا دل سیر گلستان میں
بھلا وہ خاک اوڑانے جائے صحرا و بیابان میں

تکبر ہو عبادت کا بڑا جو تجھکو اے زاہد
یہی بس ایک دھبا ہو ترے دامان ایمان میں

نہیں فرہاد جو بیکوہ سے سر پٹکے وہ نکو
نہیں مجنون کہ مجھکو چین آئیگا بیابان میں

کبھی شوخی سے اوسنے وصل میں جو ہاتھ الٹا تھا
رگ جان سے سوا تار ہو اپنے گریبان میں

فنا ہو دم ابھی گر وصل کا پیغام سن پاؤن
دل بیتاب کا یہ حال ایسا درد ہجران میں

شگوفہ ہے اوسی گل کا ہو ورنہ دوست تھا کل تک
کھٹکتا آج ہون کانٹے کی صورت چشم دربان میں

یہ قصہ ہو اگر زنجیر بھی پاؤن کی کٹ جائے
جنون میں اوس سے بھلانے کے دل نیا کو زندہ تھا

اوہر دیکھو کیا حال ہے تمہارے دامان کا
تجمل کیون ہو یہ ہے ہو غصہ کو کیون الٹا گریبان میں

نہ ہوتی بدگمانی میری جانب سے اگر اون کو
مقابل اپنے بٹھلاتے وہ مجھکو بزم خوبان میں

یہی کہتا ہوا فسلخ اوس کوچے میں جا بیٹھا ہر
الٰہی خواب کا ہووے گزر چشم نگہبان میں

مرا نہ درد و غم میں یہان ہم بسر کرین
ہر شب عدو کے ساتھ وہان وہ سحر کرین

ہم گشت اونکے کوچے میں یا رات بھر کرین
وہ اور گھر میں غیر کے یارب بسر کرین

کہتے ہیں وہ کہ سنگ جو پانی ہوا تو کیا
نالے وہ ہین جو دل میں ہمارے اثر کرین

ڈرتے ہیں وہ کہ جی نہ اوٹھون ولیٹ جاؤ
بھولے سے بھی نہ گور پہ میری گزر کرین

ٹھنڈا اول رقیب ہو اللہ رے اثر
ہم نالہ ہائے شعلہ فشان کو جو سر کرین

یہ خوف اشتہار ہے کہ اللہ کی پناہ
وادی سے اپنے غول و خضر بھی حذر کرین

کیونکر آپ میرے نالون کو سنتے نہیں بھلا
باتیں یہ کچھ عدو کی نہیں جو اثر کرین

فسلخ اونکو اب نہیں وہ بدگمانیان
ورنہ وہ اور آنے سے پہلے خبر کرین

وہ اور ہمارے گھر میں آئیں
قاصد ہم اور فریب کھائیں

وہ ہمکو جو اپنے گھر بلائیں
رکھکر قدم آسمان پہ جائیں

آتے نہیں وہ ہمارا نہ آئیں
جائیں وہ عدو کے گھر میں جائیں

شانے کی کرون مین تیری یان جو — لے اوسکی جو زلف کی بلائین
کیا جانے عجب وصال ہو جانے — مانگون جو وصال کی دعائین
ہم ایک نہ مانینگے شب وصل — باتین وہ ہزار ہی بنائین
مین غیر نہین عدو نہین ہون — کیون بزم سے مجھکو وہ اوٹھائین
راز شب وصل جس سے کھلجائے — بات ایسی زبان پہ نہ لائین
اتنے مین رقیب تیرہ باطن — دوزخ مین سمائین تو سمائین
مین اشک نہین ہون مردم چشم — دیکھون تو نظر سے وہ گرائین

آئی ہے لبون پہ جان نساخ
آنا ہے اگر تو جلد آئین

ہم تو شکر اسکا بھی نساخ ادا کرتے ہین — وہ رقیبون سے ہمارا جو گلا کرتے ہین
سینے پہ پاے حنائی کو رکھا کرتے ہین — سوزش دل کی وہ اسطرح دوا کرتے ہین
آب و دانہ ہے یہی میرے مقدر کا لکھا — اشک پی پی کے ہم ایجان جیا کرتے ہین
یار سے اور رقیبون سے مگر بگڑی ہے — روز گیسو جو سیہ شام بنا کرتے ہین
حال وہ ہجر مین اپنا ہے کہ کیا یار کا ذکر — اب عدو بھی مرے مرنیکی دعا کرتے ہین
حشر سے کسکو ڈراتا ہے یہان اے واعظ — ایسے ہنگامے تو نالون سے ہوا کرتے ہین
چشم خونریز نے صندل کو بنایا مقتل — لب جان بخش ترے جینے کیا کرتے ہین

شکوہ ہجر جو کرتے ہین شب وصلت مین
آپ ہی حضرت نساخ برا کرتے ہین

ہجر کی رات ہے اور مرنے کے آثار نہین — کیا کرین کس سے کہین موت مری یار نہین
اونکے وعدہ کا ہے انداز نرالا سب سے — کبھی اقرار نہین ہے کبھی انکار نہین
لطف کیسے نہین اوٹھایا ہے شب وصلت کا — کونسی بات ہے جو قابل اظہار نہین
مین خدا جانے کیا دلمین سمجھکر چپ ہون — وہ سمجھتے ہین مجھے طاقت گفتار نہین
تیرے انداز کو ایجان کوئی کیا سمجھے — دلمین غصہ نہین تو آنکھ مین بھی پیار نہین

پھر بھی ہر تیرے ایسی ہی قناعت مجھکو
کہ ابھی وصل بھی تیرا مجھے درکار نہین

صفت دشمن ہوئی ہی مانع دید جانان
دل دیدار طلب پہ کوئی دیوار نہین

یہ تو کچھ وصل نہین یار کا جو سہل نہو
سخت جانی مین بھی مرنا مجھے دشوار نہین

جستجو مین تری پھرتا ہون مرا سر ہر دم
ضعف سے پاؤن مین گو طاقت رفتار نہین

شوق ہی حسن فروشی و تماشائی کا
گھر مین بیٹھے وہ کیون اپنی یہ بازار نہین

مجھسے کیا کہتے ہین کہیے تو عدو سے کہیے
مین جفا کار نہین ہون ہین دل آزار نہین

دن پہ دن کسلیے نساخ گھلے جاتے ہو
تم تو بیمار نہین تمکو کچھ آزار نہین

کب مرے دلکو چین و تاب نہین
کب مری جان پہ عذاب نہین

اونکو پردہ ہی تو ہمین سے ہی
اور کسی سے اونہین حجاب نہین

میرے کوچے مین کیون ہی غیر مگر
وصل دلبر سے کامیاب نہین

آہ و افغان ہین بے اثر دونون
ورنہ کیون اونکو اضطراب نہین

باتین ہون دشمنان جاہل سے
اور مین قابل خطاب نہین

ہی یہی پر وہ ہی ظلم کرنے کا
مجھسے اونکو اگر عتاب نہین

نالہ کچھ کام کر رہا ہی مگر
کسلیے دلکو اضطراب نہین

پھر ہین کسلیے پیین نساخ
ہم سے مانا کہ اجتناب نہین

نہین شایان یہ تو سے نساخ
کہ یہ پیری ہی کچھ شباب نہین

مگر رہی ہی بھر کے لیے وہ کبھی جو آتے ہین
تو ایک عمر کا [illegible] سامان بھی پھر جاتے ہین

مگر ہی قصد کہ پوشیدہ مجھکو قتل کرین
وگرنہ کیون شب تاریک مین بلاتے ہین

غرض یہ ہی کہ مین اوٹھ جاؤن شرم کے مارے
وہ مجھکو بزم مین جو صدر مین بٹھاتے ہین

لگانے تیغ پہین تیغ اور اگر پوچھو
تو بیٹھکے سمجھتے ہین ہم الفت اپنا تے ہین

کسے بتاب کہ نام عدو سنون اونسے
کیون اونسے پوچھون کہ صبا کہان سے آتے ہین

نہین ہوتا تو نہین لیتے جو خاصہ ہی کا
تو کیون عبث وہ مجھے گالیان سناتے ہین

ہنسی سے کیون نفس سرد بھرتے ہین نساخ
شب وصال مین وہ کیون مجھے جلاتے ہین

تسخیر کا جو سرمہ ہے چشم سیاہ مین
تو تنفس کا اثر ہے مری بھی نگاہ مین
ہو جاتی آکے جان مری لب پہ اسطرح
ہوتا اگر ذرا بھی اثر میری آہ مین
کیون دیکھتے ہو میری طرف چشم غور سے
کیا اب بھی شبہہ ہے مرے حال تباہ مین
کسکی مجال ہے کہ دل اپنا بچا سکے
لاکھون ہی شوخیان ہین تری ہر نگاہ مین
بدتر رقیب سے بھی ہماری نظر مین ہے
اک ایک نقش پا ترے کوچے کی راہ مین
نساخ دیر مین نہین ملتی ہے گر جگہ
آؤ نہ پڑ رہین گے کسی خانقاہ مین
ٹھیرے جو قتلگاہ مین نساخ کے سوا
جیتا نہین ہے کوئی ہماری نگاہ مین

مجھکو نکالے کون بجز رحمت خدا
نساخ مین تو غرق ہوا ہون گناہ مین

کرتا ہے لیکے دل کوئی ظلم اسقدر کہان
تمسا جہان مین کوئی بیداد گر کہان
ہو ڈھونڈھا یون کوے یار مین اب کیونکر آپ کو
وہ دل کہان دماغ کہان وہ جگر کہان
مسجد مین خانقاہ مین یا کوے یار مین
ہوتی ہے رات آج کی دیکھین بسر کہان
وہ آکے مجھسے پوچھتے ہین صبح اٹھ غضب
بتلائیے کہ آپ رہے رات بھر کہان

نساخ اب وہ آنے لگے کسلیے یہان
اگلا سا آہ و نالے مین اپنے اثر کہان

اسطرح سے وہ محبت مجھے دکھلاتے ہین
بے بلائے بھی مرے پاس چلے آتے ہین
جو رہے یاد تمھین رہ سکے جو یاد آتے ہین
وصل مین آنکھ ملانے مین بھی شرماتے ہین
سوز دل کا مرے اسطرح سے کرتے ہین علاج
میرے سینے سے شب وصل لپٹ جاتے ہین
کیون سما جاسے نہ ہر بند مین انکی الفت
وصل مین انگلیونکو میری وہ چٹکاتے ہین

کہتے ہین نالۂ و افغان کو مرے سُن سُنکر

ہم ہی ناسخ ترے دم میں کہاں آتے ہیں

کب مرے قتل پہ آمادہ ترے ناز نہیں — جان کب لینے کے در پے ترے انداز نہیں
قتل عشاق عدو کیوں نہیں کرتے ہیں بھلا — پھر کہوگے کہ لب لعل میں اعجاز نہیں
خانۂ غیر میں جب سے تری آواز سنی — ہے زبان بند نکلتی مری آواز نہیں
وہ محبت ہے قفس سے کہ بہار رنگین بھی — کچھ مجھے شوق چمن خواہش پرواز نہیں
سخت جانی پہ مری دھیان نہیں ہے بھلا — کہتے ہیں وہ کہ کوئی عاشق جانباز نہیں

قصۂ ناسخ کی تقریر جنون ہیں کوئی
جسکا انجام نہیں جسکا کچھ آغاز نہیں

شب تاریک دکوچہ کا کل — ایک دل اپنا ہزاران اور ہیں
دیکھوں تو مجھکو کون اوٹھاتا ہے — ہے ترا سنگ آستان اور ہیں
وہ ہیں بارہ دری ہے اور عدو — سر ہے اور سنگ آستان ہے ہیں
سر پہ احسان ضعف ہے ورنہ — یار کا سنگ آستان اور ہیں

ولہ

اس سے جو ہووے رہائی کوئی تدبیر نہیں — خط تقدیر ہے کچھ پاؤں میں زنجیر نہیں
دل و جان دو مری پھر کسنے جلا ڈالا ہے — کون کہتا ہے مری آہوں میں تاثیر نہیں
کوچۂ یار میں کیوں اوٹھکے نہیں جا سکتے — طوق گردن میں نہیں پاؤں میں زنجیر نہیں
ہیچ و لہ ادر بھلا کسکو گوارا ہوتا — خوش ہوں اس سے کہ مرے نالوں میں تاثیر نہیں
کسلیے غیر کٹے جاتے ہیں مقتل میں بھلا — اسقدر تیز زبان تو تری شمشیر نہیں

صبح ہوتی نہیں ناسخ شب وصل عدو
خاک بھی تو اثر نالۂ شبگیر نہیں

اونکو شب دیکھا غیر کے گھر جاتے ہیں — اب یقین ہے کہ وہ شرماینگے یارانے میں
شہر آباد کہو اسکو کہ بستا ہے تجھے ہم — نالہ و آہ و فغان کا مرے ویرانے میں
رونگٹے ڈر سے کھڑے ہوں ملک الموت کے بھی — آگئے ہجر کی شب کو مرے غم خانے میں

وصل مین بھی تم ہو مین انداز نرالے سارے | لطف شوخی سے سوا ہین ترے شرمانے مین

غش جو سن سنکے ہوئے واعظ و ناصح نساخ
ہے تجلی کا اثر یار کے افسانے مین

گو خاک ہون خاک سے بنا ہون | پر چشم فلک کا توتیا ہون
تم اور تجھے شب کو لیٹے گھر مین | مین سارے ٹھکانے جانتا ہون
مین نے ہی تو کی عدو سے یاری | بے پیچ ہے مین ہی تو بیوفا ہون
ہو آفت روزگار اگر تم | یہ جانیے مین بھی اک بلا ہون
تم اور کرو عدو سے یاری | مین آپ کو خوب جانتا ہون
اوس کوچے سے مین نہین نکلتا | گویا کہ مین اپنا مدعا ہون
تو مجھسے پھرے تو تجھسے پھر جاؤن | مین تیری طرح سے بیوفا ہون
اوس بت سے مراد دل ہو مانگون | کہتا ہے کہ کیا مین کچھ خدا ہون

گھٹ جائے کہین دم اپنا نساخ
مین سیر ہون زیست سے خفا ہون

تمکو دکھلاتے مین ہے ورنہ نہان عالم سے | داغ کچھ عشق نہین ہے کہ چھپا بھی نہ سکین
یا ان سے کہتے مین بھلا غیر کا کشتا کیا ہے | آپ ایسے نہین جو بات بنا بھی نہ سکین
شرم پھر کسکی شب وصل مین گل کر دین چراغ | سوز دل تو نہین اپنا کہ بجھا بھی نہ سکین

ولہ

ہین وہ نالے خاطر ناشاد مین | ہو اثر جنکا دل جلاد مین
باغ مین مرغ چمن نالان ہین کیون | کیا دھرا ہے خانہ صیاد مین
جا کے ہین وہ عدو کے ساتھ تو | یہ اثر ہے نالہ و فریاد مین
مین وہ ہون مرغ نوا زن ہم صفیر | ہے جگہ اپنی دل صیاد مین
بھولکر دنیا و دین نساخ نے | کی بسر تو زیست اونکی یاد مین

اضطراب دل سے ای نساخ دیکھ

کرتیا گر خاطر جلاد مین

کیون وہ شرمائین بھلا کیون منھ چھپائین ہمسے
بزم اغیار ہی کچھ محفل احباب نہین

کور وہ چشم نہین جسکو تصور تیرا
داغ وہ دل جو ترے عشق مین بیتاب نہین

کونسا عشوہ نہین آفت جان اغیار
کونسا غمزہ بلائے دل احباب نہین

غم بھی کھاتے نہین آنسو بھی نہین پیتے ہین
مدتون ہجر مین گزری کہ خور و خواب نہین

ولہ

شب کو آکر مجھے ہنس ہنس کے وہ کہتے ہین
کیون جی بتلاؤ تو اسکو بھی حیا کہتے ہین

دلمین کچھ جانتی ہو بات اونکی ہو وہ پہلو دا
بیوفا اونکو جو کہیے تو بجا کہتے ہین

ولہ

ای ہمنشین مفلسی پہ کچھ اونکی نظر نہین
کہتا ہو پھر کہ نالون مین میرے اثر نہین

جان اپنی ساتھ آہ کے ہو جائیگی ہوا
ہجران کے صدمہ مین مجھے جینے کا ڈر نہین

کرتے وہ امتحان کوئی دن کچھ عجب نتھا
دیوانگی کی بھی مری اونکو خبر نہین

پیری مین کسکو عشق کے صدمونکا حوصلہ
وہ دل نہین دماغ نہین وہ جگر نہین

مرنے کے بعد نعش پہ پہونچا دیا اوسے
شرمندہ اب تو نالون سے میرے اثر نہین

چشمک عدو کی آنکھون سے کسطرح دیکھتے
اچھا ہوا کہ بزم مین اونکی گزر نہین

گر حشر کا ہو روز کہ جسکی نہین ہے شام
تو ہجر کی ہے رات کہ جسکی سحر نہین

بتلاؤ تو کوئی یہ تغافل ہے کس لیے
اونکو جو میرے حال سے ہمدم خبر نہین

دل اونکا ہو وہ گنبد بے در کہ جس جگہ
کیا میرا ذکر غیر کا بھی تو گزر نہین

کیا آہ شعلہ ریز کا قصہ ہی پوچھنا
ہان جی ہی جلگیا یہ وہان کچھ خبر نہین

سچ ہو کہ غیر قتل کچھ اسکی سزا نہین
کچھ کم ہے یہ غلط کہ ہماری خطا نہین

رشک مسیح وہ ہون تو ہون لیکن اونکے پاس
کچھ میرے درد ہجر کی مطلق دوا نہین

سچ ہے کہ عاشقو نہین فقط ہم مین بیوفا
خوبو نہین کوئی تیری طرح باوفا نہین

میری شبِ وصال نے قاتل یہ کر دیا
دشمن بھی اب تو منکرِ روزِ جزا نہین

یان جان بلب ہون زیست کے آثار بھی نہین
اور اونسے پوچھیے تو ہین بیمار بھی نہین

کہنے مین صاف آج ہی کر دینگے فیصلہ
گر ہم نہین تو جانیو اغیار بھی نہین

جلتے ہین غیر کسلیے سن سن کے یا خدا
نالے تو سینہ ہاے شرربار بھی نہین

آکر سحر جو مجھکو یہ دیکھا تو بول اٹھے
مرنا تو یکطرف رہے بیمار بھی نہین

موہوم ایک امید پہ جیتے ہین ہم کہ وان
اقرار اگر نہین ہے تو انکار بھی نہین

اب مجھکو کیا ہے خم بخم زلف سے غرض
آزاد اگر نہین تو گرفتار بھی نہین

اللہ اب بتون سے پڑا ایسا معاملہ
وصلت تو درکنار ہے دیدار بھی نہین

کہتے ہو کیا کہ جان کا دینا نہین ہے سہل
آسان اگر نہین ہے تو دشوار بھی نہین

آنکھون مین ہے خمار لبون پر ترانہ ہے
بدمست اگر نہین ہو تو ہشیار بھی نہین

نسّاخ سے جو ملنے کو پوچھا تو بول اٹھے
مدت ہوئی کہ اوس سے سروکار بھی نہین

اس گردشِ فلک سے مٹے کیسے کیسے لوگ
وہ اب کہان ہے قیس کہان کوہکن کہان

یوسف کہان ہے اور کہان ہے عزیزِ مصر
یعقوب اب کہان ہے وہ بیت الحزن کہان

نسّاخ اگلی صحبتون کو ڈھونڈھتی ہے آنکھ
وہ اہلِ بزم کیا ہوئے وہ انجمن کہان

کب مری گھات مین نسّاخ وہ صیاد نہین
کب مری جان کے درپے ستم ایجاد نہین

وہ سمجھتے ہین کہ تسکین ہو قلق سے مجھکو
ناتوانی سے جو یان طاقتِ فریاد نہین

چھوڑ کر شہر کو کیون کوہ و بیابان مین پھرون
تیرا عاشق ہون مین مجنون نہین فرہاد نہین

یہی خوبی ہے کہ جس سے ہو معشوق پسند
بے اثر جو نہو ایسی مری فریاد نہین

کوچۂ یار مین پھر صبح کے ہوتے ہی چلا
شب کی ذلت تجھے نسّاخ مگر یاد نہین

یاد دلواؤ اگر مجھسے ہوئے وعدہ کو
ہنس کے کہتے ہین کہ نسّاخ مجھے یاد نہین

جب سے آئے ہیں بیابان سے اپنے گھر میں — سر مرا پھرتا ہے پھر بادیہ کی گردش سر میں
شب ہجراں میں وہ پرخوف ہو وہ کیا آئین — موت بھی لگتے ہوئے ڈرتی ہے جسکے گھر میں

ولہ

ضعف سے اتنی بھی باقی نہیں طاقت ہمین — طلب وصل کریں خواہش دیدار کریں

یہ فنا یاس سے جو کچھ ہوا ہے نساخ
چین آتا ہے کہ اب دل ہی کو ہم پیار کریں

ہر لحظہ اضطراب جگر بڑھ رہا ہے یاں — وہ آج اپنے وعدے پہ آئیں یقین نہیں

کیوں کھینچ مصور کا رہیوں نساخ منتظر
سینے میں جسکے نالۂ حشر آفریں نہیں

کسکا گھر جل رہا ہے دیکھو تو — کیوں مری آہ شعلہ بار نہیں

اوسکے پہلو میں دل نہیں ہوگا
آج نساخ بیقرار نہیں

ہے کونسی وہ جا کہ نہیں جلوہ گر وہ شوخ — دیر و حرم میں کسلیے پھر جستجو کریں
دل کون ہے کہ اوس سے کہیں راز عشق ہم — تیرے خیال سے بھی نہ کچھ گفتگو کریں

ولہ

ہے زندگی خضر سے مجھکو عزیز تر — کوئی گھڑی جو عمر کی گذرے فراغ میں
بس عشق یار میں یہ مرا حال ہو گیا — سر میں جنون ہے اور خلل ہے دماغ میں

ولہ

دشمن کے ہاتھ میں بت بے دین کا ہاتھ ہے — گویا کہ میری جان ہے دشمن کے ہاتھ میں

ولہ

وہ پھنساتے ہیں نئے دام میں مجھکو نساخ — وصل میں کہتے ہیں کنگھی جو کرو بالوں میں

ولہ

ہے یہ مطلب کہ کہوں میں بھی جو کچھ کہتے ہیں — اسلیے ٹھونستے ہیں مرے اپنی زبان تیغ دہن

ولہ

کیونکر بچاؤن جان و دل الله کیا کرون | آفت کے ہین نگاہ کے اشارے بلا کے ہین

ولہ

عقدۂ سر بستۂ تقدیر ہی | وصل مین منھہ اونکا وا ہوتا نہین

ولہ

ہی ادا کونسی تیری کہ نہین ہی وہ شوخ | کونسا ناز ہی تیرا کہ وہ بیباک نہین

ولہ

کیجیے فریاد اونکے ظلم کی کیا | کوئی شاہد نہین گواہ نہین

ولہ

کیفیت ہوگی اونکی بے مہریسے دشمن کو | ملا ہی مجھکو جو کچھ لطف انکی مہربانی مین

ولہ

حاصل ہوا یہ فائدہ جسم نزار سے | وہ خوش ہین دیکھ دیکھکے اور منفعل نہین

ولہ

ہی یقین نہ آئینگے شب ہجر | موت آجائے تو بعید نہین

ولہ

کسکو یہان عذاب جہنم کی تاب ہی | جانے یہ اونکے جان ندون ہین تو کیا کرون
کچھ لطف عشق کا نہین اوٹھتا بغیر رشک | ہمدم عدو کے مرنیکی مین کیون دعا کرون
ناصح خدا کا نام لے ہی یہ بھی کوئی بات | وہ بت جفا کرے تو مین ترک وفا کرون
کیا شیوہ دلبری کا یہی ہی کہ بزم مین | دین آپ گالیان مجھے مین چپ رہا کرون
وہ نغمہ زن ہو دین جو بزم رقیب مین | نالون سے اپنے کیون نہ مین قیامت بپا کرون

ولہ

جان جاتی ہی کہ وہ جاتے ہین پہلے دیکھین | آج کی رات کو وہ عزم سفر رکھتے ہین

ولہ

کہتے ہین ہنسکے پھول نہ عنبر نہ مشک ہون | گر کہیے اوسے تم مین محبت کی بو نہین
مجھکو وہ کیون بلانے لگے اپنی بزم مین | دشمن نہین ہون غیر نہین ہین عدو نہین

ولہ

کہتے ہین طالع بیدار اسیکو گستاخ | جاگکے ہجر کی راتین جو بسر کرتے ہین

ولہ

وعدہ وصل کیا اور گرہ بند مین دی | اسکا مطلب ہے کہ قصداً وہ فراموش کرین

ولہ

کھلا رہے ہین عبث اپنی بزم مین گستاخ | کہو یہ اوسسے کہ دل ہے کوئی سینہ نہین

ولہ

یہ حال ہے کہ راحت و رنج ایک ہے مجھے | کچھ وصل کی خوشی نہین ہجران کا غم نہین
لوگون سے کرکے قتل مجھے کہہ رہے ہین وہ | سمجھے رہو یہ خوب یہ کچھ جرم نہین

ولہ

ہے اتفاق ہی مرا میری جان کا دشمن | بتان مست جو یون احتراز کرتے ہین

ولہ

ہے میرے ساتھ ہی یہ بات اسکا شکر کرتا ہون | کہ وہ کرتے نہین توقیر میری اپنی محفل مین

ولہ

سیر گلزار کا شاید کہ نہین اونکو خیال | ورنہ کیون آج رخ زرد پہ وہ رنگ نہین

ولہ

دل مین مرے آگ بس لگا دی | کیا نالہ شعلہ زن ہے تجھ مین

ولہ

یا نزع مین تھا یا کہ بس اب خضر ہو گیا | کیا کہیے کیا اثر ہے تمہارے پیام مین

ولہ

تا دیکھ سکین ہم نہ نظر بھر کے بھی اونکو | دیتے ہین جگہ بزم مین وہ اپنی بغل مین

ولہ

کوئی دن وہ تھا کہ انکا عرش پہ تھا شور [?]
یا وہی نالے ہین جو مطلق اثر رکھتے نہین

ولہ

ہر غضب برقع کی جالی سے نگاہ
لاکھ رخنے پڑ گئے ایمان مین

ولہ

اونکو تو مین چاہتا ہون اور وہ اغیار کو چاہتے ہین
مین اوسے نباہون تو وہ دشمن سے نباتے ہین [?]
جس طرف کو دیکھو مین نگاہ ہون نگاہین [?]
اوس کو پیچ ہین یہ بکھیڑے ہین سب ہند ہین [?]

ولہ

ناتوان ہین تو نہین میری نظر آتی نساخ
کیون سر پہ چھوڑ کے ہین اونکی کمر کو دیکھ کر [?]

ولہ

باعثِ شوق اسیری ہم اسی کام مین ہین
کہ قفس مین ہین کبھی اور کبھی دام مین ہین

ولہ

وہ کہتے ہین ملے تیری زبان سے کیا یان اپنی
تو بنگالی ہے اور نساخ ہین ہندوستانی [?]

ولہ

قتل کرنے نہین تلوار کی کھا کھا کے قسم
روز مشتاقِ شہادت کو وہ دم دیتے ہین

ولہ

کیون چھڑاؤن دلکو زلفِ یار سے
مین نہین دیوانہ سودائی نہین
کہتے ہین جو وہ نہین کیون ہنس پڑا [?]
میری صورت تو ہرجائی نہین
یان نہ آؤ خانۂ دشمن مین جاؤ
اسمین بدنامی و رسوائی نہین

ولہ

پاؤنکو ٹکرا اب نہین سرکو نہین وہ دور بھی [?]
آگیا ہے خلل کہین گردشِ روزگار مین
وہ اغطو کچھ بھی ہوش ہے ترک ہوا اور فصلِ گل [?]
تو بہ اگر کرین تو کیون کرنے لگے بہار مین
بعدِ وفات ہم ہی جب سوزشِ دلسے مین جل [?]
آئین گے منکر و نکیر کیونکہ بھلا مزار مین

ولہ

صنعتے سوزش ہجران مین کیا ہے یہ حال — کہ ذرا تاب تپیدن دل مضطر مین نہین
دیکھ تاک حسرت دیدار تو نکلی دم ذبح — یہ ہوا خوب کہ تیزی ترے خنجر مین نہین

ولہ

حرف کا خد پہ ٹھیرتے نہین اوڑ جاتے ہین — حال جو رنگ پریدہ کا رقم کرتے ہین
دیکھیو شوخی مرے آگے عدو پہ ہر دم — پڑھ کے وہ سورۂ اخلاص کو دم کرتے ہین

سخت بیدرد ہین نساخ بتان کافر
کیسے اللہ کے بندو نپہ ستم کرتے ہین

ردیف واو

دل نساخ مین پھر کرنے لگے گھر گیسو — خط بھی آنے پہ اوٹھانے لگے ہین سر گیسو
فتنے انداز سے ہلتے ہین جو برخ پر گیسو — کچھ سنتے پیچ کے ہین فکر مین کافر گیسو
دھیان مین جسکے جو رہتے ہین برابر گیسو — دن بہ دن حال برا کرتے ہین ابتر گیسو
جو ستم چاہین کرین مجھسے ستمدیدہ پر — ہین ستم کش ہون جو ایدل ہین ستمگر گیسو
وصل مین اوس رخ روشن پہ جو غش ہوتے ہین — ہوش مین مجھکو وہ لاتے ہین سنگھا کر گیسو
جان نزار ہے یہ جو غش ہے دل بیمار اوسپر — خط اگر مشک فشان ہے تو معنبر گیسو
وصل مین کیون نہ معطر ہو دماغ عاشق — خال عنبر ہے تو ہے مشک سے بہتر گیسو
امتحان دیکھ کے حیران ہوا جاتا ہے — آفتین لاتے ہین جو کچھ کہ مرے سر گیسو
ایک سے ایک مری جان کو یہ سب آفت ہین — خال سے خط ہے سوا خط سے ہے بڑھکر گیسو
شانہ مین مجھکو تو بتلا تو بھی وجہ سبب — کسلیے دل سے اولجھتے ہین ستمگر گیسو
خال مشکین ہے بلا سے دل احباب اگر — آفت جان عزیزان ہے سراسر گیسو
وصل مین دیجیے دل کسکو نہ سمجھے کسکو — دلربا ہے رخ دلدار تو دلبر گیسو
یہ اشارہ ہے کہ رسوا ہو نہ راز سودا — چھپ گئے پردے مین جو مجھکو دکھا کر گیسو
رشک اسکا ہے کہ وہ ہاتھ مین کیون لیتے ہین — دست شانہ سے اولجھتے ہین برابر گیسو

جمع شاید دل عشاق ہوے ہین نساخ
آج ہے جو پریشان نہین کاکل گیسو

کیون حال زار ہجر مین سب پر عیان نہو
کیون مبتلاے آہ و نالے سے وہ سرگران نہو
نساخ وہ ہین کوئی اسرار دان نہو
ہاتھون سے اسکے آہ رہائی محال ہے
اب شک ہو کے سنگ سے بھی سخت ہوگیا
ہے دوست پاسبان نہ بنانا اوسے عدو
دلکا ترے غبار تو نکلا ہے پر ہے خوف
نامہربان نہو تو نہو اسکا غم نہین
کیسی خوشی ہے حشر مین دیدار کی ملے
اوس بت سے کیون بہشت مین بیٹھے رہنگے جدا
ہم دلکو ظلم دوست سے بہلائین کسطرح

کچھ کام کی ہے بات کہ لب پر فغان نہو
رسوا نہو دل اپنا جو گرم فغان نہو
جبتک مرید حضرت پیر مغان نہو
کوئی جگہ نہین کہ جہان آسمان نہو
خنجر ہمارے حلق پہ ہرگز روان نہو
اے دل تو اوسکے کوچے مین گرم فغان نہو
یہ بھی ہماری جان کو کہین آسمان نہو
اپنی خوشی ہے غیر پہ وہ مہربان نہو
ڈرتے ہین وان بھی سر پہ کہین آسمان نہو
میرے نصیب مین ہے غم جاودان نہو
نساخ ہے اپنے سر پہ اگر آسمان نہو

کچھ جل رہا ہے باغ مین نساخ دیکھنا
افسوس یہ میرا ہی کہین آشیان نہو

سینے مین میرے دل جو تپان اسقدر نہو
ہر رات تخلیہ نہو اور بستہ در نہو
افسوس آہ و نالے کا مطلق اثر نہو
ممکن نہین کہ آہ مین اپنی اثر نہو
دیکھیگا نقش پاے عدو کون آنکھ سے
جو شخص دور سے نظر آتا ہے ہمنشین
کرتے ہین اپنے نالے وہان کام جسجگہ
کیا کیجیے اپنا درد جگر ہے وہ لاعلاج

ممکن نہین کہ اونکو توجہ ادھر نہو
دشمن کی آہ تجھپہ اگر کارگر نہو
صد حیف حال زار کی اونکو خبر نہو
لیکن یہ طور ہے کہ کسیکو خبر نہو
اللہ کوے یار مین میرا گذر نہو
کہتا ہے دل مرا کہ کہین نامہ بر نہو
انسان کیا فرشتے کا ہرگز گذر نہو
ہرگز کسی دوا و دعا کا اثر نہو

ہر دم کھٹکتا ہی جو پہلو مین کیا ہی یہ
سینے مین میرے دلکی جگہ نیشتر نہو

آتے ہین میرے پاس وہ چھپ چھپکے رات کو
افسوس دشمنون کو گر اسکی خبر نہو

کیون کج اپنی باتون سے ہوتا ہی دلکو رشک
وان اوسنے ہمکلام مرا نامہ بر نہو

یان آہ و نالے مین کہین ہو جاے اگر کمی
ڈرتا ہون مین کہ ظلم وہان بیشتر نہو

سوداے عشق مین تو ہین دشمن ہی نفع کا
کرنا نہین وہ کام کہ جسمین ضرر نہو

ناسخ یہان تو نالۂ موزون کا شغل ہی
وان محفل رقیب مین وہ نغمہ گر نہو

تمھارے چہرے پہ ہر دم اگر نقاب نہو
ذلیل و خوار کوئی خانمان خراب نہو

نہو وے قدر کبھی اونکی مہربانی کی
کبھی کبھی یونہی ہمسے اگر عتاب نہو

اوٹھیگا لطف بھلا کیا درازدستی کا
شب وصال مین اونکو اگر حجاب نہو

ہر ایک نگاہ مین اوسکی ہی خمارانہ کیفیت
جو بزم یار مین ہمدم نہین شراب نہو

ہو کاربہ جملہ جہان دم مین حج سہم و بیم
عذار یار پہ ناسخ اگر نقاب نہو

بھلا وہ چین سے کسطرح سو سکین ناسخ
ہمارے دلکو جو ہر رات اضطراب نہو

بدستیان وہ غیر سے کرتے ہین پی کے گو
کیونکر نہ ایسی باتون سے بادہ حرام ہو

بے مجھسے وفا کرے تو کرون مین جفا کا ذکر
خوبان ظلم دوست مین تا نیک نام ہو

سچ سچ جو مجھسے پوچھیے تو فن شعر مین
ناسخ اپنے وقت کے تم بھی امام ہو

ولہ

سنبھلو نگاہ مری جان یہ جہانتک کہ بجا ہو
لیکن ہی یہی شرط کہ بعد اسکے وفا ہو

ناسخ مجھے ڈر ہی کہ کیا جانیے کیا ہو
نالے سے غنیمت ہی جو بس حشر بپا ہو

کچھ اونکی ہی تقصیر نہ کچھ دلکی خطا ہی
آنکھون نے کیا مجھکو خراب اسکا برا ہو

اوٹھتا نہین کیون کوچۂ جانان کی طرف پانون
یارب وہ کہین غیر کے گھر مین نہ گیا ہو

یان پہ تو میسر نہین دیدار بتون کا
وان دیکھیے کسطرح سے دیدار خدا ہو

یارب حالیہ کسطرح کوئی عمر گزارے　　مدت سے تو ہوتی ہو جفا اب تو وفا ہو
گھر سے نہ نکلنے پہ تو ہی دربپا حشر　　تم دربہ نکل آؤ تو کیا جانیے کیا ہو

ممکن ہی کہ بے مہر سے ادسے نیند بھی آئے
نالہ مرا گستاخ ذرا بھی جو رسا ہو

وہ کہتے ہین نہین پھیر خیر دامان گریبان کی　　لگایا ہاتھ تمنے گر مری زلف پریشان کو
یہ ضد عشاق سے رکھتے ہین اپنے قتل کرتے ہین　　کہ ہندو کو کرو مدفون جلا ڈالو مسلمان کو

ولہ

عجب کیا تجھسے ہو اے جلوۂ یار　　کہ دشمن ہو مرا جو راز دان ہو
لحاظ افغان کو اب ہو کیا کسیکا　　ہوا ناصح یار ہو یا آسمان ہو

ولہ

بھلا ہم کس سے جی بہلائینگے پھر جوش وحشت مین　　نکالو میری گردن سے نہ ہمدم طوق آہن کو
عدو کو جھانکتے ہین کسطرح ہم بھی تو دیکھینگے　　نگاہ شوق سے کردیتے ہین بند آنکھ روزن کو

ولہ

سرمہ آنکھو مین لگاتے کیون ہو　　خاک مین مجھکو ملاتے کیون ہو
زلفین دشمن کو دکھاتے کیون ہو　　پیچ مین مجھکو پھنساتے کیون ہو
میرے نالون مین ہو سرمے کا اثر　　ورنہ تم اشک بہاتے کیون ہو
دل سے بدتر تو نہوگی واعظ　　مجھکو دوزخ سے ڈراتے کیون ہو
کب برا مین نے کہا غیرون کو　　گالیان مجھکو سناتے کیون ہو
گر لگائی نہین اغیار سے آنکھ　　مجھکو تم آنکھ دکھاتے کیون ہو
میری دلجوئی کا گر دھیان نہین　　دل دشمن کو ستاتے کیون ہو
قصد ہو دل کے چرا لینے کا　　ورنہ چھپ چھپ کے تم آتے کیون ہو
نہین منظور اگر وصل تو پھر　　دل کو سینے سے لگاتے کیون ہو
اوسنے سچ سچ جو کہون جان چنا　　کہتے ہین بات بناتے کیون ہو

گر نہین اوس سے غرض اے نساخ
کوچہ غیر مین جاتے کیون ہو

بیوفا ہم ہی تو ہین آنکھہ ملاؤ تو ذرا | کیا کہین غیر جو سب کہتے ہو بجا کہتے ہو

ولہ

میری طرف سے یار ترا دل جو صاف ہے | آئین دلبری سے نہ ہرگز خلاف ہو
اپنے دل فگار کا کہون اگر مین حال | کاغذ کا سینہ پاک قلم مین شگاف ہو

ولہ

وصل کی شب کم رہی مستی لگانا چھوڑ دو | چھوڑنے کے ہم نہین ہمکو بہانا چھوڑ دو

ولہ

گالیان غیر کی نہین کھائین | چپ رہو منھہ نہ میرا کھلواؤ

ولہ

ہو اپنی شب وصل عدو کی ہی شب ہجر | منظور یہ ہے تا بہ ابد بھی نہ سحر ہو

ولہ

کیا تغافل ہے سمجھتے ہین جو مجنون کی شبیہ | دیکھتے ہین جب مرقع مین مری تصویر کو

ولہ

در کسی شب جو کھلا پاؤن تو آؤن بیخوف | مجھکو مانع کبھی اے یار خبردار نہو

ولہ

رکھتی ہے پھونک پھونک کے باد صبا بھی پاؤن | تا سیر باغ مین وہ گذر کہین نہو

ولہ

[illegible] بھی ہون باب بلا بد زبان | اپنے دم سے اگر تم آفت ہو

ولہ

[illegible] | یارب کہین مرا ہی یہ گم گشتہ دل نہو
مجھکو ہے یقین کہ نجا سے جان پہ | دلکو مرے تڑپ جو یہین متصل نہو

برقِ سوزان نے اپنی آنکھون پر
وہی جگہ ہے ترے آشیانے کو

کسلیے جابجا دیر و کعبے مین
چھوڑ کر دل کے آستانے کو

بیوفائی کا ہے برا انجام
گئے دیکھا نہین زمانے کو

کیا فشانِ اشک نے رسوا
ہم تھے رازِ دل چھپانے کو

نام اوسکا لیکے مٹتے ہین تیغ جو مین
شہرہ ہوا ہے ہم ہی سے مجنون کے نام کو

ولہ

ہین وہ مجنون مہذب ہون حیا آتی ہے ہمکو
شہر سے باہر نکلتا ہون مین استقبال کو

ولہ

اونکی زلفون کی بلائین جو مین شب لینے لگا
ہنسکے کہنے لگے پھر ہو گیا سودا تمکو

ردیف ہا

جی مین آتا ہے کرون دوستی اغیار کے ساتھ
کہ کسی طرح تو ہو ربط مجھے یار کے ساتھ

طلب وصل پہ کہدیتے ہین ہم یار سے
دم نکل جائیگا ظالم ترے انکار کے ساتھ

جھانک کر بھی تو کبھی دیکھنے آئی ہے وہ نشین
آنکھ کسکی ہے لگی روزن و دیوار کے ساتھ

انتظاری مین تری ہے یہ دعا ورد زبان
دم نکلجائے ہمارا ترے دیدار کے ساتھ

میان سے نکلی ادھر وہ تو ادھر سینے سے
جان وابستہ ہے اپنی تری تلوار کے ساتھ

بیوفا دن سے وفا کرتے ہین خوبان جہان
بیوفائی جو کرین بھی تو وفادار کے ساتھ

نشہ سے حیا نہ رہی مین کل یہ کھلا اے نساخ
سیر گلشن کو گئے رات وہ اغیار کے ساتھ

ردیف یا

بلائین لیتے ہین زلف دوتا کی
شب وصل اپنی جرأت ہے بلا کی

عجب تاثیر ہے میری دعا کی
کہ اوسنے باوفا نے بھی جفا کی

ہر اوسکا التفات اک نشتر جان
اوسے حاجت نہین جور و جفا کی

سبب کیا بیوفائی کا مرے ساقصہ — کہو کیا وجہ غیرون سے وفا کی
مرے گھر مین وہ آتے ہی عدو نے — قیامت میرے کوچے مین بپا کی
عجب کچھ لطف تھا شب لیتِ مشکین — لگے بگڑا کی اور گاہے بنا کی
نہ نکلی ایک شب بھی و اسے قسمت — ہمیشہ لگی دل ہی مین رہا کی
بلا مین لیتی ہے زلفونکی ہر دم — تری کنگھی بھی ظالم ہے بلا کی
کرشمے تیری نظرین قتلِ عالم — یہی شوخی ہے گر شرم و حیا کی
تری شدت سے کرینگے بیوفائی — قسم ہے بیوفا اپنی وفا کی
گذر ہوا تیرے گھر مین کسکا — بنی ہے بات اک بادِ صبا کی
ملا مین غیر کو سوتے سے اوٹھکر — ہے کیا تاثیر نالون مین بلا کی
لکھا وہ مختصر مین نے خطِ شوق — جگہ جسمین نہین ہو مدعا کی
گذر اب عرش پر بھی تو نہین ہے — نہ پوچھو نالہاے نارسا کی
ہے یہ بے التفاتی بےسبب کیون — خبر ملتی نہین اس مبتدا کی
شب ہجر اپنے وعدے پر نہ آئے — الٰہی موت نے شاید قضا کی
کوئی پامال ہے برباد کوئی — ہوئی مٹی خراب اہلِ وفا کی
مگر کھویا گیا ہے اوسکے آگے — کوئی صورت تو دیکھے مدعا کی
وہ کھلتے مین کہ لاوینگے کہین تاب — گرہ کھولین اگر بندِ قبا کی
بپا ہر گام پر ہے شورِ محشر — یہی شوخی ہے جو آوازِ پا کی

ہو افشا سخن اگر کہدیتے ہین ہم
ہنسی ہوگی لبِ غنچہ نما کی

نہ مین ہون کسکے لیے ہوش مین نہ جان کے لیے — ہوا ہون خلق فقط جورِ آسمان کے لیے
ہمیشہ ورد ہے نام دوست صبح و مسا — کہ شغل اس سے تو بہتر نہین زبان کے لیے
رکھا نشان بھی گل کا نہ باغ مین باقی — قدم بھی بلبلِ خستہ نے خزان کے لیے
ذرا تو دیکھیو شوقِ اسیری بلبل — قفس کی تیلیان چن لائی آشیان کے لیے

ہوگا وصال ہمکو بھی اغیار کو فراق
ایجان زمانے کا جو یہی انقلاب ہے

پیری میں ولولے وہ کہاں جوش وہ کہاں
گویا بہار موسم عہد شباب ہے

خوبان روزگار کا وہ پوچھتے ہیں حال
یہ وصل کی ہے رات کہ روز حساب ہے

ہم جانتے ہیں خالی ہی آئیگا نامہ بر
فقرہ ہمارے خط میں جو ہے لاجواب ہے

نسبت عدو کو اس سے ہے نہ آسمان کو
دشمن بغل میں وہ دل خانہ خراب ہے

وہ پہلے وقت لیگئے نساخ اساتھہ
تن میں توان ہے اور نہ کچھ دل میں تاب ہے

کیا پوچھتے ہو لعل روان بخش یار کی
نساخ آج شہر خموشان خراب ہے

یہی صورت ہے گر آہ و فغان کی
خرابی آچکی راز نہان کی

ہے پیش نالہ سے عرش پرواز
حقیقت کیا بھلا ہفت آسمان کی

یہی ہے زندگی تو عدن میں بھی
کسے خواہش ہے عمر جاودان کی

بھلا میں کیا عدو سے کب نبھیگی
یہی گردش رہی گر آسمان کی

وہ پردے سے نکل آئے جو باہر
حقیقت کھل گئی راز نہان کی

تمہارے ظلم کے خوگر ہوے ہیں
نکالو اور صورت امتحان کی

کبھی ایسی تھی آگے شب ہجر
ڈرانی سی ہے صورت آسمان کی

بنی خشت سر خم خاک میری
بڑا ہے خدمت پیر مغان کی

مرے سیل سرشک غم کے آگے
بھلا کیا خاک بنیاد آسمان کی

کہا کیا یہ جو اسی میں نہیں یاد
عجب صورت ہے شب راز دان کی

ہے گو یاد وصل بھی ہجران میں نساخ
خوشی ایسی ہے مرگ ناگہان کی

اوسیکی یاد ہے نساخ ہر دم
یہی ہے بات مرگ ناگہان کی

دیتے عدو کے آگے نہ دین گالیان مجھے
دیتا خدا تمھاری طرح جو زبان مجھے

بوسہ ہی دیتے ہیں نہ تو وہ گالیان مجھے
اونکے دہن کا حال ہو کیونکر عیان مجھے

پائین کا دھیان بزم میں اونکے نہ صدر کا
جا ہے جہاں بٹھاسے وہ دلبر وہاں مجھے

یا وہ بھی دن تھے جانیکا اونکے یقین تھا
یا اب نہیں ہے آنیکا اونکے گمان مجھے

صورت میں روز فرق نہ پاتا تو ہجر میں
دیتا ٹھیرنے در پہ ترے پاسبان مجھے

تیزی تلاش لاتی ہے کعبے سے دیر میں
اب لیکے یاں سے جاتی ہے دیکھیں کہاں مجھے

کرتے ہیں مجھسے وصلتِ دشمن کا ذکر یاسے
بیٹھے ہوے ہیں نشہ میں وہ رازداں مجھے

ہند و شیخ دیکھکے کعبہ کے لطف جدا ایک
آتا ہو یاد حشر میں جو ہے بیتاں مجھے

نساخ ہے عذاب میں گو شیون سے جان
اے کاش وہ سمجھیں کہیں بدگمان مجھے

خواب میں میری پھر وہ آنے لگے
پھر نئی طرح سے ستانے لگے

ربط پھر مجھسے وہ بڑھانے لگے
پھر مری عمر کو گھٹانے لگے

اپنی الفت وہ پھر جتانے لگے
پھر قسم میرے سر کی کھانے لگے

داغِ دل اونکو جو دکھانے لگے
ہنسکے بولے مجھے جلانے لگے

کیوں مجھے صدر میں بٹھانے لگے
کیوں مجھے بزم میں بلانے لگے

لذتِ بوسۂ لبِ جان بخش
گر سنے خضر زہر کھانے لگے

پھر نہاں ہوگئے نظر سے مری
پھر مرا صبر آزمانے لگے

پھر نہ لائیں کوئی بلا سر پہ
پھر مجھے گھر میں کیوں بلانے لگے

چھاگیا پھر جہاں میں اندھیر
پھر وہ زلف سیہ بنانے لگے

وصل کا اونسے جو سوال کیا
مجھکو وہ بے نقط سنانے لگے

دیکھکر لعلِ یار پر خطِ سبز
کیا عجب خضر زہر کھانے لگے

ولہ

نکلی کیوں آہ شرربار جگر سے میرے
آج نساخ وہ کیا جانے ہیں گھر سے میرے

داغ حسرت کا ہوں تاب بھلا خاک حریف
آہ بھی بچکے نکلتی ہے جگر سے میرے

نکرے دفع مری تشنہ لبی جز لبِ یار
آبِ شمشیر گزر جاسے جو سر سے میرے

چشمِ سوزن بھی بھر آتی ہے وہ ہے ابتر حال — بخیہ گر ڈرتے ہین زخمِ جگر سے میرے

کاہ کی طرح جو اوڑنا نہین منظور تو بس — کوہِ وحشت مین نہین اوٹھتے رہ گزر سے میرے

شبِ ہجران وہ بلا ہے کہ اوسے دیکھتے ہی — خوف سے داغ لپٹتے ہین جگر سے میرے

مثلِ خمخانۂ چشم کو نہین ہے ناسخ
سوزشِ ہجر مین نسبت کوئی گھر سے میرے

کیا ہے چشمِ جہان مین ذلیل و خوار مجھے — سلے مین حضرتِ دل خوب راز دار مجھے

ابھی تو گزرے ہین بس چند روز توبہ کو — شکست کے لیے دیتی ہے دم بہار مجھے

کہون کسی سے اگر مین تو کون مانیگا — کہ اپنے دل پہ نہین ہاے اختیار مجھے

ہزار طرح کے اوہام ہوتے ہین پیدا — خزان سے بھی ہے سوا موسمِ بہار مجھے

جو مجھکو دیکھ لیا رات بزمِ خوبان مین — لگے وہ طعن سے کہنے وفا شعار مجھے

کیا ہے یار نے محشر مین وعدۂ دیدار — رہیگا تا بقیامت اب انتظار مجھے

شکستِ توبہ کی نیت تو کر چکا ہون کب — ذرا بہار ہی کا اب ہے انتظار مجھے

وہ خوش ہین ایسے کہ گویا ہے اونکو وصل کی شب — جو دیکھا آکے شبِ ہجر بیقرار مجھے

خدا ہی جانے کہ کس طرح جانون ناسخ
جو ہو رقیب کی باتون کا اعتبار مجھے

کسلیے پھر تلاشِ عقبے چاہیے — وصل ہوا اونکا تو پھر کیا چاہیے

ہم قیامت تک کرینگے انتظار — کب ہو دیدار اونکا دیکھا چاہیے

اُف کرین تو کاٹیے میری زبان — کیجیے مجھپر ظلم جتنا چاہیے

ذکر میرا بھی کبھی آتا ہے وان — اونکے ہمرازون سے پوچھا چاہیے

ہو تو پی لین توڑ کر توبہ پڑے — کچھ تو ساقی کا اشارا چاہیے

ہو سکے ہم آغوش وہ کہنے لگے — تمکو اے ناسخ اور کیا چاہیے

ولہ

شرما گئے سمجھکے وہ طرزِ سوال سے — مین آپ آپ ہو گیا بس انفعال سے

کہتے ہیں چھپکے چھپکے وہ دشمن سے کیا بھلا | آگاہ وہ نہیں ہیں اگر میرے حال سے
حشر کہیں ہو جلد کہ دیدار ہو نصیب | اسکے سوا غرض نہیں کچھ اونکی چال سے
گویا کہ ہم پھڑک رہے ہیں تخم بر نمک | ہو تیری گفتگو دل شوریدہ حال سے
اونکی نظر سے دل کو یقین ہو کہ گر گئے | دشمن اوتر گئے ہیں ہمارے خیال سے
کیونکر مثال پستہ شیرین سے ہیں دہن | لب اونکے بند ہو گئے میرے سوال سے

تم اور وصل یار ذرا غور تو کرو
نساخ باز آؤ خیال محال سے

کچھ دل یار میں شاید کہ اثر کرتا ہے | آج نالہ مرا دل میں مرے گھر کرتا ہے
وصل کی شب کو رقیبوں سے ہے باز مجھکو | شور جو شام ہی سے مرغ سحر کرتا ہے
اوسپہ کیفیت دو رخ نہیں پنہاں گرنہ | جو ترے ہجر میں ایام بسر کرتا ہے
کیا بلا لائیگا اللہ ہی جانے کہ فلک | آج پھر دور باندازِ دگر کرتا ہے
نعل شب وصل عدو میں جو بتاتا ہے کہ بس | مجھپہ احسان بڑا مرغ سحر کرتا ہے
عیش خسرو کی حقیقت نہیں اوسکے آگے | جو ترے غم میں بھی ایجان بسر کرتا ہے
جرس نالہ کی آواز سے پیدا ہے کہ آج | کاروان ہستی عاشق کا سفر کرتا ہے
کیا ہی گھبراتا ہے در پہ سے مرے جاتے ہیں | اسطرف جو کبھی بھولے سے گزر کرتا ہے
بزم میں رشک سے کٹ جاتے ہیں دشمن سارے | تیز بھی وہ مری جانب جو نظر کرتا ہے
وہ مرے عشق سے آگاہ نہوتے ہرگز | حال دل اونپہ عیان چاک جگر کرتا ہے
مرض عشق میں ہو باب سے ملتے ہی ہیں نفع | جتنا پرہیز ہو اوتنا ہی ضرر کرتا ہے
اسقدر شہرہ ہوا ہے مری رسوائی کا | قیس بھی اب مری صحبت سے حذر کرتا ہے

اپنے جامے میں سماتا نہیں نالہ نساخ
پردۂ گوش صنم میں جو گزر کرتا ہے

کچھ مرا حاصل آہ با تاثیر کی تقصیر سے | ہوتی ہے برپا قیامت آہ بے تاثیر سے
[illegible] نامہ مرے [illegible] کہ [illegible] | مر گئے ہیں دشمن اونکو مری تحریر سے

جان ہی تو نے نکالی اوسکی ای ناوک فگن — کیا نکالا تیر کا پیکان دل نخچیر سے
ہو گیا میرے ستانیکے لیے ای بخت حیف — اتفاق اوس نوجوان کا چرخ پیر سے
ہنستے ہیں ہم جسکے وہ بھی او رعدو بھی یا نصیب — مجھکو یہ حاصل ہوا ہے آہ با تاثیر سے
نہیں کی قسمت میں لکھا وصل شب ہجر کے — ایسی بھی ہوتی ہے غلطی کاتب تقدیر سے
کوئی بھیجا نے نہ بھیجا نے مجھے اس بزم میں — لیک وہ پہچان لیں گے رنگ کے تغییر سے
لاکھ تیغ ابرو و خنجر مژگان کا دھیان — رات ہجران کی نہیں کٹتی کسی تدبیر سے
چین سے عمر اپنی ای خدا زندانمیں کٹتی — ہتھکڑی لاتے بنا کر یار کی شمشیر سے
وہ کبھی جو دن کو آتے تھے ہوا اب بھی نہ — کام کچھ آخر کو نکلا نالہ شبگیر سے

تو نکل اک روز سر پر گر پڑیگا آسمان
ہے یقیں نساخ مجھکو نالوں کی تاثیر سے

کیوں نہ شرمائے ہیں جفا کر کے — ہیں تو نادم نہیں وفا کر کے
رنج اوٹھائے اوسے خفا کر کے — کیا ملا ذکر غیر کا کر کے
بیوفائی ہے شیوہ خوبان — اپنے حاصل نہیں وفا کر کے
بتکدے میں چلا ہے پھر نساخ — ڈرتے ڈرتے خدا خدا کر کے

تمکو کہتے تھے ہم اے نساخ
کیجیے تو کیا ملا وفا کر کے

ہرگز نہ تو ملی ہوتی نہ یوں جستجو مجھے — دنیا اگر خدا دل سے آرزو مجھے
ہیں وہ نہیں کہ کہتے کروں ذبح وہ دل عزیز — ایجان تم سمجھتے ہو مشکل عدو مجھے
ہے بے تکلفی بھی غضب ہر کہ بزم میں — دشمن کو آپ کہتے ہیں وہ اور تو مجھے
کیا کیا نہ خاک اوڑائیں گے میدان حشر میں — مرنے کے بعد بھی ہے تری جستجو مجھے
اپنے گلے پہ آپ چھری پھیرتے عدو — اس عید میں گلے سے لگاتے جو تو مجھے

لکھیں ہیں دشمنوں کے جو خط میں نے تہنیت
نساخ وہ سمجھتے ہیں اپنا عدو مجھے

ہوگئی ہے صحبت اک ستم ایجاد سے
ربط پھر نالوں کو ہے اپنے دل ناشاد سے

چاک کی صورت نہیں ان میں ہی جو پیدا ہوا
آسمان بھی چرخ کھاتا ہے تری بیداد سے

پڑ گئے ہیں ڈورے یہ ہم بین کر کرینگے ہمکو قتل
قتلگہ میں ہم بھلا او تر ہیں گے اونکی یاد سے

مہربانی میں بھی ہو حاصل نہ دشمن کو کبھی
لطف جو میں نے اوٹھایا ہے تری بیداد سے

قصر کے بدلے بناتا خاطر شیرین میں گھر
ہو نہیں سکتا تھا اتنا بھی بھلا فرہاد سے

پھر زمین و آسمان کا کچھ پتا لگتا بھلا
گر نکلتا ایک بھی نالہ دل بیتاب سے

جھوٹ شہرہ ہو گیا ہے اونکے آنے کا یہاں
ہوں خجل احباب سے شور مبارکباد سے

جان کو سے علت غائی یہی دونوں کی ہے
داغ سودا کم ہو زخم تیشۂ فرہاد سے

روز جلتے ہیں نکل جائیں کہیں یہ فکر ہے
تنگ وہ افلاک آئے ہیں مری فریاد سے

کہہ سنایا اونکے ظلمون کا جو با تفصیل حال
ہوگئے حیران وہ ہے نساخ میری یاد سے

اب تو نالوں میں کہانی کا اثر ہے یا کبھی
میرا حبیب رہنا جگاتا تھا بتوں کو خواب سے

دیکھنا اوس شعلہ خو کو اور بھی بھڑکا دیا
ہوگیا دل سرد اپنا گرمی احباب سے

شوخیاں اونکی جو یاد آتی ہیں ہمکو ہیں
کرتے ہیں پہروں ہی باتیں اس دل بیتاب سے

لطف شوق قتل کا نساخ تو ملتا نہ تھے
کاش کے وہ ذبح کرتے خنجر بے آب سے

خواب میں جا کے [illegible] [illegible] ہے اپنے جو جنت
دل پھڑک جاتا ہے اے نساخ نام خواب سے

شکوہ کریں گے اسکا وہ تنہا اگر ملے
کیونکر راہ میں کبھی کبھی دشمن کے گھر ملے

آنکھوں میں ہے جو پیار تو دل میں ہے کد و غصہ
دل سے کبھی دل ملے نہ نظر سے نظر ملے

ہی میرا بعد مرگ جو خاک جائے کیا عجب
گھر سے ترے بہشت کی صورت اگر ملے

وحشت جنون میں آہ وہ گم کردہ راہ ہوں
مجھکو ملے جو غول تو سمجھوں خضر ملے

اب اونکو جو رسے ہے ندامت سو یہ بھی ظلم
امکان ہی نہیں کہ نظر سے نظر ملے

مدت پہ دراز پند و نصیحت کا اب کھلا

نساخ مجھکو رات وہ ناصح کے گھر ملے

اونکو نساخ اگر میری وفا یاد رہے — مجھکو کس طرح بھلا اونکی جفا یاد رہے

آسمان مجھسے یہ کہتا ہے شب وصل میں — صبح دکھلائینگے ہم اسکا مزا یاد رہے

کون دے تمکو خبر تم ہی ذرا رکھنا دھیان — نالہ اپنا نہیں احسان رسا یاد رہے

دل کے دینے میں تامل جو ہوا بولے او مجھے — مانگنے پر بھی مجھے دل نہ دیا یاد رہے

ظلم پر ظلم وہ کرتے ہیں یہ کہکے مجھے — شرط ہم بدتے ہیں تمکو جو ذرا یاد رہے

وعدہ وصل کا ذکر اوسسے نہ چھیڑا نساخ
یاد رکھنے کی بھی یہ بات ہے کیا یاد رہے

بلائی ہو مری لڑتی ہے آنکھ اوس آفت جان سے — تعجب کیا ہے بگڑی ہے اگر چاک گریبان سے

اثر کچھ ضعف کا بھی کم نہیں ہے آب حیوان سے — کہ مثل خضر جسم اپنا نہان ہے چشم انسان سے

اگر یاد ون کو اپنے انس ہے دشت و بیابان سے — تو اپنے ہاتھ کو ہے ربط داماں و گریبان سے

بہانہ نشہ کا کرتے ہو لیکن ہم سمجھتے ہیں — تمھارے ہاتھ کیون اولجھے تھے شب شکن دامان سے

دل صد چاک کو نساخ سے جب کچھ لیتی ہے
اوجھہ پڑتی ہے کنگھی یار کی زلف پریشان سے

نساخ نہیں جانیو جب تک کہ نہ مر جائے — مقتل میں کوئی یاد سے کیا اونکی اودھر جائے

تاریکی سے پر خوف ہے وہ کلبۂ احزان — آئے ملک الموت بھی تو دیکھکے ڈر جائے

کاٹو تو سلیقے سے مری کاٹیو گردن — قاتل مجھے ڈر کا ہے کہیں ہاتھ نہ بھر جائے

بے پیری اونکو اسیروں سے ہے اللہ — پروا ہی نہیں کوئی جو مر جائے تو مر جائے

سینے پہ وہ جبتک نہ رکھیں دست حنائی — ممکن ہی نہیں ہے کہ مرا سوز جگر جائے

ہے ہجر کی شب کو یہ دعا میری زبان پر — اللہ کسی طرح سے یہ رات گزر جائے

اغیار کا نساخ اگر ذکر نہ ہوتا +
اوٹھکر مرے پہلو سے وہ یون [?] گھر جائے

یون ہی اگرچہ گردش ہفت آسمان ہے — ممکن نہیں رقیب جو پھر کامران ہے

کا ہے عیان رہے تو نگہ ہم نہان رہے
سایے کی طرح ساتھ تیرے تم جہان رہے

تجھکو قسم ہے ضعف کہ کوچے مین یار کے
ایسا نہ چھوڑ مجھکو کہ تاب و توان رہے

کیا لطف اگر اوٹھا نہ مزا وصل و ہجر کا
دنیا مین مثل خضر اگر جاودان رہے

عالم پہ حال زار ہمارا ہے آشکار
کچھ آپ کی کمر تو نہین جو نہان رہے

انکار آپ کا تو ہوا اقرار سے سوا
دشمن کے گھر مین آپ نہ تھے تو کہان رہے

بلبل سے ربط ہے نہ ہمین گل سے ارتباط
اس باغ مین رہے بھی تو مثل خزان رہے

رسوا اسے دہر عشق نے ناسخ کو کیا
دشمن کا راز ہے تو نہین جو نہان رہے

ہے سر لیے ہوا اور نہ کچھ یار کے لیے
ہے میری زیست مردن دشوار کے لیے

گردش مین ہے فقط مرے آزار کے لیے
کیا آسمان بنا نہین اغیار کے لیے

دنیا مین بھی تھا مجھے اسکے سوا خیال
آئے ہین حشر مین بھی تو دیدار کے لیے

تم کر رہے ہو تازہ ستم کی تلاش کیون
کافی ہے دل مرا مرے آزار کے لیے

ولہ

نہین کرتی ہے اگر تیغ ستم یاد مجھے
بے سبب آتی ہین کیون ہچکیان جلاد مجھے

ہین وہ ہون دیکھ جو مجنون کے سیر و مرشد
کوہکن کہنے لگے حضرت استاد مجھے

وہ جو سنتے نہین تجھپر جو ستم ہین بیتے
اور نہین ضعف سے یان طاقت فریاد مجھے

کہتے ہین وہ کہ اگر دیکھیے تجھ سے ہی عشق
دیا اللہ نے وہ حسن خداداد مجھے

تجھکو اور شوق مین جو ہر نہ مت دینا
کیا بہانے کی ضرورت ہے کر ازاد مجھے

ہین وہ ہون یاد تمھاری نہین بھولا دم بھر
تم وہ ہو بھولے سے کرتے نہین یاد مجھے

زار وہ ہون کہ نہین خوف عدو کا لیکن
بزم جانان سے نکلوائیگی فریاد مجھے

مجھکو کیا کوہ و بیابان سے غرض اے ناسخ
قیس سمجھے ہوے ہین آپ کہ فرہاد مجھے

شاید عدو کے سر پہ بھی اب آسمان ہے
گردش مین میری طرح جو اسکی بھی جان ہے

آجائے جان جان مین ہو جائے زندگی | بدلے دوا کے زہر جو دے چارہ گر مجھے

ولہ

اوٹھائیگا مجھے اوس آستان سے | توقع ہے تو یہ ہے آسمان سے
اجل کیون لیگئی باغ جہان مین | اوٹھا کر مجھکو اونکے بستان سے
نہیں جز ذکر یار اوسکی زبان پر | خدا سمجھے ہمارے رازدان سے
بلا پھر کون لائے اپنے سر پر | ہم اور اونہین بھلا لطف زبان سے
وہ کوٹھے پر کھڑے کھلاتے ہین بال | بلا ہوتی ہے نازل آسمان سے
بلائین لیگئے وہ شب شمع مین گیسون | عبث ہے خوف مرگ ناگہان سے
جزاک اللہ فی الدارین خیرا | شب ہجر آ ہے اجل آئی کہان سے
دل اک آفت ہے کیون اسکی صورت | ذرا ملتی ہوئی ہے آسمان سے
نہیں منظور اوسے دشمن بنا دون | کہون کیون راز پنہان رازدان سے

اوٹھا مین بیت سے نساخ جو ہاتھ
کہو تو لائین ہم طاقت کہان سے

روز و شب جان حزین ہائے جلا کرتی ہے | آہ سرد اپنی عجب کام کیا کرتی ہے
ہے شب ہجر مین وہ حال کہ اپنے روکے | شمع بالین بھی مرے حق مین دعا کرتی ہے

ولہ

وہان کسکے جوڑا جو باندھا گیا ہے | دل اپنا پریشان ہوا جاتا ہے
پشیمان وہ دل لیکے واپس نکلے | یہ دل بھی پشیمان ہوا جاتا ہے

ای نساخ ہاتھون سے دست جنون کے
گریبان داماں ہوا جاتا ہے

تم جو آجاؤ عیادت کی عبادت ہو جائے | جان تو نکلے ولے رفع شکایت ہو جائے
بیوفائی کی تری بار جو شہرت ہو جائے | ہے یقین تجھکو مرے نام سے نفرت ہو جائے
امتحان غیر کا گر حسب ضرورت ہو جائے | اونکو نساخ یقین ہے کہ فضیحت ہو جائے

خوف رسوائی ہے یار کے دربان کا مجھے
روز تبدیل جو یوں صفت صورت ہو جائے

وہ خفا ہو کے چلے بزم سے ہیں بھی جو کہوں
فتنہ برپا ہوا ابھی ایک قیامت ہو جائے

مژدہ وصل کے سننے کی کہاں ضعف میں تاب
ہے یقین وصل سے پہلے ہی فراغت ہو جائے

صورت نقش قدم ہم کہیں پھر ٹلتے ہیں
کوچہ یار میں جانے کی جو صورت ہو جائے

دلکو قابو میں تو لائے ہو بڑی مشکل سے
دیکھو نساخ کہیں پھر نہ حماقت ہو جائے

کہتے ہیں ہنس کے رقیبوں سے سنا کر مجھکو
ایسی نساخ کی صورت ہے کہ نفرت ہو جائے

اس عداوت پہ تو ہو جائیے فدا اے نساخ
کیا کرو اونکو اگر تمسے محبت ہو جائے

خط یار کو تب رقم کریں گے
جب غیر کا سر قلم کریں گے

بہاتا ہے مجھے سمجھ گئے ہیں
اب مجھپہ بھلا ستم کریں گے

ولہ

پھولوں نہیں سماتی ہے کیوں آج باغ میں
وہ سیر کو گئے کہیں آئی بہار کی

تنہا میں ہو نہیں ذرا بھی جو تاثیر ہو کہیں
سن لیجے آپ بات دل بیقرار کی

کٹتا کسی طرح سے نہیں ہے جو اے خدا
دن حشر کا بھی رات ہے کیا انتظار کی

ولہ

بتوں کو ناز اگر ظلم اور جفا پر ہے
غرور ہمکو بھی تو مہر اور وفا پر ہے

چلو کہ ہوتی ہیں تیاریاں وہاں نساخ
شہادت آپ کی موقوف گر رضا پر ہے

خواب میں اونکو دیکھنے کا ہے شوق
نیند کیوں رات بھر نہیں آتی

ہم ہی جائینگے اوس سے ملنے کو
موت نساخ اگر نہیں آتی

دیکھیں وہ آئینے کو اور ہو حیرانی مجھے
زلفیں اپنی وہ بنائیں ہو پریشانی مجھے

ہجر میں اس سے نہیں نساخ بہتر کوئی شغل

سچ جو پوچھو تو ہر گئی ہی غزلخوانی مجھے

بھرا کرتا ہوں آہ سرد بزم یار میں ہر دم ‏ ‏ نکالی ہی نئی ترکیب دشمن کے جلانے کی
ہمارا نالہ ہی غماز اونکو اعتماد اوس پر ‏ ‏ کروں تدبیر اب کیا راز پنہاں کے چھپانے کی

ولہ

اوسکے کوچے میں جو میت آئی مری ‏ ‏ نعش بھی اوٹھوا کے پھکوائی مری
کان ہم سکے وہ ہی جب سنتے نہیں ‏ ‏ گنگ سے بدتر ہی گویائی مری
ہی جو ہم نالہ و فریاد و آہ ‏ ‏ بزم سے کچھ کم نہیں تنہائی مری
ملگئے وہ سمجھتے یار سوا انہوں ‏ ‏ آخرش کام آئی رسوائی مری

جان دی سب نے مانگے خال یار کو
دیکھا ہی ناسخ دانائی مری

مہندی اور دیکھیے پاؤں میں لگی ہی کسکے ‏ ‏ اسنے تو خوب ہی رنگ اپنا جمایا پسکے

ولہ

مجھے ہاں دل میں تجہ اک بلا ہی ‏ ‏ زبان پر نہیں جو ہم میں نہیں ہی

نکلتے کم ہیں اب ناسخ گھر سے
تصور میں کوئی پردہ نشین ہی

خانہ ما ہی قتل کرنیکو بھی رحم ‏ ‏ پوچھتے ہو کیا مرے جلاد کی
آسمان پر ہو تو گر جائے ابھی ‏ ‏ تونے مجھپر جسقدر بیداد کی

بیٹھے ہیں جو سختی ہجران میں تیری ای صنم ‏ ‏ اونکے آگے کیا حقیقت مردن دشوار کی

ولہ

اغیار نے کیے ہیں فلک نے نہ یار نے ‏ ‏ وہ وہ ستم کیے ہیں دل بیقرار نے

ولہ

شمار ہی نہیں اپنے گناہ بے حد کا ‏ ‏ حساب لیگا قیامت میں کوئی کیا مجھسے

ولہ

ہی عجب کچھ نورہ و رسم دیار خوبان | دوستی کیجیے جس سے وہی دشمن ہو جاے

ولہ

مر جانے پہ کھل جاے جو یہ راز تو کھلجاے | تا زیست کبھی عشق کو رسوا نکرینگے
چاک اپنا جگر ہوئیگا بے منت خنجر | دشمن تری زلفون مین اگر شانہ کرینگے
کب طعنۂ اغیار سے یان جان بچیگی | ساتھ اپنے اگر اونکو بھی رسوا نکرینگے
ہم سامنے دشمن کے لپٹ جائینگے اونسے | کچھ کام کرینگے بھی تو مردانہ کرینگے

ولہ

ہین کوے عدو مین تھا عدو کوچے مین تیرے | اے دشمن جان تم تو کہو رات کہان تھے

ولہ

اونکی الفت مین ہے برگشتہ مقدر ہمسے | بغض رکھتا ہے عبث چرخ ستمگر ہمسے

ولہ

آنکھون سے ٹپکے گریۂ شادی مین اشک گرم | غصے سے جبین وصل مین وہ آگ ہو گئے

ولہ

پوچھو گیسو سے پریشانی مری | آئینے مین دیکھو حیرانی مری

ولہ

گئے ہین ڈھونے کو مٹی وہ نعش غیر کے ساتھ | سمجھے جو بد نظر خاک مین ملانا ہے

ولہ

کیون خفا ہو بھلا ہوا کیا ہے | یہ تو فرماؤ ماجرا کیا ہے

ولہ

جاتے ہی اونکی محفل عشرت اداس ہے | مضطر ہے کوئی اور کوئی بد حواس ہے
کیون دیکھتے ہین جانب پہلو وہ ہر گھڑی | گستاخ دل مرا اگر اونکے ہی پاس ہے

ولہ

ٹکڑے ٹکڑے ہے جنون مین دل و دامان مجھسے | کچھ گریبان ہی ہے جان [illegible] مجھسے

ولہ

ڈرتے ہین وہ کہ جان کو ہم سے نہ دین کہین
ہمسے زیادہ اونکو ہمارا خیال ہے

ولہ

باندھا ہے مری آنکھون پہ رومال شب ہجر
وہ حسرت دیدار نکلنے نہین دیتے

ولہ

صوفیونکو حال آیا رند ہین اک حدیث
نالہ میرا کیا ہوا گویا غزلخوانی ہوئی

ولہ

وہ دیکھکے دل کہتے ہین ہے مال تو اچھا
خوبون مین شناسائی ہین جنکو نظر ہے

ولہ

غیرت نے مجھکو بچایا ہے جو دست مرگ سے
طعن سے کہتا ہے وہ ترسا بچہ عیسی مجھے

ولہ

دھیان رہ رہ کر عدو کا یار کو آتا رہا
وصل کی شب بھی مرے حق مین قیامت ہو گئی

ولہ

مٹے دیوان مین اپنے اسی نساخ
رکھے ہے جو شعر انتخاب رہے

ولہ

ہوتی ہے بوالہوس سے صلح عاشق سے لڑائی ہے
الٰہی چرخ کجرفتار کی کیسی بن آئی ہے

ولہ

عشق کے جو دام مین ہم پھنس گئے
یار کا دل غیر کے گھر کو چلاے
دل کی خطا آنکھون کی تقصیر ہے
آہ مین نساخ وہ تاثیر ہے

ولہ

خالی جو پایا دل کو مرے آ دھسی چیر کے
سمجھا یہ جی مین بس مری حسرت نکل گئی

ولہ

شب غم تو نہین ہے وعدہ دیدار کا ان کے
اسقدر روز قیامت مین درازی کیون ہے

ولہ

فتنہ ہی بلا ہی کہ قیامت نہیں معلوم — جو نالہ دل خاک میں یاں گوشہ گزین ہی

ولہ

لب پہ جان آئی ہی ہجران میں پئے استقبال — حضرت موت کے آنیکی خبر دیتی ہی

ولہ

ہزاروں فتنے اوٹھتے ہیں جہاں سے — مکان یار بھی اک آسمان ہی

ولہ

رنگ کیوں ہونٹھوں کا پھیکا ہو گیا فرمایئے — چوس کر کسنے بھلا مسی چھڑائی آپکی

ولہ

رقیبوں کو دو بوسے مجھکو گالی — ذرا انصاف تو کیجے یہ کیا ہی

ولہ

زلف کے دھیان نے اور اوسکو بڑھایا ہی مگر — یہ درازی تو الٰہی شب ہجران میں نہ تھی +

ولہ

صاف ہو دشمن سے اور مجھسے کدورت لیں عبث — خاک میں میرے ملانیکی یہ سب تدبیر ہی

ولہ

دے کے بوسے غیر کو شب مکر گئے ہو عبث — چپ رہو بس منہ نہ کھلواؤ کہ وعدہ اوسکے سے

ولہ

ہم تمکو روک لینگے سر راہ ایک دن — کیا جان تک کو خوف بھلا دور ہٹ سے

ولہ

موت کو کیا ہوگیا وہ تو نہ تھی وعدہ خلاف — وہ نہ آئے تو نہ آئے اسنے کیوں تاخیر کی

ولہ

جان تو لے چکے اب چھیڑتے ہو کیا حاصل — یہ تو فرمایئے دل میں مرے کیا رکھا ہی

ولہ

پردہ ہو کسکا آپ ہے حیران ہین ہے یہ حال — آنکھون مین دیکھنے کے بھی طاقت نہین رہی
ساتھہ اپنے لیگئے دل شرا فرین کو وہ — اب میری جان ہے وہ قیامت نہین رہی
صدمہ جو رشک غیر کا اب مجھسے اٹھہ سکے — دل مین مرے یہ تاب یہ طاقت نہین رہی

ولہ

ہو لناک ایسا ہو وہ دشت اگر جائین گے — حضرت خضر بھی بس خوف سے مرجائین گے

ولہ

ہو نٹھون کو یو نجھتے ہین کسیلے رومال سے وہ — بوسہ لینے مین اگر اونکو مزا آتا ہے
صبر آتا ہے نہ تو چین نہ نیند آتی ہے — ہجر کی رات کو آتا ہے تو غش آتا ہے

ولہ

بدلتا ہے جو ہر دم آسمان رنگ — متلون کیا مزاج یار کا ہے

ولہ

رحم سے آپ کو نفرت ہی سہی — ہجر مین مجھسے اذیت ہی سہی
گر نہو صاف مری جانب سے — یار کے دلمین کدورت ہی سہی
آپ اٹکھیلیون کی چال چلین — جان پر میری قیامت ہی سہی
صبح تو اونکو نہ جانے دونگا — آج مین آئے مری قسمت ہی سہی
کیا ہوا آنکھہ ملانے مین بھلا — ظلم کی تمکو ندامت ہی سہی
چھوڑئے کب بوسہ لب کا لیکا — تمکو دشنام کی عادت ہی سہی
زندگی مین نہین ملتے وہ اگر — مرنے پر حور کی وصلت ہی سہی
وصل اونکا ہو رقیبون کو تو ہو — مجھکو رنج غم و فرقت ہی سہی
ہجر مین کسیلے ہم سرنگین ہین — نالہ زار قیامت ہی سہی
شتے اب وصل کا خواہان تو نہین — ہجر پر مجھکو قناعت ہی سہی
اوس سے کیا راز شب وصل چھپائین — رازدان کے لیے آفت ہی سہی
ہم کو کچھ ترک وفا کرتے ہین — اسمین ذلت ہے تو ذلت ہی سہی

یاں کسی طرح تو آؤ صاحب — نہ سہی مہر مروت ہی سہی
میرے نالے سے ہلا آئے نہ تیر — نہوا اعجاز کرامت ہی سہی
مہرباں تم نہ سہی عاشق پر — آپ پہ مہر کی تہمت ہی سہی
نہ سہی آپ نہ آئے قصد آ — یہ مرا جذبۂ الفت ہی سہی
نہ پڑھو فاتحہ مانگو نہ دعا — قبر عاشق کی زیارت ہی سہی

چپ ہو کیوں یار کے آگے ناسخ
نہ سہی شکر شکایت ہی سہی

ہوا گل رات دست یار سے چاک — کھلی قسمت ہمارے پیرہن کی

ولہ

لاکھ تدبیر کرو جینے کی کیا ہوتا ہے — درد دل سانس کے لینے سے سوا ہوتا ہے

ولہ

کرو ترک مے و معشوق ناسخ — کہ پیری میں نہیں زیبا جوانی

ولہ

میں جو ڈرتا بھی ہوں تو جنبش ابروئے تری — کھینچکر تیغ دو دم کیا تو ڈرانا ہے مجھے

ولہ

نکل نہ گھر سے تو آئی آفت زمان نہ نکل — جہان میں حشر کا آنا بھی اک قیامت ہے

ولہ

مرض عشق میں یاں نیند نہ کل آئیگی — یاں عیادت کو بھی آئے تو اجل آئیگی

ولہ

چمن میں گل ہیں جو خنداں تو نغمہ زن بلبل — ہمارا رونا نہ ٹھیرا کوئی ہنسی ٹھیری

ولہ

تر بتر خون جگر سے جو مرے مردم ہے — پردۂ چشم کو کیا صحن مینا سے کم ہے
خون گرفتہ وہ ہوں ناسخ کہ مقتل میں بھی — میری تسلیم کو شمشیر کی گردن خم ہے

ولہ

کس طرح ہم دل چھڑا لین یار سے / ہے یہ مشکل مردن دشوار سے

عشق ہو جا ابرو سے خمدار سے / مجھکو دھمکاتے ہین تلوار سے

رخ مین خط مشتر مطلع الانوار ہے / صحفہ ہو بہتر مخزن اسرار سے

ملنے مین ہر روز اب لڑتی ہو آنکھ / اوس پری کے روزن دیوار سے

اوس لیے کہتے ہین تمہین ملتے اگر / راز دل کہدینگے ہم اغیار سے

گر نہین ہے مرے ستانے کا خیال / ہاتھہ کھینچو غیر کے آزار سے

ہاے وہ میرا گزرنا اوس طرف / جھانکنا وہ روزن دیوار سے

اسقدر شوق شہادت ہے کہ ہم / لپٹے جاتے ہین تری تلوار سے

مار ڈالا کیسے ناسخ کو
تونے وصل غیر کے اقرار سے

آشفتگی و سودائی و دیوانگی و جنون / فرمایئے جو کچھ کہ مرے حق مین بجا ہو

مقبول ہو دشمن کی دعا یار الہی / ہر دم مرض ہجر مین اپنی یہ دعا ہو

ہم ترک کرینگے تری خاطر سے وفا کو / اے جان جو تو دشمن ارباب وفا ہو

دل لے نہ گیا چھین کے وہ دست حنائی / ناسخ یہی دل کے نہ دینے کی سزا ہو

دشمن سے وہ خط کو مرے پڑھوائینگے ناسخ / ہوویگا وہی جو مری قسمت کا لکھا ہو

ولہ

چھپکے جاتے ہین اونکے کوچے مین / کہین اوسکی خبر نہو جائے

اپنی آنکھون مین رکھتے ڈرتے ہین / آہین اونکو نظر نہو جائے

ولہ

کیون اوسکی سی باتین کہہ رہا ہے / تشنہ ہین ترسے غیر کی زبان ہم

ولہ

غم مین کیونکر مین کہون یہ کہ قرار آجائے / عید ہو جائے محرم مین جو یار آجائے

عشق کی ذلت و رسوائی کا دعویٰ انکو ہو	آپ کو اپنے سے جب تک کہ عار آجائے
ہوں وہ دیوانہ نکلجاؤں اگر سوے چمن	کیا عجب فصل خزاں میں بھی بہار آجائے
حال کیا اپنا کہوں ہاے وہ پیاری صورت	بوالہوس بھی جو ذرا دیکھ لے پیار آجائے
اونکے الطاف سے ہوتی نہیں تسکین ناسخ	ہو جو بیتاب عدو دلکو قرار آجاے

ولہ

اگر ناسخ گلے مے محفل خوباں میں جاتا ہو	کوئی کرتا ہے چشمک اور کوئی آنکھیں دکھاتا ہو
تری جلوہ نمائی پر اشارے غیر سے دیکھے	یہ بخت شوم اپنا دیکھیے کیا کیا دکھاتا ہو

ولہ

گلوں کو دیکھکر کسطرح دل کو شادماں کیجے	بھلا ناسخ کیا ہجراں میں سیر گلستاں کیجے
عدو کا نام لیتے ہی جو صلواتیں سناتے ہیں	کہاں تھے آپ شب فرمایئے کچھ تو بیاں کیجے

قطعہ

دیکھ ہمت جگر کو پروانہ	جل گیا مثل شمع آہ نہ کی
نہ کہیں تاڑ جاے بزم میں غیر	میں نے اونکی طرف نگاہ نہ کی

ایضاً

کیا ناصح نے بھی افسوس مجھپر	جو نام اونکا سنا میری زباں سے
ہمارے میہماں ہوتے ہیں ناسخ	اوترتے ہیں جو فتنے آسماں سے

ایضاً

دانا وہی ہے دل جو تری آرزو میں ہے	گویا ہے وہ زباں جو تری گفتگو میں ہے
شنوا وہی ہے گوش جو سنتا ہے تیرا ذکر	بینا وہ آنکھ ہے جو تری جستجو میں ہے

مقطعات

راہ سے اونکو جو پکڑ لائے	لگے دینے وہ گالیاں مجھکو
پھر یہ بولے کہیں نہ شامت آئے	چھوڑ عبدالغفور خاں مجھکو

ایضاً

لسّاخ اوسکے گھر کا پتا کس سے پوچھیے
اور تقلید ہو جانے والا کوئی تو پھر

جو جانتا نہین وہ بتائیگا کیا سے مجھے
فرماسیے کہ کیون وہ بتانے لگا مجھے

ایضاً

مین تو کیا دشمن بھی کہتا ہے نہین عیب
چھپکے چھپکے مجھے کرتے ہین بات

ایک جہان حیران ہو کہ ہین عتاب سے
تو اشارے کرتے ہین اغیار سے

ایضاً

وہان ہمکو نہ جانے کی حقیقت کیا بیان کیجیے
کہ جانے پر کبھی کہتے نہین ہین مرحبا مجھکو

غلط ہو گیا اسی کو لوگ رسم و راہ کہتے ہین
نہ رخصت ہے نہ پردہ فی امان اللہ کہتے ہین

ایضاً

پیچھے گر عرض حال کہتے ہین
خوف سے اسیر گر رہتے ہین

کہتے ہو کیون نہین ہوا کیا ہے
پوچھتے ہین کہ ماجرا کیا ہے

رباعیات

خدمت چو دہن لعبدارت مفتون
بر لعل شکر فشانت شیرین فرہاد

نادیدہ بصفت دہن از دل افزون
بر گیسوے مشکبارت لیلی مجنون

ایضاً

جس راہ پہ چلتے ہین یہ اہل تقلید
اس راہ پہ جو چلا نہوگا گمراہ

ہو وہ ہی رہ سنت و راہ توحید
پائیگا نجات ہے یہ اللہ سے امید

ایضاً

کوچے مین ترے گزر نہوگا کب تک
مرنے تو جاوکو دو بھلا دیکھون گا

دل مین ترے اپنا گھر نہوگا کب تک
نالون مین مرے اثر نہوگا کب تک

ایضاً

دل مجھکو ملا ہے رنج و غم سہنے کو
سننے کو بنے ہین کان میرے گستاخ

منہ مجھکو عطا ہوا ہے چپ رہنے کو
دی حق نے او نہین زبان کہنے کو

ایضاً

کیا کام ہے اس سے کہ بہار آجائے
کچھ اس سے غرض نہیں کہ یار آجائے
ہو وصل مجھے یا کہ عدو کو ہو فراق
مطلب ہے یہی دل کو قرار آجائے

ایضاً

گر مجھ سے ابھی ہے موت بیزار سہی
گو نزع میں میں نہیں ہوں بیمار سہی
مرنے کو مرے محال کیوں سمجھے ہو
آسان نہو نہو دشوار سہی

ایضاً

گو کشتۂ الم کو ابر باران ہے وصل
گرچہ مرض ہجر کا درمان ہے وصل
پر وصل جو حاصل ہو یہ ہے امر محال
تم سمجھے ہو نساخ کہ آسان ہے وصل

ایضاً

آنکھوں سے عبث ہوں اشک جاری کبتک
بیہودہ فغان و آہ و زاری کبتک
پابندی ہیں تو چھوڑ گیسوؤں کا سودا
نساخ بھلا سیاہکاری کبتک

ایضاً

مغموم ہے گاہ گاہ ناشاد ہے دل
گہ محو فغان ہے گرم فریاد ہے دل
لایا ہے یہ رنگ اونکو چھپانے کے لیے
نساخ بلا ہے ایک استاد ہے دل

ایضاً

پھرتے ہیں جو اونکے ساتھ گلشن میں ہم
پھرتے ہیں گل مراد دامن میں ہم
پھولے نہ سماتے ہیں برنگ گل اے نساخ
ہیں صورت خار چشم دشمن میں ہم

ایضاً

بھولے سے جو تشریف کبھی لاتے ہیں
یوں مجھسے وہ مسکرا کے فرماتے ہیں
آتے ہیں جو ہم گھر میں ترے اے نساخ
تو جان لے ہم دم میں ترسے آتے ہیں

ایضاً

گر عشق و محبت کی بھی ہیں رسمیں
کیا جانے عجب وہ آئین ہیں یہ بس ہیں

اور آگئے قابو میں اگر اے ناسخ — چھوڑونگا نہیں جو دینگے لاکھوں قسمیں

ایضاً

کیا کوہ بنا ہے وہ لکھا ہیں محبوب — گنبد بھی ہوا دیکھ کے شکم خوش اسلوب
ہر وقت ہو جشن نگہ خسرو کا در — شیرین کو پسند کوہکن کو مرغوب

ایضاً

جو تیری گلی میں سایہ دیوار پڑی — کیا شستہ و رفتہ ہے زبان دہلی
ہو رشک بہشت گلستان دہلی — بہتر ہے بہار سے خزان دہلی

ایضاً

دکھلاتے ہیں بڑے بڑے نمازی جھوٹے — دیکھیں ہیں مصلی و نمازی جھوٹے
پھیلا ہے وہ جھوٹ کا اثر اے ناسخ — ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ حجازی جھوٹے

ایضاً

سچ سچ جو کہوں میں درد دل کا احوال — سب کہنے لگیں مبالغہ کا ہے کمال
اور سمجھے مبالغہ یہ سنکر شاعر — ہو عقل حکیم کے بھی نزدیک محال

ایضاً

اب عشق میں رسوائی سی رسوائی ہے — جب تک کہ اک خلق تماشائی ہے
پھیلتا وہ حال سنکے فرماتے ہیں — ناسخ جنون زدہ ہے سودائی ہے

ایضاً

اس کا ہی تماشا دیکھتے ہیں جان حزین — آتی ہے بہار اور سامان نہیں
دل جو تھی جنون میں کر سے بیلا دنگا — دامن نہیں ناسخ گریبان نہیں

ایضاً

بیتاب تجھے رکھتی ہے اور ہے تنہا رات — کٹتی ہے کسی طرح نہیں کافر رات
ناسخ فراق یار میں ہوتی ہے — زلفوں سے طویل اور سیہ ہے رات

ایضاً

ایضاً

عبرت کا مقام ہے یہ دیر فانی | نیرنگ بین ہے طبیعت انسانی
نساخ اس انقلاب کو دیکھ بغور | ثانی اوّل ہے اور اوّل ثانی

ایضاً

ہر شہر مین جو ہوتے ہین عامی چھوٹے | چھوٹون ہی کے ہو جاتے ہین حامی چھوٹے
دعوا اونھین چھٹ کوئی کا ہے ای نساخ | ڈھاکے مین جو خاص ہین وہین نامی چھوٹے

ایضاً

کیا کوہ بنا ہے دلکشا ہین کہ نہین | مثل اسکا جہان مین بجز طور نہین
کیا اوسپہ ہے جوبن اور کیا تمکین | شیرین کو ہے خسرو کوہکن کو شیرین

ایضاً

پھر دل مرا گرم آہ و زاری ہے آج | پھر جان کو میری بیقراری ہے آج
پھر موت کا انتظار ہے ہجران مین | پھر ہائے وہی نفس شماری ہے آج

ایضاً

پھولون کو جو باغ مین ہنسانی ہے بہار | دیوانہ ہزار کو بنانی ہے بہار
کیا کہیے کہ جب مزے مین آتی ہے بہار | توبہ کو مری ہوا بتاتی ہے بہار

ایضاً

ہے کیسا شرر فشان بیان واعظ | جل جاے کہین نہ جسم و جان واعظ
ڈرتے ہین سبھی مومن و فاسق نساخ | شعلہ ہے جہنم کا زبان واعظ

ایضاً

ہر سو ہین کہین جو شب کو گاتے ہین آپ | اغیار کو اپنے ساتھ لاتے ہین آپ
اچھی نہین یہ بات کہے دیتا ہون | سوتے ہوے فتنے کو جگاتے ہین آپ

ایضاً

ڈھاکے کے سوا جھوٹ کا اب دور کہان | یہ رنگ کہان جھوٹ کا یہ طور کہان

مولانا و مولوی و منشی جھوٹے + | کہیے تو ہو یہ بات بھلا اور کہان

ایضاً

ہو بھول بھلیان وہ گلشا مین آفت | ہر راہ ہو اوسکی کو سے زلف حیرت
جو اوسمین گیا بھول گیا اپنے کو | ہو کس سے بیان اوسکی بھلا کیفیت

ایضاً

یہ شہر نہین ہو ایک جہان گلکتہ | ہر شہر زمین ہو آسمان کلکت
جنت مین بھلا کہان ہین ایسی حورین | فردوس کہان اور کہان کلکتہ

ایضاً

ہر دم تھا زبان یار پہ نام مرا | اغیار لیے جاتے تھے پیغام مرا
اب مین ہون اور اعدا کی خوشامد نساخ | آغاز وہ تھا اور یہ انجام مرا

ایضاً

افسوس کہ کچھ بھی پاس اصلا نہ رہا | اب کچھ بھی اونھین لحاظ میرا نہ رہا
شب وصل وگریبان ہوئے اغیار سے وہ | نساخ ذرا بھی اب تو پردا نہ رہا

ایضاً

آہ سحر شام کے اثر کو دیکھو | تاثیر فغان ہائے سحر کو دیکھو
دیکھا جو ادھر کو بول اوٹھے اے نساخ | دیکھو نہ اوٹھا کے آنکھ ادھر کو دیکھو

ایضاً

وہ چین کہان دل کو وہ آرام کہان | نامہ کہان نساخ وہ پیغام کہان
پاؤنکی ہمارے پاس کے آہٹ ہر بار | گھبرا کے نکلنا وہ سر بام کہان

ایضاً

چھوٹا سا ہو وہ گلشا مین لب مینا کا | جسپر ہو دل بلند قدان بھی نثار
اس بوسے سے قند یہ کیا کہون نساخ | فتنہ ہو بلا ہو پھر چشم ستیار

ایضاً

ویرانہ ہے سب قرب و جوارِ ڈھاکہ
جنگل سے فزون تر ہے دیارِ ڈھاکہ
منحوس ہے چند سے ہزارِ ڈھاکہ
بدتر ہے خزان سے بھی بہارِ ڈھاکہ

ایضاً

نساخ سے صورت کو چھپایا تو نے
جو اوسنے نہ کیا تھا وہ دکھایا تو نے
پھر اوس پہ ستم نیا یہ ڈھایا تو نے
اغیار کو بھی گھر مین بلایا تو نے

ایضاً

کیا اچھی طرح سے دل مرا شاد کیا
مضمون نیا آپ نے ایجاد کیا
جب دام مین زلفون کے پھنسایا مجھکو
کہنے لگے تو آپ کو آزاد کیا

ایضاً

کیا کہیے کہ اقرار لیے ہین کیا کیا
دل لینے کو وعدے بھی کیے ہین کیا کیا
لیکن جو حقیقت ہے وہ سب مجھسے سنیے
نساخ کو تمنے دم دیے ہین کیا کیا

ایضاً

کیون صورتِ ابر دمبدم روتے ہو
سمجھو تو ذرا
کیون کشتِ جگر مین تخمِ غم بوتے ہو
یہ حال ہے کیا
تم مرتے ہو اور یہ مرتے ہین غیر پہ وہ
کچھ دھیان بھی ہے
نساخ عبث جان کو تم کھوتے ہو
کرتے ہو خطا

ایضاً

یہ میکدہ و مدرسے کی سیر نہین
کعبہ نہین نساخ یہ کچھ دیر نہین
یہ کوچۂ خوبان ہے جہان آئے ہو
اب جان تو یقین جان کی یان خیر نہین

ایضاً

جل جل کے اگرچہ دل مرا خاک ہوا
قصہ ہی لے ایک عمر کا پاک ہوا
وہ دامنِ یار جسپہ کچھ داغ نہ تھا
شب نشہ مین دستِ غیر سے چاک ہوا

ایضاً

گر کم نہیں غار سے مکان سلمٹ
دیواروں سے ہیں بڑھکے مردمان سلمٹ
ہر وضع عجیب ہے ہر انداز عجیب
ہر سب سے عجیب تر زبان سلمٹ

ایضاً

تجھسا کوئی سرگرم وفا ہووےگا
تجھسا کوئی پامال جفا ہووےگا
پھرتا ہوں کفن باندھکے سر سے نساخ
تجھسا کوئی جان سے خفا ہووےگا

ایضاً

احسان یہ مرے حال پہ فرماتے ہیں
برسوں میں مہینوں میں کبھی آتے ہیں
لیکن مری غمخواری کو غش آتا ہے
تنہا وہ مجھے چھوڑکے جب جاتے ہیں

ایضاً

دل کسلیے اب آہوں سے جل جائیگا
دم کسلیے گھبراکے نکل جائیگا
نظروں سے تری جو گر گئے ہیں اغیار
جی اپنا یقین ہے کہ سنبھل جائیگا

ایضاً

ہر رات ہیں سرگرم فغان روتے ہیں
یوں جان عزیز ہجر میں کھوتے ہیں
اوروں کا جو حال پوچھیے اے نساخ
وہ ساتھ رقیب کے پڑے سوتے ہیں

ایضاً

افسوس کہ تمنے یہاں کا آنا چھوڑا
صد حیف کہ منھ کا بھی دکھانا چھوڑا
یہ سب تو ہوا نہیں شکایت اسکی
بتلائیے کیوں مجھکو ستانا چھوڑا

ایضاً

دشمن کی اور نگاہ افسوس افسوس
اغیار سے اور نباہ افسوس افسوس
تم اپنے کو دیکھو ہاے کیا کرتے ہو
افسوس افسوس آہ افسوس افسوس

ایضاً

اب گاہ ہے ادھر کو بھی گذر کرتے ہیں
گاہے مرے دلبر بھی نظر کرتے ہیں
تاثیر یہ نالے کی ہے بیشک نساخ
وہ غیر کے ملنے سے حذر کرتے ہیں

ایضاً

کیا کہیے کسی پر اگر آتا ہے دل — کس کس طرح الفت کو چھپاتا ہے دل
بنجاتی ہے بس جان پہ آخر نساخ — افسوس کہ جب ہاتھ سے جاتا ہے دل

معمیات

باسم مجنون

تا شعلہ فشانم چو بپیند گاہے — از دل نجیم ہم اہ ماہ بر آید آہے
از دل قلب خواستہ چون نجم مقلوب گشت مجن شد و از نون نون اسمے
یعنی مکتوبی مراد است مجنون حاصل شد

باسم غنی

بلبل فدا ست بر گل در دو دلش بسوز — خون ست در فراق رخ یار دلفروز
از بلبل ہزار دازان غین خواستہ و از گل باعتبار اعداد حرف نون خواستہ و چون
دل در خون شد یعنی بیکار گشت و باقی ماند از ان باعتبار اعداد دو حرف
یا خواستہ پس غنی حاصل آمد

باسم احسن

تصویر تری دیکھکے امو زبس شمائل — اک آن میں جس وحرکت ہو گئی زائل
چون در میان لفظ ان لفظ حس در آید احسن حاصل شود

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ دیوان فصاحت عنوان بلاغت ترجمان تصنیف لطیف جناب مستطاب
معلی القاب سر سید شاعران سخن پرور سخندان جناب مولوی محمد عبد الغفور خان صاحب
بہادر نساخ ڈپٹی کلکٹر ضلع ڈھاکہ بکمال صحت و تصحیح ماہ شوال المکرم میں از فیض مطبع
نظامی سے طالع ہو کر جمال منور لینے سے روشنی بخش دیدہ دل شائقان و تازگی دہ گلشن

طبع رسالے معنی شناسان کا ہوا

تاریخ طبع دیوان جناب مولوی محمد عبد الغفور خانصاحب نسّاخ
شیرین زبان از عاجز محمد عبد الرحمن شاکر ہیچمدان

ہوا طبع دیوان نسّاخ جب — شگفتہ ہوے گلعذاروں کے لب
کھلا گلشنِ گل رخانِ جہان — ہوے خندہ لب مہوشانِ جہان
یہ دیوان ہے دیوانوں کا تاج سر — یہ دیوان ہے عشاق کا راہبر
یہ دیوان تیشہ ہے فرہاد کا — یہ دیوان مجنون کا ہے رہنما
نئے شعر ہین اور نیا رنگ ہے — نئی بندشین اور نیا ڈھنگ ہے
یہ دیوان حقیقت مین ہے ارمغان — کہ اہلِ سخن اسکے ہین قدردان
وہ مضمون رنگین ہین دیوان مین — کہ یاقوت ایسے نہون کان مین
جو مطلع ہے گنجِ دُرِ بے بہا — تو مقطع سے مضمون کا دریا بہا
رباعی سے سنتے کے مضمون سب — ہر ایک اپنی بندش مین ہے منتخب
قصائد غزل فرد سب بے نظیر — غرض ہے یہ دیوان بدر منیر
مصنف کو کیونکر نہو افتخار — یہ دیوان نسّاخ ہے یادگار
مصنف چھپا جب یہ دیوان نیا — لکھا شعر شاکر نے تاریخ کا

چھپا کیا ہی دیوان نسّاخ کا
کسی نے نہین ایسا دیوان کہا

١٢٩٤

تقریظ و تاریخ ارمغان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ریختۂ قلمِ معجز نگارِ قیامت کارِ سخن سنجِ دقیقہ گزینِ نکتہ فہمِ سخن آفرینِ فروغِ طالعِ گفتار عروجِ بختِ اشعار جوہرِ تشبیہِ خیال غمزہ دیدۂ کمال شاعرِ معنی ایجاد عزیزی سید محمود متخلص بہ آزاد رئیس نامی ہا کہ شاگردِ حافظ اکرام احمد ضیغم

مژده اے شاعرانِ معنی دان | پایہ سنجانِ شیوہ‌ہاے بیان
مژده اے والہانِ حسنِ کلام | محوِ طرزِ خراشِ اقلام
مژده اے سالکانِ راہِ خیال | بار یابانِ بزمگاہِ خیال
مژده اے شارحانِ ناز و ادا | مستِ ذوقِ وقوع گوئیہا
مژده اے افصحانِ ہندستان | فہم سرمایگانِ ریختہ دان
مژده اے ناظمانِ کاملِ فن | واقفانِ رموزِ شعر و سخن
مژده اے میکشانِ خمِ ذوکا | مستِ سرجوشِ بادۂ معنا
یافت حسنِ سخن طرازِ کمال | ہست نوروزِ فہم و عیدِ خیال

یافت اندازِ تازہ طرزِ بیان
ذوق سرمستِ بادہ معناست
ہست در بزم آگہی اعنی
شد مرتب شگرف دیوانے
نام و تاریخش ارمغانستے
آیتِ افتخارِ فنِ سخن
حاصلِ لذتِ بنائے عشق
رشتۂ آموزِ شوخی و انداز
روشش آموزِ سحر سازیہا
ہمہ تصویرِ شوخیِ خوبان
جنت امنوے ختناسے
ذوق افزائے طبعِ اہلِ سخن
نشہ بخشش کردہ از فلاکِ اعلا
من و ایمان کہ جستیدِ حرف
نقشِ طرزِ دلربایش قبول
ہی شعر و تازہ با ملاحتِ آن
فہم بر نکتہاش دیوانہ
طرفہ پرواز و بلاغت یافت
شعرہایش ہمہ متین استے
نکتہائے لطیف و نازکِ آن
معنایش دلربا انداز
حرف حرفش زند بصد عنوان
حاصلِ فکر عالیِ نساخ

طرفہ شوریست در سرِ اذہان
طبع منت کشِ رسائیہاست
جلوہ پیرا مرقعِ معنے
فہمِ معنے شناس را جائے
ارمغانِ سخنور استے
حجتِ اعتبارِ فنِ سخن
ارغنونے پر از ترانۂ عشق
شرحِ نیرنگہائے ناز و نیاز
پر ز افسونِ عشقبازیہا
ہمہ نیرنگِ نازِ محبوبان
صانعِ مستیِ دل و جان
حرف حرفش بدل زند ناخن
پایۂ اردوے معلی را
شد ایجاد یک طلسمِ شگرف
والہ شوخیِ اداش قبول
نمکِ حسنِ سبزِ ہندستان
ہست ہر صفحہ اش پریخانہ
تازہ انداز و فصاحت یافت
سادہ و دقت آفرین استے
سے دمد در تنِ خیال روان
زمزمہ سازہائے شوق و نیاز
خندہ ہا بر بلاغتِ سحبان
حجتِ خوشنمائے نساخ

آنکه بر فکرِ او ست نازِ سخن
پادشاهِ قلمروِ معنی
خانِ روشن روانِ روشن رای
رونق افزای صدرِ دارالعدل
زندگی بخشِ رسمِ مهر و وفا
قلمش همچو عالمِ صورت
می کند شکلِ مجرمانِ اسیر
قلزمِ بخشش و جهانِ وقار
اوستادِ بدیع صنعتِ سخن
شاعرِ فصیح بلند تلاش
متفنن سخنورِ کامل
خامهٔ صاحبش فنون پرداز
طبعش افزود اعتبارِ سخن
شاعرِ کاملِ فنونِ سحر
در نظم ها بقوتِ انشا
از مضامینِ بکر رنگارنگ
فتنهٔ شیوهٔ کمال ویم
که بترتیبِ اولین دیوان
کرد تعلیم با هزار ادا
دوم طراحیِ دوم دیوان
گه باندازِ صائب و میلی
در نوردِ سخن درین دیوان
رونقِ تازه داد در همه جا

با سرِ کلکِ او نیازِ سخن
موجدِ شیوهٔ نوِ معنی
رایش از کارِ عقل عقده کشای
پایه افزای قدرِ دارالعدل
حکمرانِ ممالکِ دلها
حکمرانِ قلمروِ فکرت
وحشیانِ خیال را زنجیر
عالمِ فیض و آسمانِ وقار
نکته آموزِ شاعرانِ زمن
نکته سنجِ بلیغ طرز تراش
بحرِ طبعش محیطِ بی ساحل
مطربِ محفلِ نیاز و ناز
آبداری آبروی کارِ سخن
خانه زادِ کلامِ او تاثیر
می دهد جلوه شکلِ معنی را
طبعِ او غیرتِ هزار رنگ
محوِ نیرنگیِ خیال ویم
خامهٔ او چو شد گهر افشان
شوخیِ تازه طرزِ صائب را
کرد آن نکته سنجِ سحر بیان
گه بطرزِ نظیری و میلی
آن سخن آفرینِ معنی دان
شیوهٔ میلی و نظیری را

هر دو انداز از که می آید
در فن شاعری اما هستی
فهم مطلب کند بغیر بیان
دل کجین عبارتش مفتون +
اوستاد سخنور ارن زمن ؛
از ازل سبلی توشط ادراک +
هر فضایلش کند بنگاه بیان
پایهٔ فکر او بر اوج کمال +
هست از نسل خالد بن ولید
نظم کشور خامهٔ او می داد
می رساند نسب سخن کوتاه ؛
آشکارا از جبین انور او +
آنکه در معرض جلالت قدر
آنکه عبد اللطیف نام وی ست
خان فرخ نهاد فرخ رای
چمن آرای گلشن ایام +
مسند عدل و مظهر الطاف
ناظم دولت شهنشاهی ؛
شیوهٔ عدل را نوی از وی
مملکت را بهین صلاح اندیش
در مدار سپهر سلطنت رائی +
صدر نام آوران کلکته ؛
حامی دین حکیم دانشمند +

سیف الله لقب خالد بن ولید

او زبان وصف کلک او شاید
طبع او فتاد را لکا هستی +
چون دل عاشقان ادای بتان
قلم او مصور مضمون ؛
فهم ها را سواد از و روشن
هست با بکر فکر دامن چاک
حرف در کار فهم معنی دان +
رشح کلکش تمام سحر حلال
پایهٔ او ازین توان سنجید +
کشور نظم کلک این بگشاد
تیغ کلکش بسیف سیف الله
فتنه هایی همین برادر او
می شمارند سروران صدر
فلک روزگار رام وی ست
رای او گلشن خرد پیرای
قوت افزای بازوی اسلام
پایه افراز کرسی انصاف
رونق فتنه داوری گاهی
پشت فضل و هنر قوی از وی
سلطنت را ازین فلاح اندیش
خوانده عقلش ارسطوی ثانی
افتخار سران کلکته ؛
همچو قدرش خیالهاش بلند

پادشاهِ جهانِ دانائے　　وارثِ فضل و بذلِ آبائے
آز رشکِ عنانِ انعامش　　همتِ او بلند چون نامش
هر طرف با خجسته آثارے　　فیضِ او همچو حکمِ او جارے
لطفش اندازه دانِ سازشِ دل　　خُلقِ او ضامنِ نوازشِ دل
فطنتِ او مقنّنِ نصفت　　عظمتِ او مطرّزِ شوکت
آفتابِ سپهرِ فضل و کمال　　آسمانِ جهانِ جاه و جلال
در کفش بازوِ قلم راز و رہ　　هم ز لطفش در انجمن ہا شور
علم از و یافت فیضِ رنگارنگ　　خاطرِ او مربیِ فرہنگ
گرد رہِ امن بر جہان گیرد　　عدلش از چرخ ترجمان گیرد
جاه پروازِ تازه یافت از و　　دولت اندازِ تازه یافت از و
سعیِ او عام را کفیلِ رفاه　　موردِ لطفِ خاصِ شاہنشاه
زینتِ بزمها ز تقریرش　　قوتِ عزمها ز تحریرش
وارد از عدل آن خجسته صفات　　فتنه چون طالعِ حسود ثبات
یافت چون شغلِ مدح انجامی　　بهرِ تاریخ نامه سر نامے
کرد تحریر کلکِ گوهربار　　شعرِ نساخ لولوے شهوار
١٨٧٥ع

ایضاً

بازچون فکرِ آسمان پیما　　شده از روی راز پرده کشا
سالِ دیوانِ نامیِ نساخ　　یافت فکرِ گرامیِ نساخ
١٢٩٢

ایضاً

بهرِ تاریخ باز حسب الحال　　شد رقم مخبرِ محبت سال
١٢٩٢ھ

ایضاً

باز از جوششِ بحرِ طبع قلم　　سالش افکارِ نظم کرد رقم
١٢٩٢ھ

ایضاً

پی گفتن ز جوشش طبع رسا | خاطر نکته سنج معنی زا
سائل سال شد چو باصد ذوق | عقل گفتا نوید شورش شوق

ایضا

ای سخندان نکته سنج از اد | ملک معنی ز سعی تو آباد
بسر انگشت تو قلم راناز | حرف را بالبت هزار نیاز
ایکه انفاس تو دم تقریر | می دهد جان بقالب تاثیر
شوخی گرمی دم تو کجاست | کز اجابت در انتظار دعاست
بان دعائی بحضرت باری | که قبولش کند خریداری
تا بود کامیابی دانا | وز جه ناکامی دل سفها
تا بود شوخی ادای سخن | بر دل اهل ذوق ناخن زن
تا بود ارمغان شهر خیال | نظمهای فصیح سحر مثال
باد برغم حاسدان لیام | هر دو ممدوح را زمانه بکام
کلک شان بزم معنی آرا باد | زخمه ساز ذوق دلها باد
ارمغان جسم و هم را جان باد | ارمغان سخن شناسان باد

سر جوش صهبای خیال افروزان شمع انجمن فضل و شعور مست باده سخن طرازی میرزا محمد شیرازی متخلص محمود شاهزاده میرزا وصال شیرازی

بنام آنکه یادش نور جان ست | خیالش روشنی بخش بیان ست
بنام آنکه نامش ذوق جانهاست | ستایش رونق افزای زبانهاست
نخستین حرفی از هر طرفه دیوان | سپاس و شکر و حمد پاک یزدان
ستایش درخور آن بیمثال ست | که ذاتش برتر از وهم و خیال ست
غفور و قادر و قیوم و داناست | رئوف و رازق و حی و تواناست
سخن شناست و سخن گستر او | بسر نام خرد شد افسر او

هران بکرِ سخن کز اهلِ حالست
چو نامِ حق بہ سطرِ اولین ست
خداوندی که از لطفِ نهانے
کریمے کز عنایتہاے بیچون
رحیمی کز و نورِ مهربانے
پس از شکر و سپاسِ پاکِ داور
سمندِ فکر بر افلاک تازد
یگانه نوگلِ گلزارِ بینش ؟؟
شہے کز نورِ او روشن جہانست
هم اندر کنتُ کنزاً مختفے بود
چو از انگشتِ او شق القمر شد
پس از نعت و ثنای فخرِ عالم+
بو بیشه سالکِ راهِ حقیقت+
خداوندِ کرم شاخ کز جاه
ملاذ و ملجاءِ اهلِ فضیلت
دلش گنجینۂ مهر و مروّت
تعالے الله هم از خلقِ نکویش+
شرف با گوهرِ ذاتش هم اغوش
کمالش بی نیاز از مدح و تحسین
رواجِ دولت و دین پیشۂ او+
نشد یک نکته از معقول و منقول
از ان ممتاز در دانشوری شد
زهر علمے دلِ داناش مخزن

بہ چہرش بای بسم الله چو خالست
سراسر رحمةً للعالمین ست+
به لبها چاشنی داد از معانی+
سخن را منزلت بخشید افزون
ز نطق آورد آبِ زندگانی ؟
چه زیبا اے دل از طبعِ سخنور+
ز نعتِ صاحبِ لولاک نازد ؟+
محمد شمعِ بزمِ آفرینش
فراتر حسن گہش از لامکان ست
که او معبود را در بندگی بود
قمر از آن اشارت مفتخر شد
همان به کز محبانش سرایم+
همین سالارِ اربابِ طریقت
نشاید نسبتش با مهر یا ماه ؟
نمودار از رخش آیاتِ رحمت+
مخمر با گِلش لطف و محبت+
جزاک الله چه گویم وصفِ خویش
ظفر اندر رکابش دوش بر دوش
تعالی خالق الانسان من طین
سراسر راهِ حق اندیشۂ او+
که با فکرِ رزینش ماند مجهول
که نقدِ معرفت را جوهری شد
بهر فن برتر از استادِ آن فن+

چو نامِ نامیش عبدالغفورست / بدیوانِ شرف آیاتِ نورست
مطیعِ حق ز عین جز و بارے / مطاعِ خلق در فرمان گزارے
ز حکمش طاغیان را پا بزنجیر / ز عدلش شیرِ نر در بندِ نخچیر
قلم اندر کفِ معجز بیانش / عصائے دستِ موسے ترجمانش
کلامش ثانیِ نظم اللآلے / ویا سبع المثانے راست تالی
سخن چون با لبش دمساز گردد / مسلّم عیسوے اعجاز گردد
چو بر اوراقِ شعرے بر نگارد / بہ دفترے گنجے از گوہر سپارد
چو از طبعِ رزین بیتے نگارد / بہ لطفاشانِ مروارید کارد
چو از فکرِ بلند آرد بیانے / کند ارزان متاعِ مہربانی
چو مضمونے نماید زیبِ دیوان / شود حسّان و سحبانش ثناخوان
چو سازد مطلعِ شایستہ عنوان / گزارند از شرف بر دیدہ حوران
ز شیرین گفتہایش لوحش اللہ / مذاقِ قندے بخشد در افواہ
چو بر اشعارِ طبعش طالب آمد / بہ تصنیفِ کتابے راغب آمد
بگنجے پر از لولوی شہوار / برون آورد از طبعِ گہربار
یکی دریائے ژرف از لعل و گوہر / مہیا ساخت از فکرِ سخنور
چو شد آن نقش از رشکے بپایان / بہر جا شہرہ شد چون ماہِ کنعان
چو صیتش در جہان آوازہ بگرفت / پریشان ہر دلے شیرازہ بگرفت
ازان رو نام نامے ارمغان کرد / کہ بار اربابِ معنے رایگان کرد
زہے از این مصنف وہ ز دیوان / کہ طالع شد ز مشرق ماہِ تابان
تعالے اللہ نسیم اللہ و بایش / کہ باشد جانِ معنی دان فدایش
اگر من مدحے از مدحش نمایم / بباید دفترے از نو سرایم
فدائے آنچہ با کو سین و میم ست / وزان پس لفظِ رحمٰن و رحیم ست
عفاک اللہ ازان اشعار و معنے / کہ باشد زہرہ در چرخش مغنّی

حاک اللہ ازان ابیات شیوا
بود دیباچہ اش روشن تراز جان
ز فہرستش نسیم خلد خیزد
سواد صفحہ اش چون چشم حورا
بیاض ہر ورق از دلربائے
کند ہر نقطہ اش از تازہ نینے
بمعنے نقطۂ دل را معین ست
غزلہایش کہ ہر یک چون غزالیست
رباعیات او چون نو عروسی ست
بود ہر قطعہ اش یک باغ نسرین
الفہایش چو خوبان حجازست
ز بالا و ادا جا کردہ در دل +
بود ہر بایش از بلبل زبانے
ز تایش تار جان دارد تولا
ہم از ثایش مثلثہا پدیدست
بجیمش جان نماید جانفشانے
بود حایش حلاوت در حلاوت
ز خایش گر خرد بندد خیالے
ز دالش دلبران در دلربائی
ز ذالش ذوق در ہر ذرہ پیداست
سر رحمت بود رایش ز رافت
بود ہر زاے رنگ رحمت حرف زایش
سعادت بین بسینش کز وحید

مگر رضوان بجنت کرد انشا
کہ ہر حرفش بود جان سخندان
و یا از لفظہایش مشک ریزد
سیاہی از سفیدی گشت پیدا
بیاض چہرہ ترکان خطائے
ادائے خال مہرویان چینی
بصورت شعرہای معین ست +
و یا طاوس رنگین خط و خالیست
کہ باد اما دجفت از مہر بوسی ست
و یا چرخیست پر از ماہ و پروین
کہ ہر دم در قیام اندر نمازست +
ببالا سرو نازی پای در گل
مبارک ہمچو پای مہربانی
ولے در ترک تازے ہست یکتا
بوصل یار آثار امیدست +
کہ جانان را بجان شد یار جانی
ز شیرینی چو حلوا شد بحالت
ز خوشش وقتی بجو د ناید بسالی
دلیل دل بود رسے وجدانی
کہ خال عارضش از ناز یکتاست
کہ دارد روح را در راہ راحت
ز زیبائے ز زر آمد بنایش
پے گنج سخن باشد کلیدے

هزاران شور و شین از شکل شینش ز شوخی بر سر آمد نکته چینیش
صفای صفحه از هر صاد صافی بوصفش صبح صادق هست کافی
چو ضادش را نمودم ضرب و تقسیم بمیزان حاصل آمد لفظ تعظیم
ز طایش طبله طبله مشک عطار ازو هد بر طالبان طبع اشعار
ز ظایش ظاهر آمد این اشارت که هست الکاظمین الغیظ اشارت
عیان از عین او عین عنایت که چون عین الحیاتش هست عادت
ز بینا چشم رحمش از شور چشمان که زین عین ست روشن عین عیان
ز غینش غازه بر اوراق دیوان ز غیرت غارت چشم غزالان
ازین شد غین دار و عین کو فر شه که او را نقطه باشد فخر و تنز
چو از یک نقطه بر سر تاج دارد خیال غارت و تاراج دارد
ز فایش نافه اندر خون مکین ست که در عاشق کشی سحر آفرین ست
ز قافش فرقها تا فرق دانست که یک فرقش ز مین تا آسمان ست
ز فرقش رنجه فرق نازنینان سراسر قاف تا قافش بقربان
چو طاقش قبله عشاق آمد ز خوبی در حقیقت طاق آمد
ز کافش نکته گر وا نمایم گره از کاکل ترکان کشایم
اگر از لام او وصفی نگارم سر زلف بتان در تاب آرم
ز میمش ماه نو در ماتم و غم ازین غم مانده او را قامتی خم
همانا آمد از خلاق عالم عصای سحر ابراهیم ادهم
هم از نونش که رکن کاف و نون ست بنور نو عروسان رهنمون ست
ز واوش والضحی روشن بیانی ست گواه صدق او لطف معانی ست
ز فرط ناز بر بستر غنوده کلاه از نیکوی از سر ربوده
مفرح زاهدی اندر رکوع ست و یا شیخی باظهار خشوع ست
ز هایش هاله اندر خون نشسته بدل صد ناخن از حسرت شکسته

زشوخی ناز بر دلبر نموده
چه ترکان تکیه بر خنجر نموده

سطور از لام الف زنار بسته
و یا در لولوی لالا نشسته

مگر یا یش یکی شیرین ثنا یی ست
که هم سیمین بدن هم سیم پا یی ست

دریغا نیست طبعم را فراغت
اگر گویم وصف او را در حقیقت

چو این دیوان ز الطاف خداوند
بهر جا شهره شد چون شکر و قند

سخندانان بتاریخش ز هر سر
بیان کردند مضمونهای نیکو

سر آمد فکرت مخمور زان سان
که رونق میبرد از آب حیوان

یکی فکر خنده شعر از طیب خاطر
که تاریخ ست در مصراع آخر

رقم کردیم از بهر سن او
دلا دیوان ناسخ ست جادو

١٢٩٢ھ

ایضاً

ای اختر برج هنروی مخزن لعل گهر
گنج سخن بنازم شعر تروان طبع گوهربار را

وه وه ازین افکار تو وین دلربا اشعار تو
کز مدحت بسیار تو شیرین کنم گفتار را

الهام بر حق دانمش وحی محقق دانمش
یا سحر مطلق دانمش اشعار شکربار را

خوانم کلام عیسوی یا معجزات موسوی
یا از رموز معنوی پندارم این تذکار را

مانی اگر گشتی عیان میکردی از نیرنگ آن
در نقشهای چینیان شنجرف یا زنگار را

اشعار هندی و دری یا آیت پیغمبری
کز غایت جان پروری رونق دهد عطار را

بحریست پر در و گهر یا سلک مروارید تر
کز پرتوش اهل هنر گرمی دهد بازار را

ای مفخر اهل سخن ای سرور و مخدوم من
داند خدای ذوالمنن حق گویم این اظهار را

آب حیات از خامه ات چون میچکد بر چامه ات
مست ساز نامه ات مغز سر هشیار را

گفتم بفکر دوربین وز گفتهای دلنشین
انشا کنم شعری گزین تاریخ این اشعار را

ناگاه کلک عنبرین بعد از ثنا و آفرین
گفتا سخن سنج متین برگوی یا عطار را

١٢٩٢

نتیجه طبع سلیم سخن را رنگ آمیز گونا گون نمود مولوی عبدالواحد

زمین از ذات والای تو شد بر آسمان نازان — زمین از حلم تو در وا افلاک از شان تو حیران
سپهر فضل و دانش را توئی تابنده خورشیدی — سریر خوش بیانی را شهنشاهی ترا شایان
ز فیض وصف ذات تو بزیر طارم اخضر — منم امروز محسود همه امثال و هم اقران
بود هر شعر و هر دادم سراپا غیرت شعری — زبان خامه ام گوهرپاش و دُرریز و گهرافشان
سخنهایم بود احلی ز شهد و نیشکر احق — ولی در حق اعدایم نماید تیز از پیکان
چه خوش فرمود سعدی بر روانش باد رحمتها — هنر عیب است در چشم عداوت ای هنرور دان
چه دیوانی مدون کرده ای قلزم معنی — که امواج مضامین اندر آن هر دم بود جوشان
مضامینش بود شیرین و جانبخش و جان افزا — بظلمات سواد اندر چو آب چشمهٔ حیوان
چو گشتم غرق فکرت از پی تاریخ تدوینش — بگفتا ناگهان هاتف که آب چشمهٔ فیضان

۱۲۹۲ھ

دگرباره فروزان شد چو مهر طبع وقادم
صدا آمد ز گردون بس خرد افروز این دیوان
۱۲۹۲ھ

ایضاً

بشارت باد ارباب سخن را — سخن سنجان این دیر کهن را
کرامات حضرت نساخ ایدون — مدون کرد دیوانی همایون
ندارد وصف آن حاجت بگفتن — بود بر ناظرین از خود مبین
مضامین دلکش و الفاظ رنگین — نشستش بندش و طرز خوش آئین
همانا غیرت ارژنگ مانی ست — که آن مطبوع طبع اهل معنی ست
چو آمد فکر سال اندر دل من — شنیدم عندلیبی را ز گلشن
سراپا این در یای جد و عال ست — چه نیکو گلشن سحر حلال ست ۱۲۹۲
وگر خواهی بعیسوی سن گهر سفت — طراز خامهٔ مشکین توان گفت ۱۲۹۲
چو گشتم طالب تاریخ دیگر — بسال بنگله با آئین خوشتر
خرد گفتا که ای محسود پرخون — بطرز نغزتر تاریخ دیوان
۱۲۸۲ بنگله

چکیدۂ خامۂ گہربار از عروج نشۂ فکر رسا مست وکیفی سخن سنج جادو بیان سید وارث علی صاحب متخلص بہ سیفی باشندۂ فرخ آباد مقیم کانپور شاگرد شیخ امام بخش ناسخ

اے خامۂ دو زبان رواں ہو — خاموشی کو چھوڑ خوش بیاں ہو

جو وصف کہ تیری ذات میں ہے — رکھتی نہیں یہ صفت کوئی شی

ہے تجھ میں تو اجتماع اضداد — بیشبہ نئی ہے تیری ایجاد

انسی بھی ہی اور تو ہے وحشی — صامت ناطق جلی خفی بھی

تجھ کو تو شرف دیا خدا نے — مقبول تجھے کیا خدا نے

قرآن میں قسم ہے تیری کھائی — سب کیوں نہ کریں تری بڑائی

سر پر تری سروری کا ہے تاج — سب اہل قلم ہیں تیرے محتاج

کہتا ہوں میں ایک بات تجھسے — یہ میری تو التماس سن لے

اک میرے شفیق ہیں مکرم — مخدوم و معظم و مفخم

بے مثل ہیں اور بے بدل ہیں — وہ صاحب علم اور عمل ہیں

جو وصف کئی خدا نے پیدا — سب ذات میں اونکی ہیں ہویدا

با عقل سلیم ہی فطانت — حلم و اخلاق اور متانت

ہی فکر رسا بصد ذکاوت — جود و کرم و عطا سخاوت

افضال خدا ہی اونکی شامل — عہدے بھی کئی جلیل حاصل

لکھنا دشوار ہے مفصل — لازم ہوا ذکر اونکا مجمل

سب عہدونکو دیا خوب انجام — ہے نام خدا اونہیں کا یہ کام

اسپر اونہیں شغل شاعری ہی — کیا خوب سخن کی داد دی ہی

سرکار بھی اونسے ہی رضا مند — اور اہل مقدمہ بھی خورسند

ہر شخص کی ساتھ خوش کلامی — مشہور ہے اونکی نیک نامی

ایثار پہ ہے بسکہ طبع مائل — محروم رہا نہ کوئی سائل

ذی رتبہ و ذی ہمم ہین ذیشان | ہے عام جہان مین اون کا احسان
دیوان نیا کیا ہے طیار | برجستہ ہین جسمین ساری اشعار
اسکی تعریف کچھہ رقم کر | تسلیم مین اپنے سر کو خم کر
اوسنے کہا کیا کرون مین تحریر | عاجز ہی بیان پہ میری تقریر
فخر شعرای عصر ہین وہ | رشک فصحای عصر ہین وہ
فرحت انگیز ہر غزل ہے | جو اوسمین غزل ہی بی بدل ہے
ہے مطلع آفتاب مطلع | ہر ایک ہی لاجواب مطلع
رتبہ مین ہر ایک شعر اعلا | کہتے ہین اسے کو بول بالا
بندش بہی نئی نئے مضامین | ہی سب سی جدا یہ طرز و آئین
الفاظ نفیس با فصاحت | مضمونون مین سو طرح بلاغت
انگیز نئی ہے اور نیا ڈہنگ | اس نظم کا دیکہا اور ہی رنگ
مضمون نئے نئے اور اچہے | الفاظ ہین موتیون کے سچے
اس نظم کا انتخاب مشکل | اس نظم کا ہے جواب مشکل
ہی قافیہ سے ردیف چسپان | خوبی یہی شعر کی ہے ای جان
کلکتہ مین ہین جو اوسکے بہائی | مداح ہی اونکے بہی خدائی
ہی اونکو بہی اقتدار کامل | عہدے ہین جلیل اونکو حاصل
حکام سب اونکو مانتے ہین | ہر طرح لئیق جانتی ہین
شیوہ اونکا ہی عدل و انصاف | کہتے ہین معاملہ بہت صاف
کرتے ہین مقدمات مین غور | تنقیح ہر ایک کی بصد طور
منظور ہے اونکو حق رسائی | راضی ہین اونسے داد لینے
ہر شخص پہ وسے مہربان ہین | شرفا کے کمال قدردان ہین
کرتے ہین غریبون پہ ترحم | ممنون ہین اونکی ساری مردم
نیت حسنات پر ہے مصروف | ہر ایک صفت مین ہین وہ موصوف

جود و کرم و سخا و ایثار — نیسان کیطرح سے ہین گہربار

اوصاف ہین اونکی حد سی افزون — لاؤن مین نیا کہان سے مضمون

یاد آئے مجھے مثل سر دست — این خانہ تمام آفتاب ست

دیکھو جو ذرا بچشم انصاف — جو مینے کہا نہین ہے یہ لاف

حاسد سی نہین مجھے غرض ہے — اوسکے دلمین تو یہ مرض ہے

سیفی خاموش اب دعا کر — اور دے اوسے یہ روز و شب دعا کر

دنیا مین جو کرم سے اپنے — بخشے ہین خدا نی اونکو رتبے

عقبے مین بھی بخشے اونکو راحت — حاصل ہو اونہین نعیم جنت

جبتک ہین فلک پہ ماہ و خورشید — باہم رہین مشتری و ناہید

ثروت ہو پائدار اون کی — حشمت رہی برقرار اونکی

قطعہ تاریخ

نور کی مضمون ہین نعیم نادر تسلیخ مین — جان جن پر شاعران ہند کی قربان ہی

مندرج اشعار مین ہین خوبیان ہر طرح کی — وصف اسکا واقعی لکھنا نہین آسان ہی

حال پر ہر ایک کی لطف و نوازش التفات — جو نہین ممنون اونکا کون وہ انسان ہی

خیر و بخشش کا نتیجہ ہے کہ اب حاصل اونہین — فضل حق سی ثروت و حشمت کا سامان ہی

بی تکلف مصرع تاریخ سیفی نی لکہا — گوہر بحر فصاحت صاف یہ دیوان ہی

۱۲۹۲ھ

تراویدۂ قلم غرائب رقم رشک اسیر و فخر صائب سخندان معنی یاب
منشی عبد النعیم متخلص بہ تائب باشندۂ الاچی پور ضلع ڈہاکہ

صبحدم در چمن ہوای لطیف — می وزید از بہار عیش لفیف

ہر طرف از صدای چنگ و چغان — مست جام سرور و سور تفیف

اندران فصل گل گل اندامے — داد در بزم عیش با تشریف

در نزاکت ز برگ گل نازک تہ — او وسط اندام شوخ و شنگ و خطیف

خاسے و پر دلشس زرنج و نشاط ... چشم خونخوار لب پر از تلطیف

برد میداز دم نشاط افزا ... جان تازه بجسم زار نحیف

بی تکلف بجانب تائب ... کرد جام نبیذ را تکلیف

گفتمش توبه کرده ام که دگر ... می نگیرم بدست خویش نصیف

گفت فصل گل ست توبه شکن ... می بکش نغمه زن بنظم نظیف

از ره نیز و سے بفرمائش ... از دلم رفت فرصت تا فیف

تا گرفتم ز دست او ساغر ... گشتم از باده سر و زنلیف

خوشش دور دلم چو پستی آن ... درگذشتم ز حیطهٔ تشنیف

تائب از غایت سرور سخن ... مطلعے زد رقم چو مهر منیف

مطلع

آنکه وصفش فزونتر از توصیف ... تا رسا در کمال او تعریف

آنکه عبد الغفور خان نامش ... فرد کامل زدودمان شریف

عمدهٔ حاکمے برو نازان ... عدل او ظلم را نمود خفیف

نام کسرے بدور او زنده ... شاکر از عدل او قوی و ضعیف

در حقیقت محقق کامل ... رهبر و راه راست شرع شریف

از سخن پروران نادر فن ... نیست او را کسے بحال حریف

پر بهارست گلشن طبعش ... روی گلزار او ندید خریف

او همه دان بپارسے استاد ... در لسان عرب ادیب و عریف

زند و پاژند را زبان دانے ... اوست اندر سخنوران غطریف

در سخن گستری فصیح و بلیغ ... بذله سنج و لطیفه گوی و ظریف

باز بانش محاوره لازم ... روز مره نگار مرد حلیف

او سلاست پسند و خوش مضمون ... بر زبانش سخن نهی و حنیف

مرد میدان کارزار سخن ... بر حسودان بهر مصاف سیف

دہلوے طرز راطراز بہ بست — لکھنوے شیوۂ نمود خفیف
پیش ازین در جہان دو دیوانش — شد تجلے نمای چشم قنیف
باز اکنون بزور فکر رسا — کرد دیوان سومین تصنیف
حاسدان را بہ نغز گفتارش — جای گفتار نیست نے تحریف
وہ چہ دیوان حضرت نساخ — معنی شعرہاش جملہ لطیف
بود ہی دیوان آن فصیح زمان — روشن اندر جہان چو مہر منیف
رست در جلوہ گاہ دیوانش — ہر غزل مثل شاہدان عفیف
جلوہ گر ساخت چون عروس حسین — ہر غزل را بقافیہ و ردیف
فکر نساخ کردہ است بلطف — معنی تازہ در سخن تالیف
در تن ہر سخن بفکر رسا — از معانی دمید روح لطیف
ثاقب از بہر یادگار جہان — گفت ہجرے دوگانہ سال تالیف
اولیش سرود غیبی باز ۱۲۹۴ھ — واہ شیرین سخن سن تصنیف ۱۲۹۴ھ
ثاقب از حضرت خدای کریم — خواہد اکنون زدل دعای لطیف
تا بود فکر در طبیعت خلق — از ہدف دور باد این تصنیف
تا بود گل بگلشن این گلزار — در امان باشد از خزان و خریف
نورس این چمن بہ دور چمن — پاک باشد ز دست برد حریف

نتیجۂ فکر آسمان پیمای دانائے نکات خفی و جلی سخنور روشن بیان منشی سید آغا علی متخلص بہ شمس باشندۂ لکھنؤ شاگرد قاضی محمد صادق خان اختر

حمد نساخ دو سے ہر آن ہے — جسکا خط نسخ مین قرآن ہی
ہی وہ بیشک مالک لوح و قلم — کاتب دیوان ہستی و عدم
اوس سے ہی زیب کلام نظم و نثر — ہی وہ نظام نظام نظم و نثر
نعت پیغمبر علے الاطلاق ہے — جس سے موزون مصرع آفاق ہے

کرد سے گل ومنت کینار تنیخ
عنصر جسیم رسالت چار ہین
چارون دیوان خلافت کی ہین کنز
چہوڑ غفلت کہیل ہشیار یکا کہیل
نشہ کا انجن ہوا ایسا [illegible] ق دم
طوطے کلک گلستان سخن
صاحب دانش رئیس ابن رئیس
مہر افلاک عروج برتری
یعنی منشی مولوی عبد اللطیف
او نسے طرز پہر باسے ختم ہے
شہرہا سے ہند کی جو جان ہے
کہتے ہین دار الامارة اہل فن
گورنر جنرل نی کرتے اونکو ہی
اونکی چہوٹی بہائی ہین ذی احتشام
ڈہاکے کے ڈپٹی کلکٹر ہین وہی
نام نامے مولوی عبد الغفور
نظم مین وہ مشتہر نساخ ہین
صوفیون مین صوفی فاضل ہین وہ
مجلس عشاق کے مرغوب ہین
اردو انگریزی مین بہی مشہور ہین
شاعرون مین شاعر نامی ہین وہ
ہین وہ شاہنشاہ اقلیم سخن
شہرہ آفاق ہر منظوم ہے

خامۂ قدرت سے کہینچا خط نسخ
شاعر اونکی مدح مین ناچار ہین
چارون مصراع شرافت کی ہین گن
رم کی کر وہی ساقیا اب جل ہیل
جسپہ چڑہکر پہونچین کلکتہ کو ہم
ہی بصد جوش مسرت نغمہ زن
طالع و اقبال ہین جسکے ایسا
ماہتاب برج فخر و سرور ہے
خان بڑہا کر جنکو کہتے ہین شریف
فیض بخشی قدر دانی ختم ہے
بلکہ ہمت تسلیم کا ایمان ہے
حضرت ممدوح کا ہے وہ وطن
سب سی بڑہکر عزت و توقیر کے
راقمدن جود و سخا ہی اونکا کام
عدل مین ہر اک سی بہتر ہین وہی
او رلقبا خان خطابی ہے حضور
پر نہال عز و شان کی شاخ ہین
عارفون مین عارف کامل ہین وہ
بزم معشوقان مین وہ محبوب ہین
فارسی تازی مین بہی مشہور ہین
غیرت فردوسی و جامی ہین وہ
زینت اورنگ و دیہیم سخن
آہ اردو دیوانکی بہی اک دہوم ہے

تیسرا دیوان ہے معجز بیان — نام تاریخی ہے جسکا ارمغان

دہلی کے سب روزمری آئین ہین — یہ مضامین خوش آئین کسمین ہین

دیکھتے گر یہ عروس نوبہار — غالبا نوشاہ ہوتے جان نثار

جانتے سوسن ہی وحی آسمان — صدق ایمان سی بناتی حرز جان

دیکھتے گر میر کہتے لا کلام — یہ جوان ہے پیر ہے میرا کلام

دیکھتے سودا تو کر سکتے ضبط — ہوتا اس دیوانکی سودی مین خبط

بول چال اچھی ہی اور ستھری زبان — شوخ ہی طرار ہے نکہری زبان

سحر ہی افسون ہی یا دیوان ہی — قدرت حق ہی خدا کی شان ہی

واہ کیا باندہی ہین مضمون بلند — نارسا عقل رسا کی ہے کمند

عمدہ بندش ہی نرالی شعر ہین — نور کی سانچی مین ڈہالے شعر ہین

دیکھکر اسکو ملائک برملا
کہتے ہین صل علی صل علا

تاریخ

انتخاب دہر جو ناسخ ہین — آفتاب چرخ سخنکے کاخ ہین

مدح خوان جنکا ہر اک انسان ہے — یہ انہین کا تیسرا دیوان ہی

ولسی گر تاریخ ہجری کی ہے تاک — شمس کہدے مخزن اشعار پاک ۱۲۹۲

ایضاً

اسی دیوان پہ آپکی ناسخ — صدقی بندش فدا فصاحت ہے

عیسوی سال شمس سے سنو — واہ یہ گلشن بلاغت ہے ۱۸۷۵ء

ایضاً

کہا جوہر شناسان سخن نے — عجب ہی نظم گوہر بار ناسخ

جو پوچھی شمس نی تاریخ فصلی
ندا ہاتف نی دے اشعار ناسخ ۱۲۸۳ف

حاصل فکر مستقیم سخن طراز رنگین فکرت مولوی عبد الحکیم متخلص به نصرت یکی از محصلین مدرسه ڈھاکه باشنده ضلع میمنسنگه

بتی گلروی گلبوی گل اندام ببالین آمدم خود کام خوش گام
جبینش صبح مسروران باکام دو زلفش شام مهجوران ناکام
رخش بدری و ابرویش هلالی شفق لعلین او گیسوی او شام
بلب مهر سکوت از لعل می داشت بگفتم با دل بی صبر و آرام
همانا حقه پر از لآلی ست بر و مهر است لعلین بهر احکام
مگر این قول من در وی اثر کرد شکست آن مهر لعلین بهر انعام
نمود از مصحف نسخ سیمین که دندان کرده اندش جاهلان نام
دهن بر وی نمایان حلقه لعل بدل پنداشتم از راه اوهام
که بهر واقفان آیت او ز شنجرف است میمی بهر الزام
ویا باشد بگرد او حصاری ز خون عاشقان نیک فرجام
پس انگه در معنی این چنین بحث گرای نصرت چه لافی بر لب کام
ندانی این معانی ست مشکل ترا حاصل شود وسکے کشف ابهام
بود تاویل آن دیوان معنی زبان در وے سحر کسب افهام
ویا گوی دلبتان معانی ست زبان در وے معلم بهر اعلام
ویا مینای صهبای معانی ست سرورش چاره اندوه آلام
می معنی ز ساقی خرد جوی که می باشد خمارش فرخ انجام
ز دست فکر انگور دل افشار سه تا زه بر آور بیتش نام
ز طبع صافیش پالوده آر ز رنگین لفظ آور بهر آن جام
از و آرای دیوان سخن را بمیخواران معنی بخشش از و کام
چو دیوان بلاغت زای نساخ که ز و شد بهره ور هر خاص و هر عام
خواص از نشه معنیش سرمست عوام پست فکر از طرز ارقام

چگویم از تفنن هاے فکرش رسیده فن نظم از وی باتمام
نگر خفاش طبعان زمانه از و محروم اندر کنج اظلام
به‌نشاختی همانا نوح ثانی ست به‌عهدش طاغیان پامال اعدام
بنای شان بطوفان فنا داد بنای نو نهاده بعد ابهام
کهن طرز سخن را کرده منسوخ بایجاد از سر نو کرده اقدام
چهار ارکان ببخشید از سه اصلش مجسم صورتے نو کرده ابرام
ز سه دیوان سه نفس تازه بخشید طبیعے آمد از اول بالهام
بجاے نفس حیوانی ست ثانی ز ثالث نفس ناطق رست تمام
ازان فصلے سخن گفتم که نادر سوم دیوان ناسخ آمد انجام
۱۲۹۳ف

ایضاً

نویدای نکته دانان یافت گفتار طراز تازه در دوران ناسخ
شنیدن را صلای لذت ذوق ز اشعار گهرافشان ناسخ
علو رتبت شعرش چگویم ملک سودائی دیوان ناسخ
عروج رفعت شانش چگویم فلک سر بر خط فرمان ناسخ
سن هجری دیوان گفت نصرت مدون شد سوم دیوان ناسخ
۱۲۹۲ھ

ایضاً

سال ختمش نصرت معنی شناس ارمغان را چون بدید آراسته
گفت از گل گلبنے نو ساخته ۱۲۹۲ھ باز از گلبن گل نو خاسته ۱۲۹۲

ایضاً

چو ناسخ این سوم دیوان بپرداخت چه درهای بلاغت اندر و سفت
زبان حال مهر و سنه سن او کلامم پر بلاغت حق ما گفت
۱۸۷۵ء

ایضاً

نطقش ز فصاحت خود گفتا که کمال بلاغت ما بر حق
۱۸۷۵ء

تراوش کلک گهرسلک زبان آور سحر کار سخنور قوت بازوی سخنوری
خواهرزادهٔ ام حاجی مولوی عضدالدین محمد متخلص عضد مد ظله

شبی ز کثرت اندوه و ازدحام ملال — نمودم از دل غمگین به اضطراب سوال
که ای ستم‌زده از گردش فلک کج‌رو — ز دست برد حوادث چو سایه پامال
چه دیده‌ای که درین شورش بلا امشب — گشاده‌ای لب خاموش را بقصد مقال
جواب داد که ای محو بیخودی شاید — بگوش تو نرسیده است مژدهٔ تا حال
ز سعی فکر رسای سخنور کامل — ذخیرهٔ سخن هفت ختم شد امسال
زهی سخنور معجز بیان که انفاسش — روان فزا چو مسیحا بود بوقت مقال
سخن دریکه سخن از فکر اوست شرف — سخنوریکه بود افتخار فضل و کمال
سخن دریکه ز سهم خدنگ فکرت او — همای معنی رنگین نمی‌گشاید بال
سخن دریکه صفا و روانی طبعش — بخاک ریخته است آبروی آب زلال
سخن دریکه بطبع رسای او نازد — سخن که هست ز آبدار سحر خیال
سخن دریکه بسان طیور قدس زند — فراز منزل کیوان همای فکرش بال
سخن دری متفنن که در فن سخنش — کلام سحر نظامش بود گواه کمال
سخن دریکه تماشش کلام رنگینش — بود گزیده و راوردی از جهان خیال
جناب مولوی عبدالغفور خان نساخ — شه جهان فضائل مه سپهر کمال
بلند حوصله خال بزرگوار که هست — ظلال عاطفت او بروی عالم خال
لطافت سخنش همچو نکهت نافه — صفا و نظمش چون شوخی نگاه غزال
ستوده‌ای که بود ذات او بملک وجود — نتیجهٔ کرم خاص ایزد متعال
سحاب جود و سخا بحر فیض و کان کرم — جهان عز و شرف آسمان جاه و جلال
طراز حصه دیگر است که جور اعدایش — شده است خوش پایمال آینه‌سال
اثر ز نسبت اندازه خویش نازد — که هست نظم متینش تمام سحر حلال

نگارهٔ سیر نگام نخست فکرش را — ز تحت عرش مضامین رسید باستقبال
سواد نامهٔ او دل ز کف چسپان نیز — که هست سرمهٔ تسخیر شاهدان خیال
کلام او که کفیل نشاط خاطرهاست — کند به صهبا تعلیم طرز دفع ملال
سواد نامهٔ او دیدهٔ خرد را کحل — نقاط خامهٔ او عارض سخن را خال
خیال سال چو آمد عضد بخاطر من — دو هیر چرخ بدین زد ندا خیال خیال
۱۲۸۲

ایضاً

عضد بیابد عای بقاسے ادپرداز — هم از هوای کلامش چو گل بخود می بال
همیشه تا بود از لفظ جلوهٔ معنی — همیشه تا ز مضامین بود بهار خیال
کلام حضرت نساخ دلپذیر بود — ز فیض سبع مثانی ایزد متعال
عدوی او که بود تیره دل ز روز ازل — بود ز صرصر نکبت برنگ خس پامال

چکیدهٔ خامهٔ بلاغت ختامهٔ جامع معقول و منقول واقف فروع و اصول فضیلت پناه ژرف نگاه مولوی عبید الله متخلص عبیدی سپرنٹنڈنٹ مدرسهٔ ڈهاکه رسید فی پور

نساخ که شاعریست پرفن — در علم عروض و شعر یکتا
آن چهره کشای روی مضمون — آن رنگ آمیز نقش معنا
جمع آمده هر دو راسه دیوان — بس الطف و دلگزین و شیوا
اول دیوان ز روی مضمون — رنگین ست نگارخانهٔ مانا
بر طرز سخنوران لکهنو — آراسته یک طراز زیبا
آیات سخنوری ناسخ — منسوخ از و شده همانا
آن آتش آتشین زبان نیز — آتش افتاد خرمنش را
بربسته مثال بے مثالی — زان نامش هشیال گفتا
بگرفت قلم سپس دگر بار — تا رنگ دگر زند سخن را
بیرنگ زده به نقش دیگر — آن مانے نسخهٔ مانے اسا

دوم دیوان بداد ترتیب
بر طرز دگر بلیغ و شیوا

از شیوهٔ شاعرانِ دهلی
آورده درو بحفظ اوفا

بر شیوهٔ لکهنوی فزوده
هم شیوهٔ دهلوی بهرجا

ای حبذا شاعر گرامی
بر هر شیوه چنین توانا

یکتاے اگرچه هست گلشن
وارد ز نوا هزار آوا

بنود چو او شاعرے که باشد
از هر فن شعر نیک دانا

اینک آن نخلبند معنی
بنشاند دگر نهالِ رعنا

دیوانِ سوم نو و تصنیف
هر حرفش رشک زلف حوا

بر طرز سخنورانِ دهلی
آراسته یک تیغ محلا

مومن را جان ازوست خرسند
هم ذائقه ذوق راست احلا

آزرده و شیفته و غالب
هر یک را دید آن تمنا

هر جائے آن خجسته دیوان
شیرین ست چو شکر مصفا

نوشابهٔ جانفزا که لفظش
نوشین عسل ست یا غزلها

نهریست ز آب زندگانی
هر سطر ازان کتاب والا

هر مصرعه زان شگرف نامه
قنینهٔ بادهٔ مصفا

گو هست شکر و دل شکر هم
هم هوش ربا و روح افزا

تاریخ نگارشش چو جستم
بهیشل سخن حسن شگفتا
۱۲۹۲

چکیدهٔ قلم بدائع رقم حقائق و معارف سخن آگاه نکته پرور بلند پایگاه حاجی ناظر محمد عبد الله متخلص به آشفته رئیس سلهٹ شاگرد حافظ اکرام احمد ضیغم

این جگر گوشهٔ پروردهٔ نازِ دل و جان
مایهٔ جان و دل و روح و روان گستاخ

این جگر بند شکر خوردهٔ جانِ معنی
تازه لختِ جگرِ خاص ازان گستاخ

این نمکدان سخن یعنی که دیوانِ سوم
ذائقه بخش مذاقِ دل و جانِ گستاخ

وہ چہ دیوان کہ سراپا ہمہ از سحر حلال
جامع معجزۂ حرف لسان ناسخ

وہ چہ دیوان کہ بود گلشن بہار و خزان
نخلبندیش قلم و دست و بنان ناسخ

ارمغان نامش و مقبول دل و جان جہان
نامۂ میمنت نام و نشان ناسخ

نام پرداز بلاغت بجہان معنی
نسخۂ تازۂ از نظم بیان ناسخ

بسکہ اشعار بلندش چو ثریا باہم
ہمہ ہم قافیۂ رفعت شان ناسخ

لفظ و معنیش بہ سادگی و بہ رنگینی
ہمہ پرکار چو طبع ہمہ دان ناسخ

چون بہ شادابی و سرسبزی حسن نمکین
نزہت انگیز شد از فیض زبان ناسخ

خطبۂ اعظم ثنائیہ ستایشش خوانند
عرشیان از شرف رفعت شان ناسخ

طوطیان شکرین نغمۂ ہندستش بزبان
تہنیت خوان لب قند فشان ناسخ

جان ناسخ بہ فدائیش کہ بمعنی فرق ست
درمیان وی و البتہ میان ناسخ

جان معنی و دل و جان سخن سنجان را
چون مسیح ست دم فیض رسان ناسخ

بہ ثنا خوانی این ہدیۂ دل تاریخش
گفت آشفتہ بود شیرۂ جان ناسخ

۱۲۹۲ھ

از نتائج افکار ابکار شاعر سخن شناس سخن گستر حاجی سید محمد باقر طباطبائی متخلص بہ باقر رئیس گرامی ڈھاکہ

ای کلامت روح بخش تازہ در کار آمدہ
نوبہار جان فزا اینک پدیدار آمدہ

بلبلان در قال و قیل وجد از فرط نشاط
طوطیان از نطق شیرینت شکرخوار آمدہ

ای زلیخای طبیعت مژدہ بادت کین زمان
یوسف گم گشتہ از کنعان بہ بازار آمدہ

نکتہ سنجان از سر دگر خوشہ چین وی شوند
کش مضامین بکر و گوہر بار و دشوار آمدہ

طبع ناسخ ست ناسخ زان سبب منسوخ شد
جملہ اشعار یکہ از پیشین بہ اشعار آمدہ

من نہ تنہا والہ و مفتون این دیوان شدم
صد ہزارانش بجان و دل خریدار آمدہ

دختران نغمش در رقص انداز اشعار او
سحر نے بل معجز عیسی دگر بار آمدہ

ہر یکی از نکتہ ہائے دلفریبش مخزنی
ہر کلام دلنشینش گنج اسرار آمدہ

کرو تاریخ شین بیان باشد ز فرط انبساط
یہ چھپا دیوان نے ناسخ گہربار آمدہ
۱۲۹۲

ریختۂ قلم فصاحت رقم شاعر خیال پرست محب دلی حکیم اشرف علی متخلص بہ مستئیں نامی سلہٹ شاگرد حافظ اکرام احمد ضیغم

ناسخ نے لکھا ہے وہ دیوان لاجواب
حاضر ہے جسکی مدح میں یہ کلک خوش صریر

کیونکر نہ ہو کہ نظم بیان میں وہ نکتہ دان
ہے ہمسر ظہوری و ہم پایۂ ظہیر

ہر مطلع اوسکا مطلع خورشید سی بلند
ہر بیت اوسکا ابرو خوبان سے دلپذیر

ہر حرف خوبیوں میں ستارہ دہنی ہی ہوا
ہر لفظ روشن اوسکا ہی مثل مہر منیر

مفتون اوسکی شعر پہ ہر خاص و عام ہے
شیدا ہیں اوسکی نظم پہ طفل و جوان پیر

تاریخ کا خیال بندھا جب تو مست ہی
بولا سروش دیکھئے دیوان بے نظیر
۱۲۹۲

ایضاً

جمع پھر ناسخ کا دیوان ہوا
جسکو سب کہتی ہیں شاہ شاعران

کیا کری کوئی بیان اوسکی صفت
جسکی ہی تعریف میں قاصر زبان

بلبلان باغ سب خاموش ہیں
سنکے اوسکی فکر کی گلریزیان

جب خیال آیا مجھے تاریخ کا
یوں کہا دل نے سخن کا گلستان
۱۲۹۲

تراویدۂ کلک گہر سلک شاعر بلند پایگاہ مولوی عصمت اللہ متخلص بہ اسنح باشندۂ پنڈوہ ضلع ہوگلی شاگرد رشید مصنف

بپا ہی عالم بالا تک اک شور
کہوں کیا رفعت معنی ناسخ

سرور تازہ ہو سامع کو حاصل
وہ ہے کیفیت معنی ناسخ

قلم کو ہو شرف حاصل زبان کی
جو سے لکھے مدحت معنی ناسخ

کہاں شوکت رہی شوکت کی باقی
جو دیکھے شوکت معنی ناسخ

یہ دیوان مستیں جان بلاغت
ہے بیشک حجت معنی ناسخ
۱۲۹۲

قلم نے دوسری تاریخ اُس نسخ | لکھی ہے آیتِ معنیِ نساخ ۱۲۹۲ھ

ایضاً

مرتب پھر ہوا دیوان استاد | کہا سب نے یہ ہے نظم خوش اسلوب
جمال و حسن میں ہے شکلِ یوسف | دلِ عالم ہے شیدا مثلِ یعقوب
ہیں خوبانِ مضامیں جلوہ فرما | جہان طالب ہے یہ دیوان ہے مطلوب
عجب انداز کی ہیں اسمیں اشعار | ہر اک دل کو ہے یہ دیوان مرغوب
ہوئی تاریخ کی اس نسخ جو خواہش | کہا دل نے کتاب نادر و خوب ۱۲۹۲ھ

ایضاً

مرتب پھر کیا کیا خوب دیوان | دل و جان ہیں نثارِ فکرِ نساخ
نہ پھولی گلشنِ جنت پہ رضوان | اگر دیکھے بہارِ فکرِ نساخ
سنِ ترتیب کی تاریخ فصلے | کہا اے نسخ نگارِ فکرِ نساخ ۱۲۹۲ف

ایضاً

شعر استاد پھر ہوئے ہیں جمع | دلکو مطلوب اسکی ہے تاریخ
کوئی پوچھے تو کہدے اے نسخ | دفترِ خوب اسکی ہے تاریخ ۱۲۹۲

از نتائجِ فکرِ بلند منشی محمد قاسم علی متخلص قاسم باشندۂ پٹنہ شاگرد مولوی نسخ

تخلص جنکا ہے نساخ مشہور | ہے اونپر ختم اب شیریں زبانی
مری استاد کی استاد ہیں وہ | نہیں ہے شاعر و نہیں اونکا ثانی
ملی جانِ مردہ صد سالہ کو بھی | سنی گر آپ کی معجز بیانی
مرتب پھر ہوا دیوان اونکا | ہے جسپر شیفتہ روحِ فغانی
عجب دیوان ہے یہ دیوانِ رنگین | خجل جس سے ہے ہوا ارژنگِ مانی

تامل کیوں ہے پھر سالِ تاریخ
کہا اے دل گوہرِ فیضِ معانی ۱۲۹۲

ریختۂ قلم جادو رقم قاضی سید نجم الدین متخلص بہ نجم باشندۂ فتح سنگہ ضلع مرشد آباد شاگرد مولوی الشیخ

آج رکھتا نہیں ہے مثل اپنا — ارمغان ہی کتاب لاثانی
دیکھہ لین آن کے یہ سحر حلال — جنکو ہے دعوی سخندانی
یہ وہ دیوان ہی جسکے [illegible] — کرتے ہین اہل دل ثنا خوانی
اہل باطن ہین بہرہ مند اسسے — ہین بہری اسمین رازِ پنہانی
نجم تاریخ اسکے فضل مین — کہیے نفس و بکمالِ روحانی ۱۲۹۲

رقمزدۂ خامۂ گہر پاش منشی محبوب جان متخلص بہ راحت باشندۂ کلکتہ شاگرد مولوی الشیخ

اسکو کس سے مثال دین راحت — ہی یہ دیوان بی عدیل و نظیر
اسکی تعریف مین ہی لال زبان — عاجز اسکی صفت مین ہی تقریر
ہی یہ دیوان پسندِ نکتہ شناس — شیفتہ اسپہ ہین صغیر و کبیر
سالِ ترتیب کی جو فکر ہوئی — بولا ہاتف نتایجِ تحریر ۱۲۹۲

نتیجۂ افکار میان گھاسی خان متخلص بہ تمنا باشندۂ بارکپور شاگرد مولوی الشیخ

یہ دیوان ہی کہ ہی باغِ فصاحت — یہ دیوان ہی کہ ہی دانش کا گلشن
یہ دیوان ہی کہ ہے بحرِ معانی — یہ دیوان ہی کہ ہی مضمون کا معدن
لکھون مین کیا فروغِ حسنِ بندش — ہر اک مصرع ہی مثلِ شمع روشن
ہوئی جو مجھکو فکرِ سالِ تاریخ — تمنا نے کہا ناظمِ رہِ فن ۱۲۹۲

ریختۂ کلک گہر فشان معدن العلم عبد الرؤف واعظ متخلص بہ شیدا باشندۂ کلکتہ شاگرد مولوی الشیخ

ہی یہ دیوان بی عدیل و نظیر — مثل اسکا ہی اور نہ ثانی ہی

در مضمون کی ابداری سے — گوہر تر بھی پانی پانے ہی
طرۂ گل کھل رہی ہین معنی کی — شمع فکرت کی گلفشانے ہی
اسکی تاریخ ای دلِ شیدا — خرمن گوہرِ معانے ہی
۱۲۹۲

ازنتائج افکار گہربار منشی سخاوت علی متخلص بہ سخا باشندۂ کٹک شاگرد مولوی نساخ

چو شد ختم این نامۂ دلپذیر — بسالِ مبارک بہ فرخ زمان
دلِ دشمنان گشت زو پر ملال — دلِ دوستان شد ازو شادمان
ز ہر حرف او موجزن بحر عقل — ز ہر لفظ او جوی دانش روان
پئے سال ترتیب او ای سخا — تو شمعِ دبستانِ دانش بخوان
۱۲۹۲ ھ

از فکر رسای لالہ جیت رام متخلص خرد باشندۂ پٹنہ شاگرد مولوی نساخ

حضرت نساخ نے پھر اندنون — تیسرا دیوان مرتب کیا
اسکی مضامین کی صفائی ہے آج — گوہر صافی کی صفا ہی فدا
معنی رنگین مین نئے رنگ ہین — طرۂ گلستان سخن سے کھلا
پوچھا خرد سے جو سنِ اختتام — اسنے رخ قبلۂ دانش کہا
۱۲۹۲

از طبع رسای حافظ نعمت احمد واعظ غازیپوری متخلص نعمت شاگرد مولوی نساخ

مرتب ہوا انکا دیوان ہے — فلک پر ہے جنکا مقامِ خیال
وہ مشہورِ عالم ہین نساخ آج — وہ ہین زینت افزای بامِ خیال
طلب کی جو ہاتف نے تاریخ کی — کہا مینے نعمت خیامِ خیال
۱۲۹۲

از فکرِ ارجمندِ منشی اسمعیل متخلص بہ شوکت باشندۂ کلکتہ شاگرد مولوی نساخ

مرتب پھر ہوا دیوان نساخ — ہی جسکے ہاتھ مین جانِ مضامین

سحابِ فکر سے جسکے ہے جاں نیں — بتر و تازہ ہی بستانِ مضامین
ہوئی تاریخ کی جو فکر شوکت — کہا دل نے مری شانِ مضامیں
۱۲۹۲

از طبع گہر ریز حاجی مولوی حافظ عبد الشکور واعظ متخلص بہ حبا باشندۂ ٹانڈہ شاگرد مولوی الناسخ

یہ دیوان عجب شاہدِ فکر ہے — دلِ نکتہ فہمان ہے جس پر فدا
یہ دیوان وہ ہی جسنی دیکھا ہی — کہا مرحبا مرحبا مرحبا
ہوئی مرحبا جب مجہی فکرِ سال — مضامین ہیں رائع خرد نے کہا
۱۲۹۲

نتیجۂ فکرِ سلیم خواجہ محسن علی متخلص بہ محسن باشندۂ مونگیر شاگرد مولوی الناسخ

ہی یہ دیوان حضرتِ ناسخ کا — یا کہ ہی یہ کوئی گلزارِ خیال
یا کہ ہے یہ خال و خطِ روی فکر — یا کہ ہی یہ رنگِ رخسارِ خیال
کی طلب تاریخ اسکے تو کہا — ہاتفِ غیبی نے تکرارِ خیال
۶۴۱ ۶۴۱ ۱۲۹۲ فصلی

نگاشتۂ قلمِ جادو نگار مرزا محمد عالم الٰہ آبادی متخلص بہ عالم شاگرد مولوی الناسخ

ہی دلِ عالم کو نہایت خوشی — اب جو یہ دیوان مرتب ہوا
اسکا ہی ہر شعر نشاط آفرین — اسکی ہی ہر بیت مسرت فزا
اسکی جو تاریخ طلب بینی کی — گوہر سفتے متانت کہا
۱۲۹۲

از شیر بیشۂ سخنوری حافظ عبد العزیز متخلص بہ غضنفر باشندۂ کلکتہ شاگرد مولوی الناسخ

جنابِ حضرتِ استادِ ناسخ — بود رشکِ نظیری و فغانی
مرتب کرد دیوانیکہ در لطف — ندارد در جہان مانند و ثانی
بیاسئے سالِ فصلی ای غضنفر — بخوانی گر خوشا در معانی
۱۲۹۲ فصلی

چکیدۂ قلمِ معجز رقم منشی دیانت حسین بہاری متخلص بہ فہمی سب انسپکٹر اسکول ہائی جموئی متعلق ضلع مونگیر شاگرد رشید مصنف

باز شد جمع بطرزِ رنگین
فہمی از بہرِ سنِ ترتیبش
جملہ اشعار گزیدۂ نساخ
گفت دیوانِ متینِ نساخ
۱۲۹۲ فصلی

نتیجۂ طبعِ سلیم شیخ وزیر علی ساکن مونگیر متخلص بہ مسلسل شاگرد مصنف

استاد کا جو میرے دیوان ہوا مرتب
آیا خیالِ سالِ ترتیب کا جو مجھکو
ہیں نکتہ فہم کوئی شیدا تو کوئی مفتون
تاریخ میں نے لکھی اعجاز و سحر مضمون
۱۲۹۲

حاصلِ فکرِ مستقیم منشی محمد حسین خان بہاگلپوری متخلص بہ مخلص شاگرد مصنف

دیوان ہی یہ مجمعِ خیالِ نساخ
تاریخ کی فکر کس لیے ای مخلص
دیوان ہی یہ شاہدِ کمالِ نساخ
کہیے لسے گلشنِ مقالِ نساخ
۱۲۹۲ فصلی

ریختۂ خامۂ جواہر بار منشی عبد الرحمن متخلص بہ معراج باشندۂ کلکتہ شاگرد مصنف

پھر ہو گیا از نو مرتب
تاریخ کی فکر ہی جو مجھکو
دیوانِ نکتہ سنجِ کامل
کہہ منتخبِ نفیس ایدل
۱۲۹۲

از شاعرِ شیوا بیان منشی رحمن بخش متخلص بہ شادان مدرس برینچ اسکولِ کلکتہ باشندۂ فریدپور شاگرد مصنف

ہی نسخۂ ارمغان وہ رنگین
ترتیب کا اسکی سال شادان
ہی ہر ورق اسکا گل کا دامان
سب کہتی ہیں گلشنِ خیابان

از صاحبِ فکرِ رسا منشی وارث علی متخلص بہ ضیا باشندۂ مانک گنج ضلع ڈھاکہ شاگرد مصنف

جمع آمدہ از فکر رزین ناسخ — امثال چو اشعار گزین ناسخ
ہاتف ز فلک بہر سن ترتیبش — فرمود کہ مطلب متین ناسخ

نتیجۂ فکر معنی آرای حافظ عبد اللطیف متخلص بہ لطیف باشندۂ ڈہاکہ شاگرد مولوی ناسخ

ہمیشہ مثل و بے نظیر جہان ست ارمغان — حاشا بدہر نیست نظیر و مثال او
ہاتف بفخر و ناز بمن گفت ای لطیف — آسایش دو گیتی عشق ست سال او

حاصل طبع رسای منشی ابو الوفا محمد یونس شاہجہان آبادی متخلص بہ وفا شاگرد مولوی ناسخ

در سال نکو چو شد مرتب — این دفتر شعر پر فصاحت
برخواند وفا ز سال فصلی — دریای دانش بصیرت
۱۲۸۲ فصلی

از شاعر خوش بیان چودہری انور حسین متخلص بہ انور باشندۂ پنڈوہ ضلع ہگلی شاگرد مولوی ناسخ

نکتہ فہمو نکو ہی خوشی از حد — جمع دیوان ہوا جو حضرت کا
سال ترتیب مین لے انور — شورش شوق اہل دل لکھا
۱۲۸۲ فصلی

از سخندان روشن بیان منشی روشن زمان جونپوری متخلص بہ روشن شاگرد مولوی ناسخ

کہتے ہین ارمغان کو اہل کمال — آیت نکتہ دانی ناسخ
اسکی تاریخ کلک روشن نے — لکھے شمع معانی ناسخ

از ابکار افکار مرزا غلام حیدر لکھنوی متخلص بہ منتظر شاگرد مولوی ناسخ

دیوان سوم کرد ترتیب — ناسخ برنگ باغ رنگین
ای منتظر از برای تاریخ — گفتیم عرائس معنی رنگین

ریختۂ کلک معنی دان حاجی شرف الدین میدنی پوری متخلص بہ شرف شاگرد مولوی ناسخ

شرف بحرِ متانت ہی یہ دیوان — ہی مضمون گوہرِ صافِ متانت
جو چھپ کر کھل گئے اسرارِ معنی — کہے تاریخ کشافِ متانت
۱۲۹۲

چکیدۂ خامۂ معجز بیان سید ابعلی بارکپوری متخلص بہ جودت شاگرد مولوی النسخ

یہ دیوان شہ ملکِ معنی کا ہی — ہوئی مرتفع جس سی رایاتِ فکر
ہوا سال ترتیب کا جو خیال — کہا فکرِ جودت نی آیاتِ فخر
۱۲۹۲

حاصل فکرِ بلند حافظ محمد اسمعیل متخلص بہ راسخ باشندۂ کلکتہ شاگرد مولوی النسخ

ہوا اذ نون ارمغان جو مرتب — نہیں ہی یہ دیوان ہی جانِ متانت
ہوئی فکر تاریخ مجکو جو راسخ — کہا میری دل نی نشانِ متانت
۱۲۹۲

از طبعِ گوہر بار منشی مشرف علی متخلص بہ مشرف باشندۂ پٹنہ شاگرد مولوی النسخ

شرف حاصل ہوا اس سی سخن کو — عجب دیوان ہی یہ ای مشرف
جو کی میں نے طلب تاریخِ فصلی — کہا دل نے مری گفتارِ اشرف
۱۲۹۲

از فکرِ جواہر فشان منشی مجیب الدین متخلص بہ مجیب باشندۂ کلکتہ شاگرد مولوی النسخ

ہے یہ دیوان بہارِ چمنِ باغِ سخن — یا ہی یہ گلشنِ شادابِ خیالِ ناسخ
ہوئی شب بزم میں تاریخ کی جو فکر مجیب — کہا پروانوں نے کہہ شمعِ مقالِ ناسخ
۱۲۹۲

از خامۂ سخن گوی قاضی عبد الرحمن متخلص بہ شاکر باشندۂ کلکتہ شاگرد مولوی النسخ

اسکی تعریف کیا لکھے کوئی — یہ عجب دفترِ خجستہ ہے
اسکی تاریخ فصلی ای شاکر
بیگمان جوہرِ خجستہ ہی
۱۲۹۲

از قلم زبان دان منشی عبد العزیز متخلص بہ عزیز باشندہ کلکتہ شاگرد مولوی النسخ

یہ دیوان ہی وہ شاہد جو دل شاعر لبھاتا ہی
طلسمات لف مضمون مین ہی جان فکر وابستہ

معانی کی نزاکت دیکھکر جو بیٹھے خواہش کی
یہی تاریخ ہاتف نی کہا معشوق گلدستہ
۱۲۹۲

قطعہ تاریخ ختم طبع ارمغان از نتائج طبع فروغ دیدہ سخن شناسی مولوی عبد العلی صاحب رہی متخلص بہ فروغ مصحح مطبع نظامی ادام [illegible] الامانی

چہ خوش گل کرد این گلدستۂ معنی کہ از بویش
معطر میکند ہر دم مشام جان خوشبویان

نگارین نسخہ کز نوبہار آب و رنگ او
گلستان سخن باشد ہمیشہ تازہ و خندان

زہی حسن مضامینش خہی طرز خوش آئینش
کہ جان شاعران بر لطف مضمونش بود قربان

سوادش طرہ مشکین بیاضش عارض رنگین
خط و نقش و شستہ نسرین سطورش سنبل پیچان

ز شوخیہای پیرایان مضمون جلوہ گر در وی
تو گوئی شد سراپا شیشۂ تخییل پری دیوان

عجب دیوان کہ ہر شعرش چو شعری فلکی ازو
عجب دیوان کہ ہر بیتش چو بیت ابروی خوبان

عجب دریای نظم است این کہ ہر بحر روانش
گہر ریزد گہر بیزد گہر خیزد گہر افشان

جزاک اللہ ہزاران آفرین صد مرحبا نساخ
زہی خوش ارمغان آراستی بہر سخن سنجان

چہ زیبا ارمغانی بل سخن را گنج شایانی
کہ صد کان جواہر ہست در ہر نکتہ اش پنہان

فروغ از سنگ چون جوہر نما شد گوہر طبعش
کشیدہ کلک سن در سلک تاریخش گہر غلطان
۱۲۹۳

نتیجہ طبع رسای سخن سنج غزل نگار از فرط صفا نظم را باندار نثر جلوہ دہ مبرہن اشتہر

منشی محمد عبد البصیر بلگرامی متخلص بہ حضور شاگرد میر وزیر علی صبا تلمیذ خواجہ حیدر علی آتش

داورِ اقلیمِ معنی حاکمِ ملکِ سخن
شاعرِ شیوا زبان و ناظمِ شیرین بیان
حضرتِ نساخ یعنی مولوی عبد الغفور
فیضیِ ڈھاکہ ہین یہ یا خسروِ بنگالہ ہین
انگریزی فارسی تازی و اردو بنگلہ
یہ وہ خسرو ہین قلمرو جنکی ہے علم و ادب
ملکِ بنگالہ مین ڈھاکے کے بھی ہین حکمران
نظم و نسقِ عادلانہ ہے یہ انکے عصر مین
دام جوہر مین پھنسا خنجر ہے ماہی کیطرح
دیکھے کیا وزدیدہ نظرون سے وہ لیلی کیطرف
فی الحقیقہ خضر ہین یہ وادیِ تحقیق کے
نام ہے جسکا سخاوت ہے وہ اس گھر کی کنیز
زر کی یہ ذرہ برابر بھی نہین کرتے ہین قدر
اصل مین سب ہے یہ فیضِ مولوی عبد اللطیف
تربیت کیا خوب حاصل کی بڑے بھائی سے ہے
کون بھائی ہے جو یکتا ہے زمانہ آج کل
فوجداری کے ہین حاکم جب سے کہلاتے ہین وہ

سرورِ اربابِ اخلاق و رئیس با صفا
پیشوائے اہلِ حکمت صاحبِ حلم و حیا
اہلِ علم و فضل کے ہین دوستدار با وفا
جنکے اشغال و تصانیف آج ہین سب بے انتہا
ہر زبان مین ہے انھین تکمیل خسرو سے سوا
ہے دوات و خامہ انکے واسطے طبل و لوا
دور مین انکے نہین ہے کوئی ظالم ناسزا
تنگ دزدانِ حنا مین ناک کا ہے اتقیا
کاٹا ہے ظالم نے شاید بے گناہونکا گلا
ہے لرزتا ان سے شکلِ بید مجنون بھی سدا
بھولے بھٹکون کو بتا دیتے ہین اکثر راستا
فیض کہتے ہین جسے وہ ہے غلامِ بے ریا
زرد رو ہوتا ہے جب پاس انکے آتا ہے طلا
واہ کس پارس کی سنگت سے بنا ہے خود طلا
دے رہی جس مبتدا کی ہے خبر یہ انتہا
اور ہے جسکو فروغ اب صورتِ شمس الضحی
خوار اور دیوانی ہے اونکی عدالت سے ہوا

ہین رعایا کی پناہ پشت شہ کے ہمیش بست
شیر و روبہ موش و گربہ گوسفند و گرگ سب
وہ امیر قیصری اسیلیے قدر انداز ہین
چرخ عز و جاہ کے گویا ہین وہ تابان ہلال
ختم اونکی ذات عالی پر ہی تہذیب ادب
چار سو حسن لیاقت کا زمانہ مین ہی شور
شہ نے بخشا جب اونہین خان بہادر کا خطاب
قدر دان شاہ و وزیر روم لندن ہوگئے ہین
ملک بنگالہ مین رونق ہوا اونہین سے علم کو
کس عرق ریزی سے ہین جاری کئے ملکی علوم
خطہ ہاے ہند مین فرمان روا ہین جسقدر
خیر خواہ عام اونکی ذات عالی ہی ضرور
کارساز دہر بے شبہہ تہ دل سے وہ ہین
بیچ کے گر پڑا ہی سر سے اوسکا تاج افتخار
ہفت کشور مین سدا رخشان ہے یارب مہر
روز افزون ہو الہی اوسکا یہ جاہ و جلال
الغرض بہائی کی جسکے ہو یہ اعلی منزلت
کثرت اشغال مین دیکھی ہی یہ گوئی شہ بیت
چھپ چکے ہین طبع وہ دیوان اونکے بیشتر

فضل ہے اللہ کے ہین مرجع شاہ و گدا
عدل سے ممدوح کے باہم ہین یار و آشنا
تیز نہ ہیرا اونکا کرتا ہی نہین ہرگز خطا
کیون نہ روز افزون شب افزون ہو اونکا مرتبا
ہی بجا کہیے ادیبون کا جو اونکو پیشوا
طبع عالی مین ہی جوش اب ہفت قلزم سے سوا
خلعت پر زر سراپا با در و جوہر دیا
مہربان اونپر نہایت ہی گورنر ہند کا
معدن فضل و کمال اونسے ہوا ہر مدرسا
چشمہ کو جیب تھا جو کوک سمند ہو گیا
اونکی بہبودی کے بہی خواہان ہین وہ صبح و مسا
ہند مین ہر فرقہ زیر بار احسان ہی دبا
کیون نہون اونکے لقب جیسے رود مشکل کشا
ہمت عالی کو اونکی عرش ہی جب دیکھتا
او چشم دشمن خفاش طینت بے ضیا
ہوتا ہی جسطرح حاسد کا حسد ہر دم سوا
کان افضال و فضائل ہو نہ کیونکر وہ بھلا
سینہ مین گویا مضامین کا خزانہ ہی بھرا
فضل خالق سے ہی چھپوایا یہ دیوان مبیلا

آب کوثر مین دھلی ہی سر بسر گویا زبان
ہی فصاحت اور بلاغت کا اسی پر خاتما

عاشقانہ شعر ہین اکثر پر از سوز و گداز
معرفت حکمت کے بھی لکھے ہین مضمون جا بجا

رال ٹپکی پڑتی ہی خامے کی جب لکھتا ہی وصف
ہی زبان ریختہ مین قند و شکر ریختہ

نعت کے مضمون سنکر کہتے ہین باہم ملک
واہ کیا دیوان ہی صلّ علی صلّ علی

خوب بالقصہ کہی تاریخ ہجری اہی حضور
مژدہ اب بالکل ہی دیوان سوم نساخ کا

ریختۂ قلم جادو بیان شاعر شیوا زبان منشی غلام محمد خان دہلوی
متخلص بہ تپش مالک و مہتمم اخبار شمشیر قیصری سند

چو شد طبع دیوان ثالث بار دو
سال شد در جہان فضل قائل

ازانجا کہ ہست از کمالات نساخ
بگفت تپش کمالات نساخ کامل

قطعات تاریخ طبع چکیدۂ کلک گہر سلک شاعر با کمال
سخنور نازک خیال منشی فدا علی صاحب متخلص بہ فارغ

چھپا دیوان نساخ سخن گو
خط شیرین ہی رشک خط گل رو

مضامین ہین لا لا و دلکش
مثال ناز و انداز حسن ہو

بلا کی شوخیان ہین ہر غزل مین
بیان دلکشا افسون و جادو

ادا بندی عیان ہر شعر سے ہی
نہال مصرع ہی مصرع ابرو

نہال سال فارغ نے لگایا
کھلا ہی روضۂ معنی دلجو

۱۲۹۴ھ

قطعہ

سنو ای فصیحان بالغ نظر
سنو ای بلیغان فرخ لقب

ہوا طبع دیوان نساخ خوب
مضامین شیرین ہی رشک رطب

مذاق معانی ہی ایسا بھرا
کہ بندھتے ہین فرط لذت سے لب

اگر وصف دلدار کا ہی بیان
تو کھینچی ہی گویا کہ شکل طرب

کیا ہی اگر ہجر جانان کا ذکر
تو بس اوس سے ہوتا ہی دل مضطرب

عیاں ہر بیاں سے ہوا دسکا نشان — غرض عین معلول ہی ہر سبب
لکھی کلک فارغ نے تاریخ طبع — چھپی نظم ناسخ نیکو حسب
۱۸۷۷ء

قطعه

درین فصل بہاران نظم ناسخ — گل افشان شد برنگ نخل گلنار
لکھی گل غنچہ تاریخ فارغ — شگفتہ گلبن معنی بیدار
۱۲۹۴ھ

قطعه

بہر حرف ناسخ نکتہ سرا — مذاق معانی تازہ شگفت
بالماس فکر صواب و بلند — دُرِ ناب مضمون دلچسپ سفت
فضای غزلہا ز خاشاک عیب — برنگ دل صاف پاکان برفت
بیان زبان فصیحش مپرس — بگفت آنچہ مقصد ہم لفظ گفت
سلاست متانت فصاحت دگر — بلاغت ز فیضان حق زد بجفت
ہزار قلم سال فصلی سرود — گل نوبہار معانی شگفت
۱۲۸۵ فصلی

تاریخ ترتیب این نامہ نامی از مصنف غفر اللہ لہ

صد شکر کہ یافت حسن انجام — این نامہ نامے ارمغان نام
صاف می فکرت من ست این — سرجوش طبیعت من ست این
این بادہ کہ ساقیش زبان ست — سرمستی فہم را ضمان ست
این بادہ کہ جاودان سرورست — از درد سر خمار دورست
این باغ کہ گلشن آبیارست — دور از اثر خزان و خارست
این ساز کہ زمزمہ اش زبان ست — رونق دہ محفل بیان ست
چون اختر آرزوست زیبا — شد سال مئے آخر تمنا
۱۲۹۲ھ

ایضاً

بعنایت الٰہی شدہ ارمغان مرتب — سزد ار بخود ببالد ز نشاط فکر والا

چو براے سال تاریخش از و سوال کردم | بزبان حال گفتا متمنی تماشا ۱۲۹۲ فصلی

ایضاً

ارمغانم چو جمع شد نساخ
خامہ ام بہر سال ترتیبش

گل گلزار عالم معنی
زد رقم اسم اعظم معنی
۱۲۸۲ بنگلہ

ایضاً

مطبوع شد ارمغان وافزود
نساخ بگو سے سال طبعش

عز و شرف زبان اردو
مطبوع شد ارمغان اردو
۱۹۳۴ سمبت

ایضاً

ارمغانم کہ در جہان لسنتی
سال طبعش نوشتم ای نساخ

مائیہ نازش سخندانی
چاپ شد ارمغان روحانی
۱۸۷۷ء

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ علی احسانہ العظیم والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم کہ اکنون تحفۂ مقبول خاطر سخن سنجان
ہدیۂ منظور نظر شعرای زمان یعنی ارمغان باہتمام احقر الانام عاجز محمد عبد الرحمن
بن حاجی محمد روشن خان غفرلہما اللہ المنان چھپکر تمام ہوا
پسندیدۂ خواطر خواص و عوام
ہوا

العبد
محمد عبد الرحمن حنفی بن حاجی محمد روشنخان مرحوم حنفی بقلم خود

محمد روشن خان حنفی ۱۲۵۳
محمد عبد الرحمن بن حاجی

وجہ مہر و دستخط

برای سند یعنی کہ کتاب ہذا مطبوع مطبع لطافت
مہر و دستخط مہتمم در آخرش نمودہ شد

هو الغفور الرحیم
ان من البیان لسحرا
دیوان بلاغت عنوان خزینۂ کمال موسوم بہ
دفتر بے مثال
جناب مولوی عبد الغفور خان بہادر متخلص بہ نساخ
بحسن تصحیح و زیب تسطیر در ایام عشرت فرجام
مطبع منشی نولکشور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نقل نامہ کہ میرزا اسد اللہ خان غالب در رسید دفتر بے مثال بمصنف رقم نمودہ

نامہ

جناب مولوی صاحب قبلہ — یہ درویش گوشہ نشین جو موسوم بہ اسد اللہ اور متخلص بغالب ہے
مکرمت حال کا شاکر اور آیندہ افزایش عنایت کا طالب ہے دفتر بے مثال کو عطیۂ کبریٰ اور
موہبت عظمیٰ سمجھکر یاد آوری کا احسان مانا — پہلے اسی عزت افزائی کا شکر ادا کرتا ہون کہ حضرت
اس ہیچمدان کو قابل خطاب اور لائق کتاب جانا — مین دروغگو نہین خوشامد میری خو نہین
دیوان فیض عنوان اسم بامسمی ہے دفتر بے مثال اسکا نام بجا ہے الفاظ متین معانی
بلند مضمون عمدہ بندش دلپسند ہم فقیر لوگ اطلاق کلمۂ حق مین بیباک و گستاخ ہین شیخ امام بخش
طرز جدید کے موجد اور پرانی ناہموار روشون کے ناسخ تھے آپ اونسے پڑھکر بیٹھے بے مبالغہ
بے مبالغہ ناسخ ہین تم دانائے رموز اردو زبان ہو سرمایۂ نازش قلمرو ہندوستان ہو
خاکسار نے ابتدای سن تمیز مین اردو زبان مین سخن سرائی کی ہے پھر اوسط عمر مین بادشاہ
دہلی کا نوکر ہوکر چند روز اوسی روش پر خامہ فرسائی کی ہے نظم و نثر فارسی کا عاشق اور مائل ہون

ہندوستان مین رہتا ہون مگر تتبع اصفہانی کا گھائل ہون جہان تک زور چل سکا فارسی -
زبان مین بہت کچھ بکا - آپ نہ فارسی کی تکرار اردو کا ذکر نہ دنیا مین توقع نہ عقبیٰ کی امید
مین ہون اور اندوہ ناکامی جاوید جیسا کہ خود ایک قصیدہ نعت کی تشبیب مین کہتا ہون
؎ چشمم کشودہ اند بدیدار ہاے من * از اینده نا امیدم و از رفته شرمسارم * ایک کم ستر برس
دنیا مین رہا اب اور کہان تک رہون گا ایک اردو کا دیوان ہزار بارہ سو بیت
کا ایک فارسی کا دیوان دس ہزار کئی سو بیت کا تین رسالے نثر کے
یہہ پانچ نسخے مرتب ہو گئے اب اور کیا کہون گا مدح کا صلا نہ ملا غزل کی داد نہ پائی ہرزہ گوئی
مین ساری عمر گنوائی بقول طالب آملی علیہ الرحمہ ؎ لب از گفتن چنان بستم که گوئی *
دہن بر چہرہ زخمی بود به شد * سچ تو یون ہے کہ قوت ناطقہ پر وہ تصرف اور قلم مین وہ زور نہ رہا
طبیعت مین وہ مزا سرتیز وہ شور نہ رہا پچاس پچپن برس کی مشق کا ملکہ کچہہ باقی رہ گیا ہے
اوسی سبب سے فن کلام مین گفتگو کر لیتا ہون - حواس کا بھی بقیہ اسی قدر ہے کہ معرض گفتار
مین موافق سوال جواب بنا ہون روز و شب یہ فکر رہتی ہے کہ دیکھیے وہان کیا پیش آتا ہے - اور
یہ بال بال گنہگار بندہ کیونکر بخشا جاتا ہے حضرت سے یہ التماس ہے کہ آپ جو اب اوسکو یاد
اور مجھکو ارسال نامہ کی سبیل کے عادی ہو گئے ہین جبتک مین جیتا ہون نامہ و پیام سے شاد -
اور بعد میرے مرنے کے دعاے مغفرت سے یاد فرماتے رہیے گا - والسلام بالوف الاکرام

نقل قطعه که فخر سخندانان زمان زبدۂ نکته سنجان دوران مولوی نصیر الدین حیدر متخلص بسامی منصف درجۂ اول ضلع سلہٹ در رسید دفتر بمثال تحریر نمودہ

قطعه

مژده اے طبع تنگ جوش سخن نا آشنا — ما رہ ہماے دل بہار دیدہ کام جان رسید
مہمان خوان گستر طبع میزبان نکته سنج — زله خواران سخن را نعمت الوان رسید

از نسیم فکرتش بحر محیطی موج زن
گلشن معنی ز رشح خامه‌اش سرسبز شد
پردهٔ دیگر زهم او رخنه بر ساز مراد
آسمان یعنی بکام مستمندان چرخ زد
گلشن آمال من چون روضهٔ رضوان شگفت
ده چه دیوان گزره اعجاز نظم پاک او
ده چه دیوان جوشش طبع مست صهبای زلال
حضرت نساخ گوهر خیز دریای سخن
فکر رنگین سا ازین خوشتر چه می باشد اثر

تا من ساحل نشین هم گوهر غلطان رسید
بینوا مرغ قفس را هم گل خندان رسید
خوشش می آید صدای این رسید آن رسید
تازه دیوانی بمن از صاحب دیوان رسید
تارک اقبال من تا قبهٔ کیوان رسید
گر نبودی کفر می‌گفتم دگر قرآن رسید
آنکه نتواند باوج فکرتش سحبان رسید
هر چه از طبعش رسد گوئی که از عمان رسید
گر ز حنا هم بیشتر نظمت بهندستان رسید

گر سخن سنجی چو او خیزد علی فرض المحال
در سخن سنجی نتواند که باین سامان رسید

بسم الله الرحمن الرحیم

حمد خاص است بهر آن خلاق
که پی او مسلم است اطلاق
بدو کون ست ذات او موجود
لیک پاک از تعین و محدود
بدو عالم عیان و پنهان است
فی المثل گوئیا که او جان است
عقل در کنه او ست نادانی
فکر در ذات او ست حیرانی
همه نقش و نگار صنعت او ست
همه پست و بلند قدرت او ست
عزمش فرمود جلوه فرماید
خواست تا سطح گیتی آراید
کرد موجود ذات احمد را
پس ازان کرد این و آن پیدا
هرچه از وصف انبیا را داد
آن همه خاص مصطفی را داد
ما همه پرتو جمال او
نرسد در بیان کمال او
صلواة الله بر جانش
بلکه بر جان آل و یارانش
سپس این حرف ناسازگار

سامعه روزگار و نقش نازیبای کارگاه اعتبار عبد الغفور خالدی متخلص به نساخ که پیشتر مهجور تخلص داشت برخی از خیلے و مختصرے از طویلے یادگار خود حواله کلک عجز نگار میکند تبیینش آنکه از قرایای بنگاله من مضافات بلدهٔ جهانگیرنگر مشهور به ڈھاکه از صنادید مهند یادگار بست دیهی راجه پور نام از متعلقات ضلع فرید پور مولد و ماوای آبائی داستان گزار ست اما مسقط الراس نیاز منش سرزمین کلکته و سال ولادت الف و مائتین تسع و اربعین هجری قدسی روئیه

وبعد ہیچمدان ہیچ سخن را بشاشته فکر سے ایستم از اوائل عمر التزام کردم که الفاظ ثقیل
و سامعه خراش که هنوز در کلام موزون ارباب دهلی و لکهنو یافته می شوند از اشعارم هیچ
مضمون بیگانه باشند چنانچه لفظ تک بجاست تک و لفظ سست بمعنی نه و لفظ
جون بمعنی مثل و امثال آن را که با سامعه نازک پسند گرانیها دارند قلم انداز
نمودم و بسیار غزلهاے مسلسل که از عمده طرز سخن انشا ساختم الغرض
گفته گفته تا چهارده هزار شعر به شمار آمد اکثر اوقات احبای
هواخواهان مربوط به ترتیب دیوان پیش ازین هم ترقی کرده بحرکه
سلسلۀ چاپ پیشنهاد انگشت قبول به چشم میگذاشتم و عذر قلت
فرصت را وقعه مینهادم هرگاه گیرائی اوشان از حد گذشت و
دیدم که حرفهاے عذرم بخاطرشان نمیگذرد مجبور به
انتخاب درساختم و به ترتیبش پرداختم
از تمامی اشعار قریب سه هزار چند شعر منتخب
کرده در سنه ۱۳۱۲ هجری دیوانی ترتیب دادم
و به دفتر بیمثال نامیدم التماس از
حضرات ناظرین سخن سنج منصفانه
همین است که هنگام مطالعه
این نظمهای تازه اگر
خطائی به نظر افتد ازان
درگذشته

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صفت مہر نبوت کی ہے مطلع میرے دیوان کا
ہوا ہے زرد جس سے رنگ و مہر درخشان کا

شہید ناز ہون مین دوبارہ آئینہ رویان کا
گمان کیونکر نہو زخمون پہ میرے چشم حیران کا

ہے سودا جو خط پشت لب رنگین جانان کا
گلے مین طوق ہو میرے رگ لعل بدخشان کا

تری آنکھون کے ڈورے لعل جو ہین منعکس جن پر
بڑہا ہے جدول شنجرف سے حسن اور قرآن کا

خیال زلف پیچان مین مجھے خواب پریشان ہے
نظارہ گر کرون فردوس کے بہی سنبلستان کا

ہلا کے پاون پہر ہوش جنون مین وحشت نے
رہا ثابت نہ پہر اک تار تک اپنے گریبان کا

ہوا پر اوڑتے اوڑتے ہوگیا برباد جب ایسا
نشان ملتا نہین ای ہمنشین تخت سلیمان کا

سیاہی زلف مہرویان کی گر دیکھے تو خجلت ہے
سفیدی سے مبدل رنگ ہو شبہای ہجران کا

نصیب اپنے پہرین داخل کہین ہو وین شہیدون مین
تصور اس لیے ہمکو ہے اوس برگشتہ مژگان کا

نمونہ تھی صنم نے اسے برہمن جب کیا ایسا
کہ گویا دل مرا ساکن ہوا شہر خموشان کا

تپ غم سی جو سوزان استخوان ہین کنج مرقد مین
گمان اونپر ہوا شمع شب تاریک ہجران کا

تصور یہ رہا کرتا ہے بیماری ہجران مین
کہ خال چشم عاشق تخم ہے سیب زنخدان کا

ہے اپنی ہر بن مو چشم عاشق انتظاری مین
گمان کیونکر نہو تن پہ ہمارے نرگستان کا

نہو لشک کیون جام و مے و معشوق کا طالب
چمن سرسبز ہے آتش کدہ ہے ابر باران کا

جو پردہ اوٹھگیا ہے آتشین رخسار جانان کا
اوڑا ہے نور شبنم کی طرح مہر درخشان کا

کرون موزون اگر مضمون خط رخسار جانان کا
رگ گل سے بندھا ہے شیرازہ پھر اجزای دیوان کا

ضرورت رہنما کی کسکو ہے وادی وحشت مین
خیال سبزۂ خط خضر ہے اپنے بیابان کا

ہوئے کیفیت مے گلفام سے وہ سرخ ایسا تھے
ہے شک آنکھون کے ڈورون پر رگ لعل بدخشان کا

تری چشم شکار افگن کو غصہ مین اگر دیکھے
برنگ شیر قالی حال ہو شیر نیستان کا

چورائی ہے سیاہی جو سینہ تختی عاشق سے
کہین منہ بھی ہو کالا یا خدا شبہای ہجران کا

وحوش و طیر و جن و انس تیرا کلمہ پڑھتے ہین
عقیق لب پہ شک ہے ای پری مہر سلیمان کا

کیا ہے نفس امارہ نے گمرہ دل کو ای زاہد
ہوا ہے غول خضر راہبر اپنے بیابان کا

دم بسمل تماشا خنجر قاتل نے دکھلایا
کیا جو چاک سینہ کھل گیا در باغ رضوان کا

ہجوم قمریان افشان کے چنے جو نہی پاتے ہین
گمان ہے مانگ پر اوس رشک گل کی سرو بستان کا

کیا ملک دل عشاق کو غارت اشارون سے
ہے تیرا دیدۂ سفاک افسر فوج مژگان کا

کسیکی عفت و عصمت کا دیوانہ ہون عالم مین
ہے چاک دامن یوسف ہر اک در میری زندان کا

نہو کیون ٹکڑے ٹکڑے پردۂ چشم تماشائی
مصفا صورت الماس ہے ہر عضو جانان کا

روان ہے لے پریرو دوش صرصر پر غبار اپنا
ملا ہے بعد بربادی ہمین رتبہ سلیمان کا

کسی مہرو کی فرقت مین ہوئین جو موجزن آنکھین
بنا ہے کشتی طوفان ہلال اپنے گریبان کا

سراپا زخم ہون تیغ زبان یار سے لیکن
نہین ملتا ہے مثل ذات حق منہ زخم پنہان کا

نہووے بدگہر کے دلکو حاصل نور ایمان کا
جو بدمذہب ہے حافظ ہو نہین سکتا ہے قرآن کا

کبھی صدمہ نہ پہونچے صاف دل سے اہل عالم کو
کہ اوٹھنا غیر ممکن آب گوہر سے ہے طوفان کا

ہوا دو ٹکڑے دل چشم کجل خوش نگاہان سے
کہ ہے مشہور عالم کاٹ شمشیر صفاہان کا

صاف صف کی صف ہوئی اک ہاتھ مین جس کے چلے
جی مین ہے ہم چوم لین قبضہ تری شمشیر کا

وہ وہ چار آٹھون پہر رہتا ہے دیکھا لاکھہ بار
جوہر آئینہ ہے جوہر ہر اک شمشیر کا

مین ہوا وہ دیکھکر رخسار روشن کی صفا
آئینہ نے خاصہ پیدا کیا شمشیر کا

جن و انس و وحش و طیر آکر کٹاتے ہین گلے
ہاتھ ہے سلیمان کا نگین جوہر تری شمشیر کا

حضرت نساخ فکر وصل کرتے ہو عبث
ہجر ہی قسمت مین ہے لکھا ہوا تقدیر کا

آنکھون مین رہتا ہے لازم سرمہ کی تحریر
کام جوہر سے ہے نکلے تیغ زن شمشیر کا

کھب گیا دل کی رگون مین قامت بالا ترا
چرخ پر بھی سنبلہ خانہ ہے ای جان تیر کا

گردش گردون سے کیا نقصان آہن دل کا ہو
آسیا سے کیا ضرر ہو دانہ زنجیر کا

کب جبین کرتا ہے کوئی عاشق حیران کی قدر
عطر کب عطار کھنچوائے گل تصویر کا

دیکھنی چین جبین تحریر پیشانی کی ہے
کوئی مٹتا ہے نوشتہ کاتب تقدیر کا

خامہ رنگین رقم کو وصف کرنا سہل ہے
پیش مانی کھینچنا مشکل نہین تصویر کا

اہل جوہر کو نہین ہے غیر کے احسان سے کام
ابر کا محتاج سبزہ کب ہوا شمشیر کا

انقلاب دہر سے کب اہل حیرت کو ہو خوف
اُردی و دی مین ہے اک عالم گل تصویر کا

زیب دیتی ہے کجی ابرو کی اے شمشیر زن
خم نہو شمشیر مین تو عیب ہے شمشیر کا

کون جانے قدر سے شعر کی جز نکتہ سنج
کیمیاگر جانتے ہین مرتبہ اکسیر کا

کیون جوانان جہان مرتے ہین پیری پہ تمام
صاف روشن دہر مین قصہ ہے جوئی شیر کا

عاشق حیران کی چشم دل ہے روے یار پر
غیر جانب پھر نہین سکتا ہے منہ تصویر کا

موم دل جو ہے مٹاتا ہے اوسے ہر سنگدل
شمع کا سر کاٹنا اک کھیل ہے گلگیر کا

راست گو نساخ کی باتون مین کیا ہووے کجی
ناوک افگن خم نہو مثل کمان قد تیر کا

دب گیا شانہ نکلے پیچ رات گیسوے یار کا
ہاتھ آیا عالم رویا مین مضمون مار کا

سن لیا جو ماجرا طوفان چشم زار کا
پانی پانی ہوگیا دل ابر دریا بار کا

لکھتے ہیں شہ دار مضمون ابروے خمدار کا
شعر جو اپنا ہے گویا میان ہے تلوار کا

ظاہر و باطن ہے اپنا صاف مثل آئینہ
کیون میسر ہو نہ جلوہ یار کے دیدار کا

دلبران برق وش کو کرتے ہے چشمک مدام
طور بین ہی کیا برق بین بھی آہ آتشبار کا

چشم بلبل مین کھٹکتا ہے بہارون مین مدام
چاہیے فصل خزان مین خشک ہونا خار کا

ہوگیا نظرون سے گر موے کمر تیرا نہان
دیکھنا ممکن نہوگا میرے جسم زار کا

ندیان اشکون کی جاری ہین فراق یار مین
دامن تر پر ہے عالم ابر دریا بار کا

شاخ شببو کے قلم ہو غنچۂ گل ہو دوات
وصف لکھتا ہے تجھے اوس گل کی باہی ہار کا

اوس بت یکتا کی فرقت نے جلایا اس قدر
عرش پر پہونچا ہے شعلہ آہ آتش بار کا

مانگ کو تشبیہ کامل افعی ابیض سے ہے
ٹیکا ماتھے کا ترے ظالم ہے مہرہ مار کا

ناتوان ایسا غم ہجر بتان مین ہوگیا
ہر رگ تن پر مرے دہوکا ہوا زنار کا

نقد جان دے دے کے اس سے پار اوترے تیغ زن
بحر الفت کا کنارہ گھاٹ ہے تلوار کا

کہہ رہے کے سبحہ سے کیا کم ہے تار اشک چشم
ہے بیان جو وقت بکا ہے سبزۂ رخسار کا

وصل کی شب سرخ جو چہرہ لبنا سنت سی ہوا
برگ گل گویا ہے پردہ دیدۂ بیدار کا

خون رولاتا ہے جو مجھکو وہ لب یاقوت فام
لعل ہے قطرہ سرشک دیدۂ خونبار کا

وصف ای نشاخ نزرگ تیغزن کا گر لکھون
کاغذ کا ہر گز بھی پھل ہو جائیگا تلوار کا

سر کو سودا ہوگیا موے میان یار کا
رشتۂ جان بن گیا ہے پیچ تار دستار کا

وصف جو لکھتا ہون اپنے آنسوؤن کے تار کا
آب گوہر مین سفینہ غرق ہے اشعار کا

آتش مجھے پروانہ سان اے شمع و خورشید چشم
شعلہ اوڑتا دیکھ لے گر آہ آتش بار کا

اشک صاف و چشم خون آلود عاشق سے مدام
کوے دلبر پر گمان ہے جوہری بازار کا

ہے دل پر داغ روشن حلقۂ کاکل مین جب
مہر تابان ہوگیا ہے خال چشم مار کا

وصف سلک گوہر دندان جانان ہو رقم
تا کہ سطرون پر ہو عالم موتیون کے ہار کا

جلوہ دین تجھسے وہ ہے حیرت زدہ
کعبے مین جو بت ہے گویا نقش ہے دیوار کا

دور مین رہتا ہے ثابت اختر سیار کا

زخم جگر ناہے سینے مین تیغ نگہ کے چور کا
چاندنی کا سا اثر ہے مرہم کافور کا

لاتہ آجاتے جو خامہ شاخ نخل طور کا
تب رقم ہو وصف اوسکے عارض پرنور کا

دور مین کہکشان سے حلقہ گردون پہ کون
دیکھتا ہے چشم کوکب سے تماشا دور کا

سبتے ہین رنہ سے تمام اوبیروی زندی ہوتے ہین
میرے نالون مین اثر پیدا ہے بانگ صور کا

کالے کوسون اوڑ گئے بخت سیہ کو دیکھکر
ایسا سنہ کالا ہوا مہر و شب دیجور کا

گرمجوشی ہو گئی تیرے خریدارون کے سر
سر و مشکین خط ... ہے بازار گیا کافور کا

جوش زن ہین جذبات سے ازبسکہ اشک چشم زار
کیا عجب پھر ہو بپا طوفان اگر تنور کا

کیون نہ شور قیامت تیرے چالو نسے بپا
ہے ترے عشاق کی آواز نالہ صور کا

عالم معنی صاف دکھلایا عرق نے ساقیا
ہے گمان تیرے ذقن پر ساغر بلور کا

نوش شادی اس سے کب حاصل ہوا خیش غم
چرخ پر اختر یہ گویا خانہ ہے زنبور کا

گر مقابل ہو سیہ بختی نساخ حزین
رنگ اوڑجاتے گا ای مہر و شب دیجور کا

ہر زمان وردزبان نساخ ہو مصراع ذوق
دل نہ آٹکا ہے کہین اب بے مقدور کا

شعلہ اوٹھتا دیکھ لے گر زخم کے ناسور کا
ہو اثر کافور فورا مرہم کافور کا

تبل عشق کھل گیا راز دل پرشور اگر
ہے یقین وہم نیند ہو جائیگا بانگ صور کا

عرش کے پایون کو دی تشبیہ شمع ساق سے
ہاتھ اسکے خورشید رو آیا ہے مضمون دور کا

ہے عیان حال دل سنگین صفا کے جوش سے
کیا نہان سنگدل کا سینہ ہے بلور کا

وصف لکھتا ہون جو اوس مست شراب حسن کے
ہے دوا تر دار ہر قون پہ گمان انگور کا

مجکو سنگ طور سے کرتے ہین لڑکے سنگسار
ہون مین دیوانہ کسی کے عارض پرنور کا

تاک چشم مست جانان کے جو رہتی ہے مدام
دل ہمارا بنگیا ساغر سے انگور کا

بلقلم لکھتا ہے اوسکے زلف کے ماریکا حال
اب سیاہی بین ہو دود و روشن کافور کا

وصل مین پوچھا مہ بے مہر نے جو حال ہجر
رنگ دیکھا روز روشن مین شب دیجور کا

بزم سے مین حق حق بینا کا مین مجروح ہون
میرے زخمون پہ ہو پھاہا پنبۂ منصور کا

کہکشان کو کیون نہ مین تشبیہ شاخ تاک سے
ہر ستارے پر گمان ہے دانۂ انگور کا

اپنا جسم زار شاخ تاک ہے ابیست تار
زخم مین عالم نظر آتا ہے جو انگور کا

چوم کر قاتل نے جو پھیرا ہے میری حلق پہ
آب خنجر مین مزا ہے شیرۂ انگور کا

باغ ہستی مین نہو گا کوئی مجھسا دردوست
میرے زخمون نے نہ دیکھا منہ کبھی انگور کا

کیون نہ لکھے ناسخ و آتش کے غزلون کا جواب
ہند تک مشہور ہے فکر صاحب مجبور کا

ہو نہ مین شعر مین وصف اوس سراپا نور کا
ہے کتاب آسمانی مین بھی مضمون حور کا

فکر روشن سے بند ہے مضمون چشم حور کا
دور بین دکھلاتی ہے نزدیک انسان دور کا

خط تمہارے عارض پر نور پر کب ہو عیان
آتش بے دود کی صورت ہے شعلہ طور کا

گریۂ بے اختیار اے ابر تھم سکتا نہین
ہے بہت دشوار بہنا بند ہونا سور کا

ظلم ہی ہے خانہ بربادی ظالم کا سبب
پھونکتے ہین آگ سے مظلوم گھر زنبور کا

صاحب گفتار حق کیونکر نہو مشہور خلق
حرف حق باعث ہوا ہے شہرۂ منصور کا

خاک پاے روشن جانان ہوئے کحل البصر
نور آنکھون کا بڑھا دیتا ہے سرمہ طور کا

موذیون کے ہاتھ مین دولت رہے یہ ہے محال
لوٹتی ہے خلق بہر شہد گھر زنبور کا

پوچھو نہ حال گرمی حسن شباب کا
ہے وہ بھبھوکا گو گرم مزاج آفتاب کا

طوفان جو دیکھ لے مری چشم پر آب کا
دل آب آب شرم سے ہووے سحاب کا

ہووے نگار زرد شرم سے منہ آفتاب کا
گوشہ اولٹ گیا اگر اوسکے نقاب کا

اوس برق وش کا شوق جو ہے سیر آب کا
گویا سبب ہے مچھلیون کے اضطراب کا

نکلے نہ اپنے گھر سے وہ مہرو بغیر شام
انداز میرے یار مین ہے ماہتاب کا

گنتا ہون تارے شام سے تا صبح ہجر مین
اکشب نہین خیال ان آنکھونکو خواب کا

پھیلا ہے میرے دیدۂ گریان کا یہ اثر
شک ہے حباب بحر پہ چشم پر آب کا

شیطان کے طرح غیر گریزندہ سن کے ہو
نالون مین میرے طور ہے تیر شہاب کا

ہر دم جو یار عہد شکن کا خیال ہے
دل پر مرے گمان ہے قصر خراب کا

اوس مست حسن کی جو پڑی آنکھ نشہ مین
لبریز کیون شمع سے ہو ساغر حباب کا

بے یار میکدے پہ گمان غمکدہ کا ہے
ہر جام مے مین طور ہے چشم پر آب کا

ہے روے ماہ پاون جو اوس شہسوار کا
ہالہ پہ ہے گمان مجھے اوسکے رکاب کا

سونے دیا نہ حسرت دیدار یار نے
آیا خیال وصل کی شبکو جو خواب کا

ہے جلوہ گر وہ رخ دل بیتاب مین مرے
از روزن حوت مین ہے گذر آفتاب کا

لکھون غزل اک اور کہ ہر صاحب سخن
مشتاق ہے مرے سخن لاجواب کا

گیرا مرے کفن مین ہوا اوسکی نقاب کا
مارا ہوا ہون یار کے شرم و حجاب کا

ہوتا ہے آسمان پہ دہوکا حباب کا
اونی سا یہ شگوفہ ہے چشم پر آب کا

اوس رخ سے سینہ داغ ہوا ماہتاب کا
داغ جگر سے جل گیا دل آفتاب کا

رکھے لوے منہ پہ شرم سے دامن سحاب کا
دیکھے جو برق حال مرے اضطراب کا

ہے شوق نوریون کو بھی شاید شراب کا
ساغر ہے دور مین جو مہ و آفتاب کا

لکھتا ہے حال اس دل سوزان کا سپہر
میرے قلم مین طور ہے سیخ کباب کا

دریا ہے چرخ کا کہکشان صورت نہنگ
ہوتا ہے ہر ستارے پہ دہوکا حباب کا

اوس ترک تیغ زن کا جو ہے عہد ہم شمشیر
جوہر کے مول بکنے لگا پر عقاب کا

اوس مست کی نگاہ جو پڑتی ہے ہر گھڑی
میرے بغل مین دل ہے کہ ساغر شراب کا

مستون پہ آشکار ہے کیفیت جہان
جمشید کا ہے جام پیالہ شراب کا

گھوڑے پہ اوسکو دیکھکے ہاتھ آتی ہے یہ بات
مردم ہے پاون یار کا چشم رکاب کا

مہرہ دہان مار مین آتا ہے یہ نظر
جوڑا ہے مین اوسکے پہول نہین ہی گلاب کا

منہ اوسکا اوس طرف جو چاہے پہرے دہ مہر و شمس
سورج مکہی سے کم نہین پہول افتاب کا

لشتاح جز سیلر کذاب دہر مین

یارا کسے ہے میری غزل کے جواب کا

رہنا بجا ہے دور میں جام شراب کا
گردش میں چرخ پر ہے قدح آفتاب کا

مژگان سے کچھ ضرر نہین چشم پر آب کو
بے خوف خار سے ہے پھپھو لا حباب کا

روشن دلون کو تیرہ درون سے غرض نہین
محتاج آفتاب نہین ماہتاب کا

رو رو کے مین مٹا دونگا اوس مست حسن کو
میکش کو خوش کرے گا برسنا سحاب کا

خط نے گھٹا دیا رخ پر نور کا فروغ
ہوتا ہے وقت شام زوال آفتاب کا

ہووے صفای قلب سے معذور تنگ ظرف
دیکھا ہے خالی نور سے دیدا حباب کا

نکلے نہ گھر سے رات کو وہ مہروش کبھے
روشن نہووے شبکو چراغ آفتاب کا

ہے دامن کریم مین روشن دلون کی جا
مسکن بنا ہے برق کا دامن سحاب کا

کیا تنگ ظرف تاب رخ یار لائیگا
مملو نہ ہو شراب سے شیشہ حباب کا

روشن دلون سے تیرہ درون ہو جگر فگار
ہے چاک تیغ برق سے سینہ سحاب کا

خالی نہین ہین عشق سے سکان چرخ بہی
دل مین ہے ماہتاب کے داغ آفتاب کا

تار سفر سے صاحب رحمت کو ڈر نہین
جلتا نہین ہے برق سے دامن سحاب کا

سبزے سے کام یار کے رخسار کو نہین
محتاج خط نہین ہے ورق آفتاب کا

زینت پسند حسن خداداد کب ہوا
محتاج موسے حور نہین ہے خضاب کا

طفلی سے مدرخون کا ہے دلمین داغ بہی
ہوتا ہے وقت صبح طلوع آفتاب کا

فصاحت کی غزل یہ غزل کون کہہ سکے
کیونکر جواب ہو سخن لاجواب کا

وحدت لکھتا ہون جو مین تیرے خرام ناز کا
ہے صریر کلک پر رشک صور کی آواز کا

رشک سے نہرہ وہ اٹہ چہیلا تری آواز کا
پردہ گوش فلک پردہ بنا ہے ساز کا

ہے اگر طاقت سے وا دستہ مت ملناز کا
کب تبہی پامال ہے اوسکے خرام ناز کا

سیکڑون آہوے حرم کو جو کرتا ہو شکار
میرے خامہ پر گمان ہوتا ہے تیر انداز کا

اسکے مسیحا خبر ہے کہ کہتا ہے کیا خاموش ہو
نام اوسکے آنکھون کے آگے لے اعجاز کا

وا عجبا سے جسم ہاکتے ہیں شرر افشان مدام
سمجھیں عالم کیوں نہ طاؤس آتشباز کا

پر لگاتے ہیں مرے آہ دل بیتاب سے
ہجر میں ہے قصد مرغ روح کو پرواز کا

نوک پیکان سے نہیں کم خار زنجیر ابھی پری
میں جو دیوانہ ہوا تیرے نگاہ ناز کا

عقدۂ سربستہ حل ہوتا نہیں مثل دہن
حال عالم پر ہے پنہان میرے دل کے راز کا

ایک گردش میں دکھائیں سیکڑوں نیرنگیاں
کیا کہوں میں حال چرخ شعبدہ پرداز کا

جان جائے گی مری ہجران میں یہ کہتی ہے عقل
موت ہے انجام عشق یار کے آغاز کا

اب وہ دلسے کی نہ لی صیاد گلرو نے خبر
روح بلبل کو قفس سے قصد ہے پرواز کا

زمزمہ سنجی اگر نسّاخ کی سن لے کبھی
ہو گرہ نغمہ گلے میں بلبل شیراز کا

کام ہے تیر افگنی اوسکے نگاہ ناز کا
مرغ دل ہوگا نشانہ عاشق جانباز کا

اے مسیحا زور کیا اوس پہ چلے اعجاز کا
جو کہ کشتہ ہو رہے اوس چشم فسون پرداز کا

ہے تصور روز و شب تیرے نگاہ ناز کا
دل مرا کشتہ ہوا شمشیر خانہ ساز کا

حرف سارے ہاکتے ہیں مقطوع از خود شعر میں
حال جو لکھتا ہوں چرخ تفرقہ انداز کا

رشک سے داغ دل سوزان کے جلتا ہے مدام
رنگ ہے خورشید میں مہتاب آتشباز کا

شومی طالع وہ ہے جاؤں اگر گلشن میں میں
نغمہ بلبل پہ شک ہو جغد کے آواز کا

اون شکار افگن نگاہوں کے جو لکھتا ہوں صفت
وا رہے پر حرف کے عالم ہے چشم باز کا

مہر تسکین اب نہ مجھے میرے لبی پر جلد تک
کشتہ ہوں زہرہ جبین کے شعلۂ آواز کا

کسکو علم اس بات کا ہے غیر علام الغیوب
کب یہ حل عقدہ ہوا تیرے دہن کے راز کا

اک بت نازک بدن کے عشق میں کافر ہوا
رشتۂ زنار ہو رشتہ نگاہ ناز کا

خط میں حال نالہ ہائے پرشرر لکھوں اگر
ہو کبھو تحریر پہ گمان طاؤس آتشباز کا

غم میں اوس طفل مغنی کے ہوں سرگرم فغان
میرے نالوں پر ہے شک داؤد کی آواز کا

مارے گرمی کے کف جانان میں رہ سکتا نہیں
دل مرا ہے رنگ حنا کو قصد ہے پرواز کا

چشم مشکین سے کرے عشاق کے دلکو شکار
کام وہ صیاد سے [illegible] تیر انداز کا

حضرت نساخ پڑھتے ہیں شعر اپنے ڈھنگ کے
کوئی تو ہو کا سمجھنے والا اس انداز کا

دل ہمارا ہے ہدف تیرے نگاہ ناز کا
کب نشانہ خم چوکا ہے قدر انداز کا

کیون ہنو مشتاق عالم چشم کا آواز کا
سیکڑے مین دل کو خوش کرتا ہے نغمہ ساز کا

چشم تر نے اشک سے ظاہر کیا ہے عشق کو
کام ہے افشا سے راز اے جان جان غماز کا

اہل حیرت کو کبھی ہوتا نہین شوق سرود
بلبل تصویر کو کب قصد ہے پرواز کا

ہمسر ادنی سے اعلی کی کسی صورت نہو
رنگ اوڑ سے پیش قمر تاب آتشباز کا

صاف باطن سے نہین افتادگی کچھ بیم
خس کو کچھ خطرہ نہین ہے شعلہ آواز کا

چھیڑتی ہے بلبلے کو راز دل افشا کرے
کم ظرف سے ممکن ہے چھپنا راز کا

بات پر ہرگز رقیب یاوہ گو کے تو نجا
قول کب ہوتا ہے اے جان معتبر غماز کا

شمع روشن حال پروانہ سے کب ہے مطلع
کب سنین وہ ذکر اپنے عاشق جانباز کا

ہوتے ہین نبیون سے منکر جو ہین گمراہ ازل
کب کوئی حاسد ہوا قائل مرے اعجاز کا

آگے کیا نساخ کے آئے رقیب تیرہ رو
زاغ سے ممکن نہین ہے سامنا شہباز کا

تصور باندھ ہون روتے ہین اگر بالائے دلجو کا
گمان ہو نخل طوبے پر ابھی سرو لب جو کا

اشارہ جب سے دیکھا ہے ترے چشم سخن گو کو
قسم چشم فسونگر کی بتا سیکھا ہین جادو کا

رقم ہم نے کیا ہے وصف جو اوس عارض گل رو کا
زمین شعر دکھلاتی ہے جلوہ باغ مینو کا

اگر مسجد کی جانب ہو کے نکلے وہ بت کافر
بنا دین ہم شیخ کی تسبیح پر زنار ہندو کا

ترے بیمار کی نبض اے مسیحا کیون نہ ہو دوڑتے
خیال اسکو رہا کرتا ہے اکثر خط و گیسو کا

ہزارون موشگافی شاعری کرتے ہو تم لیکن
بہت دشوار ہے [illegible] سمجھنا بیت ابرو کا

ابھی آئینہ دکھلانے کے قابل حال ہو غافل
تماشا تجھکو بھی دکھلانے کے آئینہ زانو کا

چلیے پھول سے ہونٹون مین لیکن تو نے جو حقہ
تری مہنال اے گل بن گئی ہے غنچہ خوشبو کا

[illegible] افزا [illegible] کا طالب ہے
[illegible] سے کیا [illegible] کو [illegible] واسطے قصد اسکا

نمایاں خط ہوا رخ پر گئی شوخی اون آنکھوں کے
نہیں چلتا کبھی قرآن کے آگے زور جادو کا

مقابل آہ ہو سکتی نہیں ہے داغ سینہ کے
نہ ہو فستاخ ہرگز سامنا افعی سے ہو گا

خانۂ زنداں سے زاید ہجر میں گھر ہو گیا
حلقۂ زنجیر مجھکو حلقۂ در ہو گیا

منعکس جب گیسوے پر پیچ دلبر ہو گیا
بحر میں موجہ ہر اک قطروں میں اژدر ہو گیا

فصل گل میں ہے جو روی آتش افشاں کا خیال
سینہ داغ جنوں مثل سمندر ہو گیا

اشک رنگیں کا شگوفہ ہے یہ اے گل پیرہن
ہجر کی شب رشک گلشن اپنا بستر ہو گیا

یاد میں ہے چہرۂ آتش نشاں وقت بکا
اشک کا ہر قطرہ مانند سمندر ہو گیا

حال جو اوسکی شرارت کا رقم میں نے کیا
میرے خامہ سے جو نکلا حرف اخگر ہو گیا

فصل گل میں تیرے دیوانے کو صحرا تخت ہے
داغ سودا اسکے پر پوسر پہ افسر ہو گیا

روز و شب جو دیکھتے تھے ناچ اوس تیغ کا
ٹھوکروں سے چور اونکا کاسۂ سر ہو گیا

شعر کی بحر و زمیں پہ ہو گیا قبضہ مرا
آج زیر چرخ نیلے میں سکندر ہو گیا

فصل گل میں اے پری زنجیر کے غل کر روش
قید خانے سے دل دیوانہ باہر ہو گیا

بیقراری کا جو لکھا حال خط میں یار کو
خامۂ مشکیں مرا لوٹن کبوتر ہو گیا

تیرے دیوانے کا جو دیکھا ہے داغ اے نازنیں
مردم چشم پری بھی جلکے اخگر ہو گیا

کیوں نہ مشہور ہو اب چار رو نظرف نستاخ سے
وصف بو بکر و عمر عثمان و حیدر ہو گیا

پرتو افگن جب ترا روے منور ہو گیا
دیدۂ مہ میں حباب بحر اختر ہو گیا

روے آتشناک کا زنداں میں جو آیا خیال
دانۂ زنجیر بھی آنکھوں میں اخگر ہو گیا

اپنے داغوں کے جو لکھی ہے صفت اے یاسمیں
دائرہ ہر حرف کا خورشید انور ہو گیا

پھرتے ہیں اطفال کیوں دامن کو اپنے سنگ سے
داغ سودا ہے ہمارے سر کو پتھر ہو گیا

وہ یہاں رہ رہ کر جو آتا ہے لب گلرنگ کا
اشک آنکھوں میں سے دردہ مکرر ہو گیا

ہجر میں تیرے سنہری رنگ کو وہ زر ہیں
قد خم گشتہ ہمارا حلقۂ زر ہو گیا

دیدۂ نساخ انکا صاف سے تر ہو گیا

دیکھکر جو زرد خورشید منور ہو گیا
ہاتھ کاکل دست بیضا سے برابر ہو گیا

وحشت گردی میں خیال عارض پرنور سے
اپنا ہر نقش قدم مہر منور ہو گیا

حلقۂ زلف عرق آلودہ کا جو دھیان ہے
چشمۂ خورشید اپنا دیدۂ تر ہو گیا

آفتاب حشر کے مانند ہے تکمۂ داغ دل
روز ہجران پر گمان روز محشر ہو گیا

ہر بن مو جسم میں اسکے گل دہان زخم ہے
تن پہ ہر اک رونگٹا مانند خنجر ہو گیا

الفت بینی جانان نے کیا ایسا نزار
غیرت عکس مثلث جسم لاغر ہو گیا

جلوہ گر میں داغ سودا کیطرح خورشید و ماہ
گنبد گردون مگر دیوانے کا سر ہو گیا

سیہ جنون میں اپنے رنگ زرد کا پھیلا اثر
حلقۂ زنجیر مثل خاتم زر ہو گیا

سیر گلشن میں خیال زلف عنبر فام سے
موجۂ باد بہاری مثل اژدر ہو گیا

داغ دل ہو یا نسیم کوچۂ کاکل سے ہے
بوے سنبل سے دماغ گل معطر ہو گیا

عکس داغ تن میں مہر و ماہ تارے ایک جسم
غیرت چرخ برین ہجران میں بستر ہو گیا

میری شمع زندگی شب بزم مے میں بجھ گئی
باد صرصر سے زیادہ دود ساغر ہو گیا

اوس شہ خوبی کی محفل میں ہوئی جو باریاب
تاج زرین سے مزین شمع کا سر ہو گیا

زار جو یاد خط پشت لب رنگین میں تھے
پان رگ گل سے زیادہ جسم لاغر ہو گیا

کاٹ کے سر کر دیے لاکھوں کی ظالم نے جدا
چاک سے زاہد سیہ دور چرخ اخضر ہو گیا

آسمے پری تیرے سفر سے رنگ کی تاثیر
پوروں پر حنہ یکا چلا خاتم زر ہو گیا

جب لگا یا سرمہ یاد چشم جانان کے لیے
سرمہ کا دنبالہ ای نساخ شہپر ہو گیا

اوڑ گیا نور جبین جو خط نمایاں ہو گیا
مور سے پامال دیدہ ملک سلیمان ہو گیا

منعکس دریا میں جو رخسار جانان ہو گیا
عکس ماہی بحر میں خورشید تابان ہو گیا

یاد جب دم دور چشم مست جانان ہو گیا
گردشیں کھا کھاکے پیمانہ دل چرخ گردان ہو گیا

چار چشمی کا نہوا آنکھوں کو کیسا نکر اشتیاق
وہ صنم انسان عین و عین انسان ہو گیا

یاد میں اسکے دھیان ناپدید یار کے
اب اشک چشم رشک آب حیوان ہو گیا

آنکھہ جسکی پڑتی ہے جلکر وہ ہوجاتا ہے خاک
برق سے زائد تمہارا روے خندان ہو گیا

یاد جو اوس شعلہ رو کی آئی ہنگام بکا
اشک کا ہر قطرہ خورشید درخشان ہو گیا

روسے خجے افشان کلریون سے جو مضمون لکھے
صفحۂ قرطاس دیوان شبستان ہو گیا

وصل مین دانتون کے نیچے آئے وہ یاقوت لب
دانۂ لعل بدخشان اپنا دندان ہو گیا

اے پری شاید نسے جب او بجھین تو نی زلفین وہان
اپنا یہان مجموعۂ خاطر پریشان ہو گیا

سہے دل پرداغ مین ابروے جانان کا خیال
مثل مار اس گنج کا بچھو نگہبان ہو گیا

فصل گل مین جو گرفتاری ہوئے مدنظر
دام کا حلقہ مجھے چشم غزالان ہو گیا

ظلمت زلف سیاہ و نور روے صاف سے
اہل ایمان کافر اور کافر مسلمان ہو گیا

اک غزل اب اور پڑھ نساخ بزم شعر مین
خوش ترے شعرون کو سنکر ہر سخندان ہو گیا

تنگ ہے بسکہ جوش جنون مین اپنا دامان ہو گیا
ہاتھ کے ناخنون مین بسکہ تار گریبان ہو گیا

جب وہ چار ابرو کمان سے کوئی اشان ہو گیا
زخمی تیر نگاہ چشم فتان ہو گیا

عندلیب کلک کی جو نغمہ پردازی سنے
بند گلشن مین دم مرغ خوش الحان ہو گیا

پنجۂ مہر دید بیضا نہ پہونچین سے کبھی
مثل شمع طور روشن داغ ہجران ہو گیا

ہاتھ پہ حیران قاتل آئینہ رو کو دیکھکر
چشم عاشق جوہر تیغ صفاہان ہو گیا

رات وہ شمع تجلی جلوہ فرما جو ہوا
وادی ایمن سے روشن تر گلستان ہو گیا

وہ تن رنگین طفل پیرہن کا ہے اثر
رشتۂ زنار مثل شاخ مرجان ہو گیا

پنجۂ خورشید داغ آتشین سے بار ہو
ٹکڑے ٹکڑے صبح محشر کا گریبان ہو گیا

کی دم گلگشت جو اوس آئینہ رو نے نظر
دیدۂ نرگس بر رنگ چشم حیران ہو گیا

شور قاتل کی ملاحت کا ہوا ہنگام قتل
زخم جو اپنے بدن پر تھا نمکدان ہو گیا

ہو گیا ہے آہ سے راز دل پر خون عیان
غنچۂ رنگ باد صرصر سے پریشان ہو گیا

قید می بند علایق جو نہین آزاد ہین
رعد کب موقوف کر سکتا ہے بجلی کی تڑپ
کم اہل دہر سے ایمن رہین عالے دماغ
عاشقون کی جان شیرین تلخئ ہجران نے لی
خاکساری سے نہین بہتر جہان مین کوئی شی
خوش قدون کے عشق مین ثمرہ نہوویگا نصیب

حال ہے اکسان ہمیشہ کور مادر زاد کا
ضبط نالے سے نہو آہ دل ناشاد کا
کچھ ہما کو غم نہین ہوتا کبھی صیاد کا
ساری دنیا مین عیان ہے ماجرا فرہاد کا
خلق مین سب سے بڑا رتبہ ہی آدم زاد کا
کسنے باغ دہر مین دیکھا ہے پھل شمشاد کا

بیخطر فساخ دشمن سے ہین جنکا دل ہے خون
طائر رنگ حنا کو غم نہین صیاد کا

کیا ہے جبکہ مقتل مین تجھکو مبتلا غم کا
بنا مسکن ہمارا خانۂ دل جب سے غم کا
سر شوریدۂ عاشق پہ دیکھے داغ سودا کو
نگین لعل ہے زندان مین اشک دیدۂ پرخون
جو وہ رنگ طلائی خاک چھنواتا ہے گلیون کے
مسیحا کا ہے عالم گر لب جان بخش پر تیرے
تصور وصل دلبر کا یہ کیفیت دکھاتا ہے
سے آہوے حرم چشم سیہ رخسار ہے کعبہ
صفائی کے سبب جلوہ نما ساری خدائی ہے
ہلال عید اضحی لاکھ جان سے ہو گیا قربان
فقط مشتاق ہون دیدار جانان کا قیامت مین
لگایا منہ سے جسنے خوبون نے اوسکو جانسے مارا

گمان شمشیر قاتل پہ ہوا ماہ محرم کا
رہا ہر چاند پر دہوکا ہمین ماہ محرم کا
کسی نے پھول گر دیکھا نہین ہے نخل ماتم کا
مری زنجیر کا حلقہ ہر اک حلقہ ہے خاتم کا
مری خاک قدم مین ہے اثر اکسیر اعظم کا
گمان ہے خط پشت لب پہ عکس ابن مریم کا
کہ ہوتا ہی نہین ہے خانۂ دل مین گذر غم کا
نہین چاہ زنخدان صنم چشمہ ہے زمزم کا
رگ دل مین مرے عالم ہے خط ساغر جم کا
جو نعل پاے اسپ برق دم خورشید سا چمکا
خوشی سے جھکو جنت کی نہ مجھکو غم جہنم کا
لب جان بخش نے طرفہ اثر پیدا کیا سم کا

کسی [illegible] انکھین کے پاکدامانکا کشتہ ہون
اوسکے کا گور پہ لانے کے بدلے تیجہ ہم کا

[illegible]

لگنا گئی اس خیمۂ افلاک میں آتش
شعلہ کوئی اوٹھا جو مرے سوز نہاں کا

ہے صبح شب وصل دم نزع سے زاید
تا ہے سورۂ یسین سے سوا شور اذان کا

پتھرا گئے ناسخ یہان آنکھونکو ڈھیلے
دو بیت نہ کبھی روزن دیوار سے جھانکا

کیا بوسے پتا مجھکو کوئی اوسکے مکان کا
کب عرش پہ ہے دخل فرشتونکے گمان کا

اک بوسے پہ لیتا نہین دل کوکوئی محبوب
دنیا مین خریدار نہین جنس گران کا

کب دل شکنی صاف دلون کو ہو گوارا
دل چاک نہو مہر کے جلوے سے کتان کا

جو راستہین کجبازسے رہتے ہین بہت دور
رشتا ہی نہین ربط کبھی تیر و کمان کا

ایک حال پہ ہین داغ دل عاشق حیران
کیا گلشن تصویر کو کھٹکا ہو خزان کا

کب سے سرو پا کو ہوئی پرواے مرقی
سرخار نہین قافلۂ ریگ روان کا

ناسخ ہر اک سر مین ہے اوس گل پہ پتے کا سودا
کس دل کو نہین شوق گلستان جنان کا

ہے نمایان زلفون سے نور اوس رخ دلخواہ کا
سنبلے سے یا عیان ہوتا ہے جلوہ ماہ کا

غنچۂ گل اوس دہان تنک کو کہتی ہے خلق
اعتبار اے دل نہین ہوتا کبھی افواہ کا

صورت پروانہ جلتے ہین فرشتے چرخ پر
شعلہ وہ بھڑکا ہوا ہے میری شمع آہ کا

خود بخود کعبہ سے سوے دیر کھنچ جاتا ہے دل
وہمیان آتا ہے جو مجھکو اوس بت گمراہ کا

بوے عطر فتنہ آتی ہے ہماری آہ سے
عشق ہے اوس طفل کے جو قامت کوتاہ کا

مہر و مہ نے تیرے نقش پا کا جو دھوکا دیا
آسمان پر رشک ہوا ہے تیرے بازی گاہ کا

جمع جو ہوتے ہین آکر ہر طرف ہی اوس مین لوگ
ہے گمان مجھے خانہ ناسخ بیت اللہ کا

کیا خطر آتش مزاجون سے ہو عالی جاہ کا
برق سے اے شعلہ رو ایمن ہے خرمن ماہ کا

راست بازون کو نہو صدمہ بلا سے دہر کے
باد صرصر سے نہو نقصان شمع آہ کا

جل گیا ہے اپنا جسم زار سوز ہجر سے
برق سے جلتا نہین ہے نور ہر گز کاہ کا

عاشقون کے سر بلا آتا ہے ساقی چھلکے جام
سہر عالم ہے قران منحوس مہر و ماہ کا

دلکا رتبہ بڑھگیا ہے اوس صنم کے عشق سے
ہر مکان سے مرتبہ زاید ہے بیت اللہ کا

گر نہین بوسہ تو دے دشنام ہے ای بت مجھے
خالی کب سائل پھرا اللہ کے درگاہ کا

ٹھوکرین کھاتا ہے اوس کوچے مین اپنا جسم زار
پایمالی ہے نوشتہ بخت خار راہ کا

پردۂ دل روی روشن سے ہوا ہے چاک چاک
دل کتان کا چاک کر دیتا ہے جلوہ ماہ کا

انکھون سے بہتے ہین اشک سرد سوز ہجر مین
گرمیون مین سرد ہو جاتا ہے پانی چاہ کا

تیرے کوچے مین برابر ہین فقیر و مالدار
مرتبہ ہے عشق مین یکسان گدا و شاہ کا

وان امیری نا ہے عجز فقیری ہے یہان
رابطہ رہتا نہین ہرگز گدا و شاہ کا

عکس داغ دل سے ہوتا ہے فروغ آئینہ
نور سے خورشید کے بڑھتا ہے جلوہ ماہ کا

تنگ دل پہ حوصلہ ہرگز نہین ہوتا کبھی
موج زن کب مثل دریا ہووے پانی چاہ کا

جوش سن سے جو دیدۂ تر کا
پانی ہووے جگر سمندر کا

خوف دل کو ہے چشم دلبر کا
بار ہے ہوش اوڑ سے کبوتر کا

ہے جنون شمار سے باہر
نہین مجنون کو خوف محشر کا

ظلم اخوان او ٹھائے یوسف نے
ہے برادر کو ڈر برادر کا

مجھکو پایہ صاعقہ ہے اگر
ابر پردہ ہے دیدۂ تر کا

انتظاری ہے آمد رو کی
حلقۂ چشم حلقہ ہے در کا

خط مین لکھون جو حال داغ جگر
نامہ بن جائے پر سمندر کا

گردش چشم کا جو ہے سودا
پھیرے سر کو ہے دور ساغر کا

میرے نالون کا کچھ اثر ہی نہین
اے برہمن وہ بت ہے پتھر کا

ہجر ساقی مین ہوگیا ہے خون
دل پہ عالم ہے مے کے ساغر کا

خط مین لکھتا ہون حال شوریدہ دل
کیون نہ جل جائے پر کبوتر کا

اوسکی غفلت کا حال لکھتا ہے
ہے رگ خواب تار مسطر کا

وصل میں ہوگا بند بند جدا
پہلو سے گروہ دلربا سر کا

دہیان اس دل کو نہین جز رخ خط شبرنگ کا ۔ یہہ وہ آئینہ نہین جسمین گذر ہو زنگ کا
دہیان کب ہو قلب روشن کو خط شبرنگ کا ۔ کب گذر آئینہ خورشید مین ہو زنگ کا
وصف جو لکہا بتان سنگ دل کا بقلم ۔ حرف ہے رگ سنگ کی نقطہ شرارہ سنگ کا
تیغ سے ہے برق جہندہ رعد ہے آواز کوس ۔ فصل باران مین فلک گویا ہے میدان جنگ کا
نقطۂ فرضی کہون یا جوہر فرد اے صنم ۔ عقد کہلتا ہی نہین تیرے دہان تنگ کا
بہر گلگشت چمن جاتا ہے جب وہ شنگ گل ۔ کب برنگ بو پتا ملتا ہے گل کے رنگ کا
مثل عنقا ڈہونڈہکے پاگی کوئی یہہ محال ۔ باندہین دیوان مین اگر مضمون دہان تنگ کا
زمزمے سنکر مرے کرتا ہی وہ صیاد وجد ۔ دلکو خوش کرتا ہے نغمہ مرغ خوش آہنگ کا
تازے گل کہائینگے ہم چہلون کے ای رشک چمن ۔ فصل گل مین جلوہ ہے گلہای زنگار رنگ کا
نازک دنیا کو بدنامی سے ہرگز ڈر نہین ۔ خوف آزادون کو کب ہوتا ہی نام و ننگ کا
نیک گوہر کو نہو صدمہ بلاسے دہر سے ۔ تیغ جوہردار مین مشکل ہے آنا زنگ کا
عیب جو حاسد مقابل میرے ہوسکتا ہے ۔ شوق آہوگیر کو کب ہو اسد سی جنگ کا

باعث عشق بتان مثل ناسخ کیطرح
بنگیا ہی دل ہمارا آب شرارہ سنگ کا

حال سوز ہجر مین پوچہو نہ مجہہ مایوس کا ۔ جسم عریانبر ہے عالم شمع بے فانوس کا
بے ثباتی ہین اگر دنیا کے کچہہ شک ہو تو دیکہہ ۔ قصہ اصحاب کہف اور حال دقیانوس کا
جا کے گنگا مین نہانے کو جو وہ کافر صنم ۔ شور اوٹہے پہر جا بجا سے ناقوس کا
میرے ترک نوجوان تیغ زن کے عہد مین ۔ سونے کی قیمت سی پر بکنے لگا طاؤس کا
موج آغوش اور دہن ای بحر خوبی ہے حباب ۔ شوق دریا کو بہی ہی تیرے کنار و بوس کا
اوسکی انگیا کی جو چڑیا کاٹے ہے رہتا ہی دہیان ۔ ہے کف دست آشیانہ طائر افسوس کا
خط مین جو اپنے دل پر داغ کا لکہا ہی حال ۔ مرغ نامہ بر پہ ہوتا ہی گمان طاؤس کا

بات وہ کرتے نہین اور ناصح کرتا ہے بہ دل
جنکی خاموشی کے باعث شور ہے ناقوس کا

ہے وہ دل بیکار جس دل مین نہووے سوز عشق
گر نہووے شمع تو کیا کام ہے فانوس کا

سینے کے چاکون کے باعث دل بہ تنگ آئی نگا
رخنہ زندان سے دلگیر دل محبوس کا

آتشین دیوان ہوای نساخ ناسخ کی طرح
گھل گیا ہے پیرہن مین جسم مجھہ مایوس کا

کام خون ریزی ہے ہر دم اوسکے تیغ تیز کا
نام پھر اوس ترک نے زندہ کیا چنگیز کا

اک جہان کشتہ ہے ترک دیدہ خون ریز کا
حال عالم مین عیان ناسخ سے ہے چنگیز کا

کم نہین ہے آسمان کی گردش سے دور چشم مست
شک تری آنکھون کے ڈورون پر ہے تیغ تیز کا

قطرہاے اشک سے ای گوہر بحیہ جبال
دامن مژگان پہ شک ہے ابر گوہر ریز کا

نالہ دل نے کیا ہنگامہ محشر بپا
ہے شب ہجران پہ عالم روز رستاخیز کا

گرم رفتاری روز وصل کا لکھتا ہے حال
توسن کلک روان پر ہے گمان شبدیز کا

بے طرح جو اڑتے آتے ہین سرشک بوجہرن
چشم تر پر ہے گمان شور طوفان خیز کا

مارے ہیبت شمشیر زن اپنے گریبان کا ہلال
کام روز ہجر مین کرتا ہے تیغ تیز کا

دود شمع بزم عاشق عنبر سارا بنا
وہ اثر پھیلا ہے تیرے زلف عنبر بیز کا

تیز رفتاری شب وصلت کی ہے مجھ پر عیان
حال خسرو پر کھلا تھا خواب مین شبدیز کا

ہے خرام یار گلگر و باغ مین حشر آفرین
نغمہ بلبل ہے گویا شور رستاخیز کا

انکھا وس مست شراب حسن کی جو پڑ گئی
ہے حبابون پر بھی عالم ساغر لبریز کا

شامیانہ سیف کے سایہ کا ہووے گور پر
کشتہ ہون اک ترک کے جو قامت نوخیز کا

کیا عجب تیرے غم ہجران مین ای خورشید رو
مہر کو پھونکے شرارہ آہ آتش خیز کا

پیگہر سے خاک حاصل ہووے ایذا کے سوا
غیر خونریزی نہین کچھ کام تیغ تیز کا

کھولنا دشوار ہو جائے گا خط کا ہے یقین
نامہ پر لکھنا ہے مشکل حرف شوق انگیز کا

عشق کا دعوی ہی ثابت حاجت حجت نہین
کام ہر گل ہاتھہ کا کرتا ہے دستاویز کا

ظل داماں شفیع خلق سے امید ہے
خوف ہے ناسخ کسکو روز رستاخیز کا

مرثیے جس مین کہ مجنون اور فساح غزین
ناسخ آوارہ ہے اوس صحراے آفت خیز کا

سرکشی آپ کی ہے طرز جفا سے پیدا
پستگی میری ہے انداز وفا سے پیدا

وان لگی ہاتھون مین مہندی تو یہان صحرا مین
خون کے دریا ہوے اپنے کف پا سے پیدا

مین وہ ہون سوختہ خاک سے میرے جو اوگے
برگ کی جا ہون شرر نخل حنا سے پیدا

ہون بہشت مجھے جنت کے مزے دنیا مین
ربط کرون جو کسی حور لقا سے پیدا

نطق وہ شیرین ہے کہ وصف لب شیرین مین مرے
حرف کے بدلے ہون خامے سے نبات سے پیدا

مرغ بسمل کی طرح بزم مین لوٹے عاشق
وجد کا حال ہوا سجع غنا سے پیدا

ظلم سہنے کا ہوا عشق بتان مین مشتاق
جی مین ہے کیجیے اب ربط خدا سے پیدا

چشم جادو سے اگر کیجیے افسون آموزان
سحر ہووے سخن ہوش ربا سے پیدا

باغ مین آے وہ گلرو سے قیامت قامت
نالۂ صور ہو بلبل کے صدا سے پیدا

پڑ گئی لاکھ گرہ وہیان مین اوسکے دل پر
پیچ کیا کیا ہوے گیسوے دوتا سے پیدا

شعر کے بحر و زمین پہ ہو سمت رگ کمان
ربط ترکیب مضامین یکا سے پیدا

مدد اے آبلہ پائے کہ وہ ہووین سیراب
خار صحرا مین ہوئے ہین جو پیاسے پیدا

بار خون اوسنے جو اوٹھائے لیی گردن پر
فلک پیر کی ہے پشت دوتا سے پیدا

آتی ہے زلف کے مارے کی لحد پر ہو کر
بوے کافور ہے دامان صبا سے پیدا

چوم کر اوس لب شیرین کو ہوا شادی مرگ
اثر زہر ہوا آب بقا سے پیدا

سر اوٹھانے لگین سن پائین جو مردے ناسخ
قم کی تاثیر ہے گھنگرو کی صدا سے پیدا

یاد گیسو سے تصور مین ہے جوڑا سانپ کا
دل ہے مثل شانہ صد چاک پچھوڑا سانپ کا

کشتہ کاکل کے مرقد کیطرف وہ شہسوار
ہاتھ مین اپنے لیے جاتا ہے کوڑا سانپ کا

منعکس کیا ہو دل پر داغ پر زلف سیاہ
ای فسون گر بن گیا طاؤس گھوڑا سانپ کا

شانے رہتے ہین سدا زلفون مین اوس محبوب کی
بچھوون نے عمر بھر سمجھا پچھوڑا سانپ کا

سینے ہر مصراع میں باندھا ہی جو مضمون زلف
شعر جو میرا ہے گویا ہے وہ جوڑا سانپ کا

وصف تیرے زلف کے سینے کیے سو سو طرح
کوئی مضمون طبع نے میرے نہ چھوڑا سانپ کا

شاعری میری بلا ہے زلفوں کے مضمون سے
پیچ میں بندش کے آجاتا ہے جوڑا سانپ کا

ہے دل پر داغ سے زلفوں کو تیرے ارتباط
لڑتا ہے ایک نیولے سے یہ جوڑا سانپ کا

دیکھکر شب مانگ کو تیرے کہا ہر سفید
صاف مضمون فکر روشن نے یہ جوڑا سانپ کا

یاد آئیں شام کو زلفیں ترے خورشید رو
صبح تک لوٹا کیا سینے پہ جوڑا سانپ کا

مر گیا نساخ بھی کہہ کہہ کے ناسخ کیطرح
زہر گیسو کا بہت ہے اور تھوڑا سانپ کا

خون پا سے خار صحرا صورت گل ہو گیا
آبلہ شکل جگر افگار بلبل ہو گیا

جب رقم طومار وصف خط و کاکل ہو گیا
تار خامہ پر گمان تار سنبل ہو گیا

دام حرص و آز سے آزاد بالکل ہو گیا
جو کہ مست بادۂ جام توکل ہو گیا

جام دینے میں جو ساقی کو تغافل ہو گیا
شور قلقل حضرت ناسخ کا قل ہو گیا

جب نمایاں چشم کو وہ پیچ کاکل ہو گیا
رشتۂ تار نظر بھی تار سنبل ہو گیا

پاؤں کیا رکھا چڑھایا پھول اوسنے قبر پر
بلبل دل کے لیے گل کفش کا گل ہو گیا

کاسے کے آگے کبھی روشن نہیں ہوتا چراغ
جب کھلی کاکل چراغ ہوش بے گل ہو گیا

یاد ساقی کی جو مجھکو آگئی کہسار میں
قہقہہ ہر کبک کا آواز قلقل ہو گیا

گرم جولاں ہے جو وصف شہسوار پاک میں
سینہ براق خامہ اپنا رشک دلدل ہو گیا

آنکھ گلگشت چمن میں جو پڑی اوس مست کی
دیدۂ نرگس برنگ ساغر مل ہو گیا

سنبلے کے قصے قضیے کا نتیجہ ہے یہی
خوب ثابت ساقیا دور تسلسل ہو گیا

سوسنے کی انگلیوں سے میری قبر کی تعمیر ہو
ہمدموں میں کشتۂ تیغ تغافل ہو گیا

عاشقوں کے قتل پر قاتل نے جب باندھی کمر
دیدۂ مرغ اوسکی کفش کا گل ہو گیا

عین گریے میں جو آیا یاد خال زیر زلف
قطرہ ہر اشک مثل تخم سنبل ہو گیا

جب گیا وہ نونہال حسن سیر باغ کو
پنجۂ بلبل سے ٹکڑے دامن گل ہو گیا

سبز بختی سے شہادت ہوئی مجھکو نصیب | تیغ کھینچے ہوئے سو بار وہ جلاد آیا
جانکنی مین بھی نہ آئی مجھے ہچکی ای وائے | دم آخر بھی نہ دلدار کو مین یاد آیا

سجدا پھر گئی آنکھون کے تلے قدرت حق
نظر اسے بت جو ترا حسن خداداد آیا

کون ہیت کوئی بت پر من سمجھا | شیخ سمجھا جو حرم دیر برہمن سمجھا
سنگ در وہ ہین جو صنعا مین کفاک نگین کے | اشک دیوانگی مین یاقوت کا معدن سمجھا
الفت لالہ رخان مین یہ گلون کا ہے ہجوم | دل پر داغ کو مین پھولون کا خرمن سمجھا
مسی لب کے تصور نے کیا ہے اندھیر | چشم خورشید کو مین غنچہ سوسن سمجھا
آتش عشق حسینان مین مجھے جھونک دیا | دیدہ و دل کو نہ اسیری مین دشمن سمجھا
خار اور آبلہ پائی نے یہ گل کاری کی | دامن دشت مغیلان کو مین گلشن سمجھا
مسی آلودہ لبون کا جو پڑا عکس ای گل | جوہر آئینہ کو غنچہ سوسن سمجھا
جلوہ فرما ہے جو اوس برق تجلی کا جمال | دل پر نور کو مین وادی ایمن سمجھا
وصف جو عارض پر نور بتان کا لکھا | اپنی ہر بیت کو مین خانہ روشن سمجھا
شوق ہادی جو رہ کوچہ جانان مین ہوا | خضر بھی سامنے آیا تو مین رہزن سمجھا
سن کے حق حق کی صدا بادہ کشی مین ساقی | گردن شیشہ کو منصور کی گردن سمجھا
نیک و بد کی نہ رہی عشق مین اصلا تمیز | دوست کو دوست نہ دشمن کو مین دشمن سمجھا
جلوہ گر اوسمین ہے اک پردہ نشین کی صورت | دل صد چاک کو ناسخ نے چلمن سمجھا

زلف کے دھیان مین نساخ بقول ناسخ
سحر تیرہ کو مین خانہ روشن سمجھا

وہ بہار حسن اگر نامہربان ہوجائیگا | حال اپنا صورت برگ خزان ہوجائیگا
گر لکھون رخسار انور کی صفت ای ماہرو | ہر ورق دیوان کا مثل کتان ہوجائیگا
راز سربستہ دہان ناپدید یار کا | وصل کی شب بوسے لینے مین عیان ہوجائیگا
توڑ دے گا پیر فلک ان نوجوانون کا غرور | تیر ساقی کوئی دن رشک کمان ہوجائیگا

زلفین تیرے سوے آتشاک پر دیکھے اگر — سنبلستان ارم ای جان دھوان ہوجائیگا

وصف بالون کا ترے ای موکمر منظور ہے — ہے یقین ہر رگ گلشن تن پر زبان ہوجائیگا

چاندنی کی سیر کو نکلا ہے جو وہ ماہرو — پردہ چشم تماشا مثل کتان ہوجائیگا

تیرہ بختان محبت چومتے ہین اسے صنم — سنگ اسود تیرا سنگ آستان ہوجائیگا

وصف سحر چشم جادو فن مین کہتا ہے وہ شوخ
کوئی دن ناسخ بھی جادو بیان ہوجائیگا

پر فسون وہ چشم جادو فن کا افسانہ ہوا — سامری تک بھول کر اب سحر بیگانہ ہوا

وہ بت خورشید رو آکر جو ہمخانہ ہوا — غیرت چرخ چہارم اپنا کاشانہ ہوا

دیکھکر خال رخ روشن جو دیوانہ ہوا — مردم چشم قمر زنجیر کا دانہ ہوا

زاہدون سے کھل کو عشق چشم مست یار سے — پیش ازین کعبہ جو تھا اندرون میخانہ ہوا

آگیا صحرا نوردی مین جو زلفون کا خیال — آبلہ پاؤن مین جو تھا مشک کا دانہ ہوا

وقت شوخی پرتو دست نگارین سے ترے — پنجہ خورشید روشن شاخ کا شانہ ہوا

حسن گندم گون سے کیونکر خرمن دل جل گیا — آہ برق خرمن آدم بھی دانہ ہوا

آگیا چشم خمارین کا تصور ساقیا — دیدہ پرنم مرا لبریز پیمانہ ہوا

عازم بت خانہ ہوگا شیخ کعبہ چھوڑکر — ای صنم تیری جو یکتائی کا افسانہ ہوا

اے پریرو سکۂ داغ جنون کے زور سے — بادشاہ ہفت کشور تیرا دیوانہ ہوا

مانگ تیری جب نکالی اس صد چاک کو — نیش عقرب سے سوا شانیکا دندانہ ہوا

سادہ لوحونکے قلم نے لکھے ہین اوصاف صاف
صاف ناسخ اپنا دیوان آئینہ خانہ ہوا

دن کو وہ مہ جو بے نقاب ہوا — داغ مہتاب آفتاب ہوا

وصل مین بھی اوسے حجاب ہوا — جان مضطر یہ کیا عذاب ہوا

جیسے چھپکر ملے وہ غیرون سے — کیا زمانے مین انقلاب ہوا

مہر لب ہوگیا ہمراک نکتہ — شعر اپنا وہ لاجواب ہوا

رخ روشن کی یاد میں ای چشم — قطرۂ اشک آفتاب ہوا
گردش چشم مست ساقی سے — ساری دنیا کو انقلاب ہوا
وصف لکھا جو دیدۂ تر کا — نال خامہ رگ سحاب ہوا

دیکھکر جوشش چشم طوفاں زا
ابر خجلت سے آب آب ہوا

شمع محفل جو کبھی وہ مہ تاباں ہوتا — سطح نور سر اکلبۂ احزاں ہوتا
باغ میں سرو قد اپنا جو خراماں ہوتا — سرو آزاد چمن سر بگریباں ہوتا
گیسو ہٹتے جو ترے رخ سے کہیں پیدا — لکۂ ابر سے خورشید نمایاں ہوتا
دل صد چاک کو رہتا جو تعلق تجھ سے — شانہ گیسو میں ترے پنجۂ مرجاں ہوتا

عشق ابرو میں ای نساخ دکھاتے جوہر
اپنے قبضے میں اگر خنجر براں ہوتا

مضمون دہان یار کا باندھے گا کلک فکر — عنقا الٹ نہ ہووے گا اب میرے تیر کا
جو آنکھ چاہے ہے یہ دل ناداں وہی کرے — سلطان عمل میں لاتا ہے کہنا وزیر کا
لکھوں صباحت رخ پر نور کا جو وصف — حرفوں کا دائرہ ہے پیالہ ہو شیر کا
ناوک کا گھر ہوا دل افگار میں مرے — خانہ فلک پہ دیکھے جو برج اسے تیر کا
دو دن کی زندگی پہ ہی اہل دل کو ناز — حال ایک ہے لحد میں امیر و فقیر کا
یکتا گہر میں حرف رقم جو کیا ہے وصف — دادار بیمثال و مثال و نظیر کا
دل میں ہمارے جان یہ تنگ آگئی ہی آہ — زنداں میں وبال ہے رہنا اسیر کا
رکھے نہ پاؤں تخت سلیماں پہ زینہار — کھل جائے جیب عقدۂ نقش حصیر کا
عشاق تیرے ہیچ سمجھتے ہیں سلطنت — کب شوق تھا خلیل کو تاج و سریر کا
نبیوں سے راز کہتے تھے جبریل آن کر — دنیا میں کسکو علم ہے ما فی الضمیر کا
ناحق ہو زیر سایۂ دامان مصطفےٰ — جس دم کہ شور حشر میں ہو دار و گیر کا
ہووے غنا و رقص کا کیونکر نہ مجھکو شوق — نساخ بندہ ہوں میں سمیع و بصیر کا

حورین ملے مین پائیگا نساخ خلد مین
مداح ہے شفیع و بشیر و نذیر کا

سر مین سودا ہے جو اک آہوی صحرائی کا
پاؤن کو شوق ہوا بادیہ پیمائی کا

لطف سمجھے نہ کبھی شعر کا میرے جاہل
رتبہ کیا گنگ کو معلوم ہو گویائی کا

سجدا تجھکے پاؤن پہ سجا تو ای بت
معتبر قول نہو وے کبھی سودائی کا

قصۂ حضرت یوسف سے نہایت مشہور
بھائیکو خوف جہان مین ہے سدا بھائی کا

کنج غم مین شب ہجران مین جو رہتا ہون پڑا
دھیان آتا ہے مجھے گور کی تنہائی کا

وصف جو ابرو و مژگان و نگہ کا لکھون
صفحۂ دیوان کا ہو میدان صف آرائی کا

گفتگو اوسکے تصور سے کیا کرتا ہون
شب ہجران مین نہین غم مجھے تنہائی کا

شعر روشن کا سمجھتے ہین شناسا رتبہ
دیدہ ور جانتے ہین مرتبہ بینائی کا

روز مثل گل خورشید نہین چین اوسکو
مست ہی جو کہ ہوا اوس مہ ہرجائی کا

سن کے آواز غنا یار کے مردے جی اوٹھتے
کام نا اود بھی کرتے ہین مسیحائی کا

چاک کی طرح ہو گردش مین رہا کرتا ہے
چرخ بھی کاسہ سر ہے کسی سودائی کا

حقہ پیتے ہین نکلتی ہے صدا نی رنگین
نرلی ہنال پہ تنا ہے مجھے شہنائی کا

جان نساخ نکلتی ہے بقول آباد
اے مسیحا یہی موقع ہے مسیحائی کا

اوس سے جو موزون قصۂ غم ہو گیا
خامہ مرا ہا محرم ہو گیا

آیا جو ذکر جشن روز وصل مین
شادی کے بدلے دل کو اک غم ہو گیا

عالم کا روشن حال ہے مستی مین یہان
دل اپنا مثل ساغر جم ہو گیا

بلبل نے پائی جان تازہ باغ مین
غنچہ دہان ابن مریم ہو گیا

بے تیرے ساقی خمکدہ وہ ہے نگلدہ
ساغر کا حلقہ چشم پر نم ہو گیا

لکھی جو تیری شان اعظم کی صفت
ہر شعر اپنا اسم اعظم ہو گیا

دیکھا جو زخم [illegible] مین کا سے اوسے
ہرتال میری جان کو سم [illegible] ہو گیا

رو سے روشن سے ترے رنگ حسینوں کا اڑا ‏ پیش خورشید نہو نور عیاں پروین کا

داغ کے وصف میں نسّاخ بقول ناسخ
نہیں قرطاس یہ دامن ہے کسی گلچین کا

دیدۂ مست اوسکا عکس افگن اگر ہو جائیگا ‏ ہر حباب بحر اک انگور تر ہو جائیگا
اس طرف اوس مہروش کا جب گذر ہو جائیگا ‏ مطلع خورشید محشر اپنا گھر ہو جائیگا
بانگ دے گر وصل کی شب کو تو مانند سنان ‏ پارۂ دل کے نالۂ مرغ سحر ہو جائیگا
باعث طفلی سے رخ اوسکا ہے رشک آفتاب ‏ خط نکل آئے گا جب رشک قمر ہو جائیگا
انتظاری یون ہے اوس ہندو پسر کی گر ہمیں ‏ رشتۂ زنار ہر تار نظر ہو جائیگا
تیغ ابروے صنم کو وصل مین گر چوم لون ‏ ہر سخن مین اپنے سیفی کا اثر ہو جائیگا
حالت بیتابی دل جب کرون خط مین رقم ‏ طائر سیماب مرغ نامہ بر ہو جائیگا

یون ہی ای نسّاخ گر اوسکا تصور رہگیا
یار کا ہووے کمر تار نظر ہو جائے گا

کیا جو فصل گل مین وصف موزون رخ گل کا ‏ زبان خامہ پہ عالم ہوا منقار بلبل کا
کسی صورت نہین جاتی کجی تیرہ درون سے ‏ نہین ہوتا کبھی شانے سے سیدھا بال کاکل کا
نہین گردش سے فرصت مجھکو دور چرخ گردان سے ‏ نہو کسطرح ثابت مسئلہ دور و تسلسل کا
ہوا ہے شہسوار لافتی کے عشق مین جولان ‏ خرام رخش خامہ پر ہے رشک رفتار دلدل کا
لگا رہتا ہے جو شکل حنا قدمون سے ای قاتل ‏ ہوا ہے دیدۂ مرغ بلبل کفش کے گل کا
لگا تا ٹانکے اے جراح تو سو سینکے تارون سے ‏ کہ زخمی ہون مین اک سفاک کی تیغ تغافل کا

تماماں جو ہوا ہے خال رخسار مخطط پر
یقین ہوتا ہے ای نسّاخ مجھکو تخم سنبل کا

نہ لوٹے کسطرح شہ مقتل مین کشتہ تیغ قاتل کا ‏ کہ خوش کرتا ہے لڑکونکو تڑپنا مرغ بسمل کا
ترے بس سنتے ہین اکثر وصف اوس لیلی شمائل کا ‏ ہمارے کان کا پردہ بنا ہے پردہ محمل کا
رہین مد نظر جلوے ہمین تیرے روی تابان کے ‏ ہماری آنکھونکا حلقہ ہے ہالہ ماہ کامل کا

فلک تک شعلہ جو پہونچا رخ پر نور کا تیرے
مہ و خورشید میں عالم ہوا کشکول سائل کا

محبت سرو قد سے نکے گلو گیر اوسکی ہے شاید
کہ شکل طوق قمری سے ہے جو ہالہ ماہ کامل کا

ہے چشم مست ساقی کا تصور بعد مردن بھی
شراب سرخ سے لبریز ہو کاسہ مری گل کا

گلو گیر عاشق دیوانہ کے ہیں جوتے میں مقتل میں
گمان ہے جوہر شمشیر ان پر سلاسل کا

دشمنون کا غرور انسان کے آگے چل نہیں سکتا
کہ روشن ہے جہان میں حال سب پر چاہ بابل کا

عجب کیا گر دل سیپارہ لٹکے اوسکے جگنو میں
نگین چاہیے اسے موم سہیتا حمائل کا

نہو ہمتی بتان کا میں جوابی ناسخ کشتہ ہون
صدا ہر گنبد نہیں دیتا پپیہا بھی مری گل کا

تن سے ہو ویگا سر عاشق دلگیر جدا
سر تسلیم ہو بدن سے پئے تقدیر جدا

تیرا عاشق منہ سے تجھ سے مت ہیے پھر جدا
دامن شمع سے ہوتا نہیں گلگیر جدا

زیست سے جو دل کو ہے یاد تیرے ابرو کی
مرگ تک تیغ زنون سے نہو شمشیر جدا

سر مرا شعلہ نہ با ہی سہیری کٹ جائیگی
کرے محفل میں سر شمع کو گلگیر جدا

وقت پر صاحب جوہر نہ سے نامرد کا ساتھ
جنگ میں میان سے ہوجاتی ہے شمشیر جدا

پا لی تھی کیسی علاقت کہ بڑی مشکل سے
تو ہم دونون ہوئی اب سے تری الفت پہ جدا

ملتے ہی آنکھون کو کرتے ہیں رلا ناسخ
اشک ماہ جدا مہر کی تاثیر جدا

نہو وے مبتلا جو خال عاشق چشم مشکون کا
دل بیمار کو ہوتا نہیں ہے شوق افیون کا

جو بدگوہر ہیں اونسے کیا خطر عالی مقامون کو
کہ ایمن سنگ سے ہر ایک شیشہ ہے گردون کا

شکست شیشۂ دل سے نہیں عاشق کو پریشانی
ہوا [illegible] لیلی کی جو ٹوٹا کاسہ مجنون کا

بنایا تختہ لالہ گریبان اور دامان کو
[illegible] وقت ہمارے چشم پرخون کا

نہیں چلتی لبون سے کچھ فسون سازی اون آنکھون کی
بڑا ہوتا ہے [illegible] فرق اعجاز اور افسون کا

[illegible] لب سے نہوا اپنا دل بیتاب جدا
ہے یہ مشکل کہ ہو شنگرف سے سیماب جدا

بادۂ چشم سیہ مست نے سرمست کیا
عقل کر دیتی ہے انسان سے مے ناب جدا

تیرہ و تار و گلون سے نہین جاتی ہے کجی
راست تو یہ ہے کہ زلفون سے نہو تاب جدا

عشق میرے دل روشن سے کبھی دور نہو
کوئی ہوتا بھی ہے داغ رخ مہتاب جدا

کیون نہو گردش گردون سے بناۓ مشکل
نہو گرداب سے خار و خس گرداب جدا

نہو نساخ کبھی جوہر ذاتی زائل
لعل سے کر نہین سکتا ہے کوئی آب جدا

وصف دیوان ہین نہین اوس دہن زیبا کا
آشیانہ نہین عالم مین عیان عنقا کا

ہاتھ کے گل سے تجلی چرخ پہ ہین شمس و قمر
حال ہر شخص پہ روشن ہے ید بیضا کا

کبھی خندان ہین گل اسمین کبھی گریان بلبل
حال یکسان نہین ہوتا چمن دنیا کا

ہاتھ کیا آۓ بھلا اوسکے کمر کا مضمون
نظر آتا نہین سایہ بھی کہین عنقا کا

کسکو انکار ہوا ذات خدا سے نساخ
کون قائل نہین عالم مین بت یکتا کا

ہم بغل ہو کے سنوا اوس سے تن اپنا
کب برہمن کے بدن سے ہوئی زنار جدا

صحبت نیک مین جبتک ہین ممیز ہین بد
سبزہ ہے پھول سے جبتک کہ نہو خار جدا

پھر اثر ہو صفت روی صنم سے پیدا
حرف کے بدلے شرر ہوتے ہین قلم سے پیدا

جو کہ رٹتا ہے ترا نام سحر پر اوسکی
پہلے لالے کے ہون تسبیح کے [illegible] سے پیدا

بعد مردن بھی شہیدون کو بدن گرم رہے
کیا ہی گرمی سے ہے تری تیغ دو دم سے پیدا

دلپہ نقش خط یاقوت رقم خوان ہو وے
ہے خط پشت لب لعل صنم سے پیدا

اک جہان گو کہ ہوا مہر لقا شیدائی
لیک کم ہونگے عاشق ترے ہم سے پیدا

جلوہ گر ساری خدائی ہے دل صافی مین
حال عالم جو ہوا ساغر جم سے پیدا

کھولتا ہے زلف کی عقدونکو شانہ عاج کا
پنجۂ شل ہو گیا حاجت روا محتاج کا

ہوگیا گرد کدورت سے مکدر ہر دل
ذکر جس بزم میں اس خاک بسر کا نکلا

چھپ ور چرخ گردان سے یہ روشن ہوگیا
دیکھیں کیا گردش دوں سے رہ راحت وارام کا

یاد آتے ہی جو گیسوی سیہ فام کسی کا
سو جائے وہیں بخت سیہ شام کسی کا

دل سیپارہ کو ور چشم فسون ساز سے کیا
زور چلتا نہیں قسمت آن پہ کبھی جادو کا

اوسکی چشم نیم وا کے یاد جو آئی مجھے
مثل مرغ نیم بسمل رات بھر لوٹا کیا

ہوئی ہے بزم عشرت بزم ماتم رقص سے تیرے
ہزاروں کا تری ٹھوکر پہ دم ایجان جان نکلا

سمجھ تا سحر جو نہ آیا شب کا وعدہ کرکے وہ مہرو
تڑپتا لوٹتا سر پیٹتا اور تلملاتا تھا

نہ بعد مرگ بھی ہاتھ آئی اوسکی پابوسی
کبھی نہ گور پہ اپنی وہ خوش خرام آیا

دیکھ کر خط یار ہوں مغموم
دل نہ خوش ہو خزاں میں گلچیں کا

مثل آئینہ اگر تجھسے مقابل ہوتا
آج آئینۂ زانوے سکندر کامل ہوتا

سخت جانی ہے مری باعث تھی جو ہنگام ذبح
خنجر قاتل مری گردن پہ آرا ہوگیا

نساخ کے اعجاز کے قائل نہیں حاسد
کچھ شک نہیں شیطان سے عیسی نہیں ہوتا

ملمع

سنبھل لو سیہ ہی بہم رکھے نہ شام وصال اصلا
لطیف دل نعوم عطف تورّدت وجنتاہ وھلا

فروغ داغ دل عزیزان ہی نور سودای زلف پیچان
کشمس حسن یکبرق مزن کید رہ وھن اذا اجلا

شب ملاقات یار جانی ہیے جلی ساختہ زندگانی
نعاء نفسی نعاء نفسی فان شرح الشباب ولا

کشان کشان اشتیاق خنجر گلے میں لایا تری ستمگر
مددت کفی ولست ادری ایا زل ماشلتم

فزوں ہے انگہ سے داغ سینہ ہی برق خرمن ہی بن تو جینا
قلبت داخلہ حسنا علی لظی الشوق منک نقلا

نہیں ہے صحت کا اپنی امکان کہ ہی بیمار چشم جانان
من استحب المراض منا نوالہ الدھر ما نولا

کمال انوار وہ روشن نگہ کو کرتا ہے دود گلشن
ضلال قلب ضیاء عینی ومن سکینۃ الدمی تصلا

تمہاری برق نگاہ جانی ہوئی ہی تیغ جہان ستانی
ملکت ملک القلوب طرا بمرھفات تحت ضلا

نمونہ کربلا ہے وہ کو ہوا جو ایمای چشم و ابرو
تطایرت حولہ رؤوس کانھا بالسیوف نقلا

بہین تو نساخ ہے یہی ختم کردہ پری چہرہ جا بعالم
تاریخ دخل بطن فیض اذا اهل الحفیظ ۱۳۰۰

رہائی از سلاسل گر دہد دست جنون یارا	کنم چون دامن صد چاک خود دامان صحرا را
خوشا آندم کہ سے آید صبا از کوچہ زلفش	دماغ جان معنبر می کند عشاق شیدا را
اگر گویم حدیثے زان دہان ناپدید او	کشم در شبکہ فکر رسائی خویش عنقا را
کجا آئینہ اسکندری کو جام جمشیدی	چہ شد تخت فریدون کاخ کسری افسر دارا

اثر کردہ است آہ پر شرار من در دل سنگش
کہ اخگر راست ای نساخ جا در سینہ خارا

بنماید اگر دست جمال ید بیضا	در جنب فتد بہم زوال ید بیضا
آئینہ مقابل بنمود شمع رخت را	با نور تجلی است وصال ید بیضا
جز وصف رخ خوب تو با داغ دل ار	بندیم چہ مضمون بخیال ید بیضا
بنوشت فلاطون فلک وانکہ بجسم	در نسخہ سودائی خیال ید بیضا
ہر ناخنش از بدر فزون تر بفر و بخت	ہر خط کف اوست ہلال ید بیضا

نساخ بوصف رخ آن نور مجسم
ہر شعر عیان کرد جمال ید بیضا

بینی لو تجلیست ز باغ ید بیضا	ای خال رخت چشم و چراغ ید بیضا

ردیف بائے ابجد

رخ کے ہمسر ہو جو تنویر شعاع آفتاب	پاسبان گھٹتی ہو توقیر شعاع آفتاب
روی قاتل ست ہے توقیر شعاع آفتاب	مشعل پہ ہے گرم تشہیر شعاع آفتاب
کیا رخ سے ہے تنویر شعاع آفتاب	ایسے تمہین سہ وجہ توقیر شعاع آفتاب
وصف داغ دل ہے تنویر شعاع آفتاب	ہے عیان شعرون سے تاثیر شعاع آفتاب
عکس مژگان جب رخ روشن پہ آجائے نظر	پارہ دل کے کیون ہو تیر شعاع آفتاب

اوس کف روشن کی آتی ہین لکیرین مجھکو یاد
جب نظر آتی ہے تحریر شعاع آفتاب

عکس کاکل عارض روشن پہ تیرے دیکھکر
دل ہوا پابند زنجیر شعاع آفتاب

یاد ای نور مجسم سبزۂ خط کی نہین
کھپ گئی ہے دل مین تحریر شعاع آفتاب

دیکھیے گر سینہ سوزان پہ عکس لف یار
کھائی پیچ و تاب زنجیر شعاع آفتاب

روزنون سے گھر مین اوس خورشید کے ہی باریاب
اندرون چمکی ہے تقدیر شعاع آفتاب

دل ہوا دیوانہ روسے منور چاہیے
ہو گلے مین میرے زنجیر شعاع آفتاب

چشم بد سے کیا تجھے دیکھا تھا چشم مہر نے
دمبدم لگتے ہین جو تیر شعاع آفتاب

بوٹیان بن جاتی ہین اک ایک اسکے فیض سے
کیمیا گر ہے یہ تاثیر شعاع آفتاب

زلف و روی یار کا جوش جنون مین ہے خیال
پڑ گئی پاؤن مین زنجیر شعاع آفتاب

اپنے دامن کو بنا دیتی ہے معدن لال کا
چشم پر خون مین ہے تاثیر شعاع آفتاب

خلق کے دل کو جلا دیتا ہے حسن شعلہ رو
سوز بان سے ہے یہ تقریر شعاع آفتاب

باعث عشق بتان مہروش نساخ کو
یاد ہین اعمال تسخیر شعاع آفتاب

شیون اہل عزا ہین نالہاے عندلیب
ہجر جانان مین خوش آئے کیا نواے عندلیب

کرتے ہین مضمون رنج ہجر اوس گل کو رقم
ہے صریر کلک سے پیدا بکاے عندلیب

دشمن جان حزین ہوتے ہین سیار چمن
سرگذشت اپنی ہے ای گل ماجراے عندلیب

سینہ باغ جنان ہے یان ہجوم داغ سے
یہ دل نالان ہے پہلو مین بجاے عندلیب

کس طرح پہوسے ساقی اپنے پیراہن مین وہ
دامن گل کی اگر ہوتے قباے عندلیب

عرصۂ محشر ہے ای نساخ گلشن ہجر مین
صور اسرافیل ہے مجھکو نواے عندلیب

شمع رو کے بزم مین کیا بار پائے عندلیب
مثل پروانہ نہین محفل مین جائے عندلیب

بے اثر ہے نالۂ عاشق دل معشوق مین
باغ کو کب آہ سوزان سے جلائے عندلیب

رتبہ ایجاد کب تقلید سے حاصل ہوا
نغمہ پردازی ہزار اپنی اوڑائے عندلیب

کان رکھ کے کہنا معشوق نے عاشق کا حال
گوش ناک گل کر نہ پہونچین نالہاے عندلیب

میرے بیدے کوچۂ جانان مین نالان ہین رقیب
ہو نغران مین زاغ گلشن مین بجاے عندلیب

روے رنگین دیکھکر شور و فغان کرتا ہے دل
فصل گل مین زاغ لاتین نالہاے عندلیب

عاشق صادق کو دے معشوق آنکھون پہ جگہہ
فرق گل پر بار ہا دیکھے ہین پاے عندلیب

کب رقیبون کو ہوئی نساخ سے الفت ابہیر
آشناے گل نگردو آشناے عندلیب

ہم تمہین دیتے ہین دعا صاحب
اور تم کرتے ہو دغا صاحب

آج کیا دل مین آگیا صاحب
اس طرف جو کرم کیا صاحب

نامہ کے کل حروف ہین منقطع
حال فرقت کا جو لکھا صاحب

بل جو کھاکے آپ اوٹھتے ہین
دل مرا بیٹھہ جائیگا صاحب

سر چڑھے غیر مین نظر سے گرون
یاد رکھیے گا بھیے بھلا صاحب

روز ہوتا ہے برہم اک عالم
بند ہو گئی زلف کی ہوا صاحب

چست بندش ہو صاف مضمون ہو
ہے یہی لطف شعر کا صاحب

ہجر نساخ جو نصیب ہوا
یہی قسمت کا تھا لکھا صاحب

وصل مے لیے مین ہوا بدمست مین پیکر شراب
عقل کے جاتے سے انسان کو کرے باہر شراب

وصف لعل یار لکھتا ہون جو مین پیکر شراب
کیون نہ نوک کلک سے ٹپکا کرے احمر شراب

پھر سنجاؤن مغبچے مے خانہ سے محروم مین
اپنا صدقہ دیجیے بنت چشلو بھر شراب

گر سنجاؤن سوے مے خانہ وہ ہون مست الست
اوڑ کے آئیگی یہان پیدا کریگی پر شراب

دامن ساقی کا پھاہا رکھدے میرے زخم پر
خشک کر دیتی ہے ای جراح زخم تر شراب

دل کو یاد چشم مست یار ہجران مین ہے
دفع کر دیتی ہے رنج و درد و غم اکثر شراب

ہر نگاہ مست ساقی مین ہے کیفیت نئی
ایک سی تاثیر مین ہوتی نہین ہے ہر شراب

دور چشم مست ساقی نے کیا عالم کو مست
پیتے ہین ملک فرنگستان مین سب گھر گھر شراب

کشتہ ہے نساخ اونکی نرگس مخمور کا
پھول کے بدلے چڑہاؤ گور پر ساغر شراب

بیغرض فصل بہاران سے ہے باغ آفتاب
کب ہوا محتاج روغن کا چراغ آفتاب

ایسکے بین کیا عجب گر جام می گردش میں رہتا ہے
دور میں ہر روز رہتا ہے ایاغ آفتاب

نالۂ بلبل سے گلشن میں نہو گل کا ضرر
باد صرصر سے نہیں بجھتا چراغ آفتاب

غیر کا احسان لیتے ہی نہین روشن ضمیر
سچ ہے کب محتاج کب ہوتا ہے داغ آفتاب

گو رتیرہ مین ہو زائل داغ دل کی روشنی
رات کو روشن نہین ہوتا چراغ آفتاب

جو کہ روشن دل ہین اک دن بہی نہو اونکو سرور
کب می گلگون سے مملو ہوا ایاغ آفتاب

مہ سے ماہی تک نہین ہے عشق سے خالی کوئی
ای مسیحا ماہ کے دلمین ہے داغ آفتاب

زلف شبگون مین نہان ہے عارض تابان یار
رات کو ملتا نہین ہرگز سراغ آفتاب

اپنے داغ دلسے شمع طور شرمندہ ہوے
دست بیضا سے خجل ہووے چراغ آفتاب

خود بخود نساخ روشن دل کو ہوتا ہے سرور
ہے شراب نور سے مملو ایاغ آفتاب

داغ دل سے ہے جو خواہان صفائی آفتاب
ہاتہ مین رکہتا ہے کشکول گدائی آفتاب

ہوگیا تجھہ پر قلندر کہتے ہین سکان چرخ
کرکے اسے مہ چار ابرو کی صفائی آفتاب

توتیاے چشم سمجہا ہے جو تیری خاک پا
تیرے در پر کرتا ہے جبہہ سائی آفتاب

زرد رو ہو جاے خجلت سے ابہی ای تیغ ماہ
دیکھہ پاے گر ترا رنگ طلائی آفتاب

تیرہ دل سے ربط کیا رکہے جو ہو روشن ضمیر
رات کو ہرگز نہین دیتا دکہائی آفتاب

اشک چشم پر نم نساخ اوٹھہ سکتا نہین
سے کند صاحب اگر شبنم ربائی آفتاب

یاد مین لعل لب سے بہا کی تیرے
چاہیے چشم تر مہیاے شراب

ہے شہید اونکے لعل میگون کی
خون سے گلگون ہی قباے شراب

صاف ہو جاے آب خجلت سے
لعل ساقی جو دیکھہ پاے شراب

پہر قمریوں سے مانگتے ہین سروای نسیم
ہر بلبلا ہے روح عنادل کا آشیان
ہر اشک سرخ لختہ کباب ورسے ہوا
عنقا ہے شکل حال شکست تن سخیف ہے
سپند دور کا گمان ہے غلط اوسکی بانگ مین
سبزۂ خط خوشنما ہے روے روشن یار پر

جلوہ فرا چمن مین وہ سرو روان ہے آب
کس گل کے غم مین چشم سے دریا روان ہوا آب
یاد خرام و فندق آتش فشان سے آب
نام و نشان نہین بہی نام و نشان ہوا آب
فندق کا رنگ جوش صفا سے عیان ہوا آب
نقش سے خالی نہین دیکھی جبین ماہتاب

مٹ نہین سکتا ہے انکی نسل خ قسمت کا لکھا
محو ہو سکتا نہین داغ جبین ماہتاب

جا لگی مین بہی نہ آئے گی کبہی ہچکی ہمین
سو رہتا ہے نیاب وہ غفلت مین کلیجے اکو
پاتی ہی روشن دل سے بہرہ ساکن نزدیک و دور
ہے پس ابرو خیال کاکل سنگین ولان
روز و شب رہتا ہے گیسوے معنبر کا خیال
دہیان اوسکی زلف مشکین کا جو شبکو آگیا
قطرۂ ہر اشک مین پڑتا ہے عکس زلف یار
شعر وصف کاکل اب ورد زبان یار ہے

خاطر دلبر مین گذرے گی ہماری یاد کب
بوریا مسند ہو یکسان کرتی ہی تاثیر خواب
فیض پہنچاتا ہے سبکو گو کہ ہے دور آفتاب
جا سے رگ پیدا ہوے ہین گور کی تہہ مین سانپ
ماہی کی صورت ہے ہر زخم دل مضطر مین سانپ
بنگیا تار نظر ہر سمت اپنے گہر مین سانپ
آج لہراتا ہوا آب صفا فی گوہر مین سانپ
اژدہون لہرا رہا ہی چشمہ کوثر مین سانپ

کیون جگہ دی دل مین یاد زلف عنبر فام کو
پالتا ہے کوئی بہی نسل خ اپنے گہر مین سانپ

ردیف تاے قرشت

مرتبہ اسکے جو رکہتے ہین مکان کوئی دوست
بس ہی کافی ہے انکی تا مد نشان کوئی دوست
ٹوٹ سکتا ہے کہ بنکہ عاشق کی چل سکتا نہین دوست

حاملان عرش کرتے ہین بیان کوئی دوست
وہ داہ عاشقان ہے آسمان کوئی دوست
کم نہین مارسیہ سے پاسبان کوئی دوست

طوطے کو بند سبزۂ رخسار نے کیا
رہ جاؤ میرے گھر میں تم اے یار پیکی شب

حیران آئینہ کو کرے گی صفائے پشت
رہتا ہے جلوہ گر مہ کامل تمام رات

عاشق کبھی کرتے نہیں جانان کی شکایت
شانہ نہ کرے زلف پریشان کی شکایت

ردیف ثاء مثلثہ یہ غزل صنعت تسمیع و لزوم و تکرار میں ہے

وہ پری ہے دشمن جان الغیاث
الغیاث اے جن و انسان الغیاث

وصل کی شب کا ہوں خواہان الغیاث
الغیاث اے روز ہجران الغیاث

جان سے کے چشم گریان الغیاث
الغیاث اے روی خندان الغیاث

ہے دہان یار کا عقدہ نہان
الغیاث اے راز پنہان الغیاث

مین تو اوٹھ جاؤن عدو بیٹھا ہے
الغیاث اے بزم جانان الغیاث

زلف نے مجھکو پھنسایا دام مین
الغیاث اے خط جانان الغیاث

تنگ ہون اشک و دل بیتاب سے
الغیاث اے برق و باران الغیاث

یاد مین بوسے کے ہم روتے ہین خون
الغیاث اے لعل خندان الغیاث

کب نظر آئے گا وہ آئینہ رو
الغیاث اے چشم حیران الغیاث

کب پھرے اپنے یہ برگشتہ نصیب
الغیاث اے چرخ گردان الغیاث

وہ رخ روشن ہے آنکھوں سے نہان
الغیاث اے ماہ تابان الغیاث

اس خرابہ مین ہین ہمکون تا کجا
الغیاث اے گنج پنہان الغیاث

ہجر مین بیتابی دل بڑھ گئی
الغیاث اے برق رخشان الغیاث

پنجۂ رنگین نے دل کو خون کیا
الغیاث اے شاخ مرجان الغیاث

کفر کی ظلمت جہان مین چھا گئی
الغیاث اے نور ایمان الغیاث

سرو پامال دوش ہے نساخ کو
الغیاث اے تیغ بران الغیاث

مثل حافظ مر گیا نساخ بھی

الغیاث ای مایۂ جان الغیاث

مہر پہ لطف و کرم کیا باعث ۔۔ ہمیشہ یہ ظلم و ستم کیا باعث

جھوٹ وعدے تو نہ سمجھے صاحب ۔۔ آپ کیوں دیتے ہیں دم کیا باعث

لکنت یار کا شاید ہے خیال ۔۔ رک گیا سینے میں دم کیا باعث

کیا انہیں دل لگا ای گستاخ ۔۔ آنکھیں کیوں ہو گئیں نم کیا باعث

ردیف جیم ابجد

جامے کدے میں ہے فروغ جلوۂ جانانہ آج ۔۔ پھر لب میخوار پر ہے نعرۂ مستانہ آج

گوہر دندان صافی کا ہے زندان میں خیال ۔۔ رشک اختر ہا ہر ذرۂ زنجیر کا ہر دانہ آج

ساقیان حوروش کے پرتو رخسار سے ۔۔ ہو گیا ہے غیرت باغ ارم میخانہ آج

دلبران سیم تن کا آگیا ہے جو خیال ۔۔ کلبۂ احزان کو سب کہتے ہیں دولتخانہ آج

کر دیا آزاد فصل گل نے میں اوس صیاد نے ۔۔ کیا قفس سے اوٹھ گیا ہے مرا آب و دانہ آج

عندلیبو سیر کو وہ رشک گلشن آئیگا ۔۔ باغ میں رہنے نہ پائے سبزۂ بیگانہ آج

زیر تیغ ابروے خونخوار قاتل وقت ذبح ۔۔ سر جھکانا ہے ہمارا سجدۂ شکرانہ آج

روٹھ کر گل سے گیا ہے مجھسے جو وہ جان جان ۔۔ ہو گیا ہے دل کا عشرت خانہ ماتم خانہ آج

فصل گل آئی ہوا بدلی ہوئی ہے اے پری ۔۔ چاہیے گا زندان سے صحرا کو ترا دیوانہ آج

جان جائے یا رہے سر سے کفن باندھے ہوے ۔۔ کوچۂ سفاک میں جاتے ہیں بیباکانہ آج

کیا عجب ہے کانپ جائے گنبد گردان اگرچہ ۔۔ میرے دل سے نکلے ہے اک آہ بیتابانہ آج

کوہ و صحرا میں گئے ہیں عاشق دیوانہ آج ۔۔ ہو گیا ہے ای پری آباد ہر ویرانہ آج

چھوڑ دے کعبے کو زاہد اور برہمن دیر کو ۔۔ گوش زد ہو تیری یکتائی کا جو افسانہ آج

دو قدم میں کوہ و صحرا کی اوڑا ڈالیگا خاک ۔۔ ای پری زندان سے چھوٹا ہے ترا دیوانہ آج

اے پری تجھکو قیامت تک نہ جانے دونگا مین
وعدہ فردا کو کیا مانے ترا پروانہ آج

روئے رنگین و قد موزون کو تیرے دیکھکر
بلبل و قمری ہوئی اے شمع پروانہ آج

ہر طرف سے رند مے آشام کا جو ہے ہجوم
ہو گیا بیت الحرام اے زاہد و میخانہ آج

خانہ زنجیر مین تیرے خموشی کی ہے یاد
اے پری غل جو نہین کرتا ترا دیوانہ آج

چشم مست ساقی سرشار کے پھر گئی
ہو گیا لبریز میری عمر کا پیمانہ آج

شمع حسن عارض پرنور کے نظارہ سے
اپنی مژگان بن گئی گویا پر پروانہ آج

نشہ ہووے کاسۂ چشم غزالان کا ہرن
بزم ساقی مین جو دیکھے گردش پیمانہ آج

وجد کا یہ حال کیفیت اٹھا مین اہل فہم
حضرت ناسخ پڑھے ہے وہ غزل مستانہ آج

گرم رو ہووے جو یہ آتش قدم دیوانہ آج
وہ بت زہرہ جبین آکر ہوا ہم خانہ آج
وہ بت پرنور ہے جو ساقی میخانہ آج
شیشے ٹوٹے خم سے اور چور ہے پیمانہ آج
ہو گیا آباد دیوانون سے ہر ویرانہ آج
پرتو لعل لب و الماس دندان سے ترے
ساعت اقلیمون کا حاصل تھا جسے کل تک خراج
خندۂ دندان نما کے وصف مین ای رشک مہر
نالہ سے طرق ہو زنجیر ہو تار شعاع
الفت خوین کرتی ہے پروانے پہ ہوتی ہے ستی
چشم وحدت بین کو ایسا ہیم اد ہم کیطرح
اوسکی آرایش نے طرفہ رنگ دکھلایا تجھے
مختصر کو یعنی زلفون نے مطول کر دیا

خار صحرا ای پری ہو صورت پروانہ آج
برج میزان سے زیادہ ہے مرا کاشانہ آج
گردش شمس و قمر ہے گردش پیمانہ آج
میکدے مین جو کیا ہے نعرۂ مستانہ آج
چشم جادو فن کا جو شہرہ ہوا افسانہ آج
خانۂ آئینہ ہے گویا جواہر خانہ آج
اوسکا قصہ ہو گیا ہے دہر مین افسانہ آج
دل جلانے برق کا مصراع بیتا بانہ آج
اوس رخ پرنور پہ دل ہو گیا دیوانہ آج
شمع دکھلاتی ہے اپنی ہمت مردانہ آج
آئینہ ساں ہے بوریا و مسند شاہانہ آج
منہ لگا ہے آئینہ اور سر چڑھا ہے شانہ آج
تیرے سودائی کا قصہ ہو گیا افسانہ آج

ماد ای ناسخ دیتے ہوئے گر اس بزم مین

تیغ در رافت دہرات حسرت و دیوانہ آج

کیا تعجب ہو نگاہ چشم مست یار کج
نشہ کی حالت مین اکثر چلتے ہین مے خوار کج

وصف کاکل مین مرے خامہ کے ہے رفتار کج
دیکھ تب لیجے غور سے چلتا ہے ہر اک مار کج

کیا نتیجہ انجام ہو جب ہو بری آغاز مین
ہو مکان ٹیڑھا بنے معمار اگر دیوار کج

راستی تیری مژہ کو زیب دے ابرو کو خم
تیر سیدہا ہے تو ہے ای تیغ زن تلوار کج

کجروون کی چال کب چلتا ہے غیرت ہے جسے
مار کی صورت نہ ہووے شیر کی رفتار کج

راستی پیشہ ہو اونکا جو کہ یان آزاد ہین
باغ دنیا مین نہ دیکھا سرو کو زنہار کج

موذیون کی راستی بھی رنج دیتی ہی بہت
خوف ہو رہرو کو کم ایذا کا گر ہو خار کج

ترچھی نظرین عاشقون سے نشترن اچھی نہین
زخم کیا کاری لگے پڑ جاے گر تلوار کج

صابیا نساخ کو کیا خم گشتہ کا غم
نیست عیبے گر بود شمشیر جوہر دار کج

عارضی حسن کا کیا ہو رخ جانان محتاج
خال مصنوع کا کب ہو مہ تابان محتاج

داغ عاشق سے نہین کام پریرویون کو
کب ہوا ماہ کا خورشید درخشان محتاج

صف کی صف ایکہی جنبش مین کرے صاف ابھی
تیغ و خنجر کی نہین ہے صف مژگان محتاج

نگہہ یار کا مشتاق ہے عشاق کا دل
کہ ہے الماس کا ہر گوہر غلطان محتاج

کام کیا حسن خداداد کو زینت سے بھلا
پان کا ہو نہ لب لعل بدخشان محتاج

سوزش ہجر مین نساخ بقول صائب
داغ ما نیست بدلسوزی یاران محتاج

قبضۂ قاتل مین ہے شمشیر آج
ہے لب ہر زخم پر تکبیر آج

بیچیے زنجیر کاکل کا خیال
کیجیے دیوانون کی کچھ تدبیر آج

حال دل نساخ لکھے واشگاف
خون سے نامہ کیجیے تحریر آج

سچ ہے وہ نادان بنا تا ہے جو کہ دشمن کو حقیر
توڑ دیتے ہی جہازونکو بہہ سکتا تیر

نوجوانون کو پچھاڑے وہ ہے اس پیر کا پیچ

نہین کھلتے تری زلفونکے گرہ پیچ
کسی کے ہاتھہ کیا سیدہی طرح آئے
پریشان ہو برنگ نکہتِ گل
دبان شانہ نے کھولا ہے عقدہ
مقید کر دیا زندانِ تن مین

پڑین گے میری جان پر پیچ پر پیچ
کرے زلفون سے زاید وہ کمر پیچ
پڑے سنبل پہ زلفون کا اگر پیچ
کرینگی اک نہ اک زلف دوسر پیچ
پڑا تارِ نفس کا جان پر پیچ

نہین ناسخ جو ہے بلنے کی طاقت
بندہا ہے عشق کا سینہ پر گرہ پیچ

ردیف حاء حطی

رہے گی قید سدا جسم کے قفس مین روح
ہوئی خراب ترے وصل کی ہوس مین روح
ہوئی ہے قید مرے جسم کے قفس مین روح
نہ عشق لیلی و عذرا ہو میرے دلکو کبھی
کہین نہ پھنسکے پریشان ہو دام کاکل مین
جو اک سوار پہ وہ ہو گئی ہے شیدا اسکے
اون اوبھری اوبھری کچھ مین پھنسا ہے دل
گرہ وہ دیتے ہین بند قبا مین کس کس کے

رہا نہ ہو سکے گی ہرگز نہ سو برس مین روح
اگر نجات ہی اسکو تو کہا ہے قفس مین روح
جانتی ہے نہین قیدیون کی رہین روح
اٹکتی ہے کہین بلبل کی خار و خس مین روح
ہوئی جو قید ترے چوٹیکے قفس مین روح
ہے قید خانہ نقش سم فرس مین روح
ہوئی ہے قید اب ان کے پیش رس مین روح
ہے کشمکش مین ہمارے ہر اک نفس مین روح

شب فراق مین ناسخ ہین بقول ظفر
نہ دون نکلنے اگر ہووے اپنے بس مین روح

مضمون کمر کا ہاتھہ نہ آیا کسی طرح
جو عیب جیب مین ہو نہین جاتا کسی طرح
دیکھا نہ چشم حلقۂ زنجیر مین سرشک

پھنستا نہین ہے دام مین عنقا کسی طرح
چھٹتا نہین ہے چاند کا دھبا کسی طرح
آہن دلون کا دل نہ پسیجا کسی طرح

مضمون باندھے کیا لب جان بخش کا حسود
شیرین بیان ہو سکے نہ مسیحا کسی طرح

جو تنگ دل ہو لائے کہاں سے وہ حوصلہ
ممکن نہیں کہ چاہ ہو دریا کسی طرح

تاب جمال یار نہ لائے کبھی رقیب
دیکھے نہ آفتاب کو اندھا کسی طرح

مضمون چشم زار سمائے نہ شعر میں
کوزے میں بند ہووے نہ دریا کسی طرح

دشوار اتفاق ہے نساخ دید یار کا
شمع و شب ہم ہوویں نہ اک جا کسیطرح

اے مہجبیں ہے اگر مہر درخشاں روے صبح
ہے بجا بے شعاع مہر کو گیسوے صبح

گیسوے شبرنگ و روی صاف تو ہو نصیب
تیرگی روے شام و سپیدی روے صبح

ہو دوبارہ زندگی حاصل مجھے اے ماہ رو
ہجر کی شب کو اگر آجائے مجھ تک بوے صبح

صاف دل کو ہووے حاصل صحبت روشن ضمیر
گرم ہے خورشید عالمتاب پہلوے صبح

وصف ہو نساخ لکھا جو صبح یار کا
کلک صاحب بے گوشہ ہی شد ز گفتگوے صبح

ہے جبین اوسکی اگر ماہ منور کی طرح
قطرۂ خوے رخ روشن پہ ہے اختر کیطرح

پھل نہیں باغ جہاں میں کوئی اس سے پایا
قد کشی خوب نہیں سرو صنوبر کی طرح

کاوش الفت مژگاں سے ترے اے قاتل
سانس بھی چلتی ہے سینے میں تو خنجر کی طرح

اثر الفت گیسوے معنبر سے ترے
آہ سوزاں میں ہے بو عنبر اذفر کی طرح

آبلہ پائی سے اپنی یہ ہوئی ہے حالت
خار صحراے جنوں میں مژۂ تر کی طرح

شعلہ پیرا شب فرقت میں ہے آہ سوزاں
اختر چرخ برین ہو گئے اخگر کی طرح

جتنی تکرار ہو ہوتی ہے حلاوت افزوں
تری دشنام بھی ہے قند مکرر کی طرح

تار کاکل کا اگر کیجیے احوال رقم
موج طوفان بلا خیز ہو مسطر کی طرح

روسیاہی کا ہے باعث یہی دنیا میں ام
کوئی نساخ مری چشم نہیں ہر کیطرح

[illegible] | کہاں تماشا سے ہے بجوف دانہ تسبیح

ردیف خاے شخذ

ہین دست و پاے یار گل نارون کی شاخ
اور اسسے نکل چلیگی نہ سرو و سمن کی شاخ

اہل جہان ہین سادگی یار کے غلام
گلکر و عبث نکالتے ہین بانکپن کی شاخ

مرجھا گیا ہے پیری مین دل اپنا ہم صفیر
باغ جہان مین خشک ہو نخل کہن کی شاخ

اے چرخ ہون مین کشتۂ بازوے نازنین
پیدا ہو میری گور پہ نازک بدن کی شاخ

اک سیم تن کی سکتے ہین تعریف اندلون
درکار مہر کلک ہے یان یاسمن کی شاخ

گریہ

کج خلق کو جہان مین ثمرہ نہین نصیب
کیا سبز و تر ہو بار ہین ہووے ہرن کی شاخ

گر سرخ ہو دے دیکھے چشم کحیل سے
ہو سرمہ مین سے نخل عقیق یمن کی شاخ

باقی نہین ہے سخت دلون کی کرختگی
ہوتے نہین ہے نرم کبھی کرگدن کی شاخ

منھ دھونے مین کرے جو وہ مسواک کیا عجب
عالم کہے کہ پھوٹی ہے گویا دہن کی شاخ

مارا جو تیر اوس نے دل داغدار پر
پیدا ہوئی ہے سینہ کی سپہرن کی شاخ

نستاخ ذکر او بر دے دلدار جو سنا
کھاتی ہے پیچتاب غزال ختن کی شاخ

ہے عشق سے مملو جو رگ و ریشۂ نستاخ
ہے برق سے ہمسر شرر تیشۂ نستاخ

اشک شفقی آنکھون مین اوسکی ہیں اے چرخ
لبریز ہے سرخی سے ہے شیشۂ نستاخ

کیونکر نہ کرے عمر گرامی کو تلف یا رے
عالم مین سب ہے اب لہو و لعب پیشۂ نستاخ

جل جائے نہ کیون فکر سخن کا دستکے مانند
ہے شعلہ فشان آتش اندیشۂ نستاخ

اے صنم چاہیے ہو میرے جگر مین سوراخ
پیش قیمت ہو جو پڑ جاے گہر مین سوراخ

ردیف دال ابجد

نطق طوطی ہو گیا سنکر تری گفتار بند
کبک کا دم ہو گیا ہے دیکھ کر رفتار بند

گو نہین بھی خواب ان آنکھون کو ہو خواب و خیال
چشم عاشق کو ہوا ہے شبکنانہ کا گمان
وصف اک مطرب پسر کے کرتے ہین تحریر ہم
خواب مین اوسکو کہین آنے کا آجاے خیال
انتظاری رات بھر اوس ماہ ہرجائی کی ہے
وصل مین بھی خواب ہوجاتا ہے آنکھون کو خیال
زمزمون سے بلبل تصویر اوسکے کلاک کے
پیچ و خم نے تیرے شانے کے کیا جو مجھکو قتل
یہ اثر پیدا ہے تیرے تار ہای زلف کا
ہے اشک و سخت دل تیرے لب و دندان
منہ سے نکلے کوہکن مارے خجالت کو نبات
کب جگہ ملتی ہے عاشق کو دل معشوق مین
کس بت چین کا کھلا جوڑا کہ خوشبو ہی جہان

بعد مردن بھی نہو چشم خیال اسکے یار بند
اوس تیرے بالون سے ہووے چور روزن دیوار بند
کلک سے ہو جائیگی منقار موسیقار بند
ہجر مین آنکھون کو کر لیتا ہون سو سو بار بند
چشم اختر سان نہوگا دیدۂ بیدار بند
چشم کر سکتا نہین ہے طالب دیدار بند
اور لبان منہ کے ہوجائے گی منقار بند
کم نہین تشبیہ بندون سے ترا دستار بند
ہے رگون سے سنگ تاک بھی ای صنم زنار بند
کیا تعجب ہے کہ ہووے جوہری بازار بند
کردے شیرین کے لبون کو لعل شکر بار بند
کب ہو غنچے کے قفس مین بلبل گلزار بند
مثل نافہ ہوگیا ہے مشک کا بازار بند

بھیجتا ہون یار کو لکھا شب ہجر انکا حال
روز ای نساخ کرتا ہون سپید و چار بند

سر پہ رکھے جو کلاہ وہ بت بے پیر سفید
ماہ ہے منہ سے ترے ای بت بے پیر سفید
روز رہتا ہے جو ہووے کہ صاف کا دھیان
دل پر داغ کو اپنے ہے صفائی حاصل
خاکساری سے مری صاف کیا یار کا دل
ہے تصور جو صباحت کا تیرے اسے مہرو
منہ سے اک بات خجالت سے نکلے ہرگز
کھینچی ہے ای بت ترسا تری گوری صورت

نقش خورشید و مہ اور چاند کی تصویر سفید
سبزۂ خط سے تیرے چہرہ پہ ہے تیر سفید
ہوگیا غم سے تن عاشق دلگیر سفید
کرتے اسے رشک قمر ماہ کی تنویر سفید
کیمیا گر کرے آہن کو بھی اکسیر سفید
اپنی آنکھین ہوئین مثل قدح شیر سفید
آئینہ رویون کو کردے تری تقریر سفید
ہوگیا ہے قلم کاتب تقدیر سفید

وہ سیہ کار ہون عالم مین کہ بعد مردن
نہین رہنے کی مری قبر کی تعمیر سفید

وہ اوڑایا ہے ترے رنگ طلائی فی رنگ
کاستہ مہر ہے مثل قدح شیر سفید

وصف اپنے دل صافی کا جو لکھون فساخ
کیا عجب ہووے سیاہی دم تحریر سفید

عاشق جو ہے منہ اوسے سوز فغان پسند
پروانہ کب ہو نالۂ آتش فشان پسند

مجھکو بہشت سے بھی ہے اوسکا مکان پسند
انسان کے ہوتے آئے نہ حور جنان پسند

ہوویں سے تار اشک کے ڈورے تو ہی بجا
اونکو اگر ہے محرم آب روان پسند

آہ رسا سے اشک کو ہو کیا مناسبت
ہے اسے زمین پسند تو وہ آسمان پسند

ابرو ہے اسکے شکل کمان اور نگاہ تیر
وہ طفل شوخ کیون نہو پیر و جوان پسند

کیا جان و دل بچین گے ترے دست ستم سے
یا نہون کو دل پسند ہے انکھون کو جان پسند

ہڈی پہ آکے تیغ ٹھہرتی ہے یار کی
آتا ہے کب ہما کو بجز استخوان پسند

دو دو بیٹھتے ہین قامت خم گشتہ کو مرے
ناوک فگن کو آئے نہ کیونکر کمان پسند

ہے دل مرا عزیز بتان زمانہ کو
یوسف سی جنس کیون نکرے کاروان پسند

خفاش کو ہے مہر درخشان سے دشمنی
حاسد کو آئے خاک ہماری زبان پسند

رہ جائین گر ہما سے تو کھائے سگ صنم
فساخ دونون کو ہین مرے استخوان پسند

ہوگئے دندان صافی سے ترے اختر سفید
منہ سے تیرے ہوگیا روئے مہ انور سفید

وہ صفائی عارض جانان کا پھیلا ہے اثر
بام پر اوسکے جو بیٹھے زاغ کا ہو پر سفید

پانی پانی ہوکے غرق آب خجالت جو ہوا
سامنے دانتون کے تیرے ہوگیا گوہر سفید

تیرے جھوٹے پہ نہو کیون گنج کا مجھکو گمان
مانگ کو تیری ہین سمجھا رات کو اژدر سفید

ای بت مہرو ہماری آنکھ جو پتھرا گئے
انتظاری مین ہے شکل دیدۂ اختر سفید

صاف ہو جاتی ہے اکثر چیز دہونے سے مدام
روتے روتے کیون نہووے اپنی چشم تر سفید

ساقیا ہے یہ دل صافی جو تیرے ہاتھ مین
ہے گرو صفائی مین ترے ساغر سفید

منفعل گر ہووے رنگین ہو تو مارے شرم کے — جام مین ساقی ابھی ہو وے مئ احمر سفید

تمام ہی خون کا سینہ مین باقی فراق یار مین — صورت موے کمر ہے یہ تن لاغر سفید

حضرت مشتاق بھی ہین نغمہ زن مثل مسیح — ساقیا مے دہ کہ ابرے خاست از خاور سفید

دل مین ہو مرے نالہ پر سوز کہان بند — رہتا نہین گردون و خالی مین دھوان بند

کیا جانے عجب ہووے اگر بت کا دہان بند — ہے غیب کے پردہ مین ہر اک سر نہان بند

ہین جو کہ سبکبار وہ ہوتے ہین کہان بند — کر سکتی ہوا کو نہین زنجیر گران بند

دشمن کا گذر یار کے گھر مین نہین ہوتا — عاشق کے لیے ہے در گلزار جنان بند

کیون چپ نہ لگے مجھکو کہ دل خون ہوا ہے — گلشن مین رہا کرتی ہے غنچہ کی زبان بند

کیون وا نہ رہے عاشق حیرت زدہ کی چشم — ہوتا ہے بھلا دیدہ تصویر کہان بند

چپ مجھکو لگی دیکھ کے سیندور کا ٹیکا — شنگرف سے ہو جاتی ہے انسان کی زبان بند

ولہ

ہین جو خونخوار نہو اون کو صفائی حاصل — نہین دیکھا کبھی رنگ رخ بہرام سفید

سرخ پوشاک کا ہو جائیگا عالم کو گمان — پہنے پوشاک جو وہ یار گل اندام سفید

ہین یہ سمجھون کہ رقیبون سے دل اوسکا ہوا صاف — بہیجے کاغذ جو سمجھے وہ بت گلفام سفید

ہو صفائی نہ دل تیرہ درون کو حاصل — نہین ہوتا ہے کبھی رنگ رخ شام سفید

بعد مدون بھی خیال رخ رنگین جو رہا — سرخ ہوگا کفن اے یار گل اندام سفید

تیغ خونخوار کو قاتل نے سنبھالا جو کہین — چہرہ رخ پہ ہوا خوف سے بہرام سفید

تن رنگین ہے شعلوں کے ہین ترے اے گلرو — اصل سے بن گئے سب سیپ کے بادام سفید

سیاہ ہے اوس شوخ کی ہین پائی مس قمر کے انداز — صبح سے زرد لباس اور سر شام سفید

در زندان صنم کا ہے تصور ہر دم — روتے روتے ہوئے ہین دیدہ ناکام سفید

منہ سے صاف وہ مشتاق بقول ناسخ — ہو گئے آہ مرے موسے سیہ فام سفید

اپنی اونگلی سے تو ای ماہ بتا عید کا چاند ۔ تاکہ عالم میں ہوا انگشت نما عید کا چاند

نہیں آتا ہی نظر ہاے حسینے گھر سے ۔ ہوگیا کیا صنم مہر لقا عید کا چاند

گر نہوں ماہ رخ یار سے روشن آنکھیں ۔ ہو مجھے ماہ محرم سے سوا عید کا چاند

قطرۂ حسن طلب کرنیکو آیا لیکر ۔ آسمان صورت کشکول گدا عید کا چاند

داغ روشن سے مرے عارض تابان سے ترے ۔ زرد خورشید درخشان ہے تو مہتاب سفید

نامہ بر تو نہ پھرا اور یہ رنگ کا عقد ۔ انتظاری میں ہوئے دیدۂ بیخواب سفید

ہے مرغ دل کے لیے خال زلف میں پنہان ۔ کہ پھر صیاد رہے گھات میں پنہان صیاد

کبھی نہ عاشق جانباز پر وہ رحم کرے ۔ کبھی نہ مرغ چمن پہ ہو مہربان صیاد

کیا بلبل دل قید سے زلفوں کے رہا ہے ۔ اوڑتا نہیں ای مرغ چمن طائر پر بند

آنکھوں سے نکو مرے دہیان ہے دزدیدہ نگہ کا ۔ حاکم جو ہے کہتا ہے وہ مجرم کو نظر بند

گرمی داغ جگر دیکھیے جو ای شعلہ عذار ۔ خوف سے ہو وے ابھی مرہم کافور سفید

ہوتی ہے زلف کی زنجیر سے آزادی ۔ رہا اسیر جو تیرا وہ ہے رہا صیاد

ہماری جان دل ما میں نہ ٹھہری گی ۔ ہوا ابھی ہے تیری ہی ایجان کبھی جا میں بند

ہو بیان رہا دام قفس سے تو رہا ہو ۔ ہو وے نہ رہا سلسلہ زلف کا پابند

ولہ

دلم را زخم خندان آفریدند ۔ خطت را مشک حیران آفریدند

ترا سرو گلستان آفریدند ۔ صد قمری نالان آفریدند

ز لعلت برق خندان آفریدند ۔ ز چشم ابر گریان آفریدند

ز نور آن جبین نور افشان ۔ مہ خورشید تابان آفریدند

ز نور آن کف پاے نگارین ۔ جبین ماہ کنعان آفریدند

دو چشم از قطرہاے اشک صافی ۔ چہ گوہرہاے غلطان آفریدند

بجنبد سحب بار آنروز از رشک ۔ کہ آن گیسوے پیچان آفریدند

قمر از خاک پروانہ سرشتند ۔ ترا شمع شبستان آفریدند

مژگان چشم پرنم گرد گردند | از ان دریا سے عمان آفریدند
شده شق سینۂ صبح قیامت | کہ این چاک گریبان آفریدند
جہانی را چو گندم چاک شد دل | چو آن نار و پستان آفریدند

دل نساخ را روز نخستین
برائے عشق خوبان آفریدند

از خندهٔ تو غنچۂ خندان گله دارد | در گریۂ من ابر بہاران گله دارد
از غنچۂ تو غنچۂ مرجان گله دارد | وز لعل لبت لعل بدخشان گله دارد
از تیغ نگاه تو کہ سفاک جہان است | بیدادگرا گنج شہیدان گله دارد
از کاکل و آئینۂ رخسار و لبانت | چین و حلب و ملک بدخشان گله دارد
از جعد سیاه تو کہ دزدید سیاہی | از بخت سیاہم شب ہجران گله دارد

نساخ ازین خرقۂ سالوس کہ داری
کفار بہ تنگ اند و مسلمان گله دارد

دل کہ سرگرم غم جانانہ شد | شور عشقش در جہان افسانہ شد
رنگ برگ پان کہ دندانش گرفت | از زمرد لعل این دردانہ شد
دل بیاد آن پری دارد جنون | سینہ زندان خانۂ دیوانہ شد
طرۂ بستہ را کشادی داد | خاطر جمع من پریشان شد
مہر و بغض و عداوت عالم | کم شد و بیش شد و چندان شد
داغ دل در فراق ماه رخے | غیرت آفتاب تابان شد
تا آواز در اسپاره اہل سماعت | صدائے ماتم ترکا واز کہسار می آید

ردیف ذال [illegible]

بندھے ہیں یار پر ہو سکے گنڈے پر تعویذ | کہ دافع نظر بد ہے ہے بیشتر تعویذ
بتوں نہ خاک میں گڑتا نہیں اثر تعویذ | جلائے سینے تو لکھ لکھ کے عمر بھر تعویذ

ہمارے نام سے بھی اب تمھونکو نفرت ہے
دکھاتے ہیں ہمیں یہ اللہ خوب اثر تعویذ

رہائی اسکو بھی گرداب ہجر سے جنکے
بہا سے بحر میں بھی شب سے تا سحر تعویذ

چمکا ہے عقدہ ثریا کی کہکشان میں عیان
بندھے ہیں جو رشتۂ تمہاری مانگ پر تعویذ

اوڑائے اسکے گل لبستان حسن اور اوسے
بنے ہیں بلبل خوش سخن کے بال و پر تعویذ

ہوا نذر امر وہ بت یہ خدا کی قدرت ہے
پلائے سیکڑون پانی میں گھولکر تعویذ

ہے مجھکو ورد یہ مصرع مصحفی نساخ
لٹکتے ہیں تری ہیکل کے تا کمر تعویذ

ردیف رای قرشت

کام کیا زینت سے رکھے روی خندان گہر
کب بھلا مسی کا ہو محتاج دندان گہر

عاشقو سنتے بھی ہو کچھ دیکھیے شان گہر
گوش معشوقان اوٹھائیں بار احسان گہر

پڑ گئے سوراخ دل میں آہ پھر کیا کر سکے
رشتہ کہو سکتا نہیں زخم نمایان گہر

طوطی حیران کی صورت محو حیرت ہو گئے
دیکھکر آئینہ رو کو چشم حیران گہر

کسنے چشم چشمۂ خورشید میں دیکھا ہے اشک
کان میں گرداب کے پیدا نہو نشان گہر

پنجۂ مرجان ہو خون دست حنائی سے ترے
پانی پانی ہو گئے دانتون سے دندان گہر

سنگدل سے کب ہیں ہم صحبت نازک مزاج
سنگ آہن قبول کب سکتے ہیں میزان گہر

صاف دل کو دولت دنیا سے دونا حاصل ہو
صورت گل زر سے کب مملو ہو دامان گہر

کب گوارا کرتے ہیں نازک منش سختی کا کام
استخوان کوئی چبا سکتا ہے دندان گہر

جو ہیں عالی منزلت کیا کام ان کو غیر سے
اوٹھہ نہیں سکتا ہے گوش مہ سے احسان گہر

کب کسی کو رنج دیتا ہے جو ہے روشن ضمیر
کب زبان کو صدمہ پہونچاتا ہے دندان گہر

قدر کیا اوس دل کی عالم میں نہو گر داغ عشق
قیمتی کروے گہر کو زخم خندان گہر

صاف دل کو خود بخود ہوتی ہے حاصل آبرو
ہو وے کب مسواک کا محتاج دندان گہر

غم میں بھی نساخ کا دل صاف اور آزاد ہے

پاک با گرد یتیمیہاست داماں گہر

قوس گردوں ابروی زیبای یار — تیر ہے گویا قد بالاے یار
چوکڑی بھولے ہرن گر دیکھ پاے — وہ غضب ہے دیدہ شہلای یار
عشق ہجو دے سے یقین ہے وہ نیا — ہاتھ دو گر سو آہن لی پروای یار
حور و غلمان پہ کبھی ٹالے نہ آنکھ — گلشن فردوس میں شیدای یار
نشہ ہو ٹوٹے چشم آہو کا ہرن — دیکھ لے گر نرگس شہلاے یار
ہے شگن جو بیند یا بندہ بود — اس لیے رہتا ہوں میں جویاے یار
ہے جہاں کی آنکھوں کو میرے ولکو عشق — ہے سر شوریدہ کو سوداے یار
چشم عاشق میں جہان تاریک ہے — دیکھ لے گر چشم سرمہ سای یار
دانہ گوہر ہیں وہ دندان صاف — لعل گویا ہیں وہ دو لبہاے یار
اہل عالم کانپتے ہیں شکل بید — ہے قیامت قامت بالای یار
ہے صدا خلخال پا کی بانگ صور — آفتاب حشر نقش پاے یار
ہے شیشہ آئینہ خانے میں کیا — دل میں ہے میرے خیال پاے یار
نقشہ رو جو ہیں نشان نقش قدم — ہاتھ مانی کے ہیں گویا پاے یار

ہیں وہ نابینا کو سیر دو جہاں
جو کہ ای نساخ ہیں بیناے یار

مرغوب ہے دلدار کی پازیب کی جھنکار — آواز ہے مزمار کی پازیب کی جھنکار
مر جائیں ابھی خضر و مسیحا بھی جلائے — کشتوں کو اگر یار کی پازیب کی جھنکار
زندوں کو ہے خنجر تو مردوں کو ہے عیسی — ہمدم بت عیار کی پازیب کی جھنکار
جی اوٹھے ابھی مردہ صد سالہ جو سن پائے — کم سے نہیں کم یار کی پازیب کی جھنکار
پاؤں کو کبھی ہاتھ لگانے نہیں دیتے — اوس شوخ دل آزار کی پازیب کی جھنکار
چنچل کی رفتار سے کرتی ہے مجھے قتل — اوس یار جفاکار کی پازیب کی جھنکار
پا بوس ہوا ہے جو وہ پامال ہوا ہے — کہتی ہے یہی یار کی پازیب کی جھنکار

سہے غلغلۂ حشر و یا شور قیامت | یا اوس بت عیار کی پازیب کی جھنکار

ناسخ جو یندار بھی سن لے تو تڑپ جائے
اصنام ستمگار کی پازیب کی جھنکار

پرتو عارض سے یہ سینہ ہے دامان بہار | ہے دل نالان مرا مرغ خوش الحان بہار
عشق میں لعل لب جان بخش کے اے گلبدن | اشک رنگین سے ہے دامن اپنا دامان بہار
ہر سر خار مغیلان بن گیا ہے شاخ گل | بستہ ہے فیض قدم سے اپنے دامان بہار
باغ میں ثابت یہ اوسکے کم ثباتی سے ہوا | دوش پر صرصر کے تھا تخت سلیمان بہار
صرصر آہ دل سوزان سے یاد زلف میں | غیرت سنبل ہوے اوراق دیوان بہار
قوت نطق اوسکے حق میں ہے قوای نامیہ | ہر وہان غنچہ ہوتا ہے ثنا خوان بہار
الفت چشم جنون زا سے صنم سے باغ میں | خندۂ گل ہو گیا چاک گریبان بہار
چاہیے انعام عام اہل کرم کو شکل ابر | صورت گل خار بھی ہوتے ہین مہمان بہار
گلشن تصویر ہوں ناسخ باغ دہر میں | ہوں سزاوار خزان میں اور نہ شایان بہار

فصل گل میں کیوں نہ دے ناسخ کو مژدہ ابر سیہ
ساغر مے دارد بکف ہر قطرۂ باران بہار

رکھوں جو ساق ساقی گلفام دوش پر | لبریز کیوں نہ عیش کا ہو جام دوش پر
بال آ گیا ہے ساغر بلور صاف میں | یا منعکس ہے زلف سیہ فام دوش پر
جھومر سے اور زلف سیہ فام سے ترے | سر پر ترے سحر ہے تو ہے شام دوش پر
جان سارے تن سے کھنچکے مرے سر میں آگئی | نکلا وہ ترک رکھ کے جو صمصام دوش پر
خانہ بدوش کو نہیں کچھ غم جہان میں | پاتا ہے لطف راحت و آرام دوش پر
اللہ ری صفائی کہ بغلوں کے بال سے | صیاد کا مرے ہے عیان دام دوش پر

ناسخ جان تازہ ملے مجھکو بعد مرگ
لاشے اوٹھائے گر وہ دلآرام دوش پر

ہے حسرت دید رخ انور نہ غنچہ | ناسخ نہ کس طرح ہو مضطر غنچہ

قتل بھی ہوئے نہ سر کاٹین سگے ہم تہ خنجر — دکھلائین گے قاتل تجھے جوہر تہ خنجر
جوہر ترے خنجر مین ہے یا نقش محبت — آ آ کے جو عاشق نے رکھے سر تہ خنجر
اف ضبط یہ بیتابی دل کی کہ نہ کی اف — تڑپا نہ دم ذبح ستمگر تہ خنجر
وہ ہٹ کا ہے کہ تکلیف نہ دو ہاتہ کو تیرے — سرکے گا ہمارا نہ کبھی سر تہ خنجر
رکھے گی تری حسرت دیدار جو مضطر — ممکن نہین ٹھہرے جو مرا سر تہ خنجر
آئینہ سا منہ دیکھ کے بس لگ گئی قاتل — اک بات بھی آئی نہین لب پر تہ خنجر
کیا سامنے آنکھون کے تری مجھکو قرار آئے — گردن زدنی کیون نہو مضطر تہ خنجر
عکس مژہ اوس دیدۂ خونریز پہ دیکھے — دیکھا نہو جس شخص نے خنجر تہ خنجر

منظور ہے نظارۂ ابروے ستمگار
نساخ رکھی جا کے نہ کیون سر تہ خنجر

ہین داغون پہ آنسو اور ہین گل کے برابر — سینہ ہے مرا روضۂ بلبل کے برابر
دو زخم بھی مری گلگشت دل کا ہے شرارہ — پژمردہ نہین سکتا ہے کبھی گل کے برابر
بیہوش ہیں ہو حال سے بیہوش ایک سا کے — ہے نالۂ دل نغمۂ قلقل کے برابر
عکس چمن حسن از ناز ہے جو گل افشان — ہین خار بیابان بھی رگ گل کے برابر
گردش ہوئی ساغر کے تو آنسو ہوئے جاری — یہان دور نمایان ہے تسلسل کے برابر
پالا جو پڑا ہے نفس سرد سے مجھکو — سردی ہوئی کلکتے مین کابل کے برابر
یاد آئی جو سوتے ہوئی سانپ [illegible] — گرہ — اشک دگر آنکھون مین ہوئے نل کے برابر

شوق گل رخسار دلاتا ہے جو نساخ
ہے نغمۂ دل نالۂ بلبل کے برابر

روشنی مین کسکے رخسارے مین یہ شمس و قمر — دیدۂ عاشق کو جو پیارے ہین یہ شمس و قمر
دست موسی مین ہے یہ بیضا شرم سے ان کے [illegible] — پیش داغ آتشین تارے ہین یہ شمس و قمر
یاد دلوا کر جلاتے ہین وہ روی آتشین — فرقت دلبر مین انگارے ہین یہ شمس و قمر
چرخ گردون سے عجب نقارچی جسکے لیے — کہکشان ہے چوب نقارے ہین یہ شمس و قمر

روز و شب کے حال کے پرچے لگا دیتے ہیں پر	یار کی ڈیوڑھی کے ہرکارے ہیں یہ شمس و قمر
شک نہیں پھرتے ہیں روز و شب تلاش یار میں	جب یہ ثابت ہو کہ بیمار سے ہیں یہ شمس و قمر
آسمان پہ کیون نہو نساخ اب اونکا دماغ	دلبر یکتا کے رخسار سے ہیں یہ شمس و قمر

غزل و قافیہ ہائے

دل کرتی ہے خون اوس بت بے پیر کی تقریر	تقریر کی تقریر ہے شمشیر کی شمشیر
جب سرکہ پڑھتے اوسکی نگہ کیون نہو مائل	آنکھون مین ہے وان سرمۂ تسخیر کی تحریر
آیا نہ کسی رات وہ بالین پہ ہمارے	دیکھی نہ کبھی نالۂ شبگیر کی تاثیر
دم اپنا نکل جائے گا اک چشم زدن مین	آنے مین اگر اوس بت بے پیر کی تاخیر

بہزاد کا ہو خامہ ہو یاقوت قلم [illegible]
کھینچے اگر اوس زلف گرہ گیر کی تصویر

داغ سودا کب ہو فرق عاشقان پر [illegible]	چھو لئے دیکھا نہین ہے پھول نوک خار پہ
قتل عاشق چھپ نہین سکتا کبھی شیرین کبھی	ہے عیان لالہ سے خون کوہکن کہسار پہ
کشتۂ جور و جفا ہے صاحب گفتار حق	بیگنہ منصور کو لوگون نے کھینچا دار پہ
داغ سوزان کا ہمارے سر پہ ہونا ہے بجا	پھول کا ہوتا ہے طرہ شیخ کی دستار پہ
برق پہ چشمک زنی کرتی ہے آہ شعلہ بار	خندہ زن ہوتا ہے آنسو ابر دریا بار پہ
غنچہاے گل کی صورت نو عروسان چمن	پس گئے لاکھون حنا سے دست و پائے یار پہ
قطرہاے اشک رنگین کب ہین [illegible]	تختۂ لالہ کھلا ہے آج نوک خار پہ

ہے بیان یار سے نساخ جو اوس سے ہوا
رشتۂ جان کا گمان ہے رشتۂ زنار پہ

نازک مزاج وہ ہے مرا میرزا [illegible]	بار گران ہو رہے جور و بال دوش پہ
اتنے گناہ کرتے ہین جنکا نہین شمار	تنگ آگئے ہین کاتب اعمال دوش پہ
ہمکو نظرون سے گرائین غیر کو سر پہ چڑھائین	کیون نہ [illegible] اوٹھائین آسمان بالائے سر

مصحف میں رکہا کرتے ہیں جو حافظ قرآن | ہے عرش سے پہ دماغ پر طاؤس

نساخ سدا مثل تنور دل سوزان
رہتا ہے کہان گرم او جانع پر طاؤس

ردیف شین منقوط قرشت

ملتے داغ جنون سے مرے دستار میں سوزش
جسطرح سے ہووے گرہ نار میں سوزش

گر لکہون کہ ہے اس دل افگار میں سوزش
پیدا ہوا ابہی دفتر اشعار میں سوزش

ہون منتظر اوس صاعقہ طور کا ہر شب
کیون ہو نہ میرے دیدہ بیدار میں سوزش

ہالے کے جو وہ خورشید جہان تاب کسی دن
تو ہونے لگے روزن دیوار میں سوزش

نکلا جو کبہی ہو کے تو اے برق جہان سوز
بلبل کے دلون مین ہوئی گلزار میں سوزش

رکہے جو قدم قبر پہ اس سوختہ جان کے
ہو نعل سم توسن رہوار میں سوزش

کہینچون نفس شعلہ فشان مین جو دم ذبح
پیدا ہو ترے خنجر خونخوار میں سوزش

ہڈی جو اوٹہائے کوئی اس سوختہ جانکی
پیدا ہوا ابہی زاغ کی منقار میں سوزش

سنے وقت بکا یاد جو اوس برق نگہہ کی
ہوتی ہے مرے آنسوون کی تار میں سوزش

پہیلا جو اثر شعلۂ رخسار کا تیرے
پیدا ہے ترے سایۂ دیوار میں سوزش

ہیں شعلہ فشان داغ جنون سر پہ جو میرے
ہے مثل تنور اب مرے دستار میں سوزش

نساخ جدا جب سے ہوا مہوشون سے
ہوتی ہے تپ غم سے تن زار میں سوزش

بات میری دلپہ ہو تیرے کہین اے یار نقش
روز یاروح سے لکہتا ہون مین دو چار نقش

نقش آب اب ہے تعویذ اور افسون کا اثر
اونکو دہو دہو کر پلاتے ہیں سو سو بار نقش

بیٹہ نہین سکتا کسی صورت سے پوشیدہ ہوا
دل مین ہے نقش تیرا الفت کا اے دلدار نقش

یار دیدار مدعا ہے گر کبہی تاثیر سے
روز نہ پہر وصل دلبر لکہتے ہیں جا بجا نقش

تیز رفتار وہ پایہ سے ہی تیری چال ہے
کیون نہو ہر مرد کے دل مین نقش پا کا یا نقش

ردیف صاد مہملہ

کر رہا ہے وہ بت خورشید خود کام رقص ۔ کیون نہ مشعل کو نچائے چرخ مینا فام رقص
شیخ مسجد مین ہے رقصان تو برہمن دیر مین ۔ بیکسی ہمین کرتے ہین رند مے آشام رقص
رقص بسمل پھر ہزارون بلبلین کرنے لگین ۔ صحن گلشن مین کرے جو وہ بت گلفام رقص
دل ہوا اوس طفل نادان سے لگین بیشمار ۔ مرغ بسمل کے تڑپنے کا رکھا ہے نام رقص
کیون نہ بیچا مین گل قالین گل ہوتا ہے آج ۔ بزم مین کرتا ہے وہ محبوب سیم اندام رقص
رقص جانان کے تصور مین جو صحرا کو چلا ۔ ہو گیا اسے لولی گردون مرا ہر گام رقص
جان جان بیتابی دلکا اگر پہلے اثر ۔ بس ابھی کرنے لگین دیوار و سقف و بام رقص
تو ہے وہ صیاد مجھکو دیکھکر صوفی کی طرح ۔ یہ تڑپنے کب ہین کرتے ہین اسیر دام رقص
آسمان پر کون سی کوکب کی شادی کی ہے دھوم ۔ کرتے ہین سیارہ گردون جو صبح و شام رقص
دست بر دو بزم کرتا ہے اوٹھاتا ہی جو ہاتھ ۔ لوٹے اہل بزم کا دل او بت خود کام رقص
کم کہان سوز قیامت سی ہے گھنگرو کی صدا ۔ خفتگان خاک کو کرتا ہے بے آرام رقص

ہاتھ اوٹھا مین جو ہوتا ہے بغلگیری کا شک
وصل کا دیتا ہے اب ناسخ کو پیغام رقص

کیون کرے بیتاب ہونے سے یہ دل ناکام رقص ۔ مرغ بسمل کا نہین ہے قابل انعام رقص
کار ذلت کب شریفونکو گوارا ہو سکے ۔ بزم دنیا مین کرین اشخاص نا فرجام رقص
ہر مکان خاص مین لازم ہے چیز خاص ہی ۔ محفل میخوار مین کرتا ہے مینا کا جام رقص
سنگدل سے جنبش کیا حاصل ہو بزم دہر مین ۔ اے برہمن بتکدے مین کب کرین اصنام رقص
کار ذلت سے رہین پابند جو بیکار ہین ۔ روز و شب کرتے رہین افلاک مینا فام رقص
یاد حق مین بھی ہے بیتابی دل پر شور کو ۔ طائر قبلہ نما کرتا ہے صبح و شام رقص
کار ذلت کب ذلیلون سے پہنچ کر ہو عروج ۔ دور سے زہرہ کا ہے افلاک پر بھی کام رقص

صاحبا ناسخ کا دل خود بخود بیتاب ہی

سیکہنہ نخواست آتش راز بان در کام رقص

قلقل شیشہ ہے گھنگرو کی صدا اے ناسخ
جام ہے محفل رندان مین بجای رقاص

ردیف ضاد ضطغ

خنجر سے مدعا ہے نہ تلوار سے غرض
مجھکو ہے چشم و ابروے خونخوار سے غرض

رکھتا نہین ہون مین خط رخسار سے غرض
باغ جہان مین ہے گل بیخار سے غرض

ہے یہ اثر تصور چشمان مست کا
ساقی سے کام ہے نہ تو خمار سے غرض

دل ہی ہمارے پہلو مین سینے مین داغ ہین
بلبل سے کام ہے نہ تو گلزار سے غرض

مہ نظر سے مردم چشم بتان کا دور
مجھکو نہین ہے اختر سیار سے غرض

مجنون و کوہکن کی طرح مجھکو اے صنم
مطلب ہے دشت سے نہ تو کہسار سے غرض

اوس حسن خانگی کے تصور مین کیا عجب
آنکھون کو ہووے روزن دیوار سے غرض

مطلب نہین ہے گردش لیل و نہار سے
دل کو ہے میرے زلف و رخ یار سے غرض

دشت جنون مین بسر دیا جاتے ہین جو ہم
کچھ کفش سے ہے کام نہ دستار سے غرض

فریاد و درد و نالہ و افغان و شور و آہ
ہجران مین ہے مجھے انہین دو چار سے غرض

دوزخ کا غم ہے اور نہ جنت کی کچھ خوشی
ناسخ کو ہے یار کے دیدار سے غرض

ہے دل وارفتہ عاشق کو دلبر سے غرض
گل سے بلبل کو ہے قمری کو صنوبر سے غرض

سبزۂ خط کیون نہو لعل لب شیرین کے گرد
ہوتی ہے اے جان جان طوطی کو شکر سے غرض

کام کیا ہے گلشن عالم مین گل کو خار سے
یار کو کب ہو ہمارے جسم لاغر سے غرض

طفل اشک آتے ہین سمت دل لیے پتھر لیے
پھر دیوانہ رہے لڑکون کو پتھر سے غرض

کام ہے مجھکو خیال چشم مست یار سے
مست کو رہتی ہے اکثر جام و ساغر سے غرض

شیخ کو ناسخ جام مے سے کچھ مطلب نہین
کب رہے خفاش کو خورشید انور سے غرض

اے پریرو ترا دیوانہ ہے سلطان جہان
داغ سودا کا مرے سر پہ ہوا افسر کی عوض

یہ نہین خال رخ شعلہ فشان پر اوسکے
داغ پیدا ہوے آتش مین سمندر کی عوض

جسکا دل صاف ہے پر خون ہوا ہے جمال
لعل پیدا ہوا سیب مین گوہر کی عوض

ہدف تیر قضا چرخ کہن ہوتا ہے
اہل دنیا پہ ہے یہ آہ شرربار کا فیض

کور وہ چشم ہے جو دیکھے نہ تجہکو نساخ
عام ہے صورت مہ نور رخ یار کا فیض

ردیف طاے

اوڑا ہے اور حسن سبز خوبان کو بہار خط
ہوس ہے آئینہ رویون کی آنکھون کا غبار خط

مکدر حسن کے آئینہ کو کرے غبار خط
خزان کرتی ہے بہار عارض رنگین کو غبار خط

زبس اے نامہ بر رہتا ہے مجھکو انتظار خط
کھٹکتے ہین مری آنکھون مین غبار خار خار خط

اوڑا حسن جوانی عشق سے عاشق نے منہ موڑا
خزان سے گلشن عارض کو کیا کم ہے بہار خط

نہ پہنچے جلد گر لیکر خط دلدار نامہ بر
سفید آنکھون کو کرتی ہے مثل کاغذ انتظار خط

ہوا محفوظ گل باد صرصر سے گلستان کو
نہووے رو بھر رنگین بتان پر اختیار خط

گئی زنگ کدورت کا نہو ویگا کسی صورت
کریگا صاف اوس آئینہ رخ کو غبار خط

شکایت جو خیال دیدہ فتان کی لکھی ہے
ہوا ہے آہوے چشم خونریز ابھی شکار خط

خط اوس محبوب کا رخسار نے اے دل جو منہ ڈھایا
قلم کی حسن نے حجام کے ہاتھون بار خط

بہار حسن پہ تیرے خزان کی آمد آمد ہے
گل عارض کی بہار کو دبالیوے گا خار خط

بھرے ہے زخم دل مجروح اے جراح دم بھر بہن
ہوئی ہے ہم زنگار یاد سبزہ زار خط

زبس درد گرانباری غم کا حال لکھتا ہون
یقین ہوتا ہے قاصد سے نہین دیکھیگا بار خط

تصور روز شب ہے آمد خط زرافشان کا
مری آنکھون کو کرتا ہے منور انتظار خط

خط دلدار کی جو آمد آمد کا تصور ہے
کرے گا ٹکڑے ٹکڑے دل کو میرے خار خار خط

کیا ہے دیدہ نساخ مثل توتیا روشن

نسازم نقد دین و دل چرا صاحب نثار خط

کسطرح کرون ہجر مین مین آہ و فغان ضبط
ممکن کسی صورت نہین اے جان جہان ضبط

کی دل مین جگہہ جبر سے کافر کے نگہ نے
انگریز کی سرکار مین ہے دلکا مکان ضبط

ہر غنچہ گل بلبل گریان پہ ہے خندان
لڑکون سے ہنسی ہوتی ہے ایجان کہان ضبط

ہر ایک نفس بن گیا شعلہ کا زبانہ
آہون کو جو کرتا ہے ترا سوختہ جان ضبط

آجائے گا خود لب پہ مرے راز محبت
حق یہ ہے کہ ہے صورت منصور کہان ضبط

پروانہ جو کہتا نہین حال دل سوزان
سیکہا ہے مگر شمع سے ای سوختہ جان ضبط

اب عاشق و معشوق سنے دیکہا اثر عشق
بیتابی دل ہوتی ہے یان ضبط نہ وہان ضبط

نساخ کی سن تاکہ ہون خندہ زنان غیر
گر سینے کو تو کرا سینے ظرف وقت بیان ضبط

حالت درد جدائی کی سبب
کیا عجب ہووے پر شعر خراب خط

دیدۂ تر کا لکہا ہے سنے حال
کیون نہووے دامن سیلاب خط

دیدۂ عاشق منور ہو گئے ہین
بلا بہیج اے مہر عالمتاب خط

دیکہین تمہارے دیدہ ناوک فگن اگر
راہ خطا و چین کو کرین گو ہرن غلط

دیکہا ہے جیسے مصحف رخسار یار کو
کرتا ہے راہ و ہیر ہر اک برہمن غلط

مرنے کے بعد بہی کہین ہٹتا ہے ارتباط
ہے اعتماد دوستی جان و تن غلط

مفہوم لکہتے ہین دہن تنگ یار کو
نساخ آپ کا ہے یقینا یہ ظن غلط

ہے شکایت بوسے پر تکرار کے
کہول کر پڑہتا ہون سو سو بار خط

ہین جو شوق وصل کا مضمون لکہون
قاصدا ہو کہولنا دشوار خط

ردیف ظای ضظع

ہو تیری تیغ کو کیا خون آشنا کا لحاظ
نہووے تجہکو ستمگر اگر صبا کا لحاظ

فراق مین سر بازار نالے کرتا ہون
خیال غیر کا تجہکو نہ آشنا کا لحاظ

روے روشن نے جلا مارا ترے عشاق کو
تیز ہے جسکی زبان خاموش رہتا ہے مدام

پھونک دیتی ہے پتنگون کو یہ ہے تاثیر شمع
بزم عالم مین منہ ہوے گوش زد تقریر شمع

ردیف غین معجمہ

یاد روے یار مین ہین داغہاے تن چراغ
خانۂ مرقد مین بعد مرگ ہے روشن چراغ

داغ سوزان کا جو اے گاردون روشن چراغ
ہو سیہ رو بزم مین مثل گل سوسن چراغ

شمع کی حاجت نہین آئیگا وہ خورشید رو
اوسکے نقش پا سے ہوگا گور پر روشن چراغ

یاد روے یار مین نکلا تو آنکھون مین میرے
دیدۂ غول بیابان ہوگیا روشن چراغ

حلقۂ کاکل مین یاد آیا رخ تابان یار
بن گئے ہین خانۂ دل کے مرے روزن چراغ

آتش افروزی کرے گلشن مین جب وہ مہروش
ہون پتنگے عندلیبین اور گل گلشن چراغ

نزع مین بھی داغ سوزان کو نہ پوشیدہ کرون
مین سمجھتا ہی نہین ہرگز دم خفتن چراغ

رنگتون پہ ہے پروانہ کا مجھکو گمان
داغہاے تن سے ہین دامان پیراہن چراغ

کشتہ ہے اوسکے طلائی رنگ کا یہ خاکسار
روغن اکسیر سے ہو گور پر روشن چراغ

داغ سوزان سے ہوا اپنا خانۂ دل جلکے خاک
برق سکے ہاتھ سے جلا ہیگا مرا مدفن چراغ

شہسوار شعر کہہ ہو جوش جنون کا خیال
ہو فروغ عکس تن سے حلقۂ جوشن چراغ

پڑگیا ہے عکس کیا اوس عارض پرنور کا
بحر مین گرداب ہر اک ہوگیا روشن چراغ

بزم مین خورشید روتیکی ہو نساخ حزین
خون پروانہ سے ہو وہی لعل کا معدن چراغ

داغ دل کا ہے بغیر از اشک کب روشن چراغ
بزم عالم مین نہین جلتا ہے بے روغن چراغ

سے تابان شمع ہے قصر بلند یار مین
خانۂ افلاک مین ہے مہر کا روشن چراغ

تیرہ دل کو پیش روشندل نہین ہوتا فروغ
مہر کے آگے نہ ہووے ماہ کا روشن چراغ

اشک چشم تر ہے باعث ہے فروغ داغ کا
تیل گھٹ جاتا ہے جب ہوتا ہے گل روشن چراغ

فیض مردہ دلسے دنیا مین پہونچتا ہے کسے
آتش خاموش سے ہوتا نہین روشن چراغ

روے روشن کو کری عاشق سے کیا پنہان نقاب
شمع و چھپتا نہین ہرگزتہ دامن چراغ

درد عاشق کا نہو صدمہ سے کبھی معشوق کو
مرگ پر پروانے کے کرتا نہین شیون چراغ

روے روشن نے جلا کر خاک کرڈالا مجھے
جان پروانہ کا ہے ای شمع رو دشمن چراغ

عاشق دل سوختہ بے جان ہے فریادی
نالہ و افغان نہین کرتا دم مردن چراغ

جبین عالی منزلت ہے خود بخود اونکو فروغ
مہر و مہ کا چرخ پر جلتا ہے بی روغن چراغ

تنگدل کو کب ہوا ناسخ دنیا مین فروغ
کب کرے روشن جہان مین خانہ مدفن چراغ

ہے وہ اپنے سینہ سوزان مین داغ
بلبل گل جس سے ہون بستان مین داغ

اب نہین کچھ حاجت شمع و چراغ
بس ہے مجھکو کلبہ احزان مین داغ

اپنی طاعت پر جو تو مغرور ہے
لگ گیا زاہد ترے ایمان مین داغ

تیرے فرقت مین سے اے ماہ تمام
دل کے بدلے سینہ سوزان مین داغ

چرخ پر کب جلوہ گر ہین مہر و ماہ
پڑ گئے ہین گنبد گردان مین داغ

لکھی ہے تعریف جو اوس ماہ کے
پڑ گئے ناسخ کے دیوان مین داغ

اپنے داغ دل کا روشن گر کرون ای گل چراغ
خانہ زنجیر مین ہون حلقہای غل چراغ

خندق پاے حنائی کی عجب تماشہ ہے
کفش کا تیرے ہے ای خورشید رو ہر گل چراغ

پڑ گیا ہے عکس جو اوسکے رخ پر نور کا
میکدے مین ہے کف ساقی پہ جام مل چراغ

دل ہمارا بن گیا پروانہ سوز و گداز
روے روشن سے ہوا جو حلقہ کاکل چراغ

اوس گل پر نور کو دیکھا ہے شاید باغ مین
روشنی مین ہو گیا چو دیدۂ بلبل چراغ

غم شب تاریک ہجران مین نہین ناسخ کو ہ
شمع رو ہاتھون سے اوسکے ہو گئے ہین گل چراغ

پاے جو زلف مہر وشان کا سراغ داغ
کیون عرش پر چڑھائے نہ اپنا دماغ داغ

ہے جس سے شعلہ رخ آتش فشان کی یاد
جلتے ہین روز و شب مرے مثل اوجاغ داغ

ہے منہ پہ تیرے مبتلا جو رُسے پہ تیرے ہے فدا
اے ماہرو صبح و مسا اک سطرف ایک اوسطرف

مشّاق کو اب دیکھکر رخ پر ترے کیونکر ہمیر
بل کرتی ہے زلف دوتا اک سطرف ایک اوسطرف

ہو بیچ ہر میں پردوں سے بھی انسان کو
کہ موتیوں کے لیے توڑیں استخوان صدف

ہو گوشہ گیر سچ ہے انسانی سے اوسے کیا کام
ہوتی ہے قابل گفتار کب زبان صدف

نہیں ہے چشم مری اشک صاف سے خالی
بھرا ہے گوہر شہوار سے دہان صدف

خالی نہیں ہے حسن سے تمام فراق بھی
آنکھوں میں اپنے ظلمت بیت الحزن ہے زلف

عنبر تھا جسم پر اک خال خالیہ
آنکھیں ہرن میں نافہ مشک ختن ہے زلف

نازک ہے اس قدر کہ لچکتی ہے بار بار
اونکی کمر سے اوٹھ نہیں سکتا ہے بار زلف

بڑھا یار تب ان آنکھوں کا اشک صاف سنے
جہان میں گوہر تر سے ہے آبروے صدف

ردیف قاف قرشت

ہو گیا جب سے مبتلاے فراق
ظلم اوٹھائے سے جفاے فراق

دیکھتے کچھ نہیں سواے فراق
اپنی آنکھیں نہیں سراے فراق

وصل ہووے نصیب جاے فراق
کہیں ٹل جاے یہ بلاے فراق

مجھسے یکدم جدا نہیں ہوتا
میں ہوا قابل وفاے فراق

بیکسی میں نہیں کوئی غمخوار
جز غم درد جان گزاے فراق

کیجیے اب بیان کس کس کا
لاکھ صدمے سہے سواے فراق

ہے فدا اسکی صورت گندم
دل عاشق کو آسیاے فراق

زندگی ہو دوبارہ پاؤں جان
اگر آئے قضا بجاے فراق

آہ و افغان و شور و نالہ زار
چار چیزیں ہیں مقتضاے فراق

حرف سارے ہوں شعر میں مقطوع
کریں موزوں جو نا جم اے فراق

ہے طفیل روے انور دھوپ سونیکا ورق
ورنہ بن سکتی ہے کیونکر دھوپ سونے کا ورق

اس قدر تاثیر پیلی ہے رنگ زرد کی
ہو گئی ہے صاف زرگر دھوپ سونیکا ورق

دیکھ لے تیرے سنہری رنگ کو گر آفتاب
مہروش ہووے مقرر دھوپ سونیکا ورق

پرتو داغ دل عاشق بھی وہ اکسیر ہے
ہوا ابھی ای کیمیا گر دھوپ سونیکا ورق

اس قدر تیرے سنہری رنگ نے چمکا دیا
ہو گئی اے مہر انور دھوپ سونیکا ورق

تیرے روے صاف سے ہی میرے رنگ زرد و
چاندنی چاندی کا پتر دھوپ سونیکا ورق

ہے اوسی کی شاعری ناسخ آب و تاب کی
باندھ لیوے جو سخن ور دھوپ سونیکا ورق

یہہ غزل دو قافیتین ہے

ہے جسم مرا اے گل رعنا شجر عشق
انگور ہر اک زخم کا گویا ثمر عشق

بے پردہ مری نعش کے ہمراہ وہ ہونگے
دکھلائیگا اک روز تماشا ہنر عشق

کان اوسکے بھرے ہین مری جانب سے عدو نے
سنتا نہین وہ یار دلارا خبر عشق

نظرون سے گرا خوار ہوا چشم جہان مین
جب پڑے اے دل شیدا نظر عشق

پہلو و دل و سینہ کیا خاک جلا کر
ہے نار جہنم سے زیادہ شرر عشق

لب خشک ہین تر آنکھین ہین اور زردی چہرہ
صورت سے مری صاف ہویدا اثر عشق

ہے خشک جو ہجران مین نہال قد ناسخ
پہونچائیگا اک دن اوسے صدمہ تبر عشق

کرتا رہا تصور قاتل شب فراق
تڑپا کیا مرا دل بسمل شب فراق

افلاک پر ستارے ہوں مانند آبلہ
آنکھون مین داغ ہو مہ کامل شب فراق

مرگ سے راضی نہوا انسان کبھی
کب گوارا ہووے دلبر کا فراق

ردیف کاف کلمن

نہ آیا مرقد عاشق پہ وہ سرو روان اب تک
نہ نکلا کچھ بھی تیرے ہاتھ سے کام آسمان اب تک

کسی کے لعل ہیگون کے نکلے تھے وصف کیا شب کو
ٹپکتا ہے جو نوک کلک سے لعل روان اب تک

اوڑائی خاک بھی گاو زمین سے تو نے تاب لیکن
نپایا کوچۂ محبوب کا دل نے نشان اب تک

مسی مالیدہ لب تیرے جو چوسے وصل کی شب کو
مزا ہے شربت نیلوفری کا منہ مین یہان اب تک

چھٹے ہین گو قرار و صبر تیرے عشق مین کب کے
ہے لے ہمارہ ہم مین میرے نالہ و آہ و فغان اب تک

نہین واقف ترے اسرار سے کیا شان تیری ہے
پری و حور و غلمان و فرشتہ انس و جان اب تک

گرہ

نہ آتے تم تو کہیے ای میری جان کوچ کر جاتے
دل و دین عقل و ہوش و خواب و خور تاب و توان اب تک

دل ہمارا بھی ہے اگر نازک
خوی جانان ہے بیشتر نازک

رشتہ عمر سے سوا اے ناصح
ہے مرے یار کی کمر نازک

ردیف کاف فارسی

تری فرقت سے جو رکھتی ہے دل مین ڈر رگ سنگ
نہان ہے سنگ مین اے شوخ فتنہ گر رگ سنگ

کرون گا کوہ مین جا کر جو آہ شعلہ فشان
شعاع مہر سے چمکے گی بیشتر رگ سنگ

برابری مری آہون سے کر سکے گی کمان
ہزار رنگ نکالے اگر ہنر رگ سنگ

رہا سحر مین بھی گر اپنے سوز دل کا اثر
زبان شمع صفت جل بجھے گی ہر رگ سنگ

مشابہت بت چینی کی جو کمر سے ہے
کہین سے بالکو شیشہ کے شیشہ گر رگ سنگ

ہزار ون توڑے ہین تلوارین سخت جانی مین
رگ جگر سے ہو وے گی سخت تر رگ سنگ

خیال ہے صنم سنگ دل کے آنے کا
ہے انتظار مین ہر رشتۂ نظر رگ سنگ

جو چھیڑ آپ کی سختی و سرد مہری ہے
رگ بدن سے ہے بیت غیرت قمر رگ سنگ

زبس گلوے بت سنگدل سے ہے چسپان
عجب نہین کہ بنے رشتۂ گہر رگ سنگ

حنائی پاؤن جو سنگ مزار پر وہ رکھے
تو ہو سنگ رگ لعل جلوہ گر رگ سنگ

خیال آمد و رفت بتان ہے آشفتہ
بنین گے تار نظر اپنے سربسر رگ سنگ

اوٹھاتے ہوتے ستونے دیوار جاتی ہین پتھر
بنی ہے فصل بہاران مین شکل پر رگ سنگ

کنهی صنم کی کمر سے ہوئی ہے شہر سند
نہان جو رہتی ہے نظرون سے بیشتر رگ سنگ

ہوا ہے عشق بت سنگدل مین جو ناسخ
سنے ہین تار کفن اوسکے جسم پر رگ سنگ

خیال زلف بتان مین ہو یار گر رگ سنگ
وبال لائیگی مرقد مین جان پر رگ سنگ

بتون کے نشتر مژگان کو دیکھے گر رگ سنگ
تڑپ کے سنگ سے نکلیگی سر بسر رگ سنگ

وہ گلبدن جو رکھے پاون سنگ مدفن پر
قدم ہو رگ گل سے زیادہ تر رگ سنگ

خیال جو بت سیمین کا شبکو سوتے مین آئے
ان آنکھون کو ہو رگ خواب تا سحر رگ سنگ

نہان ہے چشم گمان سے ہوا ستقدر یار کا
تری ہے کیا صنم سنگدل کمر رگ سنگ

یہہ شوق دید ہے پتھرا گئین مری آنکھین
عجب نہین کہ بنے رشتہ نظر رگ سنگ

اثر کرے نہ کبھی منطق کی تیغ زبان
بندھی ہے ایسی صفائی سے آب پر رگ سنگ

یہہ جوش ماتم فرہاد ہے جدائی شیرین
عجب نہین ہے رگ ابر ہو اگر رگ سنگ

مدام رہتے ہین عالم مین تنگ سنگین دل
ہے روز و شب یہی دورہ زبان پر رگ سنگ

نہین ہے سختی تنگی و درے ایمن
ہوئی ہے گوشہ گزین سنگ مین اگر رگ سنگ

زمین ہے سخت دہون کو زبان تیز ہو کام
جہان مین رکھتی ہے کب خوف نیشتر رگ سنگ

بتون کے دل مین کریگی ہمارے آہ بھی گھر
کہ کوہسار مین ہے مسکن شرر رگ سنگ

بتون کے ظلم سے کیا خوف گوشہ گیرون کو
ہمارے نشتر مژگان سے ہے خطر رگ سنگ

دلون مین سنگدلون کے ہے جا جو روشندل
شرر کو رکھتی ہے اپنی بغل مین گھر رگ سنگ

ہے خامہ دو زبان رشک تیشہ فرہاد
زمین سخت یہہ ناسخ ہے اگر رگ سنگ

پھونکدی ہے یاد رخ نے داغہائے سینہ مین آگ
لگ گئی افسوس کیا پھولے پھلے گلشن مین آگ

مسی مالیدہ لب پر پنجہ رنگین کا عکس
شاخ مرجان سے لگی ہے تختہ سوسن مین آگ

[illegible]
آتش گل نے پھونکا لعل کے معدن مین آگ

دیدۂ پرنم کو اوس گلگون قبا کا ہے خیال ۔ لگ گئی ہے مردم آبی کے بھی مسکن مین آگ

نقش ہے دلمین تمہارے الفت نساخ کا
ہو شرارہ سنگ مین اب شعلہ زن آہن مین آگ

ردیف لام کلمن

مبتلا ہے ہجران مین ہو کر بہ شکے غمہای دل	حیف دل افسوس دل وا حسرتا دل ہای دل
کام ہے نشتر کی کینی کا کرتی ہے یاد مژہ	کیا ہے ناسفتہ ای جان گوہر یکتائے دل
کیا غرض ہے سیر دشت و کوہ سے اے گلعذار	ہے خیال روے رنگین لالۂ حمراے دل
رنگتی جو آنکھہ اوس مست شراب حسن سے	ہے شراب عشق سے مملو مرا مینائے دل
شرم سے موسی چھپا رکھین ید بیضا کیون	داغ ہے خورشید سے روشن بغلمین جائے دل
قیس کا مذکور کیا ہے خضر کا جی چھوٹ جائے	ہے یہ وحشت نہ امرا صحرای وحشت ای دل
شعلہ رو بنتا جب کرے عاشق سے بیٹھے کیجیے	آنکھون کے رستے سے پانی ہو ہو کے بہ جائے دل
جلوہ فرما ہے خیال اوس غیرت خورشید کا	کیا تعجب کا محل ہے آسمان بن جائے دل
مثل جسم و سایہ تجھسے ہے دلکو ربط ہے	تو جہان جائے پریرو ساتھ تیرے جائے دل
عشق کی صیقل سے جب گرد کدورت سے ہو صاف	آئینہ خانہ کا جلوہ یار کو دکھلائے دل
جب کرے غیرون سے گرمی تو مین اے شمع رو	صورت پروانہ نار رشک سے جل جائے دل
جل بجھے ہر قیامت حشر کے دن ماہ رو	داغہائے آتشین اپنے اگر دکھلائے دل

ہجر کی شب سینہ میران مین اے ابرو کمان
ہو ترازو ناوک آہ فلک پیمائے دل ٭

ہے مہر پر جو ایک دل	ہوا ہے مورد جور و جفا دل
چمن مین نغمہ پیرا ہے مرا دل	نہین اے رشک گل شور عنا دل
جو اوس دلبر سے ہووے گا جدا دل	کرے گا نالہ و آہ و بکا دل
نظر سے یار کے جو گر گیا دل	بھلا کسکی نظر مین پھر چڑھا دل

گرفتار اوسکو ہاتھون ہاتھ کرلو | چرا کر لے گیا وزدیدہ دل
نہین کھلتا ہے کچھ ای یار جانی | ہین آنکھین دشمنان جان شیدای دل
سنہ اوسکا جانب دیر بتان ہے | بنا ہے طائر قبلہ نما دل
نہین ہے مرغ آتشخوار سے کم | ہوا ہے شعلہ رویون پر فدا دل
خیال زلف و رخسار بتان مین | ہے گرم نالہ ہر صبح و مسا دل
ہوے بندش سے میری حسن مضمون | رعایا کو رکھے خوش شاہ عادل

ہے غم مین قول خسرو دردنساخ
کجا ما و کجا جان و کجا دل

سرشک دیدۂ پرخون سے ہی شراب خجل | اہی سیکشو دل بریان سے ہے کباب خجل
خجل ہے ساقی آتش لباس سے مے سرخ | ہے ساغر مے گلگون سے آفتاب خجل
ستارہ خال کف دست سے ہی شرمندہ | ہے پای صاف سے رخسار ماہتاب خجل
ای شہسوار اوڑا نور ہے جبین ایسا | ہماری آنکھون سے ہے دیدۂ رکاب خجل
رخ و جبین و کف دست و پای روشن سے | ہے ماہ و زہرہ و برجیس و آفتاب خجل

خجل ہوے دل بیتاب سے ہو برق طپان
ہے چشم پرنم نساخ سے سحاب خجل

زرد چشم یار نے پنہان جو دلکو لے لیا | دست بر سر رہ گئی حیرت سے جاسوس خیال

گردش لیل و نہار چرخ سے روشن ہے صاف
ہے یہ قندیل فلک نساخ فانوس خیال

پچھتا کے اوٹھین سر ہی سن لین اگر نالہ ای دل | کم لطف صور سے نہین شور بکا سے دل
چشم سیاہ نے مجھے سرمہ کھلا دیا | لاون زبان پہ وصل مین کیا مدعای دل
سمجھے تھے ہون وصل کی یارب کہین نصیب | آٹھون پہر فراق مین ہے یہ دعای دل
رکھتا ہے پاؤن کوچۂ الفت مین دیکھیے | ایسا سفر کہ ہاتھ سے جان کو گنوای دل

جب پیچ عشق مین پڑے نساخ کھل گیا

کوئی نہیں ہے جان کا دشمن سوائے دل

حوصلہ ہووے نہ کمظرف کو اصلا حاصل
ظرف خم کو نہیں سکتا کبھی شیشا حاصل

نگہ شوخ نہ مژدے کو جلائے ہر گز
کب فرنگی کو ہوا اعجاز مسیحا حاصل

بحر دنیا میں تنک ظرف نہو دریا دل
ہووے تالاب کو کب وسعت دریا حاصل

شل نساخ نہووے کبھی حاسد کو فروغ
سامری کو نہیں سکتا ید بیضا حاصل

خال کو گوشہ ابرو کے نہ چوم اے نساخ
جسکی موت آئی ہے کھاتا ہے وہ تلوار سے پھل

اے از خیال تو رخصت دارم گلستان در بغل
وز یاد زلف پر خمت صد سنبلستان در بغل

گر رشتہ بود یک نفحہ کاکل اسپیچ مرا
منقار خود ساز و نہان صبح خوش الحان در بغل

ہر تار گیسوے ترا تا ناروچین زیر نگین
یاقوت لبہاے ترا کوہ بدخشان در بغل

ہدى بيا [illegible] بین کہ پارہاے لخت دل
ہر طفل اشک لالہ گون وارد گلستان در بغل

رخسار پر نور ترا صبح وطن در آستین
چشم سیہ مست ترا شام غریبان در بغل

نساخ در توصیف آن رشک گل باغ جنان
ہر شعر ما باشد نہان فردوس رضوان در بغل

ردیف میم کلمن

عمر بھر تک وہ رہا نساخ زیر بار غم
پڑ گیا اکبار جب پر سایۂ دیوار غم

بہتر اس جینے سے ہے موت اے دل بیمار غم
آفت جان حزین ہے صدمۂ آزار غم

اے گل گلزار خوبی حالت ہجران نہ پوچھ
نیشتر سے بھی رگ جانکو سوا ہے خار غم

ہجر جانان میں کنارہ کش ہوئی ہے عیش و عشرت
غم ہوا غمخوار میرا میں ہوا غمخوار غم

کھاتے ہیں اے رشک یوسف غم تری عشاق عام
گرم رہتا ہے نہایت اندنوں بازار غم

گیسوے پر پیچ کا ہجران میں شب بھر ہے خیال
لپٹی رہتی ہے مری گردن میں ہر دم مار غم

اے طبیب یہ نہیں ممکن کہ ہو سہل علاج
حضرت عیسی سے بھی اچھا نہو بیمار غم

روہی شادی نمناک آگے میری آنکھوں کو نظر
نہال رخسار پری رویان کا رہتا ہے خیال
تیرگی آنکھوں میں چھا جاتی ہے ای خورشید رو
چار دیوار عناصر کا مجھے رہتا ہے خوف
کا فر ہے پیر کو میرے کوئی کردے خبر

پیش چشم خونفشاں حائل ہوئی دیوار غم
کھا جائیگا اک دن مجھے زندگی آدم خوار غم
ہے شب دیجور سے بھی بڑھکے روز ناز غم
موج زن جس وقت ہوتا ہے یم زخار غم
اوٹھ نہیں سکتا ہے نساخ حزیں سے بار غم

در گہ عالیجناب عشق میں جانا جو ہو
باندھ لے نساخ اپنے سر پہ تو دستار غم

ہے مجھے خال سے اور زلف سیہ فام سے کام
شیشہ و ساغر و پیمانہ سے و جام سے کام
گردش چشم صنم دیکھ کے دوران ہوا
انتظاری میں کہیں قاصد جانان آجاے

نہ غرض دانہ سے رکھتے ہیں نہ کچھ دام سے کام
ہے فقط کیفیت ساقی گلفام سے کام
اے طبیب ہے مجھے روغن بادام سے کام
دیدہ و گوش کو ہے نامہ و پیغام سے کام

صبح سے واں تو ہے چوٹی کی گندھاوٹ کا خیال
یہاں نساخ کو ہے خواب سر شام سے کام

سینہ معمور از فروغ روے زیبا کردہ ام
نامہ شوق لفافیت در دل انشا کردہ ام
گرچہ ہر موے دراز تو سمے دارد مگر
در جگر سوراخ ہی دارم پے تسکین دل
سے ہنگام سخن بابیک در وصف میان

شمع خانہ روشن از نور تجلا کردہ ام
نقطہا از مردمان چشم بینا کردہ ام
من ہر گیسوے مشکین تو پیدا کردہ ام
غرفہ بہر تماشاے رخت وا کردہ ام
رشتہ فکر رسا را دام عنقا کردہ ام

ردیف نون کلمن

یہ جو ہر شک گرم ہے چشم پر آب میں
دل چاک چاک ہے جو وہ رخ ہے نقاب میں
[illegible]

اے حجاب حسن ہے یہ سمت رجاب میں
پردہ دری ہے صاف کسی کے حجاب میں
اے حجاب حسن گو ما مولسے حباب میں

عالم چکور کا ہوا اس مہ پہ شہسوار
ہالے میں مہ ہے پاؤں نہیں ہے رکاب میں

سو سو طرح سے کھاتی ہے بل اوٹھتے بیٹھتے
کاکل ہے بڑھ چلی وہ کمر پیچ و تاب میں

طفلی میں یا نچہ کیسی چلتا ہے تو جو چال
جیتا بچے گا کوئی نہ تجھسے شباب میں

ہے چشم مست کا دل پر داغ کو خیال
مے سے بھری ہوئی قدح آفتاب میں

خط سیاہ عارض روشن سے کھل گیا
زنگ آگیا ہے آئینۂ آفتاب میں

ابلیس کو ہے جیسا ستارہ وہ اور یہ رقیب کو
ہے طور تیر آہ کا تیر شہاب میں

وہ شہسوار گرم عنان ہو جو سینے میں
دوڑے گا سر و رنگ بھی اوسکے رکاب میں

سفاک کی نگاہ کی ہے یاد وقت ذبح
خنجر ہزاروں ٹوٹے مرے اضطراب میں

اوسکی ہنسی سے یہ دل پر داغ ہے فگار
بجلی کی ضرب ہے سپر آفتاب میں

خاموش اہل بزم کو کر دے یہ ہے اثر
نساخ اپنے ہر سخن لاجواب میں +

اوس دلربا کا جلوہ ہے چشم پر آب میں
ہے ہمنے پری کو بند کیا ہے حباب میں

ہے عکس داغ دلکا رخ بے حجاب میں
تصویر ماہ ہے ورق آفتاب میں

روے صنم کا جلوہ ہے چشم پر آب میں
تحویل ماہتاب ہے برج حباب میں

سو سو طرح سے باندھے ہیں مضمون یار زلف
ہاتھوں سے میرے قافیے ہیں اک عذاب میں

پستان ہے سرشت محرم آب رواں میں ہے
عکس شفق کا جلوہ نما ہے حباب میں

خالی ہیں ساکنان فلک عشق سے اگر
پھر داغ کس لیے ہے دل ماہتاب میں

ہے منعکس جو کاکل پر پیچ دلربا
گویا زبان مار ہے ہر موج آب میں

اوس ماہرو کی بزم میں چلتے ہیں جو شراب
ہے دور آفتاب شب ماہتاب میں —

رخسار پر عرق کے تصور میں مرتے ہیں
کشتی عمر اپنی رواں ہے گلاب میں

دیکھی تڑپ جو کان کی مچھلی کی بحر حسن
ماہی کی طرح عمر کٹی اضطراب میں

اوس ماہرو کی یاد میں روشن ہیں داغ دل
تارے چمک رہے ہیں شب ماہتاب میں

ممکن نہیں گناہوں کا میرے شمار ہو
مصروف ہوں جو سارے فرشتے حساب میں

دم بھر ہوا ٹھہرتے نہیں ہے حباب مین

کون سی رات مرے دل کو تری یاد نہیں / کون سا روز ہے جو نالہ و فریاد نہیں

اسکی چوکھٹ پہ گھسے پاؤن ہین کسکی نصیب / ہے مکان یار کا کچھ گلشن شداد نہیں

وصف مژگان سے کیا ہے دل حاسد ٹکڑے / خامہ اپنا تو کم از خنجر فولاد نہیں

قتل عشاق کیا کرتے ہین خوبان جہان / کون دنیا مین حسین ہے کہ وہ جلاد نہیں

ہجر مین رنج و غم و درد و الم کا ہے ہجوم / کوئی دن شاد ہمارا دل ناشاد نہیں

سیکڑون فتنے کیے دیدۂ فتان نے بپا / کون کافر ہے کہ وہ باعث بیداد نہیں

کمر نازک جانان کی جو کھینچے تصویر / یہ مجال قلم مانی و بہزاد نہیں

فصل گل آتے ہی اوڑ جاتی ہے گلشن سے خزان / بے اثر نالہ مرغان چمن زاد نہیں

طلب وصل پہ کیا مان کی توقع تجھسے / ہے سدا تیری زبان پہ ستم ایجاد نہیں

بلبلین کہتی ہین گلچین نہ لگے گل کو ہاتھ / نوعروسان چمن مورد بیداد نہیں

بیستون پر گل لالہ کو تو دیکھ اے شیرین / کب عیان کوہ پہ خون سر فرہاد نہیں

خاک مین سرمہ ملے ٹوٹے کہین آئینہ / کچھ بھی تجھکو ستم حال دل برباد نہیں

اک غزل اور پئے خاطر احباب لکھون
یہ زمین گو کہ پسند دل ناشاد نہیں

دل کو کچھ غیر خموشی بتان یاد نہیں / اس لیے لب پہ مرے نالہ و فریاد نہیں

کونسا دل ہے کہ جس دل مین تری یاد نہیں / کون سا گھر ہے جہان مین کہ وہ آباد نہیں

ہیچ سے دام و درم کے مین رہا روشن دل / مرغ زرین کو ذرا خطرۂ صیاد نہیں

جو کہ خادم ہے وہ مخدوم ہوا آخر کار / کون سا طفل دبستان ہے کہ استاد نہیں

راستی بازون کو نہین بیم حوادث کا خطر / مورد ظلم خزان باغ مین شمشاد نہیں

ظلم گلچین سے ہوئی باغ مین نالان بلبل / ورنہ کچھ گل سے اسے شکوۂ بیداد نہیں

یاد گلگون مین مرے نالے جو بلبل نے سنے / گم ہوے ایسے کہ انداز فغان یاد نہیں

دل مرا ہے نہین ذکر بتان سے خالی / سیکڑون گھر ہین جہان مین کہ وہ آباد نہیں

پریشان ہوتے ہیں سنبل کی صورت سیر گلشن میں
ہمارے آہ و نالے سے جو بال اونکے بکھرتے ہیں

بھلا کیا اصل پہونچی وہ شہرہ اوسکا پھیلا ہے
فرشتے بھی فلک پر ذکر حسن یار کرتے ہیں

سیاہی سی مہ و انجم کی آنکھوں میں بھی چھائی
شب مہتاب میں کوٹھے سے جس دم وہ اوترتے ہیں

دماغ اونکا ہے چوتھے آسمان پر جو کہ صورت
ترے پاؤں پہ چہرا اپنا رشک عیسیٰ سر کو دھرتے ہیں

بنا دیتے ہیں وہ حیرت کا پتلا رہ نوردوں کو
رخ آئینہ ساں لیکن جو رستے سے گذرتے ہیں

سند اور وہ زبان نساخ ہے یہ مصرعہ آتش
مسیحا ہیں مگر بیمار سے پرہیز کرتے ہیں

بیاباں میں قدم جب عالم وحشت میں دھرتے ہیں
بہ رنگ گل سر ہر خار کو ہم لال کرتے ہیں

ہمارے نالے آہن کو گلا کر موم کرتے ہیں
پر اپنے خوبی طالع سے وہ کب کان دھرتے ہیں

چمن میں بلبلوں میں ہے بپا ہنگامۂ محشر
رخ گلرنگ تیرا دیکھ کر فریاد کرتے ہیں

بجز اللہ وہ حیران خاک نا نہ آتا ہے عالم میں
رہا ہیں بند غم سے وہ جو دنیا سے گذرتے ہیں

بنا دے مردہ صد سالہ کو میں باتوں باتوں میں
مسیحا کا لب معجز بیاں دم بند کرتے ہیں

مثل مشہور ہے دنیا میں ہر کار کے دھر مرد
جو ہیں کم ظرف منہ کا نہیں وہ کب پاؤں دھرتے ہیں

ہوا رعب فروغ حسن سے خورشید بھی لرزاں
جو وقت غسل وہ منہ اپنا دھوتے ہیں نکھرتے ہیں

لب معجز نما کی یاد میں اسے غیرت عیسیٰ
حیات جاودانی پاتے ہیں جو تجھ پہ مرتے ہیں

ہے وہ صیاد گلرو سامنے آنکھوں کے ہر ساعت
قفس میں ہم صفیر و زیست کے دن خوش گذرتے ہیں

فنا ہو جاتے ہیں اک آن میں سیل حوادث سے
حبابوں کی طرح جو جوش مستی میں ابھرتے ہیں

برا ہو یا بھلا ہو سوچتے مطلق نہیں ہرگز
جو اونکے جی میں آجاتا ہے بیکھٹکے کر گذرتے ہیں

وہ ایسا بد گمان ہے دم جو آئینہ کا ہوتا ہے اوسکو
جو کوئی اوس سے کہہ دے حضرت نساخ مرتے ہیں

بہ رسم اغیار میں وہ شب کو رہا کرتے ہیں
ہم میہمان شمع کے مانند جلا کرتے ہیں

سانپ کی طرح مجھے پیچ دیا کرتے ہیں
پیچ کیا کیا ترے گیسو سے دو تا کرتے ہیں

بوالہوس کے لیے عاشق کو جدا کرتے ہیں
ہو رش میں آپ ہی صاحب کہ یہ کیا کرتے ہیں

سب ہاتھسے ہین زیادہ کوئی ہمسے کم نہین

جسکو سودا اوسکے جوڑے کا نہین
عقدۂ عشق اوس سے حل ہوتا نہین

کب خیال زلف عنبر سا نہین
کب سویدا یہ دل شیدا نہین

بات جیسے وہ صنم کرتا نہین
لب پہ میرے نالۂ بیجا نہین

جسنے مضمون زبان باندھا نہین
بات کا اوسکو ذرا صلا نہین

جاسے بت اسمین نہین جز ذکر حق
کعبۂ دل ہے یہ بتخانا نہین

چشم گریان دیدۂ یعقوب ہے
وہ مہ کنعان نظر آتا نہین

پیچ سے کیا عشق کے واقف ہو وہ
دام مین جو زلف کے آیا نہین

مہر پرتو اسکا ہے یہ خط شعاع
عکس رخ پر تار گیسو کا نہین

زار جب یاد کمر مین ہو گیا
اپنا سایہ صورت عنقا نہین

وصل مین بھی حیف بخت نارسا
ہاتھ اوسکے پاون تک پہونچا نہین

ضعف ایسا ہی فراق یار مین
نالہ بھی تو لب پہ آسکتا نہین

جز فغان و نالہ و فریاد و آہ
ہجر مین ہمدم کوئی اپنا نہین

وصل مین بھی اوسکا یہ انداز تھا
ایک آن گرکی ہے تو صدہا نہین

شور محشر ہے صدا خلخال کی
ہے قیامت قامت بالا نہین

جام مے نساخ وہ دے یا نہ دے
دست ساقی پہ مرا قبضا نہین

بگڑتے بنتے ہین لاکھون حباب دریا مین
ہے مثل دور زمان انقلاب دریا مین

جو اوترے غسل کو وہ آفتاب دریا مین
ہر ایک حباب ہو جام شراب دریا مین

کسے ہوا ہے یہ شوق شراب دریا مین
کہ واژگون ہین یہ جام حباب دریا مین

گرا ہے عکس جو زلفون کا سانپ کے مانند
ہر ایک موج کو ہے پیچ و تاب دریا مین

مین وہ ہون مست کہ جاؤن جو سیر دریا کو
بنیگی پانی کے بدلے شراب دریا مین

پڑھون کنارے پہ چلکے جو شعر گوہربار
ہر اک حباب ہو دُرّ خوشاب دریا مین

گزرا ہے عکس تیرے کان کی جو بجلی کا ۔ ہے مثل برق تپان موج آب دریا مین
سنی ہے کیا ترے کانون کی چھپلیون کی تپ ۔ کہ چھپلیون کو ہے اک اضطراب دریا مین
تو وہ ہے نور کا پتلا کہ اب ہمہ تن چشم ۔ ہے تیری دید کے خاطر حباب دریا مین

گزرا ہے عکس جو کس گلبدن کا ای نساخ
سنے جو رو تہ بلبل حباب دریا مین

گر پینا رہے خوبان پہ نہین کچھ غم نہین ۔ باغ جنت کے گلون کو حاجت شبنم نہین
کون ہے ایسا کہ جسکو عاشقی کا غم نہین ۔ کونسا دل ہے کہ رشک خانۂ ماتم نہین
فیض غسل بتان سے داغ سوزان کے حقدار ۔ ذرہ سے رتبی مین زآمد نیر اعظم نہین
ابروی پر خم سے تیرے چھپ چھپ عقد دکھلا ۔ عیب ہے شمشیر مین ای تیغ زن گر خم نہین
تشنگان شوق کب سیراب غبغب سے ہوے ۔ یہہ وہ چشمہ ہے کہ جسمین نام کو بھی نم نہین
عاشقون پہ چاہیے چشم کرم ای شاہ حسن ۔ ذرہ پر کس دن نگاہ نیر اعظم نہین
حال عالم سینہ صافی کے سبب ہے منکشف ۔ کچھ رگ دل سے زیادہ خط جام جم نہین
سرنگون حق کو ندامت سے نہین ہوتا کبھی ۔ دار پہ بھی گردن منصور ای دل خم نہین
دیکھکر حیران جو ہے وہ پھول سی پستان سرخ ۔ بلبل تصویر سے انگیا کی چڑیا کم نہین
بہہ گئے زخم جگر اوسکی نگاہ لطف سے ۔ چشم الطاف بتان اے دل کم از مرہم نہین
اس جہان کیونکہ تہ و بالا نہ ہو ہنگام رقص ۔ دور دامن گردش چرخ برین سے کم نہین
تیری روشن اونگلیون کی پہونچتی یاد مین ۔ ہالہ مہتاب سے کم حلقۂ خاتم نہین

داغ دل کو خوف کیا نساخ آہ گرم سے
گلشن فردوس کو باد خزان سے غم نہین

ساتھ وصل لیا وہ زلف گرہ گیر گلے مین ۔ اب طوق گلے مین ہو نہ زنجیر گلے مین
[illegible] کیا ہی صفا او [illegible] پیر گلے مین ۔ آتی ہے نظر پان کی تحریر گلے مین
دیوانہ ہوا دیکھ جو تجھے [illegible] برہمن ۔ زنار کے بدلے رکھی زنجیر گلے مین
سن کے کبھی اوس لعل سخن گو کی جو باتین ۔ ہو بند اے طوطی تری تقریر گلے مین

دیوانہ ابروے بتان طوق کے بدلے
اشکاسے لیے پھرتے ہین شمشیر گلے مین

آسیب پری سر سے اوتر جاے جو باندھے
تعویذ کے بدلے تری تصویر گلے مین

ڈھونڈیگا اون آنکھونکے مین دیوانہ ہون چاہو
اب موج مئی ناب کی زنجیر گلے مین

مانگے مرے قاتل سے جو پانی کوئی زخمی
ٹپکاسے وہ آب دم شمشیر گلے مین

اوس طفل کی لکنت کا کرون وصف تو نساخ
ہر بات رکے پھر وہم لقمہ پہ گلے مین

ہون جو اپنے داغ سوزان پر تو اخگن آب مین
ہر حباب بحر ہو فانوس روشن آب مین

اوس پری کے مردم آبی بھی دیوانے ہو گئے
ہو گئے گرداب مثل طوق آہن آب مین

صحبت اسفل سے اعلا کو مناسب ہے گریز
کانپتا ہے پرتو خورشید روشن آب مین

قطرہاے اشک کی جا دیدۂ پرنم مین ہے
گوہر شہوار کا ہوتا ہے مسکن آب مین

دل ہوا اوسکا مکدر مجھکو روتے دیکھکر
زنگ سے آلودہ ہو جاتا ہے آہن آب مین

آنکھون مین سخت دل کے خون نظر آتے نہین
مثل مرکب لعل کا ہوتا ہے معدن آب مین

کوئی بھی ہوتا نہین مانوس جنس غیر سے
جسطرح ہوتا نہین مخلوط روغن آب مین

ہے بلاے دہر سے ایمن وطن مین ہر کوئی
سینہ گوہر مین کب پھوٹتا ہے روزن آب مین

غیر سیاحی نہین ہوتا ہے انسان دیدہ ور
آنکھ موتی کی نہین ہوتی ہے روشن آب مین

راستی نساخ کا پیشہ ہے ہر قول و وقت
شیشہ سیدھا تیرتا ہے وقت رفتن آب مین

چشم مین اشک لعل فام نہین
اب نشان جگر کا نام نہین

مے الفت کو نوش کر زاہد
کسی مذہب مین یہ حرام نہین

خواب مین بھی خیال رہتا ہے
یعنی سوداے زلف خام نہین

لب ساقی پلاے لعل مذاب
پیمان تمناے مے جام نہین

دیدہ و گوش کیون نہ کھو بیٹھون
ایک دن نامہ و پیام نہین

دل دیا ہے کسی کو اے نساخ

از زبان ہے مشتاق چمن حنا و تمنا میں

ہوئے منعکس صیاد تیرے بال پانی میں
پڑا عکس مچھلیوں کے پھنسنے والا جال پانی میں

تیرے تیر نگہ کے روکنے کو مردم آبی
سپاہیوں کے سینے میں اپنے سپر ڈھال پانی میں

تو دستہ میرے دہن ہی گر کے کلی لیتے پا
لب ہر مردم آبی سے ٹپکی رال پانی میں

ہوا سے آتشیں رونے جلا کر خاک کر ڈالا
بہا دے نقش عاشق کو تو ای غسال پانی میں

پھرا ہی پر بلبل کا دیتا ہے سبھے دہنوکا
ہوئی ہے منعکس اوس گل کی جو تمثال پانی میں

جو سیر بحر میں ہو منعکس سیندور کا ٹیکا
زبان ہر مردم آبی کی ہووے لال پانی میں

ہلال چرخ کا عالم ہے ای نساخ موجوں پر
ہوئی ہے منعکس جو یار کی خلخال پانی میں

کب یاد ابروے ستم سہہ جبین نہیں
تلواریں میرے سینے پر کس دن چلیں نہیں

بلبل چمن میں کرتی ہے نغمہ سرائیاں
پہلو میں نالہ زن مرے جان حزیں نہیں

گذرے خیال بوسہ تو پڑ جائے لب پہ نیل
تیری طرح جہاں میں کوئی نازنیں نہیں

حاسد بھی فیضیاب ہیں میرے کلام سے
خرمن کا میرے کون ہے جو خوشہ چیں نہیں

اس دور میں گذر نہیں جز غم نشاط کا
وہ کون سا ہے دل کہ جو اندوہگیں نہیں

یہہ قہر ہے غضب ہے ستم ہے کہ وصل میں
کہتے ہی قتل یار کی مجھکو سہیں نہیں

نساخ کون قدر کرے تیرے شعر کی
سلمان نہیں کمال نہیں ہی حزیں نہیں

وہ دل نہیں ہے جہاں عشق کا مقام نہیں
نگیں وہ نقش ہے بیکار جس میں نام نہیں

بجا خموشی اصنام اسے برہمن ہے
کہ آشنائے دہن ہیں مگر کلام نہیں

ہی خون جسکا جگر کب کسی کا ہو پابند
کہ مرغ رنگ حنا پہ بستۂ دام نہیں

حباب بحر نہ دنیا میں دیر پا ہووے
کہ تنگدل کو جہاں میں کبھی قیام نہیں

جہان میں سخت مزاجی ہی باعث ایذا
اوٹھائے سنگ کا صدمہ ثمر جو خام نہیں

سبب زوال کا ہووے کمال دون ہمت
ہوا سے گل نہوا ایسا چراغ بام نہیں

نہ شعر کہنے پہ ہوتا تو مست اے ناسخ
نہیں ہے نشۂ جہاں میں کہ وہ حرام نہیں

سخت دل پر خون نہیں اس دیدۂ تر میں
مرجان کبھی پیدا نہوا آب گہر میں

اغیار کو اسے یار نہ رکھ بزم میں اپنے
سوئی کو جگہہ کوئی بھی دیتا نہیں گھر میں

ہیں گرم مرے دیدۂ پر سوز کے آنسو
لازم ہے جلن سنگدلو ہووے شرر میں

عاشق کو جلائیگا وہ بت آتش غم سے
اللہ گنہگار کو ڈالے گا سقر میں

دل چاک جو ہیں اونکو نزاکت سے نہیں کام
شانہ بھی اولجھتا ہے کہیں ہوے کمر میں

کب بخت سیہ عارض دلدار نہ کہاے
کب ربط ہوا چرخ کہن شام و سحر میں

ہو خضر راہ دیدۂ تحقیق میں اگر
آب حیات جلوہ نما ہو سراب میں

لہرا گئی ہے ابروے خم دار یار کے
ہر موج پیچ و تاب سے ہے اضطراب میں

مردم وطن میں ہوتے نہیں دیدہ ور کبھی
آنکھیں بھی کھوتا ہے کوئی گوہر آب میں

گر ہووے فکر صاحب توحید نکتہ بیں
باقی رہے نہ فرق سراب و شراب میں

دندان آبدار سے ناسخ یہ شک ہوا
کان نمک میں ہوتے ہیں یا گوہر آب میں

ہے تڑپ بجلی کی سے میرے دل بیتاب میں
بیقراری ہوتی ہے ایسی شعلہ رو سیماب میں

دیدۂ تر میں خیال غنچۂ گل رنگ سے
ہووے پیدا جیسے خوبی شاخ مرجان آب میں

کوے قاتل میں نجاے زاہد گمرہ کبھی
کب برہمن کوئی جاے مسلخ قصاب میں

جوش وحشت بوسہ لے لعل جانان سے کہاں
ہے اثر اصلاح خون کا چارہ گر عناب میں

سجدہ کب زاہد جھکائے پیش ابروے بتاں
سجدہ وکب کرتا ہے ہندو کعبہ کی محراب میں

جب کہ سیدھا صف دیتا ہے اوسی خالق فروغ
روشنی ہوتی ہے روے مہر عالمتاب میں

صاف باطن جو ہیں دل اونکا نہو پر خون کبھی
کب ہو پیدا شاخ مرجان آئینہ کی آب میں

کب ہوا میرا گذر یار کے کاشانے مین
حی ہہین ہوتی ہے خورشید کے پیمانے مین

قبر مین اس دل پر داغ کو آرام ملا
چین روشن دلون کو ہووے سیہ خانے مین

بوالہوس ایک نگہ مین ہوا ساقی مدہوش
مست کد ظرف ہوا ایک ہی پیمانے مین

دل میرا کوچۂ جانان سے نہ نکلا ہرگز
ساقیا جان ہے میخوارونکی میخانے مین

ختم ہے تجھپہ نزاکت بتا کافر بخدا
کنگھی جو زلفون مین جو کی درد ہوا شانے مین

ہوا وہ تیرا بے کو وہ مست سفاک پانی مین
ہوا ہر مردم آبی کا سینہ چاک پانی مین

ڈبو دیوے کا مجھکو دیدۂ نمناک پانی مین
حباب آسا بہیگا یہ دل غمناک پانی مین

وہ مست بادۂ شوخی اگر جاے نہانے کو
حباب انگور ہو ہر موج ہووے تاک پانی مین

رہین گر موج زن ایسے ہی اپنے دیدۂ گریان
یقین ہے غرق ہوگا گنبد افلاک پانی مین

وطن مین کچھ بلا انسان کے سر پر نہین آتی
صدف کا بھی کوئی ہوتا ہے سینہ چاک پانی مین

حبابون پر گمان شاخ ہو ویگا سمندر کا
ہوا جو منعکس وہ روے آتشناک پانی مین

تاریک گور مین ہے سینے کا داغ روشن
گویا اندھیرے گھر مین ہے یہ چراغ روشن

ہے یاد روی روشن اس داغدار دل مین
ہووے چراغ گل سے ای شمع باغ روشن

کیا خامۂ سیہ رو داغون کے وصف لکھے
مانند شمع کب ہو منقار زاغ روشن

لازم ہے دل کو یاد چشمان مست جانان
ہو نور ہی سے ساقی چشم ایاغ روشن

شمع تجلی اوسکو کہیے اگر بجا ہے
ہے مہر و مہ سے زائد سینے کا داغ روشن

حسن شباب جانان پر خلق مر رہی ہے
پروانے جان دیوین جب ہو چراغ روشن

غسل کو اوترے سے جو وہ غنچہ دہن دریا مین
غیرت خلد نظر آئے چمن دریا مین

دور گرداب ہوا ماہی کو طوق قمر سے
جب گیا غسل کو وہ سرو چمن دریا مین

سبزۂ رخ ہے تصور مین جو ہنگام بکا
مہر رخشان کو ہے ای ماہ گہن دریا مین

تعجب ہے کہ سوزان پتلیان ہین چشم پر نم مین
جو اوڑا غسل کو وہ شمع آتش کا پر کالہ

سمندر آتش سوزان مین ہو پیدا نہ پانی مین
پر ماہی ہوا گویا یہ پروانہ پانے مین

وطن مین قدر انسان کی نہین ہوتی کبھی ہرگز
صدف کے مول بھی بکتا نہین دردانہ پانی مین

دربدر اپنی نگہ پھرتی ہے ماری ماری
ہمسر پنجۂ مژگان ہوئی چنگل باز
راست گو پھل نہین پاتے چمن دنیا مین

بیٹھ رہنا کہین سائل کے مقدر مین نہین
زور شاہین کا بازو سے کبوتر مین نہین
بار کا نام کہین سرو و صنوبر مین نہین

ہمکو کب بوسۂ لعل لب جان بخش ملے
اے خضر آب بقا بخت سکندر مین نہین

عشق خطا ای جان دل مجروح کو ہووے مفید
چشم جادو فن سے ہم چشمی کا دعوی ہے غضب

زخم بھرنے کا اثر ہے مرہم زنگار مین
شاخ کیا ایسی لگی ہے نرگس بیمار مین

دل مین رخنے پڑ گئے ہین نغمہ سنجی کی سبب
بلبلو سوراخ ہون منقار موسیقار مین

جو کہ طامع ہو وہ چھانی خاک سے دل دربدر
قربت منعم سے ہووے خاک مفلس کو حصول
فروغ سنگ ظروفان خانہ دنیا مین کب ہووے
جہان مین سنگدل سے ہوتی ہے راحت کسے حاصل
گلستان جہان مین نیک و بد کا ساتھ ہوتا ہے
نزدون سرو سے ہووے دید تو سفاک کا تیر
حق و باطل جو ہو دین جمع ای نساخ کیا ممکن
گردن شمع مین قلم جو سوز ہے شمع رویان کو
چلے کب آنکھ اوس ابرو کمانکی اشک عاشق پر
جو لولی ہو اوسے گردش نا کرتی ہے روز و شب

کسنے دیکھا گھر مین بیٹھے رہتے ہین سائل کہان
آب دریا سے ہوا ہے تر لب ساحل کہان
نہین دیکھا ہے سنے نور ہرگز چشم روزن مین
کہ دفع تشنگی کا کب اثر ہے آب آہن مین
رہین کانٹے ہمیشہ پھول کی سپاہ مین گلشن مین
کہ ہے بیکار گر جوہر ہووے تیغ آہن مین
محبت ہو نہین سکتی کبھی شیخ و برہمن مین
پہ پروانہ کا عالم ہو بازو سے کبوتر مین
کبھی کشتی روان ہوتے نہ دیکھا آب گوہر مین
کہ زہرہ آسمان پر بھی ہے ای خورشید چکر مین

کر بنے نگین اگر بت چین و چگل کے صف
نساخ گھر چوم لیں اہل سخن کے پاؤں

خیال روے نگین میں دل پر داغ تازہ ہے
ہے اپنے چشم پر ہم کو تصور قد بالا کا

بہاروں پہ چمن رہتا ہے اے گلرو بہاروں میں
چمن میں سرو کا سایہ پڑا ہے آبشاروں میں

تبان سنگدل کے سر پہ ہے سیندور کا ٹیکا
دل نساخ لالہ کھل رہا ہے کوہساروں میں

ہمسر ہوں اوسکے دانتوں نساخ کیا مجال
ایراد وصف ابروے خمدار ہیچ ہے
آزاد قید دہر سے رہتے ہیں سر بلند
ضرور چاہیے دل کو خیال سبزۂ خط
فصل گل میں کہتی تھی رو رو کے بلبل باغ میں
بے گلستان چمن میں آتا ہی نہیں یکدم کبھی
میرے دل پرخون میں ہے داغ الفت لب کا
موتی کو صفا گنج صدف میں ہوئی حاصل
دل زار سوزاں ہے اپنے بدن میں
تیرے نام کا ورد ہے ہر زبان پر
برہمن کو کب خدائی میں بتوں سے نیک ہوا
آہ رہی اشک کے تاروں میں نہیں چشم تر

پیدا ہوا ہوں لاکھ گوہر شاداب آب میں
مانند ماہ داغ نہیں ہے ہلال میں
زنجیر پڑتی ہے کہیں پائے خیال میں
لباس کعبہ کا کس دن بتو سیاہ نہیں
دشمن جان ہوگئی ہے خوبی رشتۂ باغبان
خاک صحن باغ سے کیا ہے سرشت باغبان
بیکار ہے جبتک کہ نہو نقش نگین میں
نساخ صفائی ہو دل گوشہ گزین میں
بھڑکتا ہے شعلہ سا کچھ پیرہن میں
ترا ذکر ہوتا ہے ہر انجمن میں
شبہہ کب ہووے مسلمان کو خدا کی ذات میں
خط ہے یہ دانۂ تسبیح سلیمانی میں

آپ کو حضرت نساخ کسی گل کا ہے غم
شور ہے نالۂ بلبل کا غزل خوانی میں

شربت قند مکرر کا مزا
مجھکو حاصل ہے تری تکرار میں

خوف از دون کو اہل دہر سے ایذا پر
جو گنا ہے گو ہر گز چشمۂ بینا کو ہمیں سے

سرو گلشن ضرب سنگ و خشت کے قابل نہیں
بحر ہستی کا نظر آتا کوئی ساحل نہیں

مارا ہوا ہون نازبت سنگدل کا مین
دفناؤ میری نعش کو خاک کنشت مین

کس کس طرح چھپاتے ہین عشاق راز عشق
قرآن بغل مین سکے کہتے ہین تفسیر ہاتھ مین

نہین ہے سرکشی زیر فنا فی ہین لازم
ہیے دفن شاہان عالم زیر ہین مین

مکدر ہون سے نہین ہے لطیف طبع کو کام
صبا کے پاؤن مین زنجیر موج آب نہین

حسن اوسکا عشق سے میرے نہ رسوا ہو نہین
اس لیے مین نالہ و آہ و فغان کرتا نہین

نہین ہے مصحف روے صنم کا دلکو خیال
رکھی ہوئی ہے یہ ام الکتاب شیشے مین

بوسہ خال پہ تو دانت نہ پیس ای ناسخ
چاب نے دانتون سے کہ ہیکے چھپ کہیل نہین

گرہ

چشم فتان سے جو ہی دستہ نرگس حیران
مسی لب سی ترے ہوگئی مجلس حیران

گذر کب بزم رندان مین ہوا واعظ کا ایسا قی
جگہ بیہودہ گو پاتا نہین تھا ہونکی محفل مین

عہد یار مرا تماشا کن
وین قرار مرا تماشا کن

از گران جانیم سنجے دارد
سنگسار مرا تماشا کن

دامنم پر کند ز گوہر تر
چشم زار مرا تماشا کن

شب کجا و سواد زلف کجا
بخت تار مرا تماشا کن

نرگس گلشنم سخن گو شد
چشم یار مرا تماشا کن

سایہ ام سایہ منقلب شد
جسم زار مرا تماشا کن

صبح کردم ز شام ای ناسخ
انتظار مرا تماشا کن

ردیف واو

نہ دیکھا خاکیون سی جہان کے ملنے اپنی نگاہ کو
کہ شیطان کب جھکاتے پیش آدم اپنی گردن کو

جو حق گو ہین ہنو دین سر بزانو بیم مردن سے
نہین ممکن جھکاتے دار پر منصور گردن کو

ضرر ہو یہ گھر کو رحمت اللہ سے اہل دل
کہ زنگ آلود کرتے آب باران تیغ آہن کو

زمین پر جو پڑا رہتا ہے ای بیدہ نشین ہردم
ہر اک دلمین بر تنگ غباری گلرو کلنکتی ہے

سمجھتا ہون دل صد چاک عاشق تیری چلمن کو
تیری مژگان سے جو تشبیہ دی شاعر نے سوزن کو

وہ طفل سادہ رو لڑکون مین جواب گرم بازی ہے
ہزارون حسرتون سے یاد کرتا ہون لڑکپن کو

بڑھائی گیسوی مشکین فروغ حسن جانان کو
سوا و کفر کرتا ہے تمیز نور ایمان کو

تمہاری شان سے نسبت نہین ہی حور و غلمانکو
ملک سجدہ کرین رتبہ ہوا حاصل یہ انسان کو

خضر سے کب نہان ہوتا ہے حال چشمہ حیوان
ہوا روشن وہین کا حال خط سبز جانان کو

امید ہم ازادونکو کب ہی باغ عالم مین
بہار و وی سے کچھ مطلب نہین سرو گلستان کو

سر دیوانہ پر رہنا بجا ہے داغ سوداکا
ملی ہے چرخ پر رہنے کو جا مہر درخشان کو

دل پرخون کو کیا حاصل ہو دید روی رنگین سے
نہ دیکھا فصل گل مین سبز ہوتے شاخ مرجان کو

جو بیٹھا ہین انہین اہل بصارت دوست کہتے ہین
جگہہ آغوش مین رہنے کو دی آنکھون نے انسانکو

جو افتادہ ہین وہ ایذا سے موذی کے رہین این
او سچھتے کسنے دیکھا خار سے صحرا کے دامان کو

نہین اوٹھتا ہے پردہ رون کا بھی صدمہ کبھی ہرگز
جو ہوتے درد پیدا تو اوکھاڑین جڑ سے دندانکو

نمایان کیون نہو خط سیہ اوس روی روشن پہ
نہ دیکھا داغ سے خالی کبھی ماہ تابان کو

نہو پوشیدہ راز عشق ہرگز چشم پرنم سے
چھپائی کس طرح سے ابر گریان برق خندان کو

گوارا دشمنون سے ہم تواضع بھی نہین کرتے
کہ رہرو زیر پا آنے نہ دین خار مغیلان کو

نہو کیون عشق تجکو یار سے روی کتابی سے
مسلمان سب عزیز جان و دل کہتے ہین قرآن کو

ضرر عالی منش کو پست ہمت سے نہو ہرگز
کہ مطلق سیل چھو سکتا نہین مرمر کے دانا کو

حسینون مین کیا ممتاز تجکو قد و بالا نے
ملے باغ جہان مین سربلندی سرو بستان کو

جدائی ہو گئی عالم سے دور چشم و لب ترین
کہ گردش چرخ کی کر دے جدا انسان سے انسانکو

دل ناسخ میکش کو ہے یاد روی خوے افشان
کہ ناسخ دوست رکھتا ہے ہر اک میخوار یاران کو

خیال عارض رنگین مین جاو نگاہ بیابان کو
کرو رنگ گل سے رنگین تر ہر اک نوک خار مغیلان کو

جو کھینچوں آہ موزوں یاد کر کے قد جانان کو
نہاں ہوتیں نہیں دم بھر مری آنکھوں سے ای بھرو
نکل جاتا ہوں جب چشم شکار افگن کے سوئیں میں
ستارے جھڑتے ہیں جو کنش پا کے ای مہ تابان
دل الماس ٹکڑے ٹکڑے ہے دندان صافی سے
خجل ہے جلوۂ وادی ایمن اوسکے ای موسی
نہ لین جراح کا احسان کبھی ہم اپنے گردن پر
قیامت میں بھی گر دست جنون زور و نہ پر سیجا

بناؤن بھر قمری دار ہر سرو گلستان کو
محبت مجھسے از حد ہے تری شبہای ہجران کو
سمجھتا ہوں میں رو بہ سے بھی کم شیر نیستان کو
حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں مہر تابان کو
کیا خون پنجۂ رنگین نے تیرے شاخ مرجان کو
ید بیضا نہ پہونچے آفتاب داغ ہجران کو
نہیں ٹانکوں سے کچھ مطلب ہمارے زخم خندان کو
یقین ہے چاک کر دے صبح محشر کے گریبان کو

جدا ہوتی نہیں تلووں سے دم بھر دشت گردی میں
نفشق آبلوں سے ہے مرے خار مغیلان کو

سرمہ کی حاجت نہیں چشم سیاہ یار کو
دلمیں بسنے دی جگہ زلف سیاہ یار کو
چشم جانان پر بلی جا ابروے خمدار کو
بزم خوبان میں ہے گردش دیدۂ خونخوار کو
شب چشم خشمگین ہے ساتھ سوتے ہیں مرے
تیغ کی پرسش نہیں نہ سر سودائی سے
ہجر میں ہوں یاد زلف یار میں میں بیقرار
آہ دل نے ایک پیچ و تاب میں ڈالا مجھے
ڈرتے ہیں کوئی بھی عاشق شعلہ رخسار سے
عاقبت میں کام کیا آئیگا زاہد زہد خشک
نور حاصل ہے جبین ماہ کو خورشید سے
سر بلندوں سے ضرر افتادوں کو ہوتا نہیں

کام کیا سنگ فسان سے تیغ جوہر دار کو
بند کرتے ہیں پٹارے میں سپیرے مار کو
تیغ زن دیکھا ہے اکثر سان پہ تلوار کو
معرکہ میں تیغ زن چمکاتے ہیں تلوار کو
صلح میں دیکھا ہے اکثر میان میں تلوار کو
تیز کر دیتی ہے گردش سان کی تلوار کو
دن سے بھاری رات ہوتی ہے ہر اک بیمار کو
کوئی عاقل پالتا ہے آستین میں مار کو
آگ سے خطرہ نہیں ہے مرغ آتشخوار کو
رتبۂ اعلی نہیں دنیا میں حاصل خار کو
بہرہ ور عالم ہوا پڑھکر مرے اشعار کو
آبلوں سے کیا خلش خار سر دیوار کو

پیچ سے مارا دل پر داغ کو اوس زلف نے

چشم خونریز کرے گی تہ شمشیر دو دم
دار پر کھینچے گی وہ زلف چلیپا مجھکو

پہلوے گل مین جگہہ ملتے مجھے ای گردون
گلشن دہر مین کانٹا سا ہے بنایا مجھکو

پاون میخانے کے جانب کو نہ رکھے شیخ کہیں
سر کی پگڑی کے اوتر جانیکا دہڑکا مجھکو

ضبط ہرچند کیا اشکون کو لیکن ناسخ
دیدۂ تر نے کیا خلق مین رسوا مجھکو

صورت آئینہ حیران بنایا مجھکو
نقش حیرت مین لکھا یار نے نامہ مجھکو

عشق پاے جو کیا بادیہ پیما مجھکو
سر پہ دیتا ہے جگہہ دشت مین کانٹا مجھکو

تاب کیونکر رخ پر نور کی مین لاؤن گا
وصل کی رات بہی دشوار ہے جینا مجھکو

پیچ پر پیچ دیا کرتے ہے آخر اک رات
مار ہی ڈالیگی وہ زلف چلیپا مجھکو

پوچھتا ہے وہ مجھے چھیڑ کے حال دل زار
جان دلوائی خموشی ہی نے گویا مجھکو

دہن یار کا جس روز سے باندھا ہے خیال
نہین کھلتا گرہ دل کا معما مجھکو

ہوش بلبل کیطرح طوطے اوڑے ہاتہونکے
اوسکی انگیا کی نظر آئی جو چڑیا مجھکو

ہو گئی قلقل مینے حق حق کی صدا ای ساقی
حلق منصور ہوئی گردن مینا مجھکو

ملک الموت کی بہی ہو گئی بیکار تلاش
کر دیا یاد کمر نے تری عنقا مجھکو

ہین وہ مجنون ہون کہ ہر دشت مین [illegible]
سر پہ چھتر تا ہے خار کف پا مجھکو

قطعہ

جسکے قبضے مین کہ ہے رشتۂ جان ناسخ
اوس مسیحا کا پڑا وصف جو لکہتا مجھکو

صوف ہو تار شعاع اور ہو خورشید دوات
چاہیے پہر قلم سوزن عیسے مجھکو

نہین گردش سے فرصت ایکدم چشم پر افسون کو
نہین پایا کبہی چکر سے خالی ہمنے گردون کو

تری آنکہ ہوئے الفت ہے دل شوریدہ [illegible] کو
غزالون سے بہت مانوس پایا ہمنے مجنون کو

رکہا ہے خمکدہ مین مجھکو وہ چشم ساقی نے
بٹھایا گنبد دوار نے خم مین افلاطون کو

سمجھا ہے چشم پرنم مین خیال قامت جانان
لب جو بیشتر دیکھا ہے ہمنے سرو موزون کو

نہین چلتی ہے مردان خدا کے آگے ستم کی
ملایا خاک مین موسی نے کس ذلت سے قارونکو

ہمیشہ ہو دل معشوق مین گھر عشق صادق کا
کہ رستے تاک لیلی نے بھلایا یاد مجنون کو

محبت سے ہو شہرت دہر مین ای غیرت لیلی
کیا ہے عشق نے مشہور عالم نام مجنون کو

ہی قسمت جسکی اولٹی کون سیدھی کر سکے اسکو
نہین ہے گردش گردون سے حاصل بخت وارونکو

بڑھا ہے عشق طفل سادہ رو دا عوالی باقی
ترقی دن بدن ہے جسمن ماہ روز افزون کو

نہ ہووے بیخواری جمع زر سے فائدہ حاصل
دبایا خاک مین دولت نے کس ذلت سے قارونکو

عداوت سی عدو کی کیا ضرر عاشق کو ای لیلی
ملا ہے جام شربت کا بجاے زہر مجنون کو

سکندر چشمہ حیوان سے اب تشنہ پھر آخر
ملا خم مین نہ پھر گر قطرہ ہی سی افلاطونکو

چھپاؤن دل مین ای گلرو جو عشق لعل کانکو
بناؤن لعل گون گوہر مین ہر اک قطرہ خونکو

رولایا ہو نسیم گل مین جو جسکو جوش وحشت نے
بنایا ہے سمند سینے ہر اک کوہ و ہامونکو

گمان ہو صفحہ قرطاس دیوان پر بدخشان کا
کرون تحریر اگر لعل لب رنگین کے مضمونکو

گرایا ہاتھون سے جام ہی ہوا بدمست مین ایسا
جو بزم مے مین دیکھے یاد کی چشمان میگون کو

دیکھنا ممکن نہین روی بت دلخواہ کو
آنکھ سے دیکھا ہے کسنے جلوہ اللہ کو

مستقل کیا ہو زمین پر خوبرویون کا مزاج
چرخ گردان دور مین رکھتا ہے مہر و ماہ کو

قائم و ستجاب ہر اہل دول کو کیون ہی نازش
اک کفن مرنے پہ ملتا ہے گدا و شاہ کو

روی دلبر سے خجل ہوتے ہین سارے خوبرو
کیا یدبیضا سے نسبت نجم و مہر و ماہ کو

حسن یوسف کا ہے شہرہ پر نہین جسکو نظیر
جو کہ عاقل ہے کبھی سنتا نہین افواہ کو

ہم سے دشمنی لازم نہین ای بت تجھے
اپنے بندون سے عداوت کب ہوئی اللہ کو

یاد عاشق کو بتاتا ہے کوچہ معشوق کا
بھولتا ہے کوئی مسکین میکدے کی راہ کو

آہ سوزان سے ہمارے جل گیا جسم نزار
شعلہ برق شرر افشان جلادے کاہ کو

جام فیض عشق ہی نساخ ناسخ کا ہے قول

دوست کی یاد نے دشمن کو بھلایا اب
مژدہ آہو کی ہے ہر خار مغیلان مجھکو

فی الحقیقت قد جانان کا تصور ہو اگر
دار پہ کھینچیگا ہر سرو گلستان مجھکو

کفش پاؤن مین نہ دستار ہے سر پہ میرے
دشت گردی نے کیا بے سر و سامان مجھکو

جلوہ یار ہے ہر گل سے عیان ای موسی
وادی طور ہے گویا چمنستان مجھکو

کثرت داغ سے ہے تن پہ لباس کمخواب
فصل گل رکھتی نہین ہے کبھی عریان مجھکو

قتل کرنا مجھے پوشیدہ کہین اے قاتل
عشق ہے ابروی خونخوار سے پنہان مجھکو

آمد خط رخ روشن پہ جو یاد آتی ہے
داغ دیتا ہے چراغ تہ داماں مجھکو

خسرو وقت ہے تو یاد ترا اے شیرین
سوختہ گنج ہے داغ دل سوزان مجھکو

نام روشن ہوا ظلمت کدہ عالم مین
داغ سوزان نے کیا سرو چراغان مجھکو

لب جان بخش صنم کے جو لکھے ہین اوصاف
دیدۂ صاد ہوا چشمۂ حیوان مجھکو

بندۂ بت ہون مین نساخ بقول ناسخ
شرم آتی ہے جو کہتے ہین مسلمان مجھکو

اوس صنم کا دھیان رہتا ہے دل ناشاد کو
بھولتا ہے کب دل زاہد خدا کی یاد کو

دیدۂ نادان کو کب شرم و حیا کا ہو خیال
فکر کب ملبوس کی ہو عور مادر زاد کو

فرق خوبان پہ ملے جا راست بازونکو مدام
زلف تک ہووے رسائی شانۂ شمشاد کو

ظالمونکا ظالمون سے ساتھ ہوتا ہے مدام
رکھتا ہے قاتل کمر مین خنجر فولاد کو

جان سے بھی اپنی شعرونکو رکھین شاعر عزیز
سب سے زائد کرتے ہین انسان پیار اولاد کو

جان دے پروانہ پہ شاکی ہو وصلے شمع کا
دھیان کب عاشق کرے معشوق کی بیداد کو

فائدہ نافہم کو کب شعر روشن سے ہوا
شمس سے کیا نفع ہوا اعمی مادر زاد کو

کس طرح دنیا مین دیکھون اوس رخ پر نور کو
کس نے دیکھا عالم فانی مین روے حور کو

میرے آگے حاسد شیطان صفت کیا سر جھکا
خم نہین دیکھا ہے ہرگز گردن مغرور کو

موفر پوستنکے پاس ہی ہوتی ہے دولت منعمو
اس خرابی مین عسل حاصل ہوا زنبور کو

باندھ کب قصر بلند یار مین پاے رقیب
خانۂ افلاک مین کب دخل ہے مزدور کو

ہے تمیز عاشقون مین داغ سے جسم نزار
سربلندی باغ دنیا مین ہے نخل طور کو

چرخ کجرو راست بازونکو ستاتا ہے مدام
حرف حق کہنے سے کھینچا دار پر منصور کو

منعمون کا دل طمع سے بھی کہین خالی ہوا
ربع مسکون پر قناعت کب ہوئی فغفور کو

لال ہے دست حنا بستہ سے وصف نگین بان
گناہ کرنیکا اثر حاصل ہوا سیندور کو

خال کا رہنا بجا ہے روے صافی پر ترے
خلق غافل سے جدا کرتی نہین کافور کو

کب خزان نے گلشن حسن بتان پامال ہو
باد صرصر کب بجہا سکتی ہے شمع طور کو

بیخطر نساخ دور چرخ سے ہین اہل عیش
ڈر نہین ہے آسیا سے دانۂ انگور کو

جہان مین درد و غم صدمہ الم ہوتا ہے زر کو
پہونچتے ہین ہزارون رنج اہل مرغ بی پر کو

ہے تیری چشم مژگان کا تصور ہر دم اے قاتل
سپاہی کب جدا کرتا ہے دم بھر تیغ و خنجر کو

دل پرسوز کو کیا خوف باد شمع ویان سے
ضرر کب شعلۂ آتش سے ہو بال سمندر کو

اوڑانے رنگ خوبان جہان وہ عارض روشن
چھپا دیوے فروغ مہر تابان ماہ و اختر کو

جو صافی دل ہین قدر اونکی ہوا کرتی ہے عالم مین
کہ دوکان جہان مین آبرو حاصل ہے گوہر کو

وہی آزادہ غم ہے سہان مری جو نہین رکھتا
پہونچتا کب ہے صدمہ معرکہ مین جسم بےسر کو

مرے دل کی طرف کیا اے نگہ و جلوہ فرما سے
کبھی دیکھا نہین ہے پھولتے پھلتے صنوبر کو

جو ہین اہل دول مرتے ہے وہ دو زخ مین پہونچینگے
جو کہنہ ہو جلاتین آگ سے پاپوش پر زر کو

نہ دینا اپنا دل نساخ دلبر کو کبھی ہرگز
حوالہ طفل کے کرتا ہے کوئی مرغ بے پر کو

یاد کرتا ہون ترے پھولسے رخسارون کو
پھونکدے نالۂ سوزان مرا گلزارون کو

گنتے ہین شام سے تا صبح پڑے تارونکو
نیند کیا آئے شب ہجر کے بیدارون کو

آہ سوزان سے مرے خشک ہوا جسم نزار
باد صرصر نے اگر خشک کیا خارون کو

گرم رو جوشش وحشت مین اگر ہم ہووین
کاہ کی طرح جلاوین ابھی کہسارون کو

بعد مرنے کے قرار آیا دل بیتاب کو
بیقراری ہوتی ہے کب کشتہ سیماب کو

کیا ملے گردش زدونکو دور چرخی سے نجات
چرخ سے فرصت نہیں خار و خس گرداب کو

عشق رخ میں دل نکل بھاگا ہے پہلو سے مرے
گرمی آتش اوڑا دے شیشے سے سیماب کو

اوس رخ روشن کی آگے نالے کرتے ہیں رقیب
کتے اکثر بھونکتے ہیں دیکھکر مہتاب کو

صحبت آئینہ رویاں میں ہے دل کو بیقرار
مضطرب دیکھا نہیں آئینہ کی سیماب کو

خاک ہو کر بڑھ گیا رتبہ دل ناسخ کا
ہوتی ہے اکسیر جب کشتہ کریں سیماب کو

دلوادو بوسے ہو گی ترقی جمال کو
ای جان جان زکات بڑھاتی ہے مال کو

پریوں کو کیوں گریز ہے دیوانوں سے بھلا
وحشیوں سے بھاگتے نہیں دیکھا غزال کو

بالوں سے کیوں نہ گوشہ ابرو نظر چھپے
دیکھا ہے چھپتے ابر میں اکثر ہلال کو

پروردوں سے ہووے کسی طرح فائدہ
کچھ نفع مشک سے نہیں ہوتا غزال کو

ہجر میں کم نہیں انگار سے ہر گل مجھکو
ہے فزوں دود پریشاں سے بھی سنبل مجھکو

باغ میں ساتھ وہ خورشید قیامت جو نہیں
قمری صور ہوا فاختہ بلبل مجھکو

مہر و مہ اوسکو پہونچتے ہیں کب ای جلوہ طور
ید بیضا ہے مرے ہاتھ کا ہر گل مجھکو

یاد اوس طفل مغنی کی جو زندان میں ہے
نغمہ داود کا زنجیر کا ہے غل مجھکو

سر کو چکر ہے مدام اشک ہیں جاری [illegible]
یاد ہے مسئلہ دور و تسلسل مجھکو

زلف جاناں میں ہوا طائر جان کو صدمہ
راحت شانہ کا ہوا باز کے چنگل مجھکو

یاد جنت میں کبھی آئے جو تیری زلف سیاہ
ہو گیا مارسیہ خلد کا سنبل مجھکو

چھٹنا ترے جور سے نہیں دلکو گوارا
ہے قید رہائی قفس جسم سے جان کو

احسان نہ کبھی غیر کا لے صاحب جوہر
کیا کام فشان سے ہو بھلا تیغ زبان کو

سہے شمع کے جا انجمن دہر میں ناسخ

ہر بزم مین کہوں بار نہو حبیب زبان کو

شہرت ہے یہ بزم شعروں سے میرے / کہ روشن کرے شمع ہر انجمن کو
ہو پایمال برگ خزان ہم صفیرو / پریشان ہوا چھوڑ کر ہمین وطن کو

ولہ

کیا کام کدورت سے دل اہل صفا کو / تر آپ سے دیکھا نہین دامان صبا کو
حاجت ہے رہ عشق مین کب خضر کی مجھکو / بتلائے گا کعبہ کوئی کیا قبلہ نما کو
دنیا مین ہے قانع کے لیے رتبہ اعلی / جا ملتی ہے افسر پہ سر بال ہما کو

ولہ

بشاشت ذبح عاشق سے نہو کسطرح قاتل کو / کہ لڑکے ہوتے ہین خوش دیکھکر غلطان بسمل کو
سماعت کب وہ کرتا ہے ہمارے نالۂ دل کو / کہ گوش گل نہین سنتا ہے فریاد عنادل کو
ترے دیدار سے آسودہ کب ہوں دیدۂ عاشق / کسی صورت نہو سیری کبھی کشکول سائل کو
جو آیا سامنے دینار داغ اوسکو دیا تو نے / جو ہین اہل کرم محروم کب کرتے ہین سائل کو

ولہ

دنیا مین دیر پا نہین ہوتے ہین خوش ظرف / اک لمحہ بھی قیام نہین ہے حباب کو
آنکھون دلون کو نور سے بہرہ نہو کبھی / حاصل نہووے روشنی چشم رکاب کو
روشندلون کو چرخ سے فرصت نہین کبھی / دیکھا ہے دور مین قدح آفتاب کو
ہوا اشتعال جو دیکھا سینے روی غیرت گل کو / کہ فصل گل مین بیتابی سے ہو جاتی ہے بلبل کو
ضرر کسطرح پہونچے داغ دلکو گرم آہون سے / بجھا سکے باد صرصر کب چراغ لالہ و گل کو
جو کج ہین راستی اونکو کہین نہین سکتا کوئی ہرگز / مٹا سکے شانہ شمشاد کیونکر پیچ سنبل کو
لگے کیا گلشن جنت مین دل سب بار گلرو کے / غذا ان مین سمجھے قفس سے تنگ گلزار بلبل کو
روٹھکر وصل کی شب جیسے سنجاؤ آتو / مثل مردم مری آنکھون مین سما آؤ تو
دیکھتے ہی نہین عشق آگیا جاتے ہو کدھر / اپنے عاشق کو ابھی ہوش مین لا آؤ تو
راہ گھر کی ہمسے کتراکے جو تم چلتے ہو / دل یہ کہتا ہے کہان جاتے ہو آ جاؤ تو

اٹھ رہے جاتے ہو عبث عاشق ناکام سے تم
تنگ تھا کون نے کیا ہے اس دل مایوس کو
گر نکلے خط زوال حسن جانانہ کا ہو خوف
سر آنکھون پر جگہ افتادونکو دیتے ہین روشندل
طبع ہو سیم و زر کا جسکے دل مین ہو وہ نابینا
ڈرے مضمون کو دیکھ کسطرح شاعر نے حاسد
وحشت پیدائی مین یاد آتے ہو اوسکا حسن سبز
گریۂ بے اختیاری کا اگر مضمون سناؤن
ہو بیابان لیلی مین ای وحشت جو یاد آئے وہ خط
زندہ سینچی مری سن لے جو آئے آئینہ رو
یاد دلبر کو پریشانی دل ویران مین ہے

نہین ہے قبر مین دنیا سے مطلب
ہے اپنے چشم تر مین اشک پر خون
جو افتادہ سے ہے آرام مین وہ
بڑھا ہے دل کا رتبہ عشق جانان
خوب لوٹا گنج حسن یار جانی رات کو
یاد دن تک کیا ہاتھ پہنچا نا کوئی [illegible]
کیسا اب رنگین کا باندھا تھا نہ تو آئین

دیدار روئے یار سے کب دیدۂ تر خشک ہو
آبرو حاصل نہو اوسکو جو آنکھون سے گرا
یاد آتی ہے کہ راہی جان تمہاری رات کو
بجلیان ہے برق وش دیکھین تمہاری آنکھ
بکھر گئین تیر آگئین اوس سے ہو گئین آنکھین سفید

نام محبوبی کا اسے جان نہ بتاؤ آؤ
غم فزون ہو روزن دیوار سے محبوس کو
کرتی ہے گل باد صرصر شمع بے فانوس کو
کشان ہے اپنے جانب چرخ سے خورشید شبنم کو
سزا نور سے دیکھا ہے سینے چشم خاتم کو
سلیمان دیو بن سکتا نہیں ہے لیکے خاتم کو
ابر مژگان سے مرے خار مغیلان سبز ہو
کشت دہقان کی طرح بزم سخندان سبز ہو
تار سنبل کی طرح تار گریبان سبز ہو
شکل طوطی باغ مین مرغ خوش الحان سبز ہو
دیکھکر ہر وقت مین صحرا سے وحشتناک کو

غرض کیا بزم سے خلوت نشین کو
رکھین شیشے مین آب آتشین کو
کہان مثل فلک گردش زمین کو
شرف ہوتا ہے حاصل نگین کو
ہو گیا حل عقدہ راز نہانی رات کو
کرتی تھی خیال جانان پاسبانی رات کو
دیدہ تر تھا جو صرف خون فشانی رات کو

تابش خورشید سے کیونکر سمندر خشک ہو
اشک کا قطرہ بھی کوئی مثل گوہر خشک ہو
دن سے ہوتا ہے زیادہ ضعف طاری رات کو
کیون نہ بجلی کیطرح ہو بیقراری رات کو
کھینچی ہے اوس سنگدل کی انتظاری رات کو

تعجب کیا جو ٹپکے دیدۂ تر سے مرے آنسو
چھلکنے ہی دیکھا ہے سدا جام لبالب کو

ہے عالی حوصلہ سے کس کو ایذا
قناعت ہڈیوں پر ہے ہما کو

بت کافر کا چہرہ کیا نظر آئے
نہیں دیکھا ہے آنکھوں سے خدا کو

نہووے سنگدل بھی اوس سے محروم
ملے دانہ دہان آسیا کو

عاشق ہیں ترے سوزش ہجران سے بیکل
آتش سے کچھ گزند نہ پہنچے خلیل کو

انسان پہ کس طرح سے کھلے کنہ ماہیت
راز دل سے تیرے علم نہیں جبرئیل کو

روشن ہو دل مست پہ کیفیت عالم
معلوم ہوا حال جہان جام سے جم کو

داغ دل پر سوز ہیں ناسخ کو پیارے
سب دوست رکھیں دہر میں دینار و درم کو

پہنا مری آنکھوں کا کسی طرح نہ ہو بند
بھرتے کبھی دیکھا نہیں ناسوروں کو

ناسخ پڑھو بزم میں گلرویوں کے اشعار
جز نغمہ زنی کام نہیں مرغ چمن کو

پروردوں سے ثمر نہیں ملتا ہے بشر کو
جز سنگ نہو بار سے کچھ نخل شجر کو

نافہم کا دل خوش نہو شعروں سے ہمارے
کیا لطف ملے نغمۂ داؤد سے کر کو

زلفوں کو اوس پری نے جو کھولا عجب نہیں
صیاد ہمیشہ بچھاتے ہیں دام کو

فرقت یار میں ہوتا ہے عجب غم مجھکو
روز رہتا ہے نئے طرح کا ماتم مجھکو

ڈرتا ہے کون صدمۂ آفات دہر سے
قطرہ نہیں ہے موج سے ہرگز نہنگ کو

سایہ فگن جو آب میں دندان یار ہو
کیونکر نہ سمجھے حباب دُر شاہوار کو

جو کج ہیں رہتے ہیں گردش میں ہر دم
سدا چکر میں دیکھا آسمان کو

عقدہ یہ سربلندی گردون سے کھل گیا
دنیا میں ہے عروج ہر اک کج نہاد کو

دیدہ ور شعر و نیے کب ہونا بینا ہے علم
خاک ہووے فائدہ سرمہ سے چشم کور کو

غیر جنسوں کی کسی ہووے گوارا صحبت
شہر کیا آئے پسند آہوے صحرائی کو

تکرونے سے مجکو منع اے ناصح کہ خالق نے
کیا مور دگنہ کا مانع باران رحمت کو

سرد مہری بتان سے ہوا سوزان دل داغ ار
شمع کافور جلا دیتی ہے پروانے کو

ہو نمود ابرو اسکے تم ہمسر کسی صورت
شنا سے مرے دل کی گرہ کہل نہین سکتی
کیا پست فکر دخل کرے مرے شعر مین
ایمن ہے حوادث سے سدا حسن خداداد
گوشمالی چرخ سے عالم نہ گھبراے کبہی

شرف ہی بادشاہی پر ترے در کے گدائی کو
دیکہا ہے نہین عقدہ کشا پنجہ شل کو
پروا ہے سیل کب ہے زمین بلند کو
کب خوف خزان کا ہوا گلزار ارم کو
ہوتی ہے دست نوازش گوشمالی ساز کو

ردیف ہاے ہوز

یہہ غزل صنعت لزوم مین ہی یعنی لفظ صاف کو ہر شعر مین لازم کہا ہی

دیکہہ لے گر خط سبز صاف رخسار آشنا
پہر تو افگن ہووے مستی مین اگر وہ روی صاف
فیض عکس گوہر دندان صاف یار سے
عاشقون کی موت کی صورت نظر آتی ہی صاف
زخم تیغ چشم یار سے وہ جدا ہین ہے مدام
تربیت سے کیون نہو آہن دلون کا دل بہی صاف
دلبین ایسکے ہے جو کچہ مجہکو نظر آتا ہے صاف
خط سے روے صاف دلبر کو نہین جہاں ملال
مہربان جو ہووے میان سادہ رو کا ہی مدام
ہو نمایان سبزۂ خط روی صاف یار پر
روی صاف پر عرق تیرا نظر آوے اگر
شہسوار سادہ رو گذرا ہے جو اس راہ سے
دیدۂ گریان کا پڑے عکس پڑجاے اگر
بے اثر کیون وار تیغ موج صرصر کا نہو

کیون ہووے صورت طوطی سے بیزار آئینہ
خانۂ خمار کی بنجاے دیوار آئینہ
ہوگیا ہے معدن لولوے شہوار آئینہ
دست قاتل مین بنی شمشیر خونخوار آئینہ
جسم صاف دلبر سفا کہے چار آئینہ
کرتے ہین آئینہ گر شیشہ سے تیار آئینہ
ہے گہر کا سینہ شفاف و لدار آئینہ
صورت طوطی سے کب ہوتا ہے بیزار آئینہ
صاف قلب صاف ہے گویا کہ ہو دار آئینہ
کیا تعجب ہے کرے پیدا جو زنگار آئینہ
پانی پانی شرم سے ہو صاف ای یار آئینہ
ہے زمین پر صاف نقش پای رہوار آئینہ
صاف بنجاے ابہی ابر گہر بار آئینہ
جسم صاف شمع پر فانوس ہے چار آئینہ

طوطی حیران اگر بیٹھا ہے چڑیا کیا عجب
ہے صفائی سینہ سے انگیا کی دیوار آئینہ

منعکس داغ دل ناسخ کہو وے کبھی
شعلہ رو ہو صورت سیماب قرار آئینہ

کیون نہ کہین سند بیماران چشم یار آنکھ
بیشتر کم کہو لیتے ہین مردم بیمار آنکھ

ای مسیحا غیر سے جب تو کرے گا چار آنکھ
سوزن غیرت سے پھوڑ دینگے تری بیمار آنکھ

روتے روتے کھوئی بینائی تمنا ہے ہجر مین
رہ گئی اب دیکھنے ہی کو مرے ای یار آنکھ

دیکھتی ہے عاشقون کو کیا نگاہ تنگ سے
چشم روزن سے نہین کم تیری ای دلدار آنکھ

پڑ رہے پڑ رہے کیون نہ اوڑ جائین جگر عشاق کے
تیر مژگان ہے نگہ خنجر ہے اور تلوار آنکھ

سمجھے ہم جیسی کا دعوی کرتے ہین آپ چشم یار
نرگس و بادام سے کہہ دے کہ کرین چار آنکھ

اب بھی تو سا اپنی صورت زیبا دکھا
حسرت دیدار مین پتھرا گئی اے یار آنکھ

دل سے دل اس کافر بدکیش کا ملتا نہین
گو کہ آنکھون سے ملاتا ہے وہ دو چار آنکھ

حشر پر ہے وعدۂ دیدار اوس خوش چشم سے
تا قیامت کھو لینے کے ہم نہین زنہار آنکھ

وصل مین ناسخ کو کرنے نہین دیتی ہے بند
ایک لمحے کے لیے بھی حسرت دیدار آنکھ

قابو سے رات یار جو نکلا چھوڑا کے ہاتھ
گویا شکار چھوٹ گیا میرے آکے ہاتھ

اوسنے جھٹک دیے مرے شب کس ادا کے ہاتھ
کھینچا بغل مین اوسکو جو لینے بڑھا کے ہاتھ

ہاتھون مین آئین اوس بت نا آشنا کے ہاتھ
اللہ سے مانگتا ہون دعا مین اوٹھا کے ہاتھ

عاشق کے رہتے بوالہوسونکو کیا شہید
انصاف ہے مرا تری تیغ جفا کے ہاتھ

ہیرے کی ہین کلائیان بازو بلور کے
ترشے ہوئے ہین لعل کے اوس دلربا کے ہاتھ

پھیلائے پاؤن چاک گریبان نے سر بسر
پہروے مین جو پھیلے لپیٹے دکھا کے ہاتھ

کھولی شب وصال مین زلفون کی جو گرہ
ناخن سے ہین شانۂ عقدہ کشا کے ہاتھ

تیکھی صفائی ہاتھون کی اے دلبر فرنگ
دل ہاتھون ہاتھ سے لیا مجھسے ملا کے ہاتھ

کیونکر زبان سے اوسکی نزاکت کا ہو بیان
منہدی لگائے سے لال ہین جس مہ لقا کے ہاتھ

ردیف یاے حطی

ہجر کی رات کو رلواتی ہے کیا کیا بدلے
بھرتی ہے اشکون سے دامان تمنا بدلے

میگساری کے لیے آئیگا پریون کا ہجوم
کرے میخانے کو اندر کا اکھاڑا بدلی

باغ مین بلبلین خون اپنا کرینگی دم سے
سرخ پوشاک جو تونے گل رعنا بدلی

بادہ خوارون کو جو ہے صورت مجنون الفت
ساقیا بن گئی ہے گیسوے لیلا بدلی

یاد دندان مین اشارہ ہو اگر اشکون کا
ابھی برسانے لگے عقد ثریا بدلی

کوندنا برق کا ہے نالہ سوزان مین مرے
اشک باری سے ہوا آنکھ کا پردا بدلی

فصل باران مین کرون قصد جو میخانے کا
وہ سیہ بخت ہون ہوجائیگی عنقا بدلی

ہجر معشوق مین ہے ساغر عشرت ٹکڑے
دیکھکر خوش ہوا عاشق شیدا بدلی

ہوئی برسات مین جو وصلت ساقی حاصل
میکشی کا مجھے کرتی ہے اشارا بدلی

جو کہ ہین مست مے شعر و سخن سمجھین گے
باندھی ہے حضرت نساخ نے کیا کیا بدلی

دیکھیے موسم باران مین تماشا بدلی
سوتون مین اوس سے لپٹکر رہے تنہا بدلی

بھول جائیگی صدا رعد کی اے رشک پری
تیرے دیوانے کا سن لے گی جو نالا بدلی

غیر کو آنکھ اوٹھا کر بھی نہ دیکھا مینے
چتون اوس یار جفاکار نے بیجا بدلی

نالہ زن صورت بلبل ہین کوئی عاشق
خط کے آتے ہی ہوا اے گل رعنا بدلی

یاد ہے ہجر مین زلف عرق آلودہ کے
چشم و دامن سے خجل ہوتے ہین دریا بدلی

مجھکو تمیز نہین اشک فشانی کے سبب
دیدۂ زار کا پردہ ہے وہ ہے یا بدلی

برق پر عارض روشن کا گمان ہوتا ہے
دیتی ہے زلف سیہ کا مجھے دھوکا بدلی

کوہ و صحرا کو ڈبو دیوے مرا سیل سرشک
آہ سوزان سے مرے خشک ہو دریا بدلی

وصل باران مین ہے سرگرم نمانہ ہر جبین
کوندکا مجھکو سناتی ہے ترانا بدلی

اشک سے صاف ہے ہمارا دل کعبہ مبرا
اسکا شفق کا ہوئی زخمون کو سفیدا بدلی

چڑھ گیا ہے یہ مرے نالہ سوزان کا دہوان
اک غزل اور بہی ستانہ سنا دیتا ہون

سر پہ لاتی ہے بلا ہجر مین کیا کیا بدلی
میرے رونے سے ہوئے داغ دل روشن اکل

دشت و صحرا پہ روان ہوتی ہے برساتون مین
سوگ کس کشتہ گیسو سے چلیپا کا رکہا

کالا مرہم کا کرے گی مری چشم پر نم
یاد کاکل مین ہے نالان دل پر داغ مرا

کوئی خوش کوئی غمین جہمکدہ دہر مین ہے
ہین میسر مجہے ساقی ازل سے باعث

غم نساخ کا عالم مین اثر پہیلا ہے
غزل مین نکہت چشم بتان کا وصف موزون ہے

پہنسا ہی دام مین میری غزال مست اے ساقی
کری برق خندہ خرمن اشعار موزون پر

وہ مہرو میری گہر تک آ کی شب کو پہر گیا الٹا
دلا ہی وحشی نہین جو جلوہ افزا بزم عشرت مین

پری رو جیسے سن پایا ہوا دیوانہ سودائی
خدا کے قہر سے ڈرتے نہین بہولی ہو دولت پر

غضب اندہیر ہے ہین چشمہ خورشید مین کالے
پری رو پہر توڑ لائی ہین ترے دیوانے زنجیرین

رولایا دشت و صحرا نے جو اٹھکے سیخ زندان مین
خدا جانے نصیحت عشاق پر اب کیا بلا آئی

ہوا انکسیر اے کمال طالع مین مرے لیجیان

نام رندان خرابات نے رکہا بدلی
دیکہیے رنگ نیا لاتی ہے کیا کیا بدلی

یاد دلواتی ہے وہ زلف چلیپا بدلی
ماہ و انجم کو چہپا دیتی ہے کیسا بدلی

کم نہین تخت سلیمان سے ہے اصلا بدلی
کیون یہ پوشاک سیہ پہنے ہے ترسا بدلی

ہوگئی زخم دل افگار کا پہاہا بدلی
مور کو وجد مین لاتی ہی ہمیشا بدلی

برق خندان ہے اگر کرتی ہے گریا بدلی
جام ہے شیشہ صراحی خم صہبا بدلی

رعد نالان ہے اگر کرتی ہے گریا بدلی

جو حرف دائرہ وار اوسمین ہے خم فلاطون ہے
دل صد چاک کو کب اپنے یاد چشم میگون ہے

مرے دیوان مین کب اضطراب دل کا مضمون ہے
یہ سب کچہہ باعث بد قسمتی بخت واژون ہے

شبان نالہ مجنون صدائے چنگ و قانون ہے
تمہاری نرگس جادو کا افسانہ بہی افسون ہے

تمہارے ہاتہ مین اے منعمو کیا گنج قارون ہے
دل پر داغ کو کب یاد گیسوہای شبگون ہے

جنون کا جوش ہے زیر قدم پہر کوہ ہامون ہے
مری زنجیر کا ہر تار مثل موجہ خون ہے

اسی ویران سے موجود سامان شبخون ہے
کہون کیا راز جو مین ہر کے قسمت وہ واژون ہے

سیمتن کو جالی کی انگیا پہنایا چاہیے
دام میں سو شوخی چڑیا کو پھنسایا چاہیے

مار ڈالا ہے ترے جوڑے نے جو اے شوخ چشم
ناف آہو میرے مرقد پہ چڑھایا چاہیے

چاہیے دلکو تصور چشم فتان کا ترے
عطر فتنہ سے یہ پیراہن بسایا چاہیے

مار ڈالا ناصحا تیری نصیحت نے مجھے
کوئی تدبیر اوسکے ملنے کی بتایا چاہیے

آگئے ہیں تو شبکی شب رہا چاہیے اے ماہرو
طالع خوابیدہ کو میرے جگایا چاہیے

دیدۂ نرگس کو پھوڑا اور مروڑے گلکے کان
سرو کی گردن کو بھی اے گل جھکایا چاہیے

مثل شاخ زعفران ہجران میں ہے وہ زرد و زار
حال پر میرے ہنسے اپنا پرایا چاہیے

شوخیاں بلبل سے جو کرتا ہے اے دست جنون
دھجیاں گل سے گریبان کی اوڑا چاہیے

زندگی بھر غیر کی ہووے نہ محتاجی نصیب
یہہ دعا ہووے قبول اپنے خدایا چاہیے

نالے یا رب سرو بالا میں جو ہوتے ہیں بلند
عرش اعلی کا بھی اب ہلجائے پایا چاہیے

پرتو افگن ہر طرف سے جلوۂ دیدار ہو
دلکو اپنے آئینہ خانہ بنایا چاہیے

رنگ گل اوڑنے لگے کا ہوش بلبل کی طرح
باغ میں چلکر رخ رنگین دکھایا چاہیے

آفتاب حشر کی گرمی کا مجھکو خوف کب
دست پیغمبر کا میرے سر کو سایا چاہیے

کشتۂ چشم سیہ ہے تربت نساخ پر
گل کے بدلے دیدۂ آہو چڑھایا چاہیے

یہ کم سبحی چھوڑنا لازم ہمنشین نساخ کو
او کبھی اک ہاتھ اسے قاتل لگایا چاہیے

مرقد نساخ پہ لازم ہے جانا اے کشتو
گل کے بدلے پتوری بھی تو چڑھایا چاہیے

ہوں سراپا حسرت مطلع ایسی نور افشان غزل
پڑھ کے اس خورشید طلعت کو سنایا چاہیے

ولہ

گل کو اے گل مار تھی رنگ [illegible] دکھایا چاہیے
پنکھڑیوں میں عندلیبوں کو اوڑایا چاہیے

پنجۂ گل رنگ اے گلرو دکھایا چاہیے
شاخ مرجان سے جگر سے خون بہایا چاہیے

سبزہ یہہ سیرے دریا میں دکھایا چاہیے
عکس رخ سے آگ پانی میں لگایا چاہیے

سکل پہ گل اور داغ پر ہے داغ کھایا چاہیے
گلشن فردوس سینے کو بنایا چاہیے

آئینہ رو خط سبز اپنا دکھایا چاہیے
طوطیوں کے ہاتھ سے طوطے اوڑایا چاہیے

روہی آتش رنگ کا مضمون سنانا چاہیے
حاسد بد کیش کے دل کو جلایا چاہیے

دونون عالم ساقیا دل سے بھلایا چاہیے
ایسی اک بوتل برانڈی کی پلایا چاہیے

ای جنون پرزے سلاسل کے اوڑایا چاہیے
دشت وحشت کی بھی طاقت آزمایا چاہیے

حال جسم زار کا اپنے سنایا چاہیے
اوس گل رعنا کو خارستان پڑھایا چاہیے

مصحف رخسار روشن کو دکھایا چاہیے
گبر مین بگڑے ہوئے ایمان پہ لایا چاہیے

شمع رو اک رات دریا مین نہایا چاہیے
مچھلیون کو مثل پروانہ جلایا چاہیے

خانۂ زنجیر مین وہ غل مچایا چاہیے
آسمان کو سر پہ ای نسلخ اوٹھایا چاہیے

چوکہ اوس کا فرط عالم پہ فدا ہوتا ہے
سوز و رنج و غم و جور و جفا ہوتا ہے

سیر گلگشت جو وہ جلوہ نما ہوتا ہے
باغ مین پیرہن غنچہ قبا ہوتا ہے

جو اسیر خم گیسوے دوتا ہوتا ہے
دہر کی قید علائق سے رہا ہوتا ہے

دم بیان حضرت عیسی کا فنا ہوتا ہے
لب جان بخش جو اعجاز نما ہوتا ہے

ناوک سینہ اثری صید یہ کر لیتا ہے
جب روان سوی فلک مرغ دعا ہوتا ہے

دم رفتار تن مردہ مین جان آتی ہے
شور خلخال بتان قم کی صدا ہوتا ہے

جان پریشان دو مشاطہ کے بن جاتی ہے
جل پہ جسوقت وہ گیسوے دوتا ہوتا ہے

اوسکے عارض سے اگر ہے رخ مہتاب کو رشک
داغ سینہ سے خجل شمس ضحی ہوتا ہے

خلق کو نوح کے طوفان کا گمان ہوتا ہے
دیدۂ زار جو مصروف بکا ہوتا ہے

چوم کر اوس لب شیرین کو ہوا مین تو کھلا
سم سے افزون اثر آب بقا ہوتا ہے

دو آتو ہر جا ادھر لوٹ گئے ہر راہ
تیری چالون پہ تو اک حشر بپا ہوتا ہے

ہمسری ناخن پا سے ترے جب کرتا ہے
ماہ نو چرخ پہ انگشت نما ہوتا ہے

کرہی لیتا ہے گرفتار وہ گل ہاتھون ہاتھ
دل چرا لینے پہ گر دزد حنا ہوتا ہے

خون ہوتا ہے دل غنچہ مرجان یکدست
دست رنگین کے مقابل جو ذرا ہوتا ہے

عمر بھر ہووے نہ آزاد گرفتاری سے
رشتۂ زلف بتان سے جو بندھا ہوتا ہے

ہوا پابند عقد رشتۂ کہکـ — کہان ہاتھ آیا سخن ون بیان ہے
دہوان سے زلف او شعلہ ہی عارض — ترا قد روان شمع روان ہے
ستاری مانگ کی لکہی جو تعریف — مرا ہر شعر رشک کہکشان ہے
خیال عارض آتش فشان ہے — دہوان نظرون مین مرا آسمان ہے
دل اخگار مین ہے یاد مژگان — فلک پر تیر کا ہورا مکان ہے

روان آنکھون سے ہے اک خون کا دریا
رخ رنگین جو اوس گل کا نہان ہے

توہم کا گذر دہان تک کہان ہے — مکان اوس دلربا کا لامکان ہے
خیال باغ روئے دلستان ہے — دل پر داغ باغ بے خزان ہے
ترے دانتو نپہ رنگ پان عیان ہے — یہ کان لعل مین گوہر نشان ہے
لکہا اوسنے جو حال زار اپنا — تو خامہ رشک شاخ زعفران ہے
دل سوزان مرا بہتا ہے اوسمین — ذقن تیرا سمندر کا مکان ہے
بنا ہے مضمون چشم فتنہ زا کے — زمین شعر گویا آسمان ہے
خط نورس اگر ہین حضرت خضر — لب جانان مسیحا ہی زبان ہے
کہا مینے دہن کو جو ہے فرد — کہو اے منطقی حجت کہان ہے
جدا معشوق سے عاشق کو کردے — مگر دور فلک شور افزان ہے
خیال خال ہے اس چشم نم مین — کہ دلوا ے ماہ کیوا کا مکان ہے
نمایان کیا دہان یار ہووے — نظر سے چشمۂ حیوان نہان ہے
نہین ہے بات منہ مین اوس صنم کے — کہ نقطہ پاسے ہوتہ مین گمان ہے

وہ نور افشان ہین اپنے شعر [illegible]
منور جنسے بزم دوستان ہے

کس گلبدن کی بنگلے دہوم اس چمن مین ہے — پہولا ہوا خوشی سے جو گل پیرہن مین ہے
فیض چمن خیال رخ گلبدن مین ہے — بویا ہے رنگ ورد سے جو گل بدن مین ہے

کٹنے سے مدعی کے کھلی تیغ زن یہ بات
کہتے ہیں اوسکو نکتہ موہوم اس لیے
کیا دور آفتاب میں ہو دن کو کیفیت
یاد عذار صاف و لب و زلف میں یہ دل
دکھلائے مجھکو جلوہ مہ نے خدا کی شان
کیا نکلے منہ سے بات ترے آگے رشک سے
چھو سکتے اپنے ہاتھ نہیں اوسکے پاؤں کو
لاکھ آرزو کے خون سے ہے ظالم بھرا ہوا

خنجر کا خاصہ مرے طرز سخن میں ہے
نقطے کی بھی جگہ نہیں تیرے دہن میں ہے
جو لطف شب کو دور شراب کہن میں ہے
گاہے حباب میں گاہ ہمیں گہہ لگن میں ہے
عالم حرم کا بتکدۂ برہمن میں ہے
زندہ جو پیرہن میں ہے مردہ کفن میں ہے
ناز و نیاز وصل میں دولہا دولہن میں ہے
آسیب بلا کمان ترے چاہ ذقن میں ہے

ناسخ کیوں جواب آتش کا میں لکھوں
گرمی ہزار رنگ کی میرے سخن میں ہے

اندام نازنین طلسم پیرہن میں ہے
بلبل بھی اب تجسس رنگ چمن میں ہے
اے بادرو جلیں جو مرے داغ تن میں ہیں
سارے ہیں آنسووں ہی جو داغ تن میں ہیں
بیتاب روی روشن و رنگین کی یاد میں
مضمون شبہ ہاے تحت دل بیقرار کا
اللہ رے صفائی تن نازنین کا رنگ
یہ فیض چشم تر ہے کہ مرنے کے بعد بھی
شہرہ ہوا جو گیسوے مشکین یار کا
نشتر ہرن سے ہے کاٹنے چشم غزال کا
محضر ہے کشتگان لب لعل یار کا
مارا پڑا ہوں طرۂ دستار یار سے
چشم بتان نے مسمر گردون بنا دیا

ہم شاعروں کا قول یہ ہے جان تن میں ہے
کیا ذکر سیب باغ ترے انجمن میں ہے
سوزش کب ایسی مہر کے داغ کہن میں ہے
اب عالم فراق مرے بیت الحزن میں ہے
پروانہ بزم میں ہے تو بلبل چمن میں ہے
بجلی جبرا و گوش عروس سخن میں ہے
جو کا نشان تاک نہیں سارے بدن میں ہے
عالم رگ حباب کا تار کفن میں ہے
پیدا محض مشک ختا و ختن میں ہے
شوخی عجیب نرگس سحر فتن میں ہے
سرخی سے جو نمود عقیق یمن میں ہے
عالم خط شعاع کا تار کفن میں ہے
سے مسافت ہجر [illegible] وطن میں ہے

نساخ نے لکھا ہے جو ناسخ کا یہ جواب
اک شور مرحبا کا اوٹھا انجمن مین ہے

وہ بیان مین ہنگام گریہ وہ گل رخسار ہے ۔ اشک کا قطرہ جو ٹپکا عندلیب زار ہے
روز و شب دل کو خیال کاکل خمدار ہے ۔ سانپ کی بانبی سے افزون سینۂ افگار ہے
چاند سا چہرہ دکھایا تو نے جو اے ماہ رو ۔ سینہ دل نازک مرا شکل کتان افگار ہے
کب اوسے سیر گل نرگس ہوئی مدنظر ۔ جو تمہاری نرگس بیمار کا بیمار کا ہے
ہے دہان تنگ گلرو غنچہ خاطر مرا ۔ اور کمر دلبر کے گویا اپنا جسم زار ہے
ایسا دم رکھا تھا تونے دیدۂ پرنم پہ آہ ۔ آستین سے پانی پانی ابر و سیاہ بار ہے
رنگ کچھ لاتا ہے پھر صحرا نوردی مین مجھے ۔ مژدہ خار دشت پھر وحشت مری غمخوار ہے
عشق بازی مین یہ نوبت ہی نہین باقی نشان ۔ نام سے آب ننگ ہے ناموس سے اپنا عار ہے
زار ایسا کر دیا موے میان یار نے ۔ رونگٹون کا سایہ بھی اپنے بدن پر بار ہے
صورت سنبل پریشان ہے دل صد چاک یہان ۔ جیسے وان بکھرے ہوے شانے پہ زلف یار ہے
وصل مین آٹھ آٹھ آنسو کیون رولاتی ہو مجھے ۔ بوسہ رخسار پر ہو یہ کیون تکرار ہے
ہے دل پر خون کو لازم نوک مژگان کا خیال ۔ اس چمن مین کونسا گل ہے کہ وہ بیخار ہے
چھا گئی ہے مردنی چہرے پہ بیٹھین چٹکیین ۔ حال یہ بیمار ہجران کا ترے ای یار ہے
مہر و مہ ہین جام سکان فلک ہین مے پرست ۔ چرخ مینا فام گویا خانۂ خمار ہے
یاد کاکل مین سپنے ہر اک گھڑی دندان مار ۔ حلقۂ زنجیر زندان مین دہان مار ہے
رخ کیا جس طرف سر ہونے لگے تن سے جدا ۔ عامل مریخ ای قاتل تری تلوار ہے
بعد مردن بھی بلا عشق صنم کا ہے اثر ۔ جو رگ سنگ لحد ہے رشتۂ زنار ہے
بعد مردن بھی نکلتے ہین شرارے قبر سے ۔ استخوان میرا جو ہے منقار موسیقار ہے
ہے دوا اپنی دل مجروح کی اے چارہ گر ۔ سبزۂ شمشیر گویا مرہم زنگار ہے

کیون نہو معراج اب صل علی کے شور کو
بان زبان کو ورد نام احمد مختار ہے

شعر وا بنک غرور ناز معشوقانہ ہے
رنجہ خط سینہ غزل حسن کا پروانہ ہے

دشت گردی مین خیال نرگس مستانہ ہے
بچو مرا نقش قدم ہے صورت پیمانہ ہے

اوس بت لیلی ادا کا دل مرا دیوانہ ہے
وحشت افزا سے دل مجنون مرا افسانہ ہے

سبزۂ خط سے مزین عارض جانانہ ہے
یا کہ گرد شمع روشن مجمع پروانہ ہے

اوس پریکا دیکھیے جسکو وہی دیوانہ ہے
آئینہ حیران ہے تو دل چاک اوس سے شانہ ہے

جلوہ گر چارون طرف سے جلوۂ جانانہ ہے
سینۂ صافی ہمارا آئینہ کا خانہ ہے

یاد لعل یار نے زندان مین رلوایا ہے خون
دانۂ یاقوت سے زنجیر کا جو دانہ ہے

طوق ہاے کا پڑا رہتا ہے جو اوسکے گلے
ماہ بھی اوس غیرت خورشید کا دیوانہ ہے

سیکشی کرتے ہین سکان فلک وشن ہی صاف
مہر کا جو ساقی گردون سے پیمانہ ہے

اوسکی تزئین کا جو ہر دم دہیان رہتا ہی مجھے
سینۂ آئینہ دل صد چاک اپنا شانہ ہے

بسملون کا یہ ترے اسے سفاک عالم وقت ذبح
نالۂ تکبیر اور تڑپنا سجدۂ شکرانہ ہے

مین وہ دیوانہ ہون اس دنیا کی زندانخانہ مین
مردم چشم پری زنجیر کا ہمدانہ ہے

وصف لکہتا ہون جو چشم مست ساقی کا مدام
سیکشو ہر بیت مین کیفیت خمخانہ ہے

دشت وحشت مین خیال چشم مست یار سے
آبلہ اپنی نظر مین صورت پیمانہ ہے

ہگرا رہتا ہے جو زنجیر شعاعی مین مدام
مہر عالمتاب بھی اوس ماہ کا دیوانہ ہے

سنگدل رحمت سے رہتے ہین ہمیشہ ناامید
سبز کیا باران سے ہو زنجیر کا جو دانہ ہے

ہے صراحی دار گردن آنکھین ہین جام شراب
اوسکی آنکھون مین جو ڈورا ہے خط پیمانہ ہے

زلف خوبان سے جو اوسنے چاک ہوا اسکا جگر
دیکھہ لیجیے چاک چاک اے آئینہ رو شانہ ہے

مانگ جو اوسکی نکالے اس دل صد چاک کو
ارہ کے دندان سے کیا کم شانہ کا دندانہ ہے

جسکے دل مین زخم ہے ہے اونکو ورد نام یار
ذکر حق مین روز و شب تسبیح کا ہر دانہ ہے

لکہتے ہین ناسخ اک شمع تجلی کی صفت
اب زبان کلک بھی گویا پر پروانہ ہے

داغ دل روشن ہے مانند عارض پرنور سے
مہر و مہ سے دست بیضا سے چراغ طور سے

ہے محبت مجھکو چشم ساقی مخمور سے
لب بلب رہتا ہون ہر دم ساغر معمور سے

شب ملے جو ہاتھ اوسکے عارض پرنور سے
ہے ہتیلی کی چمک بڑھکر چراغ طور سے

وہم مین لڑتے ہین آنکھین ایک رشک حور سے
کرتے ہین نظارہ ہم باغ ارم کا دور سے

شعلے جو اوٹھتے ہین میرے زخم کے ناسور سے
سرد وہ ہوتے ہین کوئی مرہم کافور سے

دیکھے اوس برق تجلی طور کا جلوہ اگر
روز روشن بس مشابہ ہو شب دیجور سے

ہجر مین ہے حسرت سو شمع گلشن اے چنار
تجھکو کیا سوزش مین نسبت ہو تن محرور سے

سلک دندان کے جو لکھے مینے مضمون تا قلم
شعر مین اپنے مشابہ سبحۂ بلور سے

ہین انار و سیب سے بہتر وہ پستان و ذقن
چشم و لب خوشتر کہین بادام سے انگور سے

ہے کہین نازک مگر اوس نازنین محبوب کی
فکر شاعر سے رگ گل سے میان مور سے

دفن زیر خاک کچھ میرا لاشہ بعد مرگ
عشق ہے مجھکو کسی کے نرگس مخمور سے

نیستی نقش حجر ہے اور ہستی نقش آب
یہ صدا آتی ہے مجھکو تربت طیمور سے

کردیا بدمست چشم مست ساقی نے مجھے
مست ہوجاتا ہے عالم بادۂ انگور سے

سانپ کے مانند بچھو کچھ ہے رکھتا منہ مین من
مجھکو یہ روشن ہوا ہے مانگ کی سیندور سے

ناسخ آتش زبان کی گور مین لگ جاے آگ
وصل کی گرمی کا مضمون جب سنے مہجور سے

[illegible]

کشتہ ہوا ہون تیغ نگاہ نگار سے
سنگ فسان بنا ہے سنگ مزار سے

عشاق قتل ہووین گے ... ہی یار سے
خون مومنون کا ہوویگا اس ذوالفقار سے

شمشاد و سرو گر گئے رفتار نگار سے
پامال کبک ہوگئی رفتار یار سے

ہیرا سفید ہے جو دندان یار سے
ہے لعل خون بدل لب سرخ نگار سے

بستی ہی خاکسار ہین ہمسے کدورتین
عالم کو ہی غبار ہمارے غبار سے

پیدا ہو وہ محیط مین یہ کان لعل مین
نسبت گہر کو کیا ہے دندان یار سے

اس غنچۂ گرفتہ دل کو نہ وا کیا
شکوہ مجھے رہیگا نسیم و بہار سے

داغ جگر کو گلشن تصویر کی طرح
کب ہوا امید و بیم خزان و بہار سے

خون سے آلودہ رہتی ہی جو اسے قاتل مدام
اک دہان زخم چشم جوہر شمشیر ہے

سرد و گرم دہر سے ہوتا ہے آدم تیز ہوش
آب و آتش ہی سے پیدا برش شمشیر ہے

زار جب نسّاخ ایسا ہوں تو ناسخ کی طرح
کیوں نہ سب مجھکو کہیں مجنوں کی یہ تصویر ہے

ایک شب خواب میں صورت جو دکھائی ہوتی
نیند تا صبح ابد مجھکو نہ آئی ہوتی

جنگ پر اوسکے طبیعت اگر آتی ہوتی
وصل میں بھی تو زبان اوسنے لڑائی ہوتی

ستم اسے یار جو اغیار سے آئی ہوتی
صورت آئینہ کو ہرگز نہ دکھائی ہوتی

بے ستم گل میں جو بلبل کو رہائی ہوتی
دامن باغ میں پھولے نہ سمائی ہوتی

ہاتھ میں کاکل شبرنگ جو آئی ہوتی
اک بلا سر پہ شب وصل میں لائی ہوتی

اسے پری بیڑی جو منت کی بڑھائی ہوتی
پھر نہ پہنا اسکو زندان سے رہائی ہوتی

اپنے نالوں نے رسائی جو دکھائی ہوتی
آہ و فریاد فرشتوں کو سنائی ہوتی

روز محشر شب تاریک جدائی ہوتی
یاد کاکل میں اگر نیند نہ آئی ہوتی

بادہ کش کس لیے منت کش ساقی ہوتے
آنکھ اگر دیدۂ میگوں سے لڑائی ہوتی

کو دکھا صورت شانہ دل عاشق کی گرہ
ہاتھ کو زلف تلک اوسکی رسائی ہوتی

روز محشر نہ گنہگار ہو آرام نصیب
نیند کیا مجھکو شب ہجر میں آئی ہوتی

تیغ بسمل کے گلے پڑتے وہ چندان احسان
ایک تلوار اگر اور لگائی ہوتی

خاک پا سے مرے مرقد کا نشان مہر شکیب
بعد مردن جو تری چاہ چھپائی ہوتی

روز و شب ورد ہے نسّاخ کو قول ناسخ
تو نہ ہوتا تو ہمیں کب یہ جدائی ہوتی

شعلہ پیرا اس قدر حسن رخ پر نور ہے
روزن دیوار و در مثل چراغ طور ہے

رو بہ رشک نیر اعظم کا ایسا نور ہے
جو چھڑی ہے ہاتھ میں اوسکے وہ نخل طور ہے

اسقدر روشن کف دست حنا پر نور ہے
چشم مہتاب فلک بھی ان دنوں مشکور ہے

سند رخ شعروں میں وصف عارض پرنور ہے
نقشہ روئے ہر نقطۂ خال چشم حور ہے

جو کرتی عطر گل میں اوس گل رعنا کی بستی ہے
ہماری بلبل جان دام میں بالی کی پہنستی ہے

وہ حسن روز افزون نے کیا ہے شہرۂ عالم
پری آکر تری انگیا کے بند ای حور کستی ہے

اوڑا کرتی ہیں اے گل دہجیان جیب گریباں کی
یہہ زور روں پہ جنون کی فصل گل میں زور دستی ہے

بندہا ہے مضمون پہ مضمون حسینان زمانہ کے
مرے دیوان کا ہر ہر ورق پریون کی بستی ہے

یہان کا نام ہے دار فنا ملک بقا وہان کا
غضب ہے خلق کہتی ہے عدم وہ ہے یہ ہستی ہے

وہ ہوتے محرم رحمت ساکنان دہر عالم میں
عوض باران کے میرے کشت پہ بجلی برستی ہے

پہونچتا ہے خدا انکو ایک عالم اسکے باعث سے
گئے گر جان بھی دیکہ یہ جنس عشق سستی ہے

بھنور ہے بیچ میں حسرت یہ دریا میں ہر کشتی کی انفعال
زمین بوزینہ پاسے حامل تابوت ہستی ہے

تری تیغ زبان کا کسطرح لوہا نہ ہم مانیں
سبھی کہتے ہیں اے نساخ یہ تلوار کستی ہے

کیا جسکی کو کوئی چشم میں قاتل کی نکالے
مارا ہے بہت بات اگر دل کی نکالے

دن رات پہرا کرتے ہیں اغیار کی ہمراہ
باہر قدم اب چال سے قاتل کی نکالے

گردش نے سر و پا کی کیا بیسر و پا اب
تدبیر کوئی طوق و سلاسل کی نکالی

ناصح مجھے سمجھانے کو آیا ہے تو پہلے
تصویر کوئی اوسکے مقابل کی نکالے

کچھ قدر نہیں ڈہاکے میں ارباب سخن کی
نساخ کو لازم ہے کہیں جو دل کی نکالے

اثر بیتاب ہے خون سے اگر رنگین شراب آنکھوں میں ہے
پارہ لخت دل سوزان کباب آنکھوں میں ہے

یاد زلف پر شکن سے پیچ و تاب آنکھوں میں ہے
مردمان چشم کو کیا کیا عذاب آنکھوں میں ہے

گوہر دندان ساقی کا جو رہتا ہے خیال
قطرہ ہائے اشک سے در خوشاب آنکھوں میں ہے

کان کی بجلی کی دیکھی ہے تڑپ ای بحر حسن
مردمان چشم کو اک اضطراب آنکھوں میں ہے

وصل کی شب بھی ہوتا ہے حاصل کام دل
دل میں اوسکے غیر کا ڈر اور حجاب آنکھوں میں ہے

اس قدر باندھا تصور اوس گل رخسار کا
عندلیبو اشک کے بدلے گلاب آنکھوں میں ہے

ہو گیا جب سے نہان آنکھوں سے وہ مہر دل عزیز

ہے دل بسمل میں تاب اور نہ خواب آنکھوں میں ہے

اس قدر اے جان تیرا انتظار آنکھوں میں ہے
آ رہے ہیں مقدم کو تیرے جان زار آنکھوں میں ہے

آنکھوں میں آیا دل پہلو سے تیری دید کو
تیر مژگان کا کمان ابرو شکار آنکھوں میں ہے

جل گیا مانند خس جیسے چھپی تیری نظر سے
یہ نگہ ہے یا کہ برق شعلہ بار آنکھوں میں ہے

عکس کو چشمے میں اوترے ہیں یہ پیکر ہے
سرمہ کب اے غیرت باغ و بہار آنکھوں میں ہے

دور چشم مہوش سیمدن سے آیا ہے نظر
راستہ میں سیاہ گردش لیل و نہار آنکھوں میں ہے

ہیں سفید ایک ہی شیشہ میں اب دیو و پری
کب سیاہی اور سفیدی آشکار آنکھوں میں ہے

پر نکلے یہ ہوئی طیار اوڑنے کو پڑے
دور روش کب سرمہ و نبالہ دار آنکھوں میں ہے

ہے بھرے ناسخ گوز میں یہ تحیر ہو جن
ضبط پایہ گریہ بے اختیار آنکھوں میں ہے

آنکھ اوس ترک سے لڑائی ہے
تیغ پر تیغ ہمکو کھائی ہے

ضعف سا ضعف ہجر فراق میں آہ
ناتوانی سے ناتوانی ہے

ہے زبان زد میان سدا ارسے
درد وان اوسکو لنترانی ہے

نسبت و سے کہ عکس مژگان
اپنی آنکھوں کو سرگرانی ہے

کاست عقبا بھی کچھ کر آ سے ناسخ
نقش بر آب زندگانی ہے

ہوا ہمیں داغ دل آہ دل بیتاب وفادار سے
نہیں بجھتی ہے شمع حسن خوبان باد صرصر سے

نصیحت سے جیسے صد شہو دلکو مرے ناصح
شہو وسے رنج دیوانیکو کچھ لڑکون کے پتھر سے

جو صافی دل میں اوس تیرہ دل بھی فیض پاتا ہے
سحاب تشنہ لب سیراب ہوتا ہے سمندر سے

رقیبوں کو شہو حاصل زبان یار کا بوسہ
شہو دین دوزخی سیراب ہرگز آب کوثر سے

جو سنگیں دل ہیں اونکا اتفاق ایجان نہیں اچھا
شرار آتشیں نکلیں سے آہن جو پتھر سے

شہو کچھ غم فلک کو دیکھلوں سے کے جال پہ ہر گھر
تخم اسپند پہ ٹپکے نہ آنسو چشم مجمر سے

گلا گھٹنے پہ بھی سوز غم ہجران نہ زائل ہو

کبھی بجھتی نہیں نساخ آتش آب خنجر سے

خلق اوس ترک پہ مائل کبھی ایسی تو نہ تھی
بیکسی مین نہین لاتی ہے صبا بھی پیغام
شاید آیا ہے وہ گل باغ مین بہر گلگشت
غیر کے رہتے ہین کرتے تھے حیا عکس سے بھی
چھٹ گیا دست جنون زور پہ شانہ ورنہ
آہی جاتا تہا وہ مہرو مرا گاہے ماہے
حسن کو جمکا دو قتل عاشق بیتاب سے
عارض تابان مہرویان عرق افشان ہین
دل شکستہ کو ہلا کیا خوف دور چرخ کا

غنچۂ چشم کی بسمل کبھی ایسی تو نہ تھی
میرے احوال سے غافل کبھی ایسی تو نہ تھی
آہ دفریاد عنادل کبھی ایسی تو نہ تھی
آرسی اونکے مقابل کبھی ایسی تو نہ تھی
گھر کٹے ہوتی یہ سلاسل کبھی ایسی تو نہ تھی
بے اثر یہ کشش دل کبھی ایسی تو نہ تھی
کیمیا گر زر بنا ہین کشتۂ سیماب سے
مے ٹپکتی کسی دیکھا ساغر مہتاب سے
کشتی نشکستہ کو کچھ ڈر نہین گرداب سے

خفتگان خاک نالون سے ہمارے چونک اوٹھے
شور و غل نساخ انسان کو جگا دے خواب سے

ہجر جانان مین مجھے کیا کام ہے فریاد سے
حادثات دہر سے خانہ نشین کو خوف کیا
سنگدل سے رفع ہووے کیا کسی کی احتیاج
راستہ بازون سے ہو الفت سر بلند و نیکو نام

نالہ زن پروانہ کب ہو شمع کی بیداد سے
طائر قبلہ نما کو ڈر نہین صیاد سے
کار سیم و زر نکلتا ہے کہاں فولاد سے
ربط ہے زلف بتان کو شانۂ شمشاد سے

سخی دنیا سے ایمن ہین جو ہین نازک دماغ
کب رگ گل کو ہو صدمہ نشتر فصاد سے

یہہ دل سینے مین سر گرم بکا ہے
دل عاشق کو مارا پیچ دیکر
ہر اک ٹھوکر پہ جی اوٹھتے ہین مردے
یہ پھیلی بوے زلف عنبر افشان

بغل مین عندلیب خوشنوا ہے
تیرا گیسوے پر خم اک بلا ہے
قیامت چال سے تیری بپا ہے
معطر دامن باد صبا ہے

کیا پردے مین قتل عام اوسنے

جیا قاتل کے شمشیر قضا ہے

اوس گیسوے پرخم کا تماشا نہ کرینگے
جز پیچ و غم و درد و الم کچھ نہیں حاصل
کعبہ سجدہ اگر ہو تو اسنگ در ای بت

ہم دل کو گرفتار بلا کا نہ کرینگے
واللہ کہ اب عشق بتان کا نہ کرینگے
بھولے سے رہے یاد کہ سجدہ انکو نہ کرینگے

جب عشق میں رکھیں گے قدم حضرت نساخ
ناموس کا بھی پاس وہ اصلا نہ کرینگے

ہے محبت مجھکو ای جان گیسوے خمدار کی
سخت دل ہو ہو کے خون آنکھوں نے اپنی بیچ کے
ہڈیان گر کشتہ لعل لب جانان کی کھاے

زخم دل سے ادا ہے بوتا فسنہ تاتار کی
بوسہ لب پر جو اوس دلدار شیرین کار کی
سرخ ہو جائینگی رنگت زاغ کی منقار کی

شاخ نرگس چاہیے بہر قلم نساخ کو
لکھتی ہے تعریف اوسکی نرگس بیمار کی +

بیٹھے ہوئے کس کس کو بھلا یاد کرینگے
از بسکہ ہے اب اونکو مری یاد فراموش
ہے سب پہ عنایت تری اک ہمپہ جفا ہے
خاموش کیا ہے جو تری کم سخنی نے

ہم قیس کا غم یا غم فرہاد کرینگے
جب میں نہ ہونگا تو بہت یاد کرینگے
ہم کس سے بھلا شکوۂ بیداد کرینگے
کس طرح سے ہم نالہ و فریاد کرینگے

جلوہ نہ ترا خواب میں بھی اونکو نظر آئے
ہم کو جو اغیار میں فریاد کرینگے

سرو قدون سے سر بلند وہ کوہ ہو خطرہ کبھی
اشک سے میرے خط سبز بتان سرسبز ہیں
دل جلاتی ہے تری چال ای بت خورشید رو
میرے سوراخ جگر پر ہے نگاہ لطف یار

آسمان کے آبلے کو ڈر نہیں ہے خار سے
کشت دہقان سبز ہو سے ابر دریا بار سے
خلق میں ہوتی ہے گرمی مہر کی رفتار سے
چشم خوبان کو ہے الفت روزن دیوار سے

دوست کیا نساخ سے دیندار کو سمجھے وہ بت
ہو دوسے کافر کو محبت ہمنشین کفار سے

چمن پر خون دلکو ہے جو در بدر آوارہ ہے

نہین واقف حقیقت سے کوئی گیسوی جانان سے

آہ ۔ نگرو کا ہر دم دل پراشتان ہے

روز آتا ہے وہ صیاد خبر لینے کو

کیون نہو میرے سخن مین اثر آب حیات

بتخیل رشتہ ہین پہ بہ خیال رہتا ہے

شکل حیرت زدہ رہتے ہین جو ہین اہل صفا

نام سے کام نہو مصر کہ دنیا مین

جہان مین گوشہ نشین کا بھی دل رہے مضطر

جو طامع مین قناعت انکو دنیا مین نہو حاصل

مقابل ہوتے ہین مہر و ماہ شمع طور کے کیونکر

جو ہین کمیاب انکو راستی ہرگز نہو حاصل

اوڑتا ہے کہین ناوک کجی سے نشانہ

آہ سحر سے دلکو ہوتی ہے شگفتگی

دنیا مین وہی خوش ہین جو ہین صاحب دولت

بدی ہو جسکی خلقت مین نہین جاتی کسی صورت

حرف حیرت زدہ کو حادثہ دہر سے کیا

خموشی سے بچے آفات دہر سے انسان

اونکو بھی میری جدائی سے ہو رنج

دخت رز کو دور مینا غر جنبش گہوارہ ہے

کوئی تعبیر کر سکتا نہین خواب پریشان کی

باغ مین غنچہ نسیم صبح کا مشتاق ہے

لاکھ آزادی سے بہتر ہے اسیری میری

رات اوس رشک مسیحا کی زبان چوپی ہے

کہ ہاتھ آئے گا گنج روان زمین کے تلے

بات روشن ہوئی آئینہ کی حیرانی سے

غنچہ چوب سے گردن بھی کہین کٹتی ہے

کہ مرغ قبلہ نما بیقرار رہتا ہے

اسیری مین پہونچ سکتا نہین کوئی گدائی سے

تہو آہونکا میری سا ہنا برق درخشان سے

نہین ہوتی ہے چرخ پیر کی ہرگز کمر سیدہی

ابرو کے تصور مین اشارہ مین کب ہے

خندان ہو غنچہ باغ مین فیض نسیم سے

گلزار مین ہے خندہ گل رز کے سبب سے

سیاہی دور ہو سکتی نہین رخسار زنگی سے

کیا غلط غنچہ تصویر کو ہو گل چین سے

رہا ہو غنچہ لب بستہ دست گل چین سے

جان مشکل سے جدا ہوتی تن سے

زلبس وید بیما منصب عملدارے … بہر قلمرو او سکہ نقش نعلین است
دگرچہ عیسی مریم بہ آسمان نازد … بعرش گوشہ نشین شاہ قاب قوسین است
بچکانیدہ سشهد منت تو نادر مخزون … اگرچہ شان ترا این چنین سخن شین است

اما بعد گلبانگ تیزہ ایست کہ از میمنت سماعتش پردۂ سامعہ سامعان رنگین نوائے سخنوری
یکسا پردۂ رنگین تر از برگ گل شاداب و نیلوفر دلہائے مستغرقان یک چشمہ کار نہر پروری
یکدہن خندان تر از غنچہ احمر سیراب یعنی در گلشن کشمیر نظیرے کلکتہ ہزار ادا بلبلی ست کہ در
پرتو شعلہ طور سخن چون عمرانی ارنے سنج چراغ مست گردیدہ و شیرین نوا طوطی کہ لذتے
ستار از حلاوت شکرین صفیر دلپذیرش در رگ و ریشہ نیشکر دویدہ نیشکر شکرین رستہ
نیز را از آہنگ رسا … شکر بیش شکر آبی و تحریر کلوے نغمہ سنجان بلاغت را از اشک
زمزمہ دلپذیرش چون زلف گرہگیر پیچ و تابی سرشار نوشانوش نوشین اشربہ شکر خالی مستغرق
بوشا جوش خمکدہ رنگین ادائی پردگیان فشا دروان چار طاق معانی را محرم خاص بیچ فخارہ
با آشنا ست نکات را یگانہ غواص از تازہ طرز بلاغت آرائی تازگی بخش جان ناتوان دیگا الضعف
دا آفاق و از صریر خامہ معجزہ پیرائی سرگرم نفخ ارواح لقالب معانی عاشقان بجان مشتاق
بدیدۂ مشتون انجم انتظام بیاوین لقلقہ پردے درین ہفت گنبد چرخ زن غلغلہ افگن
بیلطرف کوکبہ کواکب احتشام معسکر غضنفری صف شکن و شاخ مسلسل در صدر مست بادۂ
خم نشین ختنان یونان زمین دانش و بینش + گوہر شب چراغ شبستان روشن
دودمان آفرینش ششبنم شاداب گلبرگ احمر کہ بہ گردن از نظم تر سیراب او تر ازی بیرون
این طیلسان اخضر دامن ربائے رونق از انتظام الفاظ شاداب او سر لالہ دیگر رواق
آنطرف عندیب ثالث عشر علو مرتبت و رفعت منزلت بدون کمند و بلا عروج سر کردہ کوکبہ
کواکب احتشام بیاوین سیہ صفوت و مروت چون شیر گرم روان صفا و مردہ غواص
بحار نا پیدا کنار … لطف یزدانی ستا وری آشنائے شقان غلغل شرالیف سبحانی سر آمد
فنون مرتبخ چیتی کہکشان طلیعہ در معسکر و سیہ مناعت منازل وشون رفیعہ مرآت
عقول اولی منفصل فہمی صورت ازہیولی — موجد اشکال براہین ترتیب درمساحت آرائی

غواص قدسیہ منتظم ضروب چہار گانۂ اشکال فضائل اربعہ از محاسن نتائج حمیدہ مقسم
نقاط ممتنع التقسیم بامانت تعمیق نظر پسندیدہ مترنج ارایج شرف عرش معالی مناقب
نظارگی غرفۂ مجد ناسخ عوالی مناصب — بدادر نگاہ معدلت محی مراسم اکاسرہ
بوسادہ آرائی شان و شوکت زندہ کن رسوم قیاصرہ — بیگلاربیگی جہان ہمہ دانی یکہ تاز رزمگاہ طلاقت بیان
نکتہ رانی سحبان جلالت — حسان ذلاقت — شنجرف حرف — سحبان سخن شگرف — اعجاز
فن — جادو سخن شہاب علم خورشید پرچم — مشتری کوکب گردون موکب ثواقب کوکبہ
صواعق دبدبہ اکبر اسے کبار — زبدۃ النتائج پنج و چہار گلکار بہارستان شگل پسندی
لالہ کار زمین سنگلاخ مجلس عالی مولوی عبدالغفور خان بہادر متخلص بہ نساخ شاخ
قلمش شاخ پر دیوان ناتراشیدہ را شاخ شکن — شاہباز فکر بلند پروازش آن طرف البنا
صفت کاخ صید افگن در زیر کاسہ گیر زور گیران آزمون جاے مصارعت مشاعرہ بتنازیانہ
گیر بیغوستان سخنوری از ہمکلمان اریکہ مناظرہ کشایش عقدہاے لاینحل بلاغت امروز
در نہاد بلغاے عصر دست از باد بروت شستہ موجۂ ریشخند و سیاحی ملک و اسمار فصاحت
مخصوص زبان شیرین بیانش و سیاحی بحور و انہار بلاغت در شیوۂ خامۂ گوہر افشانش
درینولا نا دیوانی بزبان اردو ترتیب فرمودہ من و خداے من کہ طرفہ کارے دست بستہ
نمودہ از بسکہ فطرتش یاور و ارادتش ورسیدہ بدستیاری روشنان ابداع درین نگار زار
ریختہ چہ مردانہ شیدپر ہمت انگیختہ و بکمتر عرق ریزی پیشانی فطرتش از آنچہ گل نیست
آسمان آگہی این نیم قطرۂ جلوۂ تراوش ریختہ ہر ورق دیوانش گوہرین پرند بیست پر از ورد
آبدار استعارات شاداب — و لبالب از لآلی متعالی مضامین سیراب پرپردہ روش عنا
ناطورۂ بلاغت و حدیقۂ رشاقت سرشت فصاحت و براعت تلمیع ورش درارای برقعہ را
در اطلسی طیلسان آسمان ہمین چشم زدن برق چشم می گیرد و مردمک حیرتیان — ژرف نگاہ
تماشائیش ہر بلا کو چشمک زن ہر قند و سامعش چون دیدہ شماسیان در آفتاب محویت
می پذیرد جسد او دیوانی است شگرف کہ از دو نور رنگینی طرز رنگینش خامہ سرپنجہ کواعب —
شنگرفی پیرین سخن سواد ہندوستان شبگیر زدہ است و حروف نثرہ نثار اشعار ابدارش

برنگ غنچه منقار طوطی چاشنی ریز است — بشیرینی است رشک نیشکر کلک بنان او
بیسحان سنجه پرواز من باعجاز سخن لیکن — نفس گم کرده ام پیش زبان نکته دان او
دم تیغی برنگ شمع سے باید زبانم را — رگ گردن اگر تا در نمایم در زبان او

تا ارحام با کیرا منهان امهات سفلے از موالید ثلثه آبستن است و آباوی این همه ثمرة الفواد بدامن تربیت آبای علوی از بهر وضع درد آبستن کوکب بوحی برافت سعادت اقبال و دبدبهٔ ذلاقت طالع و اختر خورشید شرافت دولت بے زوال و طنطنهٔ طلاقت لایح باد

تقریظیکه قلم فصاحت رقم عندلیب گلشن سخن آفرینی و مضمون طرازی بلبل شاخسار نکته رانی و دقیقه پردازی مولوی حمید الله متخلص بعیسی باشنده میدنی پور مترجم لیجس لیٹو کونسل گورنمنٹ هند شاگرد مولوی رشید النبی متخلص به وحشت تحریر نمود

الحمد لله الذی انشاء دیوان الاکوان باحسن المطلع
والصلوة علی من هو للنبوة الکبری خیر المقطع
وعلی اله منشیان ابیات الادیان — واصحابه مقوم مصارع الایمان

بر دانشمندان واقف غوامض سخندانی و ماهر رموزات شیوا زبانی پوشیده نیست که حضرت رب الطبایع والاکوان هر قومی را بلغتے و هر طایفه را بلهجه چنان اختصاص نموده است اگرچه بقوه و تمنطق باصوات کنانیه که بیان اقوام مختلفه در معاملات معاشیه همدیگر تخاطب دارند و ضمایر و سرایر خود بار او اخی نمایند بیرون از رگ ند اقتضای افتقار طبیعی بیاری مروسه معالجت مخارج و آلات نطق ساخته میشده است و بنا چار از مقوله صناعیات نباشد نه از قبیل طبیعیات - ولیکن معهذا از بدو فطرت تمرن آن صوت کذائی که قومی یا شخصی بدان از عهد طفولت متکلم است چنان در نفوس محکم میگردد که بانحراف از ان سبب لغتے یا لهجه دیگر که من وجه از ان لهجه یافت نشاهی که نا فش بران زده اند مغایرتے داشته است

بنا حرف زدن بخیلے عسیر و دشوار - بل از قبیل محالات و ممتنعات است - پس درین صورت اگر احدے از مساعدت فیضان عالم قدس دستگاهی پیدا کند که بلغت اجنبیه و جوار بیگانه یگانه وار حرف زند یا کتابے تدوین کند شے - بل داد فصاحت و شیوا زبانی و رد هر آئینه درخور تحسین و آفرین اهل زبان و زمین خواهد بود - و ازین جاست که درین زمان نحوست توامان که عهد هبوط نیز هر گونه هنر و کمال ست - ادیب محقق ارد و لغات و هندی لهجات فارس میدان سخندانی - فارس لستان شیوا زبانی - دوحه مبارکهٔ حدیقهٔ بلاغت - شجرهٔ مثمرهٔ گلزار فصاحت - مخدوم آسمان براعت مرکز دائرهٔ خوش بیانی سر کردهٔ شعراے هندی زبان درة التاج بلغاے شیرین بیان - آنکه آب زلال سلسبیل فصاحتش آتش دم گرم آتش زبان را سرد کرده است - وقلم سحر رقمش مانی مانا سے اهل برگفتار شیرین ناسخ هندی خط نسخ کشیده

قطعه

سرور سرخیل هنر پروران | شمع شبستان زبان آوران
شاعر والا گهر نامدار | مانی صورت شده کستی نگار
پرده برانداز ز راز سخن | نقش برانگیخته پیرنگ سخن
آن هنر آماے گرامی نژاد | پاک هنر پاک سخن پاک زاد
دارو ے جان لعل روان پرورش | قوت روان حسرت فسو نگسترش
مایهٔ جان است و غذای روان | سر گهرش مشتری ان در او کان
سرو کت آتش آتش زبان | ناسخ ناسخ ازو شد بیان
ناسخ ازو گشته معانی شناس | آتش ازو کرده همین اقتباس

اعنی... شاعر بے نظیر ماحی و ناسخ اسم در رسم ناسخ و دبیر بسر ده مرام ایزد غفور خدمت والاے مولوی عبد الغفور خان بهادر متخلص به نساخ ڈپٹی مجسٹریٹ ضلع هوگلی بنگاله بهادر که یگانا در فن غزل سرائی و انشا پردازی هندے و یارسی سرپا اردو یار وقف آنکه سخن پاکمال وے از خاک بنگاله برخاسته پیان داد شیوا زبانی در داده

که همانا نسخهٔ کلام خوش نظام پایه اش سودائی پسر میرزا رفیع السودا در داده است و نفحات
اعجاز کلمات جانفزای وی عظیم بیم ناسخ و آتش را از گور فرسودهٔ لکهنؤ احیا کرده چنانچه از بهین آنموذج
کلمات سحر سماتش همین دیوان است که اگر مشکینه حروف هر غزل آنرا بقلم نور بر رخساره
حور نویسند سزا است — و شوارق رشک نور شاهق طور مطالع جامه های آن را بر پیشانی
ناهید به نور رقم زنند سزا — سر آغاز هر سوادش را با سر انجام آن ارتباطی است
گزین چنانکه جان را با تن یا روح را با بدن — مبادی ابیات آنرا با خواتم آن انتباهی
است بهین چنانکه شراب را با مینا یا صهبا را با دن الفاظش را با معانی آن خویشی پیوند
است پسندیده چنانکه نکهت را با گل یا شیرینی را با شکر و معانیش را با الفاظ آن نیکو پیوندی
است گزیده چنانکه بو را با گل یا نکهت را با عنبر — شیرینی الفاظ شیرینش نوشابه وار
کام جان را شیرین کند — و پاکیزگی نفحات حروف دل آویزش دماغ جان را معطر گرداند
سلاست عبارتش چون چشمهٔ کوثر جان افزا — و رشاقت کلماتش چون سلسبیل بهشت
دلکشا — نغز گوئی هر حرفش با گلشکر آمیخته است — و در هر سطرش سنگریزه های شهد ناب
ریخته هر جامه ایش جامه آموز مرغان خوش زبان گلزار جنان — و هر سوادش نغمه آموز عندلیبان
بستان سرای سخنوری سخنوران —

نظم

بنام ایزد چه سر داد و چه جامه | چو زلف دلبران مشکین شمامه
سوادش چیست کحل دیدهٔ حور | بیاضش مطلع نور علی نور
عبارتش رشیق و جانفزا یست | مضامینش لطیف و دلربا یست
چو انفاس مسیحی هست جانبخش | بجان زار و افسرده توان بخش —
غزلهایش که نزهت بخش جان است | غزال مرتع روح و روان است
ز آب کوثر جنان پرورده | به بستان سخن ابر چه پرده
خجسته جامه ایش دلفریب است | زبان عاشقان بیدل شکیب است
رسد به آسمان چون نغمه زان | خریدارش شود ناهید از جان

بگیر و با زبان چون بستگی خوش — لبا ز دو دان نشید ہی نغز و دلکش
مرا اید چون از ان دستان شیرین — بہ بزم اھل دو ران فسرا زین
بہاتا دران سماع سحر آسا — برقص و خالیت آید هم مسیحا

از سحر البیانی ہاے خود ہش در اوراق این خجستہ دیوان - خارق این محال عادی شدہ بوثوق بر همزن آن قضیہ کلیہ استقرائیہ گشتہ است - ایزد جہان آفرین آن نہال سربلند گلشن فضائل را با این فضل و کمال وہبی و کسبی تا ابد الآباد برقرار داشتہ از نسایم کلمات اعجاز سمائش مشام بالغ نظران سخن آفرین را معنبر و معطر داراد -

تاریخ ترتیب این دفتر بے مثال من مصنف

ہے جلوۂ فصل نوبہار سے — حاصل ہے چمن کو آبداری
منہ گل کا دھلا رہی ہے شبنم — رنگ اپنا جما رہا ہے شبنم
پر دست ہوا ہے دامن گل — سو بستے بھرا ہے دامن گل
ہے اشتہ سے سرخ چشم لالہ — گویا کہ شراب کا ہے پیالہ
شمشائی سجا رہا ہے شبو — کیا رنگ دکھا رہا ہے شبو
سوسن بھی چمن میں ہلکی مسی — دکھلا رہی ہے بہار اپنی
صد برگ میں سو ہزار میں رنگ — دکھلاتے عجب بہار میں رنگ
ہر نخل کے بر میں سبز جامہ — ہر غنچہ کے سر پہ ہے عمامہ
اک روے صبیح یاسمن ہے — اک عارض خوب نسترن ہے
نرگس لیے جام کی کھڑی ہے — اک دھوم بہار کی پڑی ہے
سر سبز ہی اک طرف کو سبزہ — خط جس سے خجل ہے خوش خطوں کا
ہے سرو چمن کشیدہ قامت — شمشاد و نمونۂ قیامت
منہ سرخ خوشی سے ارغواں کا — دیدار چمن ہے فرحت افزا
سرسبز ہیں سارے نخل گلشن — ہیں جان کو پیارے نخل گلشن

ہین رشک بہشت باغ و بستان
کیونکر نہ غمین ہو قلب رضوان

پھولی ہے کسی طرف کو نسرین
پھرتے ہین کسی طرف کو گلچین

اک سمت ہے ہجوم قمریون کا
کوکو کی صدا سے حشر برپا

طاؤس کسی طرف کو رقصان
ہے کبک کسی طرف کو خندان

جو مرغ چمن ہے نغمہ زن ہے
کیا شکر بہار پر چمن ہے

بدمست ہے بلبل غزلخوان
دیکھا ہے جو گل کا روے خندان

میوون سے زبس لدا ہوا ہے
ہر نخل چمن سے سر جھکا ہے

ہے حسن سے جوش جو گلون کو
باقی نہین ہوش بلبلون کو

ہر سمت ہے وہ بہار کا جوش
عالم ہی تپش سے ہے مدہوش

کچھ دھیان نہین مجھے کہین کا
دنیا کا خیال ہے نہ دین کا

آغوش مین اک پری سی صورت
ہاتھ ہے مہ جبین فرشتہ خصلت

بازار شیارہ و ناز ہے گرم
یان دست درازی اور وہان شرم

ہے دور شراب ارغوانی
دشمن کا لہو ہوا ہے پانی

سینے مین بھرا ہے جوش مستی
دن رات ہے شغل مے پرستی

ایسے مین مرے دلکو یہ ہوا دھیان
اب جمع کرون مین اپنا دیوان

ہون والی کشور معانی
ہون بلبل باغ نکتہ دانی

اون ہاتھ مین جیسکری مین جام
گردون کو جھکا ہے جو لامہ

خوش شکر ہے کیون ہو دین قائل
تھا معتقد اپنا اب جو اکل

کی ہے جو کہین خیال بندے
پستی مین دکھا ہے ہے بلندی

خون کرکے بہا دیا ہے دل جیا
دیوان یہ ہوا ہے تیار سب

آراستہ دلربا ہے دیوان
پیراستہ دلربا ہے دیوان

مضمون سب اسمین نور کے ہین
شعلے یہ چراغ طور کے ہین

ہے والی ملک نظم مضمون
ششدر ہو بھی جو دیکھے ہووے مفتون

صنعت سے مری غزل بھری ہے | سلمان کی جان کو بیکلی ہے
ہین رشک پرورج لفظ سارے | افلاک ورق ہین حرف تارے
مضمون کی جلد شین ہین کیا صاف | آئینہ دل کی شکل شفاف
معنی غزلون کے وہ صفا ہے | آئینہ قدرت خدا ہے
حرفون کی عیان ہے جو سیاہی | ہے سرمۂ چشم خوش نگاہی
مضمون ہے جو صاف آشکارا | ہے نقطہ و حرف چاند تارا
اشعار جو نعت مین لکھے ہین | اعدا بھی ورد پڑھ رہے ہین
اصحاب کی جو لکھی ہے توصیف | دشمن کی بھی ہے زبان پہ تعریف
محبوب جہان ہے نظم میری | مطلوب زمان ہے نظم میری
سنتی جو مری غزل بیشتا | کب شعر جمیل اوسے خوش آتا
لیلی بھی کبھی جو دیکھ پاتے | مجنون کی غزل کو بھول جاتی
خاطی مرے شعر ہین جو پائین | ارباب سخن اوسے چھپائین
ہو پاک کلام عیب سے کیا | میدان سخن ہے مہ کا چہرا
انصاف ہے سیرت بزرگان | انصاف ہے خصلت بزرگان
ہوتے ہین سگے اگر ہزار اعدا | کوئی بھی تو منصفی کرے گا
ہو جوہریون کو قدر گوہر | پہچانیگا گلبر خاک پتھر
مضمون جو نظم پڑھے مکرر | سمجھے اوسے جو نکتہ پرور
مضمون کی بیان کی نہین ہے | افکار کو بر سخن ہے
کیا کہیے غرض کہ کیا ہے دیوان | مستقر خوش ادا ہے دیوان
تاریخ کی تھی جو انتظار سے | ہاتف نے زراہ دوستداری
مصرع یہ کیا مجھے عنایت | دیوان ہے کہ نسخۂ نصیحت

۱۲۶۶

ایضاً

مژدہ اے شاعران نازک طبع | اچھے دن ہین یہ سال اچھا ہے

کہ مرتب ہوا مرا دیوان
جو کہ اک دلربائے رعنا ہے

دل حاسد کو پھونک دیتا ہے
شعلہ دیوان نہیں بھبوکا ہے

شعر فہم زمانہ ہین مجنون
اپنا دیوان رشک لیلی ہے

کیون ہین جانکاہ بیان جو پھڑک
ایک مضمون ہاتھ آیا ہے

نظر آیا ہے سے معنی رنگین
دل کو جب خون کرکے کھایا ہے

مردہ دل زندہ ہوتے ہین سنکر
جو غزل ہے مری مسیحا ہے

حرف ہر ایک شعر رنگین
گویا اک مہروش کا چہرا ہے

کیون نہ دیوانہ شعر پر ہو جہان
لفظ ہر ایک پری کا ٹکڑا ہے

لکھا جس شعر مین کہ حال جنون
وحشت انگیز ایک صحرا ہے

وصف چشمان مست ساقی سے
دائرہ دار حرف مینا ہے

حلقہ دام بنگئے ہین لفظ —
جبکہ مضمون زلف باندھا ہے

غزلین مشکل زمینون مین لکہین
فکر کا زور آزمایا ہے

سیدھے سیدھے ہاتھ لکھے ہین شعر و قطعات
بانکے ٹیڑھون کا بل نکالا ہے

غزلین ایسی مثالیہ لکھین
ہوش صائب کو بھی اڑایا ہے

پہلو سے انوری و باقی سے
جو غزل ہے مری شیدا ہے

ہے عدیم المثال یہ دیوان
نہ کسی نے سنا نہ دیکھا ہے

باغ شداد کی حقیقت کیا
گلشن عدن کا نمونہ ہے

اسکی تاریخ کیجیے موزون
یہی دل کو خیال آتا ہے

بیسوی سال کا جو دہیان آیا
ڈہونڈھ کر فکر نے نکالا ہے

حرف منقوطہ لکے خامہ نے
نقش تسخیر دوست لکھا ہے ۱۲۶۰

جو کہ ہے خوش تلاش اور طباع
جو کہ فکر بلند رکھتا ہے

دہر مین جو بلند فطرت ہے
جو فصیح و بلیغ و یکتا ہے

جو کہ ہے خوش خیال معنی یاب
جسکو اس فن مین کچھ سلیقہ ہے

بہرہ علم و ہنر سے ہے جسکو — عقل سے جسکو فیض پہونچا ہے
اوس نے نساخ ہون ہین واقف — دل کو اوسکے یہی تمنا ہے
چشم انصاف سے اسے دیکھین — بند کوزے مین ایک دریا ہے

ایضاً

مرتب ہوا اب یہ دیوان اپنا — کہ ہے غیرت و رشک دامان گلچین
مجری یہ ہے جو تعریف اصنام ہندو — ہراک بیت ہے رشک بیت تمانہ چین
ہین الفاظ ابیات پر نور سارے — سجا ہے کیون شعر کو سلک پروین
جو دیوان مین ہے وحشت دل کا مضمون — ہراک صفحہ ہے دشت تاتار و ماچین
زبس وصف گیسو سے خوشبو ہوا ہے — ہراک حرف ہے نافہ آہوے چین
ہے جس شعر مین وصل دلبر کا مضمون — وہ کافی ہے نساخ کو بہر تسکین
لکھے ہین جو دیوان مین شعر بیشکر — تو ممکن نہین اوس مین دخل سخن چین
ہوئی سال مینگلہ کی جو مجھکو خواہش — لکھا میرے خامہ نے مضمون رنگین
۱۲۶۶
بری نظرون سے دیکھین گر یہ دیوان — تو ہون یا خدا کور چشمان بدبین

ایضاً

مرتب اندنون جو ہو گیا ہے — دلا پر سحر ہے دیوان نساخ
صفت جا و بیانون سی جو پوچھی — کہا پر سحر ہے دیوان نساخ
جو پڑھتا ہے وہ ہوتا ہے بس محو — بجا پر سحر ہے دیوان نساخ
جو پوچھا سال تصنیف تو قلم نے — لکھا پر سحر ہے دیوان نساخ
۱۲۶۷

تاریخ بطرز نو

دیوان کا سال نکتہ سنجو — جس لفظ سے چاہو تم نکالو

اعداد کو اوسکے جمع کر کے — بس چار پہ آپ ضرب کیجے
پھر ایک عدد بڑھا کے اوسپر — واں پر کریں ضرب نکتہ پرور
پھر طرح دین بیس کر کے اوس سے — جو کچھ رہے باقی طرح دیکیے
چوں ششہ پہ پھر اوسکو ضرب کیجیے — کم کیجیے دو، جب پھر اوس سے
باقی جو رہے وہ ہو مضاعف — کچھ شک نہیں نکلے سال اشرف ۱۲۷۵

ایضاً

جب مرتب ہوگیا دیوان مرا — سال فصلی کا مجھے دہیان آگیا
لیکے بس اعداد زبر و بینات — گلشن شاداب خامہ نے لکہا ۱۲۶۵
دوسری تاریخ کی جو فکر کی — شعر و گلشن طبع رنگین نے کہا ۱۲۶۵

تاریخ ترتیب دیوان از نتائج افکار اعلم علمائے زمان و افضل فضلائے دوران مولوی نصیر الدین حیدر تخلص بساقی مصنف سلطنت

بیا اے یا سخن دمساز ہر دم — برعنائے سخن گلباز ہر دم
ز دیوان بلند آوازہ بشنو — سخن ہا راشنیدی تازہ بشنو
طراز خامہ رنگین بیانے — سخن را پایہ بر گردون رسانے
صدو و فکرت سخنے طرازی — سجود آستان عشق بازی
تنے از مہرویان سر شتہ — دلے بر آتش از حسن سر شتہ
بود از نام مشہورش تخلص — ہنر سر صول و مشہورش تخلص
ہر پیچ آور دزہر از وصل تریاق — باعجاز قلم در سطر اوراق
بہم پیچیدہ دیوانے نشان داد — سواد آب حیوانی نشان داد
ز بس شوخی کہ در وے چیدہ باہم — غزلہا چون غزال آمادہ رم
اگر زنجیرہ خط و رپا بندید سے — ز دام لفظ مضمونش پرید سے

سے مصنف دیوان [illegible]

خموشیها ز جادو پیش سخن گوش
سخن از فیض او تشریف نو پوش

سخن را روز خاموشی سر آمد
که آب رفته اش در جو در آمد

بیا زو نادر است گرم بازار
سخن گو را سخن آمد خریدار

نگیریش سهل اگر از دو نوشته
سپی هندسی بنان جادو نوشته

نوشتم سال از ایمای فکرت
ورشاداب از ادای فکرت

دو دیوان دگر دیوانه اش باد
خراب جلوه مستانه اش باد

ایضاً

بناخ سخنور مثل بید
گر نظم کشد به رشته پروین

دیوان عجیب داد ترتیب
هم طرح نگارخانه چین

بگشاد طلسم گنج معنی
و کشور لفظ بست آیین

من بودم و جستجوی سالش
ناگاه زبان شکر رنگین

در صوری و معنوی بهم گفت
الف و مائتین ست و سبعین ۱۲۷۶

قطعه تاریخ ترتیب دواوین از نتائج افکار نبض شناس قلم و مزاجدان سخن خواجه عبدالرحیم متخلص به صبا یکی از نامی رئیسان شهر ڈھاکہ

آن پیکر فضل و جان معنی
ناسخ مجسم بلاغت

نقاد عیار خانه نظم
گنجور خزینه فصاحت

از بسکه بلند او سخن را
افزایش پایگاه رفعت

بستند زبان حرف گیران
شیرین سخنانش از حلاوت

گشتند چو بین خوان معنی
[illegible] بلاغت

[illegible] تمام نکته چینان
[illegible] اقادت

[illegible]
[illegible] از لطافت

دو سالگی کو چو داد ترتیب — دیوان خودش سپہر افاضت
شد بیت بشش جہت کہ زیبا — پیدا شدہ معدن ملاحت
ہاتف بصبا ز سال ترتیب — فرمود کہ مخزن فصاحت
۱۲۷۶

من عبدالوہاب متخلص بہ رحمتی باشندہ ہوگلی

این یک نقد باشد از شعر — جز چند بنا شدش معارف
من جلتنا کو ضمت زاک — تنہا منسا کذی المعارف
این تحفہ ز بحر دوستان آمد — منظور ز صاحب مشارف
در جلوہ چو شد عروس ادراک — روشن شد از ان نگاہ عارف
دیباچہ معرفت چو باشد — ان ہمت مطالعا تعارف
بیزان نعشق است و تعریف — ہل انت للفظہا تصارف
تاریخ ختم آن سے است — گلزار حقیقت معارف ۱۲۷۶

از مولوی عصمت اللہ متخلص بہ الفتح باشندہ پنڈوہ شاگرد مصنف

کیوں نہ ہو وین نکتہ سنجان زمانہ خوش بھلا — حضرت نساخ کا دیوان مرتب ہو گیا
طرز اونکے شعرگوئی کی ہے سہل الممتنع — صاف عالم ہے کلام سعدی شیراز کا
دل سے خاقانی نظیری کو بھلا دیوین ابھی — نکتہ فہمان زمان گر غور سے دیکھیں ذرا
باندھتے ہیں اس صفائی سے وہ مضمون ہائے صاف — شکل مضمون مثل آئینہ نظر آئے صفا
اونکا طوطی بولتا ہے شاعرون کی بزم میں — رنگ ہے آئینہ حیران کی صورت بزم کا
وہ غزل پڑھتے ہیں موتی رولتے ہیں یا سبعیر — شعر میں سلک گہر الفاظ ہیں بے بہا
نغمہ سنجی زمزمہ پردازی اونکی کیا کہوں — طوطی شیرین زبان ہیں عندلیب خوشنوا
اپنی غزلیں جب پڑھتے ہیں جس دم وہ بزم شعر میں — ہر طرف سے ہیں بپا ہوتا ہے شور مرحبا
دیکھ اونکے گل اشعار کا جو رنگ شوخ — بلبل شیراز کی بھی روح ہو جاوے فدا

بس سخن فصلی کا جو دہیان آگیا | گوہر منظوم قلم نے لکھا ۱۲۷۵

از منشی عبدالرحمن باشندۂ شہر کلکتہ متخلص بہ مواج صاحب محافظ بزرگ داوری گاہ ہائی کورٹ کلکتہ شاگرد مصنف

ہوا ہے اب مرتب حضرت استاد کا دیوان | کہ ہر ہر شعر اوسکا غیرت گلزار جنت ہے

غزل ہر ایک ہے اوسکی رشک دامانِ گلچیں ہے | اگر مفلس بھی ہے کوئی سخن فہم اوسکو دولت ہے

رقیق مانی و بہزاد کا خجالت سے ہے پنہان | کہنچی ہے شعر مین اوسکے پریونکی صورت ہے

جو حرف دائرہ دار اوسمین ہی ہے عارض روشن | جو مصرع ہے وہ گویا اک پری پیکر کا قامت ہے

ہے کیا معنی کہ جو آراستہ الفاظ روشن سے | تن مضمون کو گویا نور کا پہنایا خلعت ہے

گلیسا خط کی سیاہی برق تابان معنی روشن | جو نقطہ حرف پر ہے قطرۂ باران رحمت ہے

ملے ہین لفظ سارے وصل کا مضمون جو دکھاتا ہے | جدا ہین حرف سب جس شعر مین مضمون فرقت ہے

نہایت شعر مین ترکیب اچھی چست ہے بندش | اگر الفاظ رنگین ہین تو مضمون خوبصورت ہے

ہوئی مواج جو خواہش مجھے تاریخ کی تاکہ | کہا سید نگار رنگین نے گلستان مسرت ہے ۱۲۷۷

از سید محمد علی باشندہ کلکتہ نواسہ میر شیر علی افسوس متخلص بہ سرور شاگرد مصنف

اب ہو گیا دیوان مرتب حضرت استاد کا | پہلو مین ہر شعر کے جسکے نہان ہی گلستان

مضمون عالی و بلند ایسے ہین باندہے شعر مین | گویا بنایا ہے زمین شعر کو اب آسمان

جسطرح پردے مین نہان ہو شاہد زیبا کوئی | ہر شعر مین مضمون رنگین اسطرح سے ہی نہان

ہر لفظ ہے عقد ثریا حرف مہر و ماہ ہین | ہر صفحۂ دیوان فلک ہر سطر رشک کہکشان

ہر شعر سے اونکے ہوئی ہے فصاحت موجزن | حیرت زدہ ہو دیکہکر سحبان وائل بیگمان

مضمون جو ہر شعر کا ہے صاف شکل آئینہ | طوطی کی صورت ہو گئی حیران بزم شاعران

کچھ کم نہین تلوار کی بندش سے بندش شعر کی | سر من کی جا سے کٹتے ہین اعجاز ہی اسسے عیان

ہر معنی تن گر ہو زبان گر ہر بن مو ہو دہن | تعریف اس دیوان کی ممکن نہین ہو و بیان

تاریخ کی جسدم دل مسرور کو خواہش ہوئی | آئی ندا یہ غیب سے دیوان شعر درفشاں
۱۲۷۶

از مولوی واحد علی متخلص بہ مخمور خلف الرشید مولوی عبد العلی نامی زمیندار ڈھاکہ شاگرد مصنف

ہوا جمع دیوان استاد کا | کہ دیوان ہے وہ عجیب غریب
ہوا ہے مرتب یہ دیوان جو اب | سخن فہم سکے لڑ گئے ہیں نصیب
ہے جس شعر میں درج مضمون وصل | وہ الفت کے بیمار کا ہو طبیب
زمانے نے ایسا نہ دیکھا کبھی | غرض ہے یہ دیوان شاید عجیب
ہوا سال ترتیب کا جو خیال | کہا دل نے ہے نغمہ عندلیب
۱۲۷۶

ایضاً

جو مرتب حضرت نساخ کا دیوان ہوا | دل میں اسکے جوش آئی مخمور پایا مثل ہی
فکر تھی تاریخ کی آئے صدا یہ غیب سے | دفتر اشعار زیبا کہہ یہی تاریخ ہے
۱۲۷۶

از میان محمد حسین متخلص بہ مشہور باشندہ شہر کلکتہ شاگرد مصنف

مرتب اب ہوا دیوان حضرت استاد | کہ اوس میں مصرعہ موزون جو ہے قیامت ہے
لکھے ہیں جو رنز اوس کے وصف دیوان میں | جو بیت اوس میں ہے گویا کہ باغ جنت ہے
لکھا جو آئینہ رویوں کے انتظار کا حال | تو وہ اثر جو ہے حرفوں کا چشم حیرت ہے
ہر اک مصرعہ موزون کے وصف کیا کیجیے | کہ جس سے سدرہ و طوبیٰ کو بھی خجالت ہے
خیال آیا جو تاریخ کا مجھے مشہور | درست قلم سے لکھا گلستان فکرت ہے
۱۲۷۶

از خواجہ نبی بخش جو کشمیری متخلص بہ [illegible] شاگرد مصنف

مرتب اب ہوا دیوان مولوی نساخ | کہ جس میں شعر ہے روشن ہر ایک صورت ماہ

لکھا ہے کوئی تیا لکھا جو وصف دیوان میں
ہے لفظ شعر میں اوسکے کمان بیت اللہ

لکھا ہے شعر میں جو وصف بازی طفلان
تو صاف ہوتا ہے اوس پر گمان بازی گاہ

لکھا جو عارض پر نور خوشخطان کا وصف
تو حرف جتنے ہیں شعر میں سب ہیں خط سیاہ

خیال مجھکو جو تاریخ کا ہوا محرر
ندا سروش سے یہ دی خیال خوب ہے واہ
۱۲۷۴

از منشی اسد اللہ عرف علیجان باشندہ ضلع ہوگلی متخلص بمخمور شاگرد مصنف

پاکے ترتیب جب یہ دیوان
ہیں وہ خورشید برج فضل و کمال

ہیں وہ جمشید کشور معنے
عشق شیرین خوش خیالی میں

ہو گیا صید طائر مضمون
جو لکھا وصف ناوک مژگان

وصف گلرو کا حال لکھکے کیا
جسمیں لکھا ہے قلب صاف کا حال

کیا بجلی کو دام لفظ میں بند
وصف چشمان مست سنکر ہو

کے لگا نین حاسد کمبخت
خم مئ وصف چشم میں ہے شعر

اونکا مضمون جو دیکھے روشن و صاف
سنبل فردوس شعر مصرع شاخ

بندش صاف صورت الماس
اونکا دیوان ابر نیسان ہے

کہی تاریخ میں نے اسے مخمور
میرے استاد کا بزنگ قمر

در شاداب درج علم و ہنر
اور ماکا سخن کے اسکندر

خسرو کوہ کن سے ہیں بڑھکر
خامہ اونکا ہے ماہ کا شہپر

مرکزون پر ہے عالم نشتر
صفحہ ہر ایک پھول کا دفتر

صاف دو بیت ہے عذار کا گھر
جو لکھا حال خاطر مضطر

شعر مضمون کی فکر کو چکر
تیغ خامہ دکھائے جب جوہر

لفظ ہر اک شراب کا ساغر
شرم سے ہو سفید روئ قمر

پھول نقطے ہیں اور حرف ثمر
شاہد شعر کے لئے زیور

شعر تر ہے ہر ایک گوہر تر
ہے یہ دیوان عشق کا دفتر
۱۲۷۴

ایضاً در دایرہ موتلفہ کہ لبسہ بحر رجز و ہزج و رمل مثمن سالم خواندہ میشود

اوستاد کا دیوان ٭ مرتب جو ہوا ہے ٭ شاعرو ۔ کہیں بکا گر دامان ٭ اسے کیسے بچاسے ٭ واہ وا
تاریخ بکا مصرع ٭ کہا منور نے یہ ٭ باب بیابد ۔ استاد کا دیوان ٭ مرتب ہو گیا ہے + واہ وا

۱۲۹۶

از منشی صمصام حیدر باشندہ ہوگلی متخلص بہ نور شاگرد مصنف

مرتب ہو گیا ہے حضرت ناسخ کا دیوان ۔ کہ جسکے دید نے مجھکو بہار تازہ دکہلائی
لکہا ہے جا بجا کا خال جو پردہ نشینونکی ۔ تو نقطے حرف کے ہین مردم چشم تماشائی
پے تاریخ جو اے نور بینے فکر کی ناگہ ۔ بنا باغ گل معنی صدا یہ غیب سے آئی

۱۲۹۶

از میرزا محبوب علی لکہنوی متخلص بہ قوس مقیم کلکتہ شاگرد مصنف

مرتب اب ہوا استاد کا مرے دیوان ۔ کہ جسکو دیکہکے حیران ہر سخندان ہے
گمان ہے قطعہ گلزار کا جو سمجھئے پر ۔ نور شاک ابر بہاران بجا یہ دیوان ہے
ہر ایک صفحہ دیوان ہے رشک باغ بہشت ۔ جو خط ہے اوسکا وہ گویا کہ خطا خوبان ہے
لکہا جو شعر مین وصف نقاب ور وی نگار ۔ یقین ہوتا ہے اک شمع زیر دامان ہے
ز بسکہ وصف سہی قامتون کا لکہا ہے ۔ الف جو شعر مین اوسکے ہے سرو بستان ہے
لکہا ہے شعر جو تعریف چشم مستان مین ۔ برای اہل نظر سرمہ صفاہان ہے
تبسم بت غنچہ دہن سے وصفون مین ۔ ہر ایک معنی گلرنگ روے خندان ہے
لکہی ہے در و شو نکی جو شعر مین تعریف ۔ نور شاک وغیرت باغ بہشت دیوان ہے
بجہر یہ ہے انکہ بکی تعریف سے نرگس کی نزل ۔ زمین شعر بہی مانند نرگستان ہے
ہے شعر مین صفت انتظار آیینہ رو ۔ جو حرف اوسمین ہے گویا کہ چشم حیران ہے
ہے وصف داغ مین روشن و شعر منور ہے ۔ کہ چاک جس سے ہوا صبح کا گریبان ہے
رقم کیا ہے جو حال اپنے جوش سودا کا ۔ جو حرف شعر مین ہے چاک اوسکا دامان ہے

سنا ہے نغمہ سرائی کا اوسکے جو شہرہ چمن میں ہند کے بلبل عنبر سخن خوان ہے
زبان غنچہ سے پوچھا جو مینے سال ای وس کہا یہ ہنسکے کہ یہ بیخزان گلستان ہے
۱۲۷۶

از منشی وارث علی متخلص بہ ضیا باشندۂ ڈھاکہ شاگرد مصنف

شکر صد حضرت ناسخ کا الحمد دیوان مرتب ہو گیا
عرش سے تا فرش ساری خلق نے دی صدا نے مرحبا صد مرحبا
واہ وا کیا خوب یہ دیوان ہے جیسے دل خوبون کا بھی مائل ہوا
مطلع اوسکا مطلع خورشید ہے حسن مطلع جلوۂ صبح عید کا
بیت ابروے بتان بیت الغزل یا کہ بیت اللہ ہے نام خدا
وصف قامت مین جو موزون مصرعے سرو سہی وہ گلشن فردوس کا
سنتے ہی مضمون زلف گلرخان ہوش اوڑتا ہے نسیم خلد کا
وصف روے صاف صفا آئینہ ہے صورت معنی ہے جسمین رونما
بھرا صدا جوہر شمشیر ہے ابروی پرخم کی تحریر شنا
تختہ نرگس کا عالم ہے عیان جس جگہ ہے چشم کا مضمون لکھا
خال رخ کا ہے یہ مضمون پر اثر جب سنا ہندو مسلمان ہو گیا
ہے وہ مضمون دہان تنگ کا غیر کو جسمین نہین ملنے کی جا
خامہ اوسکا یا کلید گنج نطق یا ہے حاسد سے موسی کا عصا
عرش پر ہے شعر فہمونکا دماغ اسقدر عالی ہے مضمون شعر کا
دیکھا اس دیوان کو جو بہر لغیز شاہد غیبی نے مجھسے یہ کہا
فکر ہرگز تو نکر تاریخ کی شاہد مضمون یہ ہے حسن ای ضیا
۱۲۷۷

از منشی لالچی رام باشندہ جلال آباد ضلع امرتسر متخلص بہ طالب شاگرد مصنف

طالبا ناسخ کا دیوان مرتب جو ہوا حال عالم اونکے شعر سننے ہوا جلوہ نما

سال کا مصرع کلک گہر افشاں نے لکھا	کاشانۂ جمشید ہے دیوان ہے نساخ کا

از محمد علی حکیم اشرف علی تخلص ہست شاگرد رشید حافظ اکرام احمد ضیغم

مرتب ہو گیا نساخ کا دیوان	یقین دیوان وہ مجمع بلاغت ہے
سن فصلی میں یہ تاریخ لکھی ہے	ورشاداب گلستان فصاحت ہے

از سالک مسالک طریقت فارس مضمار حقیقت میر محمد واجد تخلص بہ پریشان باشندۂ داناپور شاگرد مولوی ذاکر علی ذاکر تخلص

نساخ کا جو دیوان اب ہو گیا مرتب	ہو خوش یہ گلشن ہے باغ جنان کہ جنت
تاریخ اس کی پریشان رضوان فلک سے لا	نزہت وہ آر ہے ہے یہ مخزن فصاحت

از مولوی احمد علی تخلص احمد صاحب موید بردوان باشندۂ ڈھاکہ مدرس سوم فارسی سہرہ مدرسہ عالیہ کلکتہ شاگرد حافظ اکرام احمد ضیغم رحمۃ اللہ علیہ

مولوی عبد الغفور نکتہ دان	آنکہ سردار شاعران گوی سخن
طرز صائب را زسر تجدید کرد	در سخن ہند ہست یکتای زمن
مشتہر چون شمس در اقصاے دہر	شاعر شیرین زبان و دانای فن
داد چون ترتیب دیوان خودش	او بعون کردگار ذو المنن
نظم ناسخ یک قلم منسوخ شد	شعر او در ہر زبان در ہر دہن
گرمی بازار آتش سرد شد	سوخت از اشعار گرمش در کفن
قلزم معنی است با دیوان او	بلکہ آن در بحر پر از در عدن
سال تاریخش چہ گویم احمدا	دفتر بے مثل باشد بے سخن

الحمد للہ کہ دیوان بلاغت و فصاحت عنوان تصنیف لطیف شاعر بیاد و زبان مولوی عبد الغفور خان بہادر نساخ تخلص بمطبع نامی گرامی منشی نولکشور بمقام لکھنؤ ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۷۴ع مطابق ماہ رمضان ۱۲۹۱ہ ہجری میں طبع ہوا

هو الغفور الرحیم

ان من البیان لسحرا

الحمد للہ والمنۃ کہ مجموعۂ مقطعات اردو مسمے بنام تاریخی

باغ فکر ۱۳۰۲

معروف بہ

مقطعات نساخ

تالیف افصح الفصحا ابلغ البلغا عالیجناب مولانا ابو محمد عبد الغفور خان
بہادر متخلص بہ نساخ صاحب زبان ریختہ و قطعہ منتخب و دفتر بیمثال
و چشمۂ فیض و شاہد عشرت و سخن شعرا و مرغوب دل و اشعار نساخ
و گنج تواریخ و قند پارسی و ارمغان و کنز تواریخ و انتخاب نقص
و مظہر معانی و ترانۂ خامہ و قرع الضالین و ارمغانی
و سوانح عمری نساخ

باہتمام امیدوار رحمت لم یزلی ابو الحسنات قطب الدین احمد قادری حنفی

در مطبع نامی واقع لکھنو طبع شد

تجھسا دنیا مین نہین قول کا سچا کوئی
بات دشمن کی کسی طرح نہ مانی تونے

مجھسے وعدہ کہا اے جان ترا کیا کہنا
تیرے صدقے ترے قربان ترا کیا کہنا

ردیف باے موحدہ

وہ مہربانیان وہ وفاداریان نہین
نساخ ہین وہ مجھسے خفا ورنہ کسلیے

وہ لطف وہ کرم وہ عنایت نہین ہے اب
شکوہ نہین ہے اب وہ شکایت نہین ہے اب

وصل کی رات ہے اور آتے ہین وہ کرکے بناؤ
جوش ارمان کو ہے آرزوئین ہین مضطر

دیکھکر اونکی ادا ہے دل شیدا بیتاب
شوق بے چین ہے نساخ تمنا بیتاب

ردیف تاے فوقانی

وہ وعدہ کرکے نہ آتے جو ہیے گھر نساخ
ملا نہ چین کسی طرح سے کسی کروٹ

عجب طرح کی ہوئی دل کو بیقراری رات
تڑپ تڑپ کے گزاری ہے ہم نے ساری رات

تو نے سمجھا تھا شاید اے نساخ
لیک جوش بکا مین ہجر کی رات

دل کی دل ہی مین رہ گئی حسرت
ساتھ اشکون کے بہہ گئی حسرت

فراق یار مین نساخ دل کا حال نہ پوچھ
کسی طرح سے ادسے صبح تک نہ آیا چین

تھی محو شور و فغان گرم آہ و زاری رات
ہماری طرح سے کرتے تھے بیقراری رات

کسی نے اوسکو بہکایا ہے شاید
سبب اصلا نہین معلوم نساخ
شب غم منہ بھی دکھلاتی نہین موت
کسی کا ڈر ہے جو آتی نہین موت

کیون مجھسے چھپاتا ہی ہین دشمن تو نہین ہون
تدبیر تو کر لاکھ چھپانے کی و لیکن
آنکھون سے عیان ہین تری انداز محبت
چھپتا نہین نساخ کبھی راز محبت

ردیف تاے ہندی

وہی اگلی سی ہے بیگانہ وشی اے ظالم
جان جائیگی کسی کی کوئی مر جائیگا
وصل کی شب بھی ہے انکار تجھے واہ ری ہٹ
اسکی پروا بھی نہین کچھ تجھے اللہ ری ہٹ

ردیف ثاے مثلثہ

سب جانتے ہین حال ہے سب عاشقون کا ایک
فرمائیے تو کس پہ ہے وہ یار مہربان
بیفائدہ ہے رنج ہے آہ و بکا عبث
نساخ سے ہے یہ شکوۂ جور و جفا عبث

ردیف جیم معجمہ

سخن ہمدمان محرم راز
کسلیے تمکو ناگوار ہے آج
کیون ہے نظرون مین سرو صنوبر ولا
کیون نگاہون مین پھول خار ہے آج
کسلیے پاؤن ہوگئے ہین شل
کسلیے ہاتھ رعشہ دار ہے آج
مثل ابر بہار کیون ہر دم
دیدۂ زار اشکبار ہے آج
صورت گیسوے پریشان ہے
کیون طبیعت کو انتشار ہے آج
دل تڑپتا ہے صورت بسمل
جان بھی سخت بیقرار ہے آج

جو میرے دل مین ہے وہ ہی اونکی زبان پر — آنپر کھلا ہے رازِ محبت ہزار شکر

کیا بوالہوس کا ذکر کرین تیرے سامنے — عاشق کے دل ہوے ہین اِسی بات پر نثار
اس سے بھی بڑھ کے اونسناتے ہین ایک بات — جانین ہوئین ہین تیری ملاقات پر نثار

ہین روز و شب وہ بیخودیون کے سرور مین — مستونکو تیرے کب ہی مَی و جام کی خبر
کچھ اونکو ہست و نیست سے اصلا غرض نہین — آغاز کی خبر ہے نہ انجام کی خبر

ردیف رائے ہندی

تجھسے جو بگڑے تو پہلے تو نہ آیا کچھ خیال — ہم یہ سمجھے تھے کہ کیا ہوگا کریگا کیا بگاڑ
رفتہ رفتہ کیا بیان کیجیے ہوا ہی حال کیا — بنگئی ہی جان پر بس موت ہی تیرا بگاڑ

ردیف زائے معجمہ

یہی دعا ہے مرے لب پہ روز صبح و مسا — خدا وہ دن کرے ہوا ونکو فکرِ ناز و نیاز
کہ جوشِ شوق مین بے خوفِ دشمنان گستاخ — سنون مین اور کرون اونسے ذکرِ ناز و نیاز

ہوتے نہین کیون وہ جلوہ فرما — باتون کے نہین اثر سے پرہیز
آتا ہے خیال مجھکو تا شخ — ہے اونکو مری نظر سے پرہیز

ردیف سین مہملہ

نزع مین یار حیلہ جو تو نہ آئے — دل کی نکلی نہ آرزو افسوس

اور ماتم مین میرے ہوویں شریک | دشمنانِ سیاہ رو افسوس

جان ہی جب چلی گئی ناسخ | دل کے جانے کا کیجے کیا افسوس
صبر و تاب و توان بھی پاس نہین | سب گئے ایک رہگیا افسوس

ردیف شین معجمہ

بس آپ ہی کی ذات پہ انصاف ختم ہے | مین آپ کو دعا دون کرو تم دغا چہ خوش
اغیار کی خطا ہو تو مجھسے خفا رہو | اس ظلم پر ہے دعوی مہر و وفا چہ خوش

ردیف صاد مہملہ

شک اسمین نہین ہے مجھے ناسخ یقین ہے | گر مجھکو نہو یار جفا کار سے اخلاص
ممکن ہی نہین ہے یہ ہے امکان سے باہر | ہو یار دلازار کو اغیار سے اخلاص

ردیف ضاد معجمہ

تم جو کہتے ہو کیون وفا کیجے | مین نے مانا دغا نہین ہے غرض
لیکن آخر جواب ظلم ہے کیا | بیوفا کچھ جفا نہین ہے فرض

میری تقصیر کچھ نہ تھی ناسخ | بے سبب مجھسے ہوگیا ناراض
میری تقدیر کا نوشتہ تھا | اسکو دشمن نے کردیا ناراض

ردیف طاء مہملہ

شعر پر میرے ہوئے جو اعتراض | غور سے دیکھا تو سب تھا غلط

معترض کا کیا کہوں تسّاخ حال
نحو غلط املا غلط الفاظ غلط

آرزوئیں ہیں جوانی کی کہاں اب باقی
مل گئیں خاک میں سب حسرتیں اپنی تسّاخ

دل میں پیری میں نہیں داغِ تمنا و نشاط
ہوگیا صرفِ خزاں باغِ تمنا سے نشاط

مجھے بھی کچھ نہیں معلوم کہ لیے اوسنے
سواے اسکے بھلا اور کیا کہا جاے

ہزاروں گالیاں لکھ کے خط میں بھیجا خط
سبب نامہ بری تقدیر کا نوشتۂ خط

اب نظر خواب میں بھی تو نہیں آتے ہرگز
ذکر کیوں ہجر میں کرتا ہے شبِ شادی تسّاخ

ہوگئے تجھسے جدا راحت و آرام و نشاط
میں کہاں اور کجا راحت و آرام و نشاط

جانتا ہے دل مرا اے بت خدا آگاہ ہے
تنگ ہی سے جان پر گھبرا گیا ہے جی مرا

اتنے روز و دن تک کیا ہی بیٹھیں کہیں مشکل ہے ضبط
ابتداے عشق ہو سکتا نہیں ہے دل کو ضبط

ردیف ظاے معجمہ

دستار کے انداز سے معلوم ہوا ہے
سنتا نہیں تسّاخ کوئی خوب ہے اب وعظ

کچھ دل میں آیا ہے نہیں ہے عظمتِ وعظ
جی کھول کے جو چاہیں کہیں حضرتِ واعظ

ردیف عین مہملہ

اے ہمدمانِ محرمِ رازِ نہانِ عشق
آساں نکلے جانِ حزینِ جسمِ زار سے

تدبیر ایسی کیجیے وہ آئے وقتِ نزع
جو آرزو ہے دل کی نکل جاے وقتِ نزع

ہے کہاں بدتر طمع سے کوئی شے / عزتِ انسان کو کھوتی ہے طمع
ہوتا ہے چشمِ خلائق میں ذلیل / جسکے دل میں کچھ بھی ہوتی ہے طمع

ردیف غین معجمہ

اوس سے جو میں نے کہا عشق ہے تجھ سے مجھکو / وہیں جھنجھلا کے کہا جھوٹ غلط محض دروغ
پھر تو یہ حال ہوا یار کا غصے میں کہ بس / پہروں کہتا ہی رہا جھوٹ غلط محض دروغ

ردیف فا

نساخ غیر ہوتا ہے حال بتانا گمان / پڑتی ہے چشمِ غیر اگر یار کی طرف
آنکھوں سے اپنی بزم میں ہوتے ہیں جو عیان / دریا کسی طرف تو سمندر کسی طرف

بنا ہے گوہرِ گوشِ سخن سنج / ہمارے شعر کا نساخ ہر حرف
ہوا حرفِ تمہارا کیطرح حل / رکھا جسنے ہمارے حرف پر حرف

ردیف قاف

نساخ مجھسے مدح بھلا اوسکی ہو سکے / اسم شریف جسکا ہو وردِ زبانِ خلق
وہ کون جسکے احمد سلطانِ دو جہان / خالق کا وہ حبیب ہو اور ہو وہ جانِ خلق

ردیف کاف

دیکھتا تھا یار کی نظروں سے جو وہ شوخ کو / سیر گلشن میں ہوا از حد دیدۂ نرگس سے رشک

لیکن اوس سے آنکھ دشمن بھی لڑائینگے ضرور
دیکھینگے گستاخ تو لڑتا ہے اب کیسی کیسی ٹکر

نہایت ہی برا ہے حال اوسکا
نہین صبر و سکون تاب و توان تک
خدارا رحم کر گستاخ پر تو
کہان تک ظلم اے ظالم کہان تک

دیکھون اوس جنگجو سے کب ہو صلح
اور زبان سے اوٹھے زبان کب تک
مل چکے سینہ اوسکے سینے سے
سینے مین دل ہے تپان کب تک

کب بھلاتے ہین دیکھون یاد مری
نزع مین دل خراش بیان کب تک
جان کب تک نکلتی ہے گستاخ
آتی ہیہم ہین ہچکیان کب تک

ردیف کاف فارسی

مستی جوش جوانی مین کبھی
لب پہ آتا تھا نہ ہرگز نام مرگ
ہوگئے موے سیہ اپنے سفید
آگیا گستاخ اب پیغام مرگ

ردیف لام

وقت وداع صبح شب وصل وہ کسے تھم
مین نے کہا جو اونسے کہ میرا ہے خیال
کچھ دیر تک وہ میری طرف دیکھتے رہے
یکبارگی اوٹھے یہ بولے نہ ہے خیال

کس منہہ سے آپ بھرتے ہین مہر و وفا کا دم
آیا کبھی نہ تمکو خیال ملال دل
حق ہے کہ کوئی دوست نہین گستاخ ہوا
پوچھا نہ تمسے منہہ سے کبھی بھی تمنے حال دل

اندنوں ہجر میں ہے اے نساخ
سب نداست یہی دعا ہر دم

روز و شب لب پہ ہے نام وصال
لائے قاصد کہیں پیام وصال

بات بات کے میری جان عبث کہا ہے مولوم
کچھ اور ذکر کیجیے باتیں ہزار ہیں

نساخ مجھسے کیجیے نہ تقریر جذب دل
معلوم مجھکو خوب ہے تاثیر جذب دل

ہم صفیروں کو تو ای باد صبا کہہ دینا
ذبح ہونے کا بھی کچھ خوف نہیں ہے ہرگز

کچھ قفس تنگ نہیں دم کا ہی گھٹنا مشکل
لیکن افسوس یہی ہی کہ ہے چھٹنا مشکل

گر گیا ہے دل محبوب سے جب سے نساخ
اسقدر ہو گئے اللہ اثر سے خالی

آسمان پر بھی نہیں ہے گذر نالۂ دل
پوچھتا بھی نہیں کوئی خبر نالۂ دل

کہنے کی سب ہے یہ بات سمجھنے کی بات ہی
جو کام اوسکا غور و تامل سے دیکھیے

نساخ ہے یہ دور کہ جسکو ہی لاف عقل
بے شبہ آئیگا وہ نظر بر خلاف عقل

احباب سے غرض ہے نہ ہے ہمنشین سے کام
نساخ روز و شب سحر و شام ہجر میں

اب اقربا کا ہے نہ مجھے خویش کا خیال
ہے یار دلربا سے جفا کیش کا خیال

ردیف میم

کرتے تھے شب یہ اونکے تصور سے آشنا
[illegible]

اب کام آنے کی نہین یہ دل فریبیان
بھولین نہ دل سے یاد ہین سب بیوفائیان
رکھین کسی طرح کی نہ ہم تم سے آرزو
پرہیز وہ کرین کہ نہ آنے دین پاس تک
مسجد کو چھوڑ کر نہ کبھی جائین دیر کو
یہ کہہ رہا ہی تھا کہ دل اکبار بول اوٹھا
وہ بیوفا ہون ہونے دو تم بیوفا نہو

تمکو سمجھ چکے ہین بڑے پر دغا ہو تم
گو تم بدل بھی جاؤ مجسم وفا ہو تم
دل سے نکالین دل کا اگر مدعا ہو تم
گو جانتے ہین درد جگر کی دوا ہو تم
پتھر پڑین سمجھ پہ جو سمجھین خدا ہو تم
سچ ہے یہ بھی کوئی بات کہ اونکو نہ چاہو تم
نساخ تمسے ہو سکے جبتک نبا ہو تم

مارتے ہین لات کاٹے کھاتے ہین ہمکو کبھی
اس پہ بھی جو بس نہین چلتا ہے اونکا وصل مین
اونکے پاؤن کی طرف جب بڑھتے تھے ڈرتے ہین ہم
کہتے ہین لو چھوڑ دو ہمکو چلے جاتے ہین ہم

کبھی رنج و غم مین سراپا الم تھا
کبھی بزم خوبان مین عیش و خوشی مین
وے چشم حق بین مین نساخ مین تو
کبھی ہجر مین تھا مین آہ مجسم
نظر بازیون مین نگاہ مجسم
نہین ہون مگر اک گناہ مجسم

ہجر کی شب کرتے رہتے ہین جو ہم اونکو تلاش
ڈرتے ڈرتے پھر کبھی اوسسے جو کہتے ہین یہ بات
خانہ دشمن مین آواز اونکی سن پاتے ہین ہم
کہتے ہین چتون بدلکر کے گھر جاتے ہین ہم

نالہ و آہ و بکا سے نہین کچھ بھی حاصل
رحم اون کو اگر آئے بھی تو کیونکر آئے
وہ کہان کرتے ہین نساخ مری جان پہ رحم
کبھی آتا نہین کافر کو مسلمان پہ رحم

روتے ہیں ہم تو ہنستے ہو تم دیکھ دیکھ کر
صورت نباہ کی نظر آتی نہیں کوئی

گر ہم دعا جو ہم ہیں تو محوِ دعا ہو تم
ہم بندۂ وفا ہیں خدائے جفا ہو تم

ہم خوب جانتے ہیں نہیں ہم سے کچھ نہاں
لیکن نہیں ہے علم اگر تم کو سن لکھو

عشاقِ دہر میں ہے تمہارے جفا کی دھوم
خوبانِ شہر میں ہے ہمارے وفا کی دھوم

ردیف نون

ہجراں میں نہیں حواس گستاخ
بنتی نہیں کوئی مجھسے تدبیر

جی سے کوئی کام کیا کروں میں
فرمائیے کس طرح مروں میں

وہاں سے کر کے نہ جانے کی حقیقت کیا بیان کیجے
کہ جانے پر کبھی کہتے نہیں ہیں مرحبا مجھکو

غلط ہے گر ابھی کو لوگ رسم و راہ کہتے ہیں
نہ رخصت ہوتے پر وہ فی امان اللہ کہتے ہیں

نہ سہی ہوں کہ لب لعل تک اوسکے پہونچوں
کیا کہوں حال میں اپنا کہ میں کیا ہوں گستاخ

نہ تو سرمہ ہوں کہ ہو اپنا گذر آنکھوں میں
صورتِ خار ہوں کیا ہو مرا آنکھوں میں

صحبتِ غیر سے نہ بگڑیں آپ
نقشِ دندانِ غیر میں لب پہ

وہ صفا عارض و جبیں میں نہیں
نام میرا ہی اس نگیں میں نہیں

وقت میں ہمیشہ مجھے یاد آتے ہیں گستاخ

میں کس سے کہوں یار کے انداز کی باتیں

اب صبح و مسا میری زبان پہ یہ دعا ہے — اللہ سنا دے مجھے پھر ناز کی باتین

کس سے نسّاخ کہون حال مین تنہائی کا — یہ نہو دوست تو مصیبت ہے شب فرقت مین
دمبدم تا بہ سحر صبر کو بہلاتا ہے — نالۂ زار غنیمت ہے شب فرقت مین

کان رکھو نہ در اندازون کی باتون پہ کبھی — وعدۂ وصل کیا بات اسے کہتے ہین
تجربہ کار نہین ہو تمھین معلوم نہین — جانِ جان لطف ملاقات اسے کہتے ہین

ہچکیان لے لیکے روتا ہی رہا پہرون تک — پوچھ عاشق کا نہ انداز شب ہجران مین
اوسکو غش آگیا یکبار رونے سے آخر کار — مر گیا لیکے ترا نام شب ہجران مین

یہی چار دن عیش و عشرت کے ہین — ہمیشہ بہار جوانی نہین
نہو اس پہ مغرور اے یار تو — جوانی ہے یہ زندگانی نہین

ہین عشوہ و غمزہ و کرشمہ مین وہ بے مثل — استاد ہین نسّاخ وہ انداز و ادا مین
یکتا ہین وہ محبوبی مین کیا بات ہو اونکی — شاگرد ہین خوبانِ جہان ناز و ادا مین

آئے ہین وہ قابو مین ہین آغوش مین ہین بھی — یہان وصل مین ہے طرۂ طرار پریشان
کیون ہووے نہ اب جمع دل مضطر و شیدا — وان ہوگی جمعیت اغیار پریشان

عشق نے آخر اثر اپنا دکھا ہی دیا — تا مرگ سے میرے انھین اب شیوۂ تغافل کہان

بعد میرے مرنے کے پوچھتے پھر تو ہین وہ
سو تو ہی عبدالغفور خان بہادر کہان

طور اچھے نہین ہین ای نسّاخ
کہین ایسا نہو کہ مارا جاے

عشق مین ہر جہان کا دشمن
دل ہوا اپنی جان کا دشمن

نہین مجکو بہار سے کچھ کام
دست پیری نے پائمال کیا

مینکشی کیجیے یہ ہوش کہان
اب جوانی کہان وہ جوش کہان

ردیف واو

شکر مین رات کہہ رہا تھا مین — یا خدا سب سے خلا ملا ہے تو
تو ہی ہے خاک اور تو ہے باد — تو ہی ہے نار اور ہوا ہے تو
تو ہی گل تو ہی برگ تو ہی بار — رنگ تو بو ہے تو صبا ہے تو
تو ہی ہے شمس اور تو ہی قمر — تو ہی برجیس ہے سہا ہے تو
تو ہی ہے لیل اور تو ہی نہار — تو ہی ہے صبح اور مسا ہے تو
تو ہی عاشق ہے تو ہی ہے معشوق — مہر تو عشق جانفزا ہے تو
تو ہی ہے چشم اور تو ہی نگاہ — تو ہی شرر ہے تو تپا ہے تو
تو ہی آرایش اور پیرایش — رنگ تو غازہ تو حنا ہے تو
تو ہی سوزن ہے اور تو ہی رفو — چاک ہے تو ہی اور قبا ہے تو
تو ہی ہے ظلم تو ہی جور و جفا — رحم تو وعدہ تو وفا ہے تو
تو طبیب اور تو ہی ہے بیمار — داغ تو درد تو دوا ہے تو
تو ہی صحت ہے اور تو ہی شفا — زیست تو مرگ تو قضا ہے تو

ڈپٹی

تو خموشی ہے اور گویائی | توہی ہے صوت اور صدا ہے تو
تو سمندر ہے اور تو ہے موج | توہی کشتی ہے ناخدا ہے تو
آگ ہے تو ہی اور تو ہی دھوان | نفت ہے تو ہی بوریا ہے تو
ہے ازل تو ہی اور تو ہی ابد | ابتدا تو ہے انتہا ہے تو
ہمین ہوش آیا تو کہا دل نے | واقف اس سے نہین ہے یا ہو تو
ہین یہ باتین خلاف شرع رسول | نہین زیبا جو کہہ رہا ہے تو
اسطرح پر تو کیون نہین کہتا | توہی ظاہر ہے اور چھپا ہے تو
تیرا جلوہ ہے دیر و کعبہ مین | گبر و مومن کا آشنا ہے تو
کسکے دل مین نہین جگہ تیری | سارے عالم کا مدعا ہے تو
مجھکو کہتے ہین سب خدا میرا | نیک و بد سب کا دلربا ہے تو
تو نے کونین کو کیا پیدا | خالق الارض والسما ہے تو
تجھسے کچھ بھی چھپا نہین ہرگز | عالم الغیب ای خدا ہے تو
نفس سرکش کو تو ہدایت کر | حال دل خوب جانتا ہے تو

مقتل مین آج جمع ہین سب محرمان عشق | ہون قتل تیغ تیز سے ہے دل کی آرزو
یہ حسن اتفاق بھی لسان سے ہے عجیب | جو دل کی آرزو وہی قاتل کی آرزو

راہ سے اونکو جو پکڑ لایا | لگے دینے وہ گالیان مجھکو
پھر نہ چھوٹے کہین نہ شامت کے | چھوڑ عبد الغفور خان مجھکو

جب سے وفا الصین کہتا ہون مین تو شوخی سے | وہ کہتے ہین سنبھالو اپنی زبان کو تھام لو

یہ بیوفا کسے کہتے ہو خیر ہے صاحب
وہ میں نہیں ہوں کوئی اور ہوگا نام تو لو

ہمارے حال کو یون دیکھ دیکھکر ہمدم
عبث خموش ہو کچھ بھی زبان سے کام تو لو
جو ہو سکے تو سناؤ کسی کو حالت زار
نہو تو ہر تسلی کسی کا نام تو لو

ہمدم بیٹھے ہوئے ذکر یہ کیا کرتے ہو
عشق جانان کی حکایت مرے دلسے پوچھو
واقعی حال کی دریافت اگر ہو منظور
شب ہجران کی حقیقت مرے دلسے پوچھو

آج تک دھیان نہیں آپکو افسوس ہے بس
تم کو ہر شخص یہ کہتا ہے وفا دشمن ہو
غرض اس سے یہ نہیں مجھسے وفا کیجے آپ
وہ کرو کام کہ مشہور جفا دشمن ہو

مہر کا نام نہیں ہے ترے دل میں اصلا
سخت بیدرد ہے بیرحم ہے بیباک ہے تو
میں تو میں میرا بھلا کس میں شمار اے ظالم
تجھسے اغیار بھی ڈرتے ہیں کہ سفاک ہے تو

ردیف ہاے ہوز

کیا بیان حضرت موسی سے کرون اے گستاخ
مجھکو آیا وہ نظر برق نظر کا جلوہ
صورت سرمہ ہوا جس سے دل اپنا جلکر
کسنے دیکھا ہے بھلا ایسے اثر کا جلوہ

بے سبب آپ کو کسواسطے گھبراہٹ ہے
عشق سے راز کی مانند ہے پیارا شکوہ
میرے دل میں ہی جگہ آپکے سویدا کیطرح
لب تک آنے نہیں پاتا ہے تمہارا شکوہ

ایمان کیون نہین تجھے روز جزا کا خوف
بلکہ یقین ہے نہین شک اسمین زینہار
محشر مین ہوگا کون وفا کا ترے گواہ
ہو ویگا یک جہان جفا کا ترے گواہ

کیا حقیقت ہے بھلا غیر کی سن اے نساخ
یار کی بات تو مین کہہ نہین سکتا لیکن
نالۂ گرم مرا جب کبھی آیا ہے منہ
چرخ پر اڑکے فرشتون نے چھپایا منہ

کیا کہون کس سے کہون کہنے کی یہ بات نہین
بدگمانی کا برا ہووے کہ اوسکے باعث
جب سنا مین نے کہ دشمن کا ہوا احوال تباہ
ہو گیا اور بھی نساخ مرا حال تباہ

ردیف یای تحتانی

نساخ اوسکے گھر کا پتا کس سے پوچھیے
اور ملگیا جو جاننے والا کوئی تو پھر
جو جانتا نہین وہ بتائیگا کیا مجھے
فرمائیے کہ کیون وہ بتانے لگا مجھے

مین تو کیا دشمن بھی کھاتے ہین فریب
چپکے چپکے مجھسے گر کرتا ہے بات
یک جہان حیران ہوا اوس عیار سے
تو اشارے کرتا ہے اغیار سے

کیجے گر عرض حال کہتے ہین
خوف سے اس پہ گر ہون ناہوش
بکتے ہو کیون تمھین ہوا کیا ہے
پوچھتے ہین کہ ماجرا کیا ہے

کیا گلہ اونکا کرون اے نساخ
مستعد ہوتے ہین جب قتل پہ وہ
یون نصیب اپنے ستاتے ہین مجھے
کہکے اغیار بچاتے ہین مجھے

نشان باقی رہا جز نام کسکا دار فانی مین — الٰہی در پے کین کسقدر یہ دور گردون ہے
پتا آئینۂ اسکندری نے جام جم کا ہے — نہ باقی طاق نوشیروان ہی نے قصر فریدون ہے
نہ عذرا ہے نہ دمن ہی اور نہ شیرین ہے نہ ہی لیلے — نہ وامق ہے نہ ہی نل کوہکن ہی اور نہ مجنون ہے

جان کنی روز روز جانکاہی — تا بکے یون جیا کرے کوئی
کوئی بتلاؤ تو خدا کے لیے — مر نہ جائے تو کیا کرے کوئی

اونکو چڑھا کے داو یہ جب ہم شب وصال — مین نے کہا ہنسی سے وہ شوخی کدھر گئی
ہاتھون کو بس جھٹک کے خفا ہو کے بول اوٹھے — چھوڑو کہین بھی ہاتھ کلائی اوتر گئی

بزم سے کسکے تم اوٹھ آئے ہو گھبرائے ہوئے — داغ مے کا کیون نہ دامنگیر پیراہن مین ہے
نشہ کی بدمستیون مین ہاتھا پائی کسسے کی — چاک کیا اوبٹ سے پیراہن مین ہے

کافرون کی ضد سے ہو جاؤن مسلمان ہمنشین — جانب دیر بتان ہرگز نہ جاؤن تو سہی
پہر ہم عشق بتان مین شعلہ زن ہووے اگر — خانۂ دین مین آتش دلکو دباؤن تو سہی
پہر بتون کو دل نہ دون ہین یاد سب عیاریان — اونکو بھی اونکی طرح سے آزماؤن تو سہی
اونکی صورت ہو مجھکو التفات اونکی طرف — جسقدر مجھکو ستایا ہے ستاؤن تو سہی
ساتھ اونکے زلف کی صورت کرون کیا کیا نہ ہم — آخرا اونکو دام مین اپنے پھنساؤن تو سہی
لاکھ چاہین وہ نکالین پر نہ نکلون مین کبھی — مثل مردم اونکی آنکھون مین سماؤن تو سہی

لڑائی یار سے ایسی ہوئی بات — کہ بگڑی بات نسبت جوان کی

وے نسّاخ آخر ہو گئی صلح | چلی پھیری نہ ہرگز آسمان کی

دیجیے تکلیف کیوں زبان کو بھلا | دل کا احوال کیوں بیان کیجیے
دیکھیں مضطر وہ ہوتے ہیں کہ نہیں | رہکے چپ اونکا امتحان کیجیے

نسّاخ یقین ہے یہ ہمکو | گر یار یہ ہم سوال دینگے
وہ دینگے جواب ایسا پرپیچ | بس ہمکو بلا میں ڈال دینگے

قصیدہ ایک وہ اخبار میں نظر آیا | کہ جس سے جوش میں آئی ہے روح حیوانی
قصیدہ وہ کہ تنافر پہ شیفتہ او سپر | قصیدہ وہ کہ ہے تعقید جسپہ دیوانی
قصیدہ وہ کہ فصاحت کا دل ہوا ہے خون | قصیدہ وہ کہ بلاغت کا ہے جگر پانی
قصیدہ کہ اک آفت میں پھنس گئی بندش | قصیدہ وہ کہ ہے ترکیب کو پریشانی
قصیدہ وہ کہ متانت کے اڑ گئے ٹکڑے | اور اوس سے غرق سلاست کی [illegible]
قصیدہ وہ کہ جو بیٹھے ہیں پھسل کے لفظ | محال کیوں نہو معنی کو پھر جگہ پانی
حروف قافیہ کے ہیں غضب کشاکش میں | قصیدہ قافیہ کو ہے اک آفت جانی
قصیدہ کا ہر الف گر گیا ہے صورت بے | اسی سے سمجھیے کچھ حال یای تحتانی
ہو چاک چاک گریبان مصرعوں کا کیوں | ہے استعارہ و تشبیہ کی فراوانی
جو شعر اوسمیں ہیں ہیں نسخہ ہائے یاقوتی | بجا ہے کہیے قصیدہ کو قوت روحانی
محال ہے کہ جواب اسکا لکھیں اہل عجم | جو لکھیں بھی تو لاہوری یا کہ ملتانی
قصیدہ یہ وہ ہی ہوتا تو اسکا لکھا وصف | سلیقہ جتنی ہے گو عبید زاکانی
قصیدہ [illegible] کہ خوب تھا ہی کاش | [illegible] اگر ہوتی ہجو سلطانی

یہی قصیدہ مگر ہو سبب کہ برسون سے
قصیدہ دیکھکے ناسخ نے کہا مجھسے

ہے منع شعر کا کہنا بہ نص قرآنی
یہی ہے خواب تو ہے خواب شیطانی

دیکھیگا کون تمکو بھلا کسکی شرم ہے
تاب و توان و صبر و سکون تک نہین ہین پاس

یان راز دان کہان ہر گروہ برخلاف ہے
تشریف جلد لائیے میدان صاف ہے

سینے مین ہے کبھی فلک پہ کبھی
دل مین تیر اوسکے کھٹکتی ہے ورنہ

آج ہے میری آہ مین شوخی
کیون نہ ہے اوسکی نگاہ مین شوخی

آپ کے ہنسنے پہ آتی ہے ہنسی مجھکو بھی
مین نیا گھر نیا دروازہ نیا سقف نئی

آپ کیون ہنستے مین ہے کونسی یان بات نئی
دن نیا صبح نئی شام نئی رات نئی

بیفائدہ ہین آہ و بکا گریہ و زاری
کیا حال ہے یہان انکو خبر بھی نہین ہوتی

اب شور و فغان مین مرے تاثیر کہان ہے
اب وہ اثر نالۂ دشگیر کہان ہے

نہ ملا عہد یار آگیا جس وقت
ہے یہ سب ناسخ خوبی تقدیر

دوش احباب پہ ہے لاش مری
ہوئی اسوقت اسے تلاش مری

ہم یہ سمجھے تھے ہو گی صلح پھر
لیکن اے ناسخ قسمت سے مگر

غیر سے کل وہ لڑائی ہو گئی
آج سنتے ہین صفائی ہو گئی

کسلیے مجھسے چھپاتا ہے مین دشمن تو نہین
عقل کچھ بھی جسے ہووے گی سمجھ جائیگا

کس سے نساخ ہوئی تیری ملاقات نئی
کہ ترے طور نئے ہین تری ہر بات نئی

نے معشوق کی تہمت لگائی بسبب اپنے
ولیکن لاکھ سمجھاؤ سمجھتا ہے نہین ہرگز

ملا کب اوسسے دست بت کی دلمین بدگمانی ہے
ستم ہی نساخ اوسکی آنکھ گل مین بدگمانی ہے

کس سے نساخ کہون اپنی شب وصل کا حال
ہے یہی فکر کسے طرح بر آئے مطلب

سوچ ہے دل کو مرے رات چلی جاتی ہے
اور اونکی وہی اک بات چلی جاتی ہے

عجیب واقعہ ہے طرفہ ماجرا ہے یہ
تو ہوکے چین بجبین اوسبدل کے چتون کو

جفا کو اونکے جو نساخ ہم جفا سمجھے
لگے وہ کہنے کہ تجھسے ترا خدا سمجھے

در صنعت تخمیس تام

ہم کہان پاتے ہین زبان اوسکی
ہم کہان پاتے ہین زبان اوسکی
نساخ بوالہوس کا نہین ذکر اپنی جگہ
اور کیون ہو عزیز جگہ دل مین کیون نہو

کب زبان یار کی زبان سے ملے
کب زبان یار کی زبان سے ملے
سب عاشقون کو خنجر قاتل عزیز ہے
جوہر ہین اوسمین ایسے کہ ہر دل عزیز ہے

وہ یہ کہتے ہین نہین جانتے ہم
مجھ سے عشق کی تعریف ہو کیا
قبر کیا شئے ہے جنازہ ہے کیا

پھر کیا شئے ہے محبت کیا ہے
تیغ کیا شئے ہے شہادت کیا ہے
فاتحہ کیا ہے زیارت کیا ہے

کسکو کہتے ہین گنہ کسکو ثواب | کیا حساب اور قیامت کیا ہی
ناز و انداز کسے کہتے ہین | شکل کیا چیز ہے صورت کیا ہی
عشق کیا چیز ہے عاشق ہی کیا | روز وصل و شب فرقت کیا ہی
کسکو کہتے ہین وفا وعدہ کیا | شکر کیا شئے ہی شکایت کیا ہی
کہتے ہین کسکو عدو دشمن کیا | رشک کیا چیز ہی غیرت کیا ہی
لوگ کس چیز کو کہتے ہین غبار | دل مین پھر گرد کدورت کیا ہی
تھک گئے ہین سوچ مین تنہا یہ باتین | مجھے کہنے کی ضرورت کیا ہی
اسمین پھر بول اوٹھے وہ یکبار | دل آتشاخ مین حسرت کیا ہی
اسکو کہتے ہین کھلا راز نہان | ہوا معلوم حقیقت کیا ہی

بہت سے مقطعات مندرجۂ بالا مین صنعت توشیح ہی یعنے مصراعہاے آخر قطعہ کو ملانے سے ایک مطلع نکلتا ہے اور بہت سے قطعہ کے مصراع اول و مصراع چہارم کو ملانے سے ایک شعر نکلتا ہے اور بہت سے قطعہ کے مصراع سوم و دوم کو ملانے سے ایک شعر نکلتا ہے اور بہت سے قطعہ کے مصراع اول و سوم کے ملانے سے ایک شعر نکلتا ہے یعنے بعض قطعہ سے مطلع کے علاوہ تین شعر اور بعض قطعہ سے دو شعر اور بعض قطعہ سے ایک شعر نکلتا ہے اس مقام مین بخوف طوالت صرف چند مطلع لکھ لیے جاتے ہین

ورد رکھ آتشاخ تو ہر وقت نام اللہ کا | گوش جان و دل سی سن ہر دم کلام اللہ کا

کبر و غرور مین مین فرعون سے سوا تھا | عہد شباب میر آتشاخ یک بلا تھا

ستمگر آگے کبھی قول کسی کا نہوا | کہئیے جو مین نے کہا تھا وہ ہوا یا نہوا

اونکو مطلق نہین خیال جفا
دل ہو آشفتہ پائمال جفا

یاد ہین وہ دن کہ ہوتے تھے جدا
رات ایسی تھی کوئی اے جان کہ سوتے تھے جدا

اسقدر ظلم پہ ہے مہر و وفا کا دعوا
کاش کرتے وہ کہین جور و جفا کا دعوا

ہر لحظہ فغان اے دل ناکام نہ کرنا
ساتھ اپنے مجھے بھی کہین بدنام نہ کرنا

مجھسے وعدہ رکھا اے جان ترا کیا کہنا
تیرے صدقے ترے قربان ترا کیا کہنا

وہ لطف وہ کرم وہ عنایت نہین ہے آج
شکوہ نہین ہے لب پہ شکایت نہین ہے آج

دیکھکر اونکی ادا اے دل شیدا بیتاب
شوق بے چین ہے گستاخ تمنا بیتاب

عجب طرح کی ہوئی دلکو بیقراری رات
تھی محو شور و فغان گرم آہ و زاری رات
تڑپ تڑپ کے گذاری ہے مین نے ساری رات
ہماری طرح سے کرتے تھے بیقراری رات

شب غم منھ بھی دکھلاتی نہین موت
کسیکا ڈر ہے جو آتی نہین موت

آنکھون سے عیان ہین ترے انداز محبت
چھپتا نہین گستاخ کبھی راز محبت

بیفائدہ ہے شیخ سے آہ و بکا عبث | نسّاخ ہے یہ شکوۂ جور و جفا عبث

کرتا ہون لاکھ درد دل اپنا ہے لا علاج | سنتا نہین طبیب کوئی اسکا کیا علاج

تیری بک بک سے ہوا ہے خفقان اے ناصح | بند کر بہرِ خدا اپنی زبان اے ناصح

جب سے دشمن کو نہین جور و جفا کی امید | اوس سے نسّاخ کو ہے مہر و وفا کی امید

اب کوئی کھٹکا نہین مِلتے ہین وہ بھی کھول کر | کیون نہ گزرے غنچہ و گل کی طرح ہنس بول کر

جذبۂ دل نے اوسے کھینچ بلایا آخر | راہ پر اوس بتِ گمراہ کو لایا آخر

کرتے ہین وہ ہماری شکایت ہزار شکر | اونپر کھلا ہے سانحۂ نسبت ہزار شکر

عاشق کے دل ہوئے ہین تری بات پر نثار | جانین ہوئین ہین تیری ملاقات پر نثار

مستون کو تیرے کب ہے سبو و جام کی خبر | آغاز کی خبر ہے نہ انجام کی خبر

ہم یہ سمجھے تھے کہ کیا ہوگا کریگا کیا بگاڑ | اٹکی ہے جان پر بس موت تیرا کیا بگاڑ

تھا وہ دن کہ ہوا اونکو فکر ناز و نیاز | مستون مین ذکر کرون ذکر اونکے ناز و نیاز

باتون کے نہین اثر سے پرہیز
ہے اونکو مری نظر سے پرہیز

مین آپ کو دعا دون کرو تم دعا چہ خوش
اس ظلم پر یہہ دعویٔ مہر و وفا چہ خوش

مین نے مانا وفا نہین ہے فرض
بیوفا کچھ جفا نہین ہے فرض

سبب سبب مجھسے ہوگیا ناراض
اوسکو دشمن نے کردیا ناراض

ذو بحرین

دل مین میری مین نہین داغِ تمناسے نشاط
ہوگیا صرفِ خزان باغِ تمناسے نشاط

ہزارون گالیان لکھ لکھ کے خط مین بھیجا خط
ہے نامہ بر مری تقدیر کا نوشتا خط

ہوگئے مجھسے جدا راحت و آرام و نشاط
مین کہان اور کہان راحت و آرام و نشاط

اِتنے روز ون تک کیا ہے مین نے کس مشکل سے ضبط
اب تو رازِ عشق ہو سکتا نہین ہے دل سے ضبط

کچھ دل مین ہمارے نہین اب غفلت و عظ
جی کھول کے جو چاہین کہین حضرت و عظ

تدبیر ایسی کیجیے وہ آسکے وقت نزع
جو آرزو ہے دل کی نکل جائے وقت نزع

اسمِ شریف جسکا ہو وردِ زبانِ خلق | خالق کا وہ حبیب ہے اور ہے وہ جانِ خلق

سیرِ گلشن مین ہے از حد دیدۂ نرگس کو رشک | دیکھین گے نسّاخ تو کرتا ہے اب کس کس سے رشک

نہین صبر و سکون تاب و توان تک | کہان تک ظلم اے ظالم کہان تک

لب پہ آتا تھا نہ ہرگز نامِ مرگ | آگیا نسّاخ اب پیغامِ مرگ

مین نے کہا جو اوس سے کہ میرا رہے خیال | یکبار سنکے اوسکے یہ بولے زہے خیال

آیا کبھی نہ تمکو خیالِ ملالِ دل | پوچھا نہ جھوٹے منہ بھی کبھی تمنے حالِ دل

نسّاخ مجھسے کیجیے نہ تقریرِ جذبِ دل | معلوم مجھکو خوب ہے تاثیرِ جذبِ دل

کچھ قفس تنگ نہین دم کا ہے گھٹنا مشکل | لیکن افسوس یہی ہے کہ ہے چھٹنا مشکل

آسمان پر بھی نہین ہے گزر نالۂ دل | پوچھتا بھی نہین کوئی خبرِ نالۂ دل

اب اقربا کا ہے نہ مجھے خویش کا خیال | ہے یار دلربا سے جفا کیش کا خیال

کب جانتے تھے آگے تمھین بیوفا ہو تم	تمکو سمجھ چکے ہین بڑے پُر دغا ہو تم
ہے یہ بھی کوئی بات کہ اونکو نہ چاہو تم	نسّاخ تم سے ہو سکے جبتک نباہو تم
اونکے پاؤن کی طرف جب ہاتھ دوڑاتے ہین ہم	کہتے ہین لو چھوڑ دو ہمکو چلے جاتے ہین ہم
وہ کہان کرتے ہین نسّاخ مری جان پہ رحم	کبھی آتا نہین کافر کو مسلمان پہ رحم
گر ہم دعا جو ہم ہین تو محوِ دعا ہو تم	ہم بندۂ وفا ہین خدائے جفا ہو تم
عشّاقِ دہر مین ہے تمھارے جفا کی دھوم	خوبانِ شہر مین ہے ہمارے وفا کی دھوم
...جھ سے کوئی کام کیا کرون مین	فرمائیے کس طرح مرون مین
جیکی کس سے کہون یاس کے انداز کی باتین	اللہ سنائے مجھے پھر ناز کی باتین
بیٹھو وسے تو مصیبت ہے شبِ فرقت مین	نالۂ زار غنیمت ہے شبِ فرقت مین
وعدۂ وصل کیا بات اسے کہتے ہین	جانِ جان لطفِ ملاقات اسے کہتے ہین
پوچھ عاشق کا نہ انجام شبِ ہجران مین	مر گیا لیکے ترا نام شبِ ہجران مین

ہمیشہ بہار جوانی نہین | جوانی ہے یہ زندگانی نہین

اُستاد ہین نسّاخ وہ انداز و ادا مین | شاگرد ہین خوبانِ جہان ناز و ادا مین

یان وصل مین ہے طرّہ طرار پریشان | وہان ہوگی جمعیت اغیار پریشان

عشق مین ہے جہان کا دشمن | دل ہوا اپنی جان کا دشمن

میکشی کیجیے یہ ہوش کہان | اب جوانی کہان وہ جوش کہان

تو ہی سرمہ ہے تو تیا ہے تو | رنگ تو غازہ تو حنا ہے تو
داغ تو درد تو دوا ہے تو | زیست تو مرگ تو قضا ہے تو
سارے عالم کا مدعا ہے تو | نیک و بد سب کا دلربا ہے تو
خالق الارض و السما ہے تو | عالم الغیب اے خدا ہے تو

ہون قتل تیغ تیر سے ہے دل کی آرزو | جو دل کی آرزو وہی قاتل کی آرزو

عشق جانان کی حکایت مجھ سے پوچھیے | شب ہجران کی حقیقت مجھ سے پوچھیے

مجھکو ہر شخص یہ کہتا ہے وفا دشمن ہے | وہ کرو کام کہ مقصود جفا دشمن ہو

سخت بیدرد ہے بیرحم ہے بیباک ہے تو — تجھسے اغیار بھی ڈرتے ہین کہ سفاک ہے تو

مجھکو آیا وہ نظر برق نظر کا جلوہ — کسنے دیکھا ہے بھلا ایسے اثر کا جلوہ

عشق کے راز کی مانند ہے پیارا شکوہ — لب تک آنے نہین پاتا ہے تمھارا شکوہ

محشر مین ہوگا کون وفا کا تیرے گواہ — ہوویگا ایک جہان جفا کا تیرے گواہ

نالۂ گرم مرا جب کبھی آیا ہے منھ — چرخ پر ڈرسے فرشتون نے چھپایا ہے منھ

جب سنا مین نے کہ دشمن کا ہے احوال تباہ — ہوگیا اور بھی ناشاد مرا حال تباہ

تابکے یون جیا کرے کوئی — مر نہ جائے تو کیا کرے کوئی

داغ مے کا کیون یہ دامنگیر پیراہن مین ہے — چاک کیسا اے بت سیمبر پیراہن مین ہے

جانب دیر بتان ہرگز نہ جاؤن تو سہی — خاک مین مین آتش دل کو دباؤن تو سہی
اونکو بھی اونکی طرح سے آزماؤن تو سہی — جسقدر مجھکو ستایا ہے ستاؤن تو سہی

دل کا احوال کیون بیان کیجے — رہئے چپ اونکا امتحان کیجے

بیان رازدان کہان ہی کہ وہ برخلاف ہے
تشریف جلد لائیے میدان صاف ہے

آج ہے میری آہ مین شوخی
کیون ہے اونکی نگاہ مین شوخی

آپ کیون ہنستے ہین ہی کونسی یہان بات نئی
دن نیا صبح نئی شام نئی رات نئی

اب شور و فغان مین مرے تاثیر کہان ہی
اب وہ اثر نالۂ شبگیر کہان ہے

دوش احباب پہ ہی لاش مری
ہوئی اسوقت اوسے تلاش مری

غیر سے کل وہ لڑائی ہو گئی
آج سنتے ہین صفائی ہو گئی

کس سے گستاخ ہوئی تیری ملاقات نئی
کہ ترے طور نئے ہین تری ہر بات نئی

ملا کب اور سے اوس بت کو دل مین گیا ہی
سن ای گستاخ اوسکے آب و گل مین بدگمانی ہی

سوچ ہے دل کو مرے رات چلی جاتی ہی
اور اونکی وہی اک بات چلی جاتی ہی

جفا کو اوسکے جو گستاخ ہم جفا سمجھے
لگے وہ کہنے کہ تجھسے ترا خدا سمجھے

در صنعت تجنیس تمام

کب زبان یار کی زبان سے ملی | کب زبان یار کی زبان سے ملی
سب عاشقون کو خنجر قاتل عزیز ہے | جوہر ہین اوسمین ایسے کہ ہر دل عزیز ہے

تمام شد

مطبع نامی لکھنؤ ابو الحسنات قطب الدین احمد
کے اہتمام سے باراول ماہ
رمضان المبارک سنہ ١٣٠٤ھ
مطابق ماہ جون سنہ ١٨٨٧ء
میں طبع ہوا
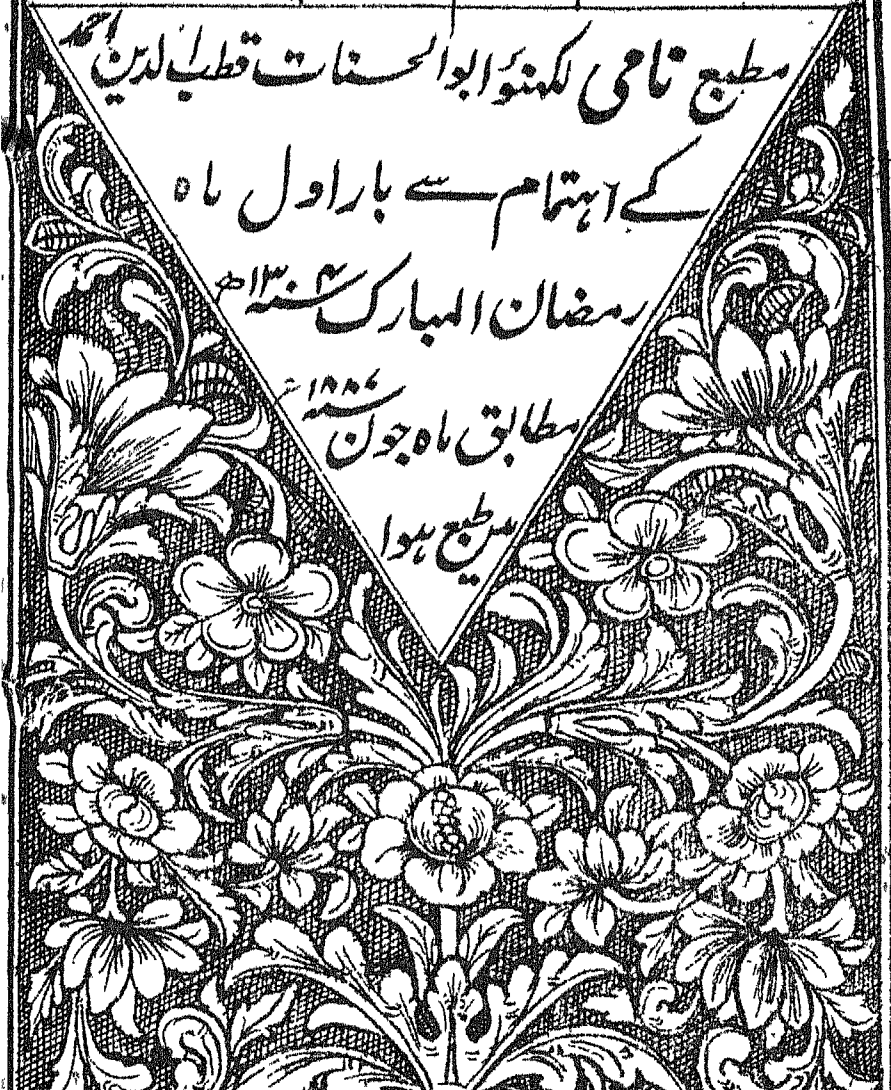
هو الغفور الرحیم
الحمد لله والمنة که درین ایام تصانیف جناب مولوی عبد الغفور خان بهادر متخلص بنساخ
ارمغان
۱۲۹۲ھ
باهتمام احقر الانام عاجز محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان غفر لهما الله المنان
در مطبع نظامی واقع کانپور مطبوع گردید

هو الغفور الرحیم
الحمد لله والمنة که درین زمان برکت توامان ضمیمهٔ گنج تواریخ سوم بنام تاریخی
باهتمام احقر الانام عاجز محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان غفر لهما الله المنان
در مطبع نظامی واقع کانپور مطبوع گردید
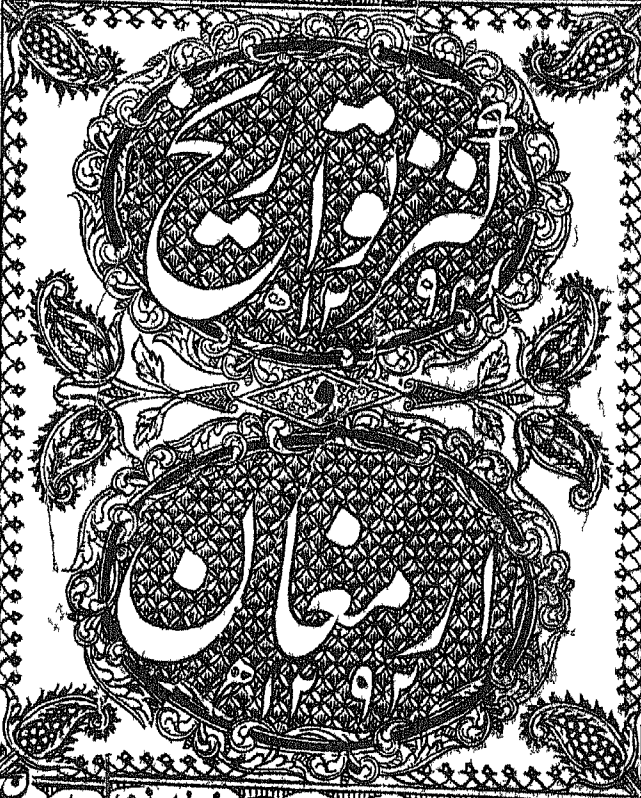
بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نستعینہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

تاریخ وفات حضرت سرور کائنات خلاصۂ موجودات سید انبیا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سید کونین فخر انبیا — قبلۂ روح و روان دو جہان

احمد مرسل محمد مصطفےٰ — مقتدای آدم و کروبیان

گشت حق چون طالب دیدار او — کرد خود عزم وصال حق بجان

ہمچو جان پاک از پیش نظر — شد بنور رحمت یزدان نہان

گفتم ای نساخ سالِ نقلِ او	دل زآدم رفت و روح از قدسیان

تاریخ وفات حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

افضلِ امتِ رسولِ خدا	رفت چون از جہان بسوی بہشت
سال تاریخ فوت او نساخ	کلک مشکین من جہاد نوشت

تاریخ وفات حضرت سیف اللہ خالد بن ولید فخر زمن رضی اللہ عنہ جد اعلای مصنف

در شجاعت بروزگار فرید	دشمنِ کفر خالد ابن ولید
غازی و عارفِ خدا آگاہ	آبروے حسام سیف اللہ
حامیِ دینِ احمدِ مختار	قوت افزاے فرقۂ انصار
فاتحِ جنگہاے مصر و شام	زورِ بازوے لشکرِ اسلام
بود چون پاکذات قدسی خوے	سال نقلش ز لفظ طیب جوے

تاریخ وفات ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا

حضرتِ سودہ ست ام المومنین	آسمانِ زہرا بود آفتاب
سال و تاریخ وفاتش را ایدان	زاہدہ و اطیب آمد از حساب

تاریخ وفات ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالی عنہا

آنکہ نام او صفیہ بودہ است	پاک طینت بود و پاکیزہ سرشت
بہر سالِ نقل آن عالی جناب	طیبہ کلکِ زبان دانم نوشت

تاریخ وفات حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

مداحِ رسول بود حسان	آن صاحبِ علم و فہم و ادراک
گفتیم براے سالِ فوتش	طوطیِ حجاز و زاہد پاک

تاریخ وفات ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

حضرتِ ام حبیبہ بود ام المومنین	آنکہ پاکیزہ دل ست و نیز پاکیزہ زبان

سال تاریخ وفاتش را که جستم از حساب — لفظ ابہم وہم زکیہ گفت عقلِ نکتہ دان

تاریخ وفات ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

حضرت حفصہ ست ام المومنین — آنکہ او بودہ ست پاکیزہ سرشت

سنہ بے تکلف بہر سالِ نقل او — خامۂ ناسخ پاکیزہ نوشت

تاریخ وفات حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ

ز شاعرانِ بلیغ ست کعب ای ناسخ — بود صفای کلامش چو لولو لالا

برای سال وفاتش چه چرخ ہاتف غیب — مجاہد ست و محب ست زد بگوش ندا

تاریخ وفات ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

آن حضرت عائشہ کہ بودہ — محبوب رسول عالم الغیب

از روے حساب سال فوتش — ناسخ مجاہدہ ست بے ریب

تاریخ وفات حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

آن امام دین حسینِ پاکذات — شد شہید و رفت در باغ جنان

سال ترحیلش کہ جستم از حساب — گشت پیدا بے تردد از جوان

تاریخ وفات ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

حضرت میمونہ ام مومنان ست — آنکہ بودہ پاک دل ہم پاکذات

خواستم چون از دل محزونِ خود — لفظ میمونہ گفت تاریخ وفات

تاریخ وفات حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ

ابن حاتم عدے کہ او بودہ — باغ علم و کمال را دو حسہ

سن ز روے حساب ای ناسخ — یافتم سال فوتش از توجہ

تاریخ وصال لیلی و مجنون

ہلا تاریخ گویانِ سخندان — ہنر سرمایگانِ نکتہ فہمان

کند کلکم ز نامِ قیس و لیلا — چنین سالِ وصالِ ہر دو انشا

ز ہستی ہر دو ست نشان بود — بگنج عصمت آبادِ جہان بود

ز جوشش شوق و شور عشق لیبر   فدای پای لیلی قیس او سر
بصد اندوه و حسرت آخر کار   ازین منزل سرا بستند چون بار
غم ناکامی هم در جگر ماند   ز تیغ مرگ پا ماند و سر ماند
گذشتند از جهان با هجر مساز   یکی شد هر دو را انجام و آغاز

ایضاً

تاریخ وفات قیس و لیلی   آن عشق زدگان پاستانی
پای کی ولاست اہل دل ہم   تا ہمید ہم ست ہم جوانی

تاریخ وفات قطری بن فجاءه که خارجی بود

قطری خارجی که شاعر بود   بود نفس حریص را بنده
سال ترحیل او که من جستم   گفت هاتف ز آسمان گنده

تاریخ وفات ابو عمر جمیل معمری عاشق بثینه

آن عاشق صادق بثینه   گو شاعر کامل ست و دانا
تاریخ برای سال مرگش   ای یاس هم ای الم بگفتا

تاریخ وفات ابو صخر کثیر عاشق عزه

آن عاشق با صفای عزه   گو بود لقب عشق استاد
تاریخ برای سال فوتش   بر گفت که پا یمال بیداد

۱۰۵

تاریخ وفات ابو فراس همام فرزدق

آن فرزدق که شاعریست فصیح   بود بر برج کمال را چون ماه
کیفیتها که شعر او دارد   سال فوتش ز لفظ کیف بخواه

تاریخ وفات ابو الحارث غیلان معروف به ذو الرمة شاعر عاشق میه بنت مقاتل

شاعر و عاشق ست ابو الحارث   کرد بر مرگ او جهان افسوس
جستم از فکر خود چو ای تاریخ   گفت سال وصال او مایوس

ایضاً

میه بین

هفتاد و صد و بلی می ماند که سال وفات آن هر دو عاشق و معشوق ست و از لفظ پا یا لیلی و از لفظ سر قات قیس و از انجام پا یا لیلی و از آغاز سر قیس مراد ست ۱۲

تاریخ وفات ابو الربیع سلیمان بن نجاح

آن سلیمان کہ روح اوست بہ خلد — سوی رحمت خدای احد
چون کلامش پر از لطافتہاست — لطف تاریخ فوت او باشد

تاریخ وفات حضرت خواجہ حبیب عجمی قدس اللہ تعالیٰ سرہ

آنکہ خواجہ حبیب نامش بود — یا خدا باد او بہشت نصیب
بہر تاریخ رحلتش نساخ — ہاتف غیب گفت حبیب طبیب

تاریخ وفات ابو عبد الرحمن خلیل نحوی واضع علم عروض

آنکہ بود واضع علم عروض — آنکہ او در نحویان باشد علم
سال نقلش آنکہ جستم از سروش — گفت ای نساخ معنی و قلم

تاریخ وفات حضرت غفیرۃ العابدۃ البصری رحمۃ اللہ علیہا

آن غفیرہ کہ عابدہ بود ست — ہم خدا جوی ہم خدای پرست
خواستم چون ز ہاتف غیبی — گفت سال وفات او نقل ست

تاریخ وفات ابو بشر عمر نحوی معروف بہ سیبویہ

آنکہ مشہور ست نامش سیبویہ — آنکہ باشد سر گروہ نحویان
جستم چون نساخ سال رحلتش — قاعدہ بر گفت فکر نکتہ دان

تاریخ وفات ابو السمط مروان بن ابی حفصہ

آن ادیبے کہ بود مروان نام — بود در علم شعر بے ہمتا
بے کم و کاست ہاتف غیبی — گفت سال وفات او عقلا

تاریخ وفات حضرت رابعہ البصری قدس اللہ سرہا

رابعہ نور چشم بصرہ بود — بود او عارفہ بلا شک و ریب
بہر سال وفاتش اے نساخ — گفت لفظ صفتہ ہاتف غیب

تاریخ وفات ابو الحسن علی معروف بکسائی نحوی

سال وصالش چون پرسیدم ‏— حبیب کسائی هاتف گفتا (۱۸۹)

تاریخ وفات ابوالفضل عباس بن احنف

آنکه نام نامیش عباس بود ‏— نیک طینت بوده است و نیک خو
شد بے تکلف بهر سال رحلتش ‏— زبدهٔ اهل قبول اے دل بگو

تاریخ وفات ابو علی حسن معروف به ابونواس حسن (۱۹۲)

نوحۂ ابونواس

تاریخ وفات ابو محمد یحییٰ بن مبارک معروف به یحییٰ یزیدی (۱۹۵)

ابو محمد یحییٰ که شاعر نامے ست ‏— کلام او ز هنر پر بود برے از عیب
برائے سال وفاتش که جستم ای نساخ ‏— ابو محمد نامے بگفت هاتف غیب (۲۰۲)

تاریخ وفات محمد واقدی رحمه الله تعالیٰ

حضرت واقدی محدث بود ‏— از سوی دهر و هم وحید زمان
بهر سال وفات او نساخ ‏— گفت افسوس خامهٔ دو زبان

تاریخ وفات یحییٰ بن زیاد معروف بفرائے یحییٰ نحوی

یحییٰ که شاعر لبیب بلیغ و دقیقه سنج ‏— دلهائے نکته فهم ز شعرش همی شگفت
نساخ سال رحلت او را که خواستم ‏— یحییٰ نگاه دین امعنے سروش گفت

تاریخ وفات حضرت نفیسه بنت حسن بن زید رحمها الله تعالیٰ

آن حضرت نفیسه بنت حسن بود ‏— از فیض او همی دل اهل جهان شگفت
نساخ سال رحلت او هاتف از فلک ‏— صدیقه و مقدسه و آبرو بگفت

تاریخ وفات ابو اسحٰق اسمٰعیل معروف به ابوالعتاهیه (۲۰۹)

بود اهل کمال اسمٰعیل (۲۱۱) ‏— باد یارب بخیر انجامش
حسبت نساخ چون درو می حساب ‏— یافت سال وفاتش از نامش

تاریخ وفات ابوالحسن سعید معروف به اخفش اوسط

آنکه اسم شریف اوست سعید ‏— مثل او در جهان کسے کم دید

بہر تاریخ انتقال او ۔۔۔ گفت فکرم رسا مآل سعید ۲۱۵

تاریخ وفات ابوسعید عبدالملک معروف بہ اصمعی

اصمعی بود عالم و شاعر ۔۔۔ باد جایش بجنت الماوا

بہر سال وفات او ناسخ ۔۔۔ خردم آمد اصمعی گفتا ۲۱۶

تاریخ وفات حضرت فاطمہ نیشاپوری قدس سرہا

عزیز اہل زمان بود فاطمہ نیک ۔۔۔ کہ اوست کاملہ عارفہ خدا می پرست

چو سال رحلت او خواستم ز ہاتف گفت ۔۔۔ کنیز فاطمہ ہم عزیزۂ عدن است ۲۲۳

تاریخ وفات معمر بن مثنی معروف بہ ابوعبیدہ عنبی نحوی

بوعبیدہ کہ شاعریست فصیح ۔۔۔ صاحب عقل بود و صاحب ہوش

بہر تاریخ رحلتش ناسخ ۔۔۔ جان اہل قبول گفت سروش ۲۲۴

تاریخ وفات حضرت بایزید بسطامی قدس اللہ تعالیٰ سرہ

مرد چون بایزید بسطامی ۔۔۔ روز اہل کمال گشت سیاہ

بہر سال وصال او ناسخ ۔۔۔ شد رقم بایزید عین اللہ

تاریخ وفات ابوتمام حبیب طائی

آنکہ بودہ سر گروہ شاعران ۔۔۔ یک جہان نالان شدہ از موت او

آنکہ بودہ اسم شریف او حبیب ۔۔۔ شد حبیب اللہ عصر سال فوت او ۲۳۲

تاریخ وفات ابویوسف یعقوب معروف با بن سکیت

بو یعقوب عالم کامل ۔۔۔ شاعر نیک خلق نیک سرشت

بہر تاریخ فوت او ز حساب ۔۔۔ خردم شیخ کمال نوشت ۲۴۴

تاریخ وفات حضرت بی بی تحفہ قدس اللہ سرہا

حضرت تحفہ ست کہ او بودہ است ۔۔۔ نیک دل و نیک زبان نیک خو

فکر مکن بہر سن رحلتش ۔۔۔ ای دل محزون ز عفیفہ بجو ۲۴۵

تاریخ وفات ابوالحسین احمد معروف با بن راوندی

آنکہ احمد بود نامِ نامیش ۔۔۔ باد جایش با خدا اندر بہشت
خامۂ من بہر سالِ نقلِ او ۔۔۔ زبدۂ اہلِ قبول احمد نوشت ٢٤٥

ایضاً

بود فصیح و اہلِ کمال ست ۔۔۔ آنکہ نامش احمد باشد
بہر سالِ ترحیلِ او ۔۔۔ ہاتف گفتا صد حیف احمد ٢٤٥

تاریخ وفات سہل بن محمد معروف بابوحاتم سجستانی

آن سہل کہ بزم شعرا نے آراست ۔۔۔ ہست اہلِ کمال و شاعر یکتاست
تاریخ وفات آن سخنور ناسخ ۔۔۔ ہم لفظ رحیل و ہم وصال اعلیٰ ست ٢٤٨

تاریخ وفات ابوالحسن علی بن جہم ٢٤٩

آن ابوالحسن علی کہ ز اہلِ کمال بود ۔۔۔ شعر تر بیش بود چو گل ورد در چمن
ناسخ سالِ رحلت او یافت فکر من ۔۔۔ از صدمہ علی و کمال ابوالحسن ٢٤٩

تاریخ وفات ابوعبادہ ولید معروف بحتری

بود مخزن زبان خویش ولید ۔۔۔ محفل شعرا ازو رونق
از پے سال رحلتش ناسخ ۔۔۔ گفت ہاتف ولید واصل حق

تاریخ وفات ابوالعباس احمد معروف بہ ثعلب نحوی ٢٨٥

آنکہ مشہور احمدِ نحوی ست ۔۔۔ نیک خو بودہ است و نیک سرشت
سال تاریخ ارتحال او ۔۔۔ کلک نساخ نیک رائے نوشت

تاریخ وفات ابوالعباس عبداللہ بن معتز ٢٩١

آن ابوالعباس عبداللہ کہ بود ۔۔۔ پاک دین پاکیزہ دل پاکیزہ خو
سنے تردد بہر سالِ فوت او ۔۔۔ عمدۂ اہلِ قبول ای دل بگو

تاریخ وفات ابواحمد عبیداللہ خزاعی ٢٩٣

شاعر خوش بیان عبیداللہ ۔۔۔ کہ ہمے سفت دُر معنی بکر
او چو فوت صحیح و صائب داشت ۔۔۔ گشت تاریخ انتقالش فکر ٣٠٠

تاریخ وفات ابواسحق ابراهیم معروف بزجاج نحوی

مِنَ الصّالحین ۳۱۱

تاریخ وفات ابوالحسن علی معروف باخفش اصغر

صاحب جنان علی ۳۱۵

تاریخ وفات ابوعبدالله ابراهیم واسطی معروف بنفطویه نحوی

ابوعبدالله ابراهیم نحویست — که او در فن نحو استاد است یکتا
پئے سال وفاتش سے تردد — دل من نحو ابراهیم گفتا ۳۲۳

تاریخ وفات ابوبکر محمد معروف بابن انباری نحوی

محمد شاعر نازک خیال ست — که بوده بے شک سحبان و فرزدق
پئے سال وفاتش سے تردد — خرد گفتا محمد واصلِ حق ۳۲۸

تاریخ وفات ابوعلی محمد معروف بابن مقله

ابن مقله آنکه بود شاعر شیرین زبان — نکته فهم و نکته سنج و نکته دان و نکته ران
چون پئے تاریخ ترحیلش ز هاتف خواستم — ابن مقله اهل دین بر گفت هم بسیار دان ۳۲۸

تاریخ وفات ابوجعفر احمد معروف بنحاس

ابوجعفر که نامِ اوست احمد — گرفته جمله عالم را کمالش
چو شعرش بود مثل گوهر تر — لهر سنج آمد سال وصالش ۳۳۸

تاریخ وفات ابوالقاسم عبدالرحمن معروف بزجاجی نحوی

بود ابوالقاسم فصیح عهد خویش — نیک طینت نیک خو نیکو سرشت
بے تردد کهبر سال رحلتش — خامۂ من حیف ابوالقاسم نوشت ۳۳۹

تاریخ وفات ابوالقاسم تنوخی

ابوالقاسم که بود استاد دهر — ز معقولست و ز منقول واقف
چو پرسیدم برائے سال نقلش — عفا الله عنه گفت هاتف ۳۴۲

تاریخ وفات ابومحمد عبدالله معروف بابن درستویه

فخر دوران ابومحمد بود — هست هر شعر او چشم معنی
سال ترحیل او ز روی حساب — گفت نساخ قلزم معنی

تاریخ وفات ابوالقاسم علی معروف بزابی

آنکه نامش علی ست ای نساخ — آنکه باشد ادیب بی همتا
سال تاریخ انتقال او — کرده تحریر خامه ام انشا ۳۵۲

تاریخ وفات ابوالطیب احمد متنبی

متنبی که شاعری ست فصیح — دُرّ معنی بکر را می سفت
بهر تاریخ رحلتش نساخ — عقل تحسین کمال احمد گفت ۳۵۴

تاریخ وفات ابوسعید حسن معروف بسیرافی نحوی

آنکه مشهور ست نام او حسن — بود گنج نکته وافی را کلید
بی تردد بهر سال فوت او — گفت هاتف جان انسان بوسعید

تاریخ وفات ابوالفتیان محمد معروف بابن حیوس

ابن حیوس محمد کو بود — شاعر نکته رس معنی دان
سال تاریخ وفاتش نساخ — آسمان دهر محمد برخوان

تاریخ وفات ابوعلی تمیم

آن سخنور که نام اوست تمیم — نکته فهم ست او سخندان نیز
گفت نساخ سال ترحیلش — در معنی ست قریب یزدان نیز

تاریخ وفات حضرت امة الواحد معروف بامامه بنت حسین بن اسمعیل رحمها الله تعالی

آنکه مشهور امامه ست بدهر — بود در علم حدیث او یکتا
هاتف غیب سن رحلت او — حیف صد حیف امامه گفتا

تاریخ وفات ابوعبدالله حسین معروف بابن حجاج که مذهب تشیع داشت

شاعری کش حسین باشد نام — بود اشعار او بری از عیب
سال تاریخ انتقال او — آه شیعه بگفت هاتف غیب

تاریخ وفات قاضی ابوعلی محسن تنوخی

بود قاضی ابو علی محسن — معدن لعل و گوہر معنی

سال ترحیل او ز روی حساب — گفت نساخ جوہر معنی ۳۸۴

تاریخ وفات ابو محمد یوسف نحوی معروف بابن سیرافی

آن شاعر نامی ست یوسف — کو بود علم نحوش بیانی

ناسخ برای سال فوتش — برگفت کہ جوہر معانی ۳۸۵

تاریخ وفات ابوالحسین احمد رازی معروف بابن فارس لغوی

ادا دان سخن احمد کہ بودی — نگاہ چشم مست نکتہ دانی

پے سال وفات آن سخن سنج — رقم زد جامع شیوا بیانے ۳۹۰

تاریخ وفات ابوالفتح عثمان معروف بابن جنی موصلی

ابوالفتح آنکہ مشہور ابن جنی ست — سلیمش عقل بود و صائبش فکر

پے سال وفاتش خامۂ ما — رقم زد بے تکلف معنی بکر ۳۹۲

تاریخ وفات ابوالحسن محمد معروف بسلامی

بجہر کمال محمد

تاریخ وفات ابوالفرج عبدالواحد ۳۹۳

آنکہ او بود شاعر الکن — نیک خو نیک خلق نیک سرشت

بہر سال وفات او قلم — مردم دیدۂ کمال نوشت

تاریخ وفات ابونصر عبدالعزیز معروف بابن نباتہ

ابونصر کو شاعر و عالم ست — برکشش برآمد ز دلہا خروش

چو من سال ترحیل او خواستم — ابونصر دانا بگفتا سروش ۴۰۵

تاریخ وفات ابوالحسن علی معروف بصریع الدلاء

ابوالحسن عالم گرامی قدر — بود در علم شعر ہم یکتا

بہر سال وفات او ہاتف — ساکن عدن ابوالحسن گفتا ۴۱۲

تاریخ وفات ابو الحسن علی تہامی

بو الحسن آنکہ عالمست و ادیب — آنکہ او جسم شعر را ست روان

بہر سالِ وصالِ او ناسخ — بو الحسن زبن ارم برخوان

تاریخ وفات ابو منصور عبد الملک ثعالبی

آنکہ عبد الملک بود نامش — عارضِ شعر شد از وپر نور

بہر سالِ وصالِ او ناسخ — گفت ہاتف لحب ابو منصور

٤١٩

تاریخ وفات ابو محمد عبد المحسن صوری

آنکہ نامش ابو محمد بود — غازۂ عارضِ خیال بود

سالِ ترحیلِ او چہ مے پرسے — سرمۂ دیدۂ کمال بود

٤١٩

تاریخ وفات ابو الحسن علی ربعی

علی من الصالحین

تاریخ وفات ابو المطاع ذو القرنین

ابو المطاع کہ مشہور بود ذو القرنین — زنظم او دل اہلِ سخن ہمے بشگفت

برائے سالِ وفاتش کہ جستم ای ناسخ — خرد یگانۂ آفاق ابو المطاع بگفت

تاریخ وفات ابو جعفر احمد اندلسی معروف با بن الابار

آن ابو جعفر کہ نامش احمد ست — آسمانِ شعر را بود آفتاب

بہر سالِ انتقالِ او بدان — نجم معنی احمد اد از حساب

تاریخ وفات محمد افریقی

إنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ

تاریخ وفات ابو نصر احمد منازی

فقد رحمہ

تاریخ وفات ابو طیب طاہر طبری

ابو طیب کہ نامِ اوست طاہر — از و بزمِ سخن را بود رونق

بہرِ سالِ تاریخِ وفاتش	خرد گفت کہ طاہر و اہلِ حق

تاریخِ وفات ابوالقاسم عبدالکریم معروف بہ قشیری

جانِ مصفّٰی ابوالقاسم ۴۶۵

تاریخِ وفات ابوالحسن علی واحدی

ابوالحسن من الصّالحین ۴۶۸

تاریخِ وفات ابوجعفر مسعود معروف بشریف بیاضی ۴۶۹

ابوجعفر آن نکتہ ور نکتہ دان	ہنرمند بودہ ست و روشن روان
پئے سال مرگش کہ من خواستم	دل من بگفتا کشادہ زفان

تاریخِ وفات حضرت سیدہ خدیجہ عمہ حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر گیلانی قدس سرہا ۴۷۲

آن سیدہ و حسینہ عصمہ	کو عارفۂ زمانہ بود
نساخ برائے سالِ فوتش	گفتیم سیادت و ستودہ

تاریخِ وفات حضرت کریمہ مروزیہ بنت احمد بن محمد بن ابی حاتم قدس اللہ سرہا ۴۶۳

آن عابدِ حضرتِ کریمہ ست	کو بود فقیہہ و جبیہہ
نساخ پئے سنِ وفاتش	گفتیم کریمہ فقیہہ

تاریخِ وفات ابوعلی حسن معروف بابن شنجابی عسقلانی ۴۵۳

ابوعلی اعلی اللہ مقامہ

تاریخِ وفات ابوالحسن علی قیروانی ۴۶۲

بود علامۂ زمانہ علی	یا خدا باد مسکنش بہ بہشت
بہرِ سالِ وفات او ز حساب	کلکِ نساخ نکتہ یاب نوشت ۴۶۹

تاریخِ وفات ابوالولید سلیمان

شاعرِ خوش بیان سلیمان ست	بود او پاک ذات پاک سرشت
بہرِ سالِ وصالِ او نساخ	جانِ فردوسی ابوالولید نوشت ۴۷۴

ایضاً

آن سلیمان کہ شاعریست فصیح ‌ ‌ ‌ سخنش کامل است وہم بے عیب
بہر سال وفات او ناسخ ‌ ‌ ‌ جودت طبع گفت ہاتف غیب ۴۹۴

تاریخ وفات ابوالحسن محمد معروف بابن اللہ الصقر

آن محمد کہ گزیدش یزدان ‌ ‌ ‌ شاعرے بود عزیز دوران
بہر تاریخ وفاتش ناسخ ‌ ‌ ‌ سرمہ دیدۂ معنی برخوان ۴۹۴

ایضاً

سفر ابوالحسن ‌ ‌ ‌ محمد ہمائے فردوس ۴۹۴

تاریخ وفات ابوزکریا یحیٰی معروف بابن خطیب تبریزی

یحیٰی کہ سخنور یست کامل ‌ ‌ ‌ بود ز رموز علم واقف
ناسخ براے سال فوتش ‌ ‌ ‌ فردوس نصیب گفت ہاتف ۵۰۲

تاریخ وفات ابوالمظفر محمد ابیوردی

آن محمد عالم کامل کہ بود ‌ ‌ ‌ بود در برج شاعرے را ماہتاب
بہر سال انتقالش از فلک ‌ ‌ ‌ جان جنت گفت ہاتف از حساب ۵۰۷

تاریخ وفات ابواسمٰعیل حسین معروف بعمید طغرائی

حسین آنکہ از وروش ہست نام سخن ‌ ‌ ‌ بمرگ او شدہ مغموم جن و انس و ملک
براے سال وفاتش کہ خواستم ناسخ ‌ ‌ ‌ حسین زینت دار السلام گفت فلک ۵۱۳

ایضاً

جوہر معلّٰے حسین ۵۱۳

تاریخ وفات ابومحمد قاسم حریری صاحب مقامات

حریرے فاضل نحریر بودہ ‌ ‌ ‌ سخن پرور سخن سنج و سخنگو
پئے سال وفاتش ہاتف غیب ‌ ‌ ‌ ندا ے از فلک زد شمع مینو ۵۱۶

ایضاً

زیور یک سال قاسم ۵۱۵

حسب اختلاف سال وفات ۵۱۶

تاریخ وفات ابو الحسن علی معروف بفصیح نحوی

نادرۂ زمان ابو الحسن

تاریخ وفات ابو محمد عبد اللہ سنتریسی ۵۱۶

درِ معانی عبد اللہ

تاریخ وفات ابو عبد اللہ احمد معروف بابن خیاط دمشقی ۵۱۷

شیرین ابو عبد اللہ

تاریخ وفات ابو الفضل احمد بن عبد الوہاب معروف بابن خازن کاتب بغدادی

بجوار الٰہی آرمیدہ

تاریخ وفات ابو محمد عبد اللہ بطلیوسی ۵۱۶

بہار معانی عبد اللہ

تاریخ وفات ابو اسحٰق ابراہیم معروف بکلبی غزی ۵۲۱

افضل الناس بود ابراہیم
در فن شعر بے عدیل و سہیم
بہر سال وفات او ہاتف
گفت مصباح عہد ابراہیم ۵۲۴

تاریخ وفات ابو عبد اللہ حسین معروف بارع بغدادی

دریائے معانی حسین

تاریخ وفات ابو المنصور ظافر حداد ۵۲۸

و من المقربین

تاریخ وفات جمال الدین ابو القاسم عبسی ۵۲۹

آن جمال الدین ابو القاسم کہ بود
تا ز دہر و فخر ابنائے زمان
بہر سال رحلتش از آسمان
ہاتف غیبی بگفتا نکتہ دان ۵۳۰

تاریخ وفات ابو بکر محمد معروف بابن صائغ اندلسی

مات محمد ۵۳۳

تاریخ وفات ابو القاسم ہبۃ اللہ معروف بہ بدیع اصطرلاب ۵۳۴

آنکہ نامش بود ابوالقاسم — بود روشن روان و نیک سرشت
بہر تاریخ ارتحال او — خامۂ فکر «شمع عدن» نوشت
۵۴۳

تاریخ وفات ابوبکر یحیی معروف بابن بقی شاعر

ابوبکر آنکہ بے ریب ست و بیشک — فروغ عارض روشن بیانے
پئے سال وفاتش با غم و درد — رقم زد خامۂ من «شکستہ دانے»
۵۴۰

تاریخ وفات ابوالحسن علی معروف بابوالحسن مہذب

آن شاعرِ پایہ نام شریفش علی ست بود — گلگونۂ عذار کلام و رخ سخن
از بہر سال رحلت آن افصح زمان — نساخ گفت «جوہر معنی ابوالحسن»
۵۴۴

تاریخ وفات ابوبکر احمد ارجانی

ابوبکر احمد آن کو نکتہ سنج ست — بود شعرش گل گلزار معنی
پئے سال وفاتش بے تکلف — نوشتم «بلبل گلزار معنی»
۵۴۴

تاریخ وفات عبدالعزیز ابن ابوالصلت

بود عبدالعزیز بیشک و ریب — دہر را فخر ہم زمان را ناز
بہر سال وفات او ہاتف — گفت «عبدالعزیز قبلۂ راز»
۵۴۶

تاریخ وفات ابوعبداللہ محمد خالدی ملقب بشرف المعالی عمدۃ الدین معروف بہ ابن القیسرانی جد بستم مصنف کہ در دمشق فوت کرد

بود ابن قیسرانی خالدی — با خدا با او مقامش در ارم
بہر سال انتقالش خامہ ام — تا «حی ابن القیسرانی» زد رقم
۵۴۸

تاریخ وفات ابوالحسین احمد معروف بابن منیر طرابلسی

احمد آن شاعر بسیت گو بود — نیک خو نیک ذات نیک سرشت
بہر سال وفات او خامہ — «بحر معنی ابوالحسین» نوشت
۵۴۸

تاریخ وفات ابوالفضل یحیی معروف بہ خطیب حصکفی

إنا لله وإنا إليه راجعون ۵۵۰ھ

الضیاء

ابوالفضل کو شاعر ماہر است | بہر کشش بہ اندر دلہا خروش
پے سال ترحیل او از فلک | جہان کمالات گفت سروش

تاریخ وفات ابو عبداللہ محمد معروف بابن الکیزانی ۵۵۱ھ

آن محمد کہ فصیح ست و بلیغ | بود افلاک سخن را چون ماہ
مصرع سال وفاتش گفتم | مایۂ دانش ابو عبداللہ ۵۶۲ھ

تاریخ وفات ابوالحسین احمد معروف بہ شیبن بن عسانی

اسوۂ دہر ابوالحسین احمد | شعر او بود ہمچو سحر حلال
بہر سال وفات او فکرم | گفت احمد نگاہ چشم کمال ۵۶۲ھ

تاریخ وفات ابوالفتوح نصراللہ معروف بابن قلاقس

وحید زمان است ابن قلاقس | کہ بود مسلم لشیوا بیانے
پے سال ترحیل او بے تردد | رقم کردہ ام شاہ ملک معانے ۵۶۷ھ

تاریخ وفات حضرت فاطمہ بنت نصر بن عطار قدس سرہا

آن فاطمہ جہان زہد بود | مشہور جہان بود کمالش
ناسخ بجوے بے تردد | از فاطمۂ بتول سالش ۵۶۳ھ

تاریخ وفات تاج الملوک ابوسعید معروف بوری تاج الملوک

آنکہ نامش ابوسعید بود | دل عالم ز نظم او بشگفت
بہر تاریخ فوت او ناسخ | خرد نکتہ رس فصاحت گفت ۵۶۵ھ

تاریخ وفات ابوعبداللہ محمد معروف بابلہ بغدادی

محمد کہ او افصح عہد بود | ازو علم یافتہ فیض مجید
پے سال ترحیل او بے تکلف | رقم کرد خامہ وفات محمد ۵۷۹ھ

تاریخ وفات ابوالقاسم عبدالرحمن خطیب

سفر ابوالقاسم

تاریخ وفات محمد تاج الدین خراسانی

۵۸۱

محمد شاعرِ نکتہ طراز ست — بود نظمش گل گلزار معنی
رقم شد مصرعِ تاریخ فوتش — محمد بلبل گلزار معنی

تاریخ وفات ابوالفتح محمد معروف بابن التعاوندی

ابوالفتح آن شاعرِ خوش بیان — کہ بود ست در نکتہ سنجی علم
پئے سالِ فوتش زروی حساب — ابوالفتح دانا رقم زد قلم

تاریخ وفات ابوالمرہف نصر نمیری

آنکہ نامِ شریف او نصر ست — گوہر شعر را ہمے سُفت
بہر تاریخ فوت او ناسخ — ہاتفِ غیب نکتہ سنج بگفت

تاریخ وفات ابوالغنائم محمد معروف بابن المعلم نجم الدین

آن محمد کہ شاعر ست و ادیب — بود فخرِ زمانہ بیشک و ریب
بہر سالِ وفات او ز فلک — زینتِ عدن گفت ہاتفِ غیب

تاریخ وفات ابوالعباس احمد معروف بنفیس قطرسی

ابوالعباس بحرِ نکتہ دانی ست — بود شعرِ نثرش لولوے لالا
پئے سالِ وفاتش ہاتفِ غیب — ابوالعباس معنے رس بگفتا

تاریخ وفات ابوالحسن علی معروف بابن ساعات

اِلَی اللّٰہِ مَرْجِعُکُمْ جَمِیْعًا

ایضاً

آنکہ مشہور جہان ست علی — شاعرِ با خرد ست و باہوش
پئے تاریخِ وفاتش ناسخ — جودتِ طبع علی گفت سروش

تاریخ وفات ابوالمکارم اسعد بن مماتی

اسعد آن اسوۂ دہر ست کہ بود — پیشوائے ہمہ اربابِ خرد

پئے تاریخ وفاتش ز حساب — شد رقم زبدۂ جنت اسعد

ایضاً

مصباح عید بن ابو المکارم

تاریخ وفات ابو القاسم سعید بن سناء الملک

ابو القاسم آن شاعر نکتہ پرور — کہ شعرش بود جان جسم فصاحت
پئے سن فوت او بے تکلف — رقم کردہ ام عمدۂ اہل جنت

تاریخ وفات ابو الفتح ناصر معروف بمطرزی

آن شاعر ذکی کہ ابو الفتح ناصر است — دلہائے نکتہ سنج ز نظمش ہمی شگفت
تاریخ سال رحلت آن افصح زبان — ناصر نگاہ دیدۂ معنی سرورش گفت

تاریخ وفات شہاب فتیان معروف بشاغوری

آنکہ نامش شہاب فتیان ست — باد در جنت برین جانش
بہر تاریخ ارتحال او — شد رقم برگزیدۂ یزدانش

تاریخ وفات ابو البقا عبد اللہ معروف بعکبری نحوی

شاعر نکتہ سنج عبد اللہ — گلشن شعر بود از و شاداب
بہر سال وفات او عقل — گفت روشن بیان نحوی حساب

تاریخ وفات ابو یوسف یعقوب نجم الدین ابن صابر

شاعرے کش نام نجم الدین بود — آسمان نظم را بود آفتاب
بہر سال انتقالش سخن سنج — آمیدہ نقابش معنے از حساب

تاریخ وفات ابو المظفر عتیق تقی الدین عمر والی حماۃ

آنکہ نامش ابو المظفر بود — او ادیب ست و شاعر یکتا
بہر سال وفات او ہاتف — پیشوائے محققان گفتا

تاریخ وفات ابو المحاسن محمد معروف با بن عنین شاعر

محمد کہ او شاعر نامے ست — از و فیضیاب اند اہل جہان

پے سالِ ترحیل او فکر گفت — دقیقہ شناس ست و شیرین زبان ۶۴۴

تاریخ وفات ابو العز مظفر الاعمیٰ

مظفر کہ او شاعرِ ماہر ست — کلامش بود جان فزا الکلام

پے سالِ نقلش ز روے حساب — رقم کردہ ام نور دار السلام ۶۴۳

تاریخ وفات ابو البرکات مبارک معروف بابن المستوفی

بود ابو البرکات فخرِ روزگار — شاعرِ کامل ادیبِ نکتہ دان

منکہ سالِ ارتحالش خواستم — گفت روشن طبع کلکِ دو زبان ۶۳۷

تاریخ وفات حضرت فاطمہ سام قدس سرہا

حضرتِ فاطمہ وحیدۂ دہر — زاہد عارفہ و ہم دانا

سالِ تاریخِ فوتِ او ہاتف — فاطمہ زینتِ ارم گفتا ۶۴۳

تاریخ وفات ابو عمرو عثمان معروف بابن حاجب نحوی

فصیح نکتہ پرور ابنِ حاجب — کہ بود خامہ اش گوہر افشان

کلامش بہتر از لعل ست و یاقوت — ازان شد سالِ فوتش جوہر افشان ۶۴۶

ایضاً

فصاحت ابن حاجب ۶۴۶

تاریخ وفات حضرت زلیخا والدۂ ماجدۂ حضرت نظام الدین اولیا قدس اللہ سرہما

آن عارفۂ زمان زلیخا — آن نورِ نگاہ چشمِ حوا

تاریخ برائے سالِ فوتش — ترحیل بگفت ہم زلیخا ۶۴۸

تاریخ وفات حضرت بی بی اولیا قدس سرہا

آنکہ مشہور ست بی بی اولیا — گشت چون در جنت الماویٰ مقیم

ہاتفِ غیبی برائے سالِ فوت — بے تکلف گفت جنات النعیم ۶۵۵

تاریخ وفات محمد بن عبد اللہ معروف بابن الابار

شد ادیبِ معنیٔ عبد اللہ ۶۵۸

تاریخ وفات ابوالعباس احمد معروف بابن خلکان

آنکہ نامش بود ابوالعباس — آنکہ او صاحب شرف باشد
گفت سال وفات او نساخ — پیشواے محققان احمد

تاریخ وفات حضرت سلطان ارطغرل سلطان روم

بود سلطان روم ابن سلیمان — مہ تابان چرخ حشمت و جاہ
برلے سال فوتش بے تردد — رقم زد خامۂ من کو شہنشاہ

تاریخ وفات سلیمان پاشا ابن سلطان ارخان سلطان روم

آن سلیمان کہ بود شہزادہ — بود مہر سپہر مجد و علا
پے تاریخ فوت او ہاتف — شمع فردوس آسمان گفتا

تاریخ وفات حضرت سلطان عثمان خان غازی سلطان روم

شاہنشہ روم بود سلطان عثمان — او بود فرشتہ خصلت و قدسی خوے
نساخ سن وفات او از حساب — از زیب بہشت و کوثر و شوکت جوے

تاریخ وفات حضرت سلطان ارخان سلطان روم

ابن عثمان کہ بود قیصر روم — بر سر خلق بود ظل اللہ
سال تاریخ رحلتش نساخ — فکر من گفت حیف شاہنشاہ

تاریخ وفات حضرت سلطان مراد سلطان روم

آنکہ باشد نام او سلطان مراد — بود مہر آسمان عدل و داد
بہر سال رحلت آن پادشاہ — گفت ہاتف قہرمان سلطان مراد

تاریخ وفات حضرت سلطان بایزید سلطان روم

سلطان بایزید آن کو پادشاہ روم ست — از رزم حشمت آگاہ بود و واقف
تاریخ سال فوت آن خسرو زمانہ — سلطان روم جان فردوس گفت ہاتف

تاریخ وفات محمد یعقوب معروف بہ مجدالدین فیروزآبادی صاحب قاموس

جامع قاموس کو یعقوب بود — آسمان علم را بود آفتاب

سال نقلش فکر تاریخ حزین — گفت قاموس بحر از حساب

تاریخ وفات حضرت سلطان محمد خان اول سلطان روم

آنکہ سلطان محمدش نام است — بر کلاہش ہمی دوید ظفر

مصرع سال فوت او گفتم — پادشہ از جہان نمود سفر

تاریخ وفات حضرت سلطان مراد ثانی سلطان روم

مراد ثانی آن شاہنشہ روم — کہ بود شاہ عادل شاہ دانا

برای سال تاریخ وفاتش — رقم شد پادشاہ کارفرما

تاریخ وفات حضرت سلطان محمد ثانی ملقب بالفاتح سلطان روم

قیصر روم محمد بود — پاکدل پاک زبان پاک سرشت

از پی سال رحیلش کلکم — صاحب عدل شہنشاہ نوشت

تاریخ وفات حضرت سلطان بایزید ثانی سلطان روم

پادشاہ جنت نصیب

تاریخ وفات حضرت سلطان سلیم سلطان روم

بود سلطان سلیم قیصر روم — شاعر کامل و ستودہ صفات

بود چون شرع را ازو رونق — رونق شرع گشت سال وفات

تاریخ وفات حضرت سلطان سلیمان سلطان روم

رونق خلد برین پادشاہ

تاریخ وفات حضرت سلطان سلیم ثانی سلطان روم

بود سلطان سلیم خسرو روم — دہرش احباب جلد رب ودود

بہر تاریخ فوت او ناسخ — گفت سلطان روم فوت نمود

تاریخ وفات حضرت سلطان مراد ثالث سلطان روم

مراد ان شہنشاہ گیتی ستان ہست — خداوند ہنگ خداوند ہوش

پی سال مرگش ز چرخ بلند — شہنشاہ فیروز گفتا سروش

تاریخ وفات حضرت سلطان محمد ثالث سلطان روم

محمد شهنشاه والا گهر ۔ که او صاحب عدل بودست و داد
قلم بهر فوتش سن عیسوی ۔ رقم زد شهنشاه فرخ نژاد
۱۶۰۳ع مطابق ۱۰۱۲ھ

تاریخ وفات علی قلی خان معروف بشیر افگن خان

باز جهان بست علی قلی خان ۔ شمع دانش علی قلی
۱۰۱۵ ۔ ۱۰۱۵

ایضاً

ساکن جنت علی قلی
۱۰۱۵

تاریخ وفات حضرت فاطمه سیده گیلانی زوجه محترمه حضرت میران محمد شاه بخاری لاهوری قدس الله سرهما

فاطمه نام نامیش باشد ۔ آنکه بودست نیک و نیک سرشت
سال تاریخ انتقال او ۔ خامه من خدا شناس نوشت
۱۰۱۶

تاریخ وفات مراد پاشا صدر اعظم روم

آنکه نامش مراد پاشا بود ۔ رفت چون از جهان بخلد نعیم
سال ترحیل آن وزیر جلیل ۔ هاتف غیب گفت لفظ عظیم
۱۰۲۰

تاریخ وفات حضرت سلطان احمد اول سلطان روم

قیصر روم احمد اول ۔ بود سلطان علی عدیل و سهیم
بهر سال وفات او تاریخ ۔ گفت سلطان بخلد و ناز و نعیم
۱۰۲۶

تاریخ وفات حضرت شاه عین الدین محمد خالدی بغدادی جد هفتم مصنف که از بغداد بدهلی آمده و همانجا برحمت حق پیوست قدس الله سره

اولئك يرجون رحمة الله
۱۰۴۱

ایضاً

وحیدِ عصر عین الدین محمد — که بود قلبِ سنت چشمِ توحید
پئے سالِ وفاتش گفت نسّاخ — که عین الدین محمد فوت گردید
۱۰۴۱

ایضاً

شاہ عین الدین نگاہ چشم کمال — شاہ عین الدین محمد تازے
۱۰۴۱ — ۱۰۴۱

ایضاً

عین الدین محمد بعالمِ بقا پیوست
۱۰۴۱

تاریخ وفات حضرت سلطان مراد رابع سلطان روم

آنکہ سلطان مراد مشہور ہست — بود حامیِ ملتِ احمد
جوئے سالش ز مصرع استاد — خیمہ در ملکِ لایزالے زد
۱۰۴۹

تاریخ وفات اشرف النسا نورجہان بیگم

نورجہان ارتحال نمود
۱۰۵۵

تاریخ وفات قاضی عبد الرسول مرحوم جد ششم مصنف کہ از شہنشاہ دہلی سند عہدۂ قضائی فریدپور حاصل کردہ بہ بنگالہ آمد و بفریدپور سکونت می ورزید

لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ
۱۰۶۰

ایضاً

بود عبد الرسول قاضیِ شرع — فخرِ دین متین خجستہ خصال
گفت سالِ وفاتِ او نسّاخ — حجت الحق نگاہ چشم کمال
۱۰۶۰

تاریخ وفات قاضی محمد اسلم رحمہ اللہ تعالیٰ

قاضی اسلم کہ وحیدِ عصر بود — یافت از وے فیضہا اہلِ جہان
از پئے تاریخِ سالِ فوتِ او — شد رقم قاضی امامِ زاہدان
۱۰۶۱

تاریخ وفات مصطفیٰ پاشا صدرِ اعظمِ روم

آنکہ بودہ ست صدرِ اعظمِ روم — بود در عقل و فہم سنے ہمتا

هاتف غیب سال ترحیلش | گفت تکرار مصطفی پاشا

تاریخ وفات محمد کوپرلے پاشا وزیر اعظم روم

واحسرتا محمد پاشا ۱۰۷۲

تاریخ وفات قاضی عبد الوهاب مرحوم جد نجیب مصنف

قاضی شرع فلک مرتبه عبد الوهاب | ذات او بود دلیل ره عرفان و نجات
سال ترحیل وی از عقل چو جستم ناسخ | قاضی نائب حق آمد تاریخ وفات ۱۰۸۲

ایضاً

عبد وهاب آنکه تربت او | مورد لطف ایزدی آمد
سال ترحیل او بخاطر من | شمع شرع محمدی آمد ۱۰۸۲

ایضاً

عالم علم شریعت عبد الوهاب

تاریخ وفات فاضل احمد کوپرلے پاشا صدر اعظم روم

بود احمد وزیر اعظم روم | نیک خو نیک خلق نیک خصال
سال تاریخ رحلتش ناسخ | شد رفیق خال روی علم و کمال

تاریخ وفات جهان آرا بیگم بنت شاه جهان پادشاه غازی

شد بجنت جهان آرا بیگم ۱۰۹۲

تاریخ وفات ملا میرزا هد رحمه الله تعالی

میرزا هد بود فخر روزگار | پیشوای خلق مقبول انام
بهر سال رحلتش ناسخ گفت | میرزا هد زینت دار السلام ۱۱۰۱

تاریخ وفات حضرت سلطان سلیمان خان ثانی سلطان روم

سلطان روم آنکه سلیمان ثانی هست | چون از جهان بجنت ماوی زده علم
تاریخ فوت آن شه حامی دین حق | سلطان روم رفیق فردوس شد رقم ۱۱۰۲

[illegible]

آنکه و بهبیست مشهور زمان — او بعلم نکتت دانی بد علم

بے تکلف بجستم سال رحلتش — کرد ثبت عرشه کلکم رقم

تاریخ وفات حضرت سلطان احمد خان ثالث سلطان روم

قیصر روم احمد ثالث که بود — بر جهان بخشید فیض او عموم

گفته ام تاریخ سال عیسوی — درة التاج کرم سلطان روم ۱۲۹۵ع

ایضاً

سلطان روم فوت کرد

تاریخ وفات شیخ محمد اسحق بلگرامی معروف به قاضی میان

چو در جنگ قاضی میان شد شهید — غمین شد زمین و حزین شد زمان

پے سال ترحیل او از حساب — خرد گفت انجام قاضی میان

تاریخ وفات قاضی محمد اشرف مرحوم جد چهارم مصنف

از محمد اشرف روشن روان — تازه بود گلشن فضل و کرم

سال ترحیلش بغیر بیش و کم — جان علم و فضل کلکم زد رقم

ایضاً

محمد اشرف فقد رحمه — ومن المقربین اشرف

تاریخ وفات زیب النسا بیگم بنت اورنگ زیب عالمگیر بادشاه مخفی تخلص

غرور و ناز زمان فخر عهد خود مخفی ست — که غنچه دل عالم ز شعر او بشگفت

برای سال وفاتش که جستم ای نساخ — امید وار شفاعت سروش فکرم گفت

تاریخ وفات ملا محمد سعید اشرف مازندرانی

آنکه نام او بود ملا سعید — غنچه معنی ز فیض او شگفت

بهر سال انتقالش فکر من — معدن صدق و صفا اشرف بگفت

تاریخ وفات شاه عنایت الله رحمة الله

آنکه نامش عنایت الله بود — بود اهل کمال بیشک و ریب

نساخ برائے سال فوتش — اثنا عشری بگفت ہاتف

تاریخ وفات مرزا عبد الغنی بیگ کشمیری متخلص بقبول ۱۱۳۹

جعل الجنۃ مثواہ

تاریخ وفات حضرت نظام الدین باشندہ سہالی نگرام اون متعلقات لکھنؤ قدس سرہ

نظام الدین کہ بودہ عارف حق — مقامش باد در فردوس اعلا
برائے سال نقل آن یگانہ — فلک گفتا نظام الدین دانا ۱۱۴۳

تاریخ وفات نواب برہان الملک سعادت خان نیشاپوری

برہان الملک فخر دوران — کو بود وزیر باسعادت
تاریخ برائے سال فوتش — بر گفت حکومت و ریاست ۱۱۵۱

تاریخ وفات مرزا زکی مشہدی متخلص بہ ندیم

بود مرزا زکے فصیح و بلیغ — کیست کو ہمدوز نظمش نیست
سال ترحیل او ز روے حساب — مردم دیدہ سخن سستی ست ۱۱۵۲

تاریخ وفات قاضی محمد شفیع مرحوم جد دوم مصنف

قاضی بے مثل کہ او داشتہ — رتبہ در علم بلند و رفیع
سال وفاتش قلم برنگاشت — صاحب ارشاد محمد شفیع ۱۱۵۹

ایضاً

آن محمد شفیع پاک نہاد — عالم عامل فرشتہ خصال
چون سن رحلتش بجست خرد — آمد فاضل محقق سال ۱۱۵۹

ایضاً

ورع پیشہ قاضی محمد شفیع — کہ بودہ دلش با صداقت قرین
پے سال ترحیل او خامہ ام — رقم زد مقیم بہشت برین ۱۱۵۹

تاریخ وفات قہرمان ایران نادر شاہ پادشاہ

شاہنشاہ گیتی پناہ ۱۱۶۰

تاریخ وفات نواب آصف جاہ نظام الملک

فخر ہندوستان نظام الملک — ماہ تابان چرخ حشمت و جاہ
سال تاریخ فوت او ناسخ — شد رقم کان فضل آصف جاہ ۱۱۶۱

تاریخ وفات حضرت شاہ خلیق الرحمن معروف بہ شاہ بالگھو سجادہ نشین بالگھا ضلع راجشاہی قدس سرہ

فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون ۱۱۶۵

تاریخ وفات کریم اللہ متخلص بغریب

آن کریم اللہ سخندان فصیح — نیک خو بود و ہست ہم نیکو خصال
سنے تکلف بہر سال رحلتش — گفت ہاتف ہست فیض و کمال ۱۱۶۹

تاریخ وفات سراج الدین علی خان آرزو مرحوم

آن خان سخندان سخن فہم سخن سنج — کز مردن او خون شدہ تحقیق زبان رفت
گفتیم زمصراع حزین سال وصالش — افسوس کہ صاحب دل از جہان رفت ۱۱۶۹

تاریخ وفات سلطان عثمان خان ثالث سلطان روم

عثمان خان ثالث سلطان روم بودہ — در شیوۂ عدالت مشہور ہم مسلم
تاریخ انتقالش ناسخ سنے تکلف — از چرخ گفت ہاتف سلطان فخر عالم ۱۱۷۱

تاریخ وفات زینت النسا بیگم

از جہان زینت النسا بیگم — رفت چون درمیان باغ بہشت
بہر سال رحیل او ناسخ — خامہ ام زینت بہشت نوشت

تاریخ وفات آقا محمد اصفہانی متخلص بعاشق

آنکہ او شاعر صفاہانی ست — شعر او ہست لولو لالا
سال تاریخ رحلتش ناسخ — خرد م عاشق سخن گفتا ۱۱۸۱

ایضاً

یعنی زیست ... عثمان ...

سرگروہِ شاعران عاشق بود ‌ ‌ آنکہ در علم سخندانے ست فرد
بہر سالِ انتقالِ آن فصیح ‌ ‌ گفت عقل من کہ عاشق فوت کرد

تاریخ وفات جد مرحوم مصنف قاضی محمد رضا مغفور ۱۱۸۱

چون محمد رضا یگانۂ دہر ‌ ‌ مقتدائے جہان بجنت شد
گفت سالِ وصالِ او ہاتف ‌ ‌ پیشوائے زمان بجنت شد

تاریخ وفات احمد شاہ درانی پادشاہ کابل ۱۱۸۶

بود احمد شاہ درانی شہ گیتی پناہ ‌ ‌ آنکہ بودہ نیک دل نیکو روش نیکو سرشت
بہر سالِ رحلت آن خسروِ انجم سپاہ ‌ ‌ خامہ شاہنشاہِ احمد شاہ درانی نوشت

تاریخ وفات حضرت سلطان مصطفی خان ثالث سلطان روم

سلطان مصطفی کو سلطان روم بود ‌ ‌ او بود شاہ عادل و بود شاہ دانا
ہاتف برائے سال تاریخ رحلت او ‌ ‌ سلطان روم جان دار الغفر گفتا

تاریخ وفات مرزا طبیب متخلص بطوفان ہزار جریب ماژندرانی ۱۱۸۷

آنکہ مرزا طبیب نامش بود ‌ ‌ فکر او بود صاف و پاک و لطیف
بسکہ شعرش پر از لطافتہاست ‌ ‌ سالِ تاریخ فوت او ست ظریف

تاریخ وفات حضرت شاہ نوری قدس اللہ سرہ سجادہ نشین دائرۂ شاہ بازار شہر پٹنہ

شاہ نورے وحید عصر کہ بود ‌ ‌ حامیِ دین و ملتِ احمد
گفت ناسخ سالِ ترحیلش ‌ ‌ گشت یار ابر وے دنیا زد

تاریخ وفات میر غلام علی آزاد بلگرامی ملقب بحسان الہند ۱۲۰۰

آنکہ آزاد ہست نام نامیش ‌ ‌ شعر ہا کیش لالۂ بستان ہند
گفتم اے ناسخ سالِ فوت او ‌ ‌ شمع فردوس برین حسان ہند

تاریخ وفات حضرت سلطان عبد الحمید خان سلطان روم

سلطان نیکو خصال روم

تاریخ وفات حضرت شاہ صوفی محمد دائم سجادہ نشین دائرۂ اعظم پورہ شہر پٹنہ قدس اللہ سرہ

ولیِ خدا صوفیِ پاک ذات — کہ دلہاے عالم ز فیضش شگفت
پیِ سالِ ترحیل وے شحن — خرد بہرِ تو نورِ فردوس گفت

تاریخ وفات مولانا عبد العلی بحر العلوم رحمہ اللہ تعالی ۱۲۲۵

آن بحرِ علوم اسوۂ دھر — کو عالمِ عامل است و کامل
ناسخ پیِ سنِ وصالش — بر گفت کہ مرجعِ افاضل ۱۲۲۵

تاریخ وفات مولانا محمد مبین لکھنوی رحمہ اللہ تعالی

محمد مبین بود اہلِ کمال — کہ او فخرِ دین بود و عین الیقین
پیِ سالِ ترحیلِ او کلکِ فکر — رقم کرد نورِ بہشتِ برین ۱۲۲۵

تاریخ وفات سلیمان پاشا والیِ بغداد

سلیمان کہ والیِ بغداد بود — کہ ذاتش بود گویا آیۂ فضل
پیِ تاریخِ سالِ رحلتِ او — رقم زد خامہ ام سرمایۂ فضل ۱۲۲۳

تاریخ وفات حضرت صوفی احمد اللہ بن صوفی محمد اکرم سجادہ نشین اعظم پورہ شہر ڈھاکہ قدس سرہما

صوفیِ پاک ذات احمد بود — بود او نورِ چشمِ علم و عمل
ہاتفِ غیب سالِ نقلش گفت — وارثِ علمِ احمدِ مرسل ۱۲۳۳

تاریخ وفات احمد علی مجموعہ دار مرحوم رئیس سلہٹ

آنکہ نامِ نامیش احمد علی ست — بود نیکو ذات ہم نیکو خصال
سالِ تردو بہرِ سالِ نقلِ او — گفت ہاتف گوہرِ فضل و کمال ۱۲۳۳

تاریخ وفات مولانا فضل امام خیر آبادی رحمہ اللہ تعالی

ابلغ من سحبان ۱۲۴۴

تاریخ وفات میر اشرف علی رئیس اعظم ڈھاکہ ۱۲۴۴

سیدِ والا تبار اشرف علی — آنکہ بودہ صاحبِ فضل و کرم
خامۂ تاریخ سالِ فوتِ او — منبعِ جود و سخاوت زد رقم ۱۲۴۴

تاریخ وفات حضرت شاہ محمدی سجادہ نشین دائرہ مغ بازار شہر ڈھاکہ ابن شاہ نوری

سال طبع تذکرۂ سبحان ۱۲

قدس اللہ تعالی اسرارہما

سالک راہ حقیقت عارف روشن ضمیر ۔۔۔ مظہر کشف و کرامت منبع لطف و کرم
بود چون دریاے عرفان بحر سال رحلتش ۔۔۔ ارتحال بحر عرفان خامۂ من زد رقم
۱۲۵۱

تاریخ وفات حضرت شاہ لقیت اللہ سجادہ نشین دائرۂ اعظم پور ضلع
شہر ڈھاکہ ابن شاہ صوفی دائم اللہ قدس اللہ تعالی اسرارہما

صوفی صافی لقیت اللہ خلد آرامگاہ ۔۔۔ سالک راہ حقیقت منبع زہد و صفا
سال فوتش را چو از سر و شاخ نساخ جستم ۔۔۔ از فلک فرزانہ سالار حقیقت زد ندا
۱۲۵۳

تاریخ وفات مہین برادر مصنف قاضی عبد الوحید مرحوم

دخل الجنۃ عبد الوحید
۱۲۵۳

ایضاً

چون مرد برادر معظم ۔۔۔ برخاست ز قلب شور یارب
تاریخ وفات ہاتف غیب ۔۔۔ فرمود کہ قاضی معرب
۱۲۵۳

تاریخ وفات برادر عمہ زادہ مصنف مولوی سید حفیظ الدین مرحوم متخلص بشہید
ڈگری نویس عدالت عالیہ صدر کلکتہ ابن منشی سید نجم الدین منصف
بردوان تیس راجہ پور ضلع فرید پور

حیف افسوس صد ہزار افسوس ۔۔۔ رفت چون از جہان حفیظ الدین
سال ترحیل او ز روے حساب ۔۔۔ شد ہماے جنان حفیظ الدین

تاریخ وفات منشی سید نجم الدین مرحوم منصف بردوان تیس راجہ پور
۱۲۵۳

جامع الفضائل نجم الدین
۱۲۵۴

ایضاً

نجم الدین جہان فضل و کمال
۱۲۵۴

تاریخ وفات منشی سید ضمیر الدین مرحوم برادر منشی نجم الدین و منشی نعمت الله خان
بهادر صدر الصدور ضلع جسّر رئیس راجه پور

سید ضمیر الدین پاکزاد

تاریخ وفات برادر عم‌زاد مصنف قاضی محمد گوهر مرحوم ابن قاضی محمد عاشق مرحوم رئیس راجه پور ۱۲۵۴

محمد گوهر بجنت آرمیست السعود ۱۲۵۴

ایضاً

چون محمد گوهر از دنیا برفت	آنکه بود مخزن فضل و کرم
بهر سال نقلش اندروی حساب	قاضی فرزانه کلکم زد رقم ۱۲۵۴

تاریخ وفات برادر عم‌زاد مصنف قاضی ریحان الدین مرحوم ابن قاضی محمد افضل مرحوم رئیس راجه پور

آن قاضی پاکدین پاکیزه نهاد	چون رفت ز دهر سوی فردوس برین
هاتف ز فلک برای سال نقلش	فرمود که نور خلد ریحان الدین ۱۲۵۴

تاریخ وفات حضرت سلطان محمود خان ثالث سلطان روم

آن قیصر با شکوه سلطان محمود	کو تخت زمان بود عمر و بدوران
نساخ برای سال ترحیل او	گفتیم که مجمع الفضائل سلطان ۱۲۵۵

تاریخ وفات برادر نسبتی مصنف مولوی حمید الدین مرحوم وکیل عدالت عالیه
صدر دیوانی کلکته ابن مولوی علی انور مرحوم رئیس شهباز پور ضلع کمرله

بلبل گلشن خلد حمید الدین

تاریخ وفات قاضی امداد علی مرحوم رئیس منگلکوت ضلع بردوان ۱۲۵۵

امداد علی که بود نساخ	نیکو روش و ستوده اطوار
گفتیم برای سال فوتش	امداد علی خلیل کردار ۱۲۵۵

تاریخ وفات مولوی محمد فائق خان بهادر صدر الصدور ضلع بیربهوم رئیس بهاگلپور

مولوی فائق انکه بود بدهر — دیدهٔ علم جهان فضل و کمال
بهر سال وفات او ناسخ — گفت فائق جهان فضل و کمال ۱۲۵۷

تاریخ وفات بهادر خان متشاعر دهلوی

آن بهادر بحوِ اسرار ستار — کو عروس موسیقی را بود جفت
بهر سال انتقالش فکر من — خازن گنجینهٔ اسرار گفت ۱۲۵۸

تاریخ وفات خواجه نجیب الدین احمد معروف به شاه فدا حسین رسولشاهی قدس سره باشندهٔ الور

فدا حسین که او بود محو نام خدا — شنیدند رحلتش اهل زمین و اهل فلک
برای سال وفاتش که جست خاطر من — فدا حسین ستوده صفات گفت ملک ۱۲۵۹

تاریخ وفات والد ماجد مصنف منشی قاضی فقیر محمد وکیل عدالت عالیه صدر دیوانی کلکته مصنف جامع التواریخ و والدهٔ ماجدهٔ مصنف غفر لهما الله تعالی

والدینم که ز دنیا رفتند — جگرم چاک شد و خاک بسر
چشم لبریز سرشک طوفان — که از آن نوح به کشتی مضطر
بر لبم شور قیامت پیدا — که از آن عرش به لرزه یکسر
در چنین حال بجستم تاریخ — خلد ساکن پدرم با مادر ۱۲۵۹

تاریخ وفات منشی سید منیر الدین برادر کوچک منشی نعمت الله خان بهادر رئیس راجه پور

زیب و زینت گلشن دار السلام ۱۲۵۹

تاریخ وفات مولانا محمد اسحق دهلوی رحمة الله علیه

عالم کامل آنکه اسحق ست — بود از رمز معرفت واقف
بی کم و بیش سال ترحیلش — گفت ناسخ فاضل عارف ۱۲۶۲

تاریخ وفات حاجی خواجه غلام علی نقیب الاولیای دهلوی

بمراه حاجی غلام علی — که بوده ست او محو نام علی
پی سال ترحیل او نے سخن — رفتم شد و داغ غلام علی ۱۲۶۲

تاریخ وفات حضرت بابی جی دہلوی

بابی جی آنکه بود مجذوب	بود پاکیزه ذات پاک سرشت
قلم بہر سال رحلت او	بابی جی مطہر کمال نوشت ۱۲۶۲

تاریخ وفات حضرت سید عسکری مجذوب دہلوی

بجنت جاودان رحلت نموده ۱۲۶۲

تاریخ وفات قاضی شاه امین الدین احمد مرحوم [illegible]

قلب صافی پاکیزه روش پاکذات	رفت چون از دهر بسوی بہشت
سال وفاتش قلم سینه چاک	مرد پاک چشم حقیقت نوشت ۱۲۶۵

ایضاً

شاه امین الدین چو از دنیا گذشت	شد جهانی مبتلای رنج و درد
بہر سال فوت او تاریخ گفت	شاه امین الدین احمد فوت کرد ۱۲۶۵

تاریخ وفات حکیم افضل علی بہاری محافظ دفتر عدالت بیربھوم

آن حکیمی که بود نیک سرشت	رفت چون از جہان بسوی بہشت
سال تاریخ او ز روی حساب	مرد افضل علی قلم بنوشت ۱۲۶۵

تاریخ وفات عم بزرگوار قاضی محمد لعل مرحوم ابن قاضی محمد مراد مرحوم

محمد لعل مرد افسوس افسوس	دریغا حسرتا دردا دریغا
پی سال وصالش ہاتف غیب	محمد لعل شمع خلد گفتا ۱۲۶۶

تاریخ وفات مولوی عطای علی مرحوم منصف بیربھوم

مُرد چون مولوی عطای علی	جای او باد در میان بہشت
بہر سال وفات او تاریخ	مولوی زینت بہشت نوشت ۱۲۶۶

تاریخ شہادت مولوی امیر علی مرحوم مغفور

آن سعید و شہید امیر علی	شد ز دنیا بجنت المأوا
ہاتف غیب سال ترتیبش	تابع شرع مصطفی گفتا ۱۲۷۲

تاریخ وفات منشی عبد العظیم مرحوم الاچی پوری معروف بگران میان عملۂ عدالت فوجداری ضلع ڈھاکہ

یگانۂ جہان عبد العظیم

تاریخ وفات منشی قدرت اللہ مرحوم رئیس بانسردی ضلع فریدپور یکی از عزیزان مصنف

فرد چون منشی ستودہ صفات	شد بدرد و الم دل ما جفت
سال فوتش چو از خرد جستیم	نیک کردار قدرت اللہ گفت

تاریخ وفات شاہ وجہ اللہ مرحوم سجادہ نشین دائرۂ اعظم پورہ شہر ڈھاکہ ابن شاہ احمد اللہ ابن شاہ صوفی محمد دائم قدس اللہ اسرارہما

بود ز اہل کمال وجہ اللہ	رہبر و راہ دین خدا پرست
سال تاریخ رحلتش ز ناسخ	مایۂ شرع زیب خلد ست

تاریخ وفات سید غلام اکبر مرحوم نبیرۂ منشی نعمت اللہ خان بہادر صدر الصدور حسبہ رئیس راجہ پور یکی از عزیزان مصنف

وای ویلا آہ صد افسوس حیف	شد ز دنیا سید عالی وقار
ہاتف غیبی پی سال وفات	گفت سید زینت دار القرار

تاریخ وفات منشی عزت اللہ مرحوم رئیس بانسردی ضلع فریدپور خویش عم بزرگوار قاضی محمد عاشق مرحوم

عزت اللہ پاک دین بود	ہم خدا جوی ہم خدا پرست
سال ترحیلش ز روی حساب	عزت اللہ صاحب خلد ست

تاریخ وفات سید غلام اکبر مرحوم و منشی عزت اللہ مرحوم برادر عم زادم

منشی سید مفیض الدین مرحوم ابن منشی ضمیر الدین مرحوم

ابیضت وجوههم

تاریخ وفات سید محمد علی طباطبائی المتخلص بہ مسرور باشندۂ کلکتہ نوشتہ میر شیر علی افسوس تلمیذ مصنف

مُرد مسرور آہ واویلا۔	سید نیک خوئے نیک سرشت
خامہ ام سال رحلتش نساخ	مرد مسرور رفتہ در جنان بنوشت

۱۲۸۰

تاریخ وفات حکیم غلام مرتضیٰ خان مرحوم دہلوی

ہزار حیف مسیحائے عہد مُرد افسوس	برآمد از دل اہل جہان فغان و خروش
برائے سال وفاتش کہ خواستم نساخ	حکیم زینت دارالقرار گفت سروش

۱۲۹۲ فصلی

ایضاً

مرتضیٰ خان کہ بود عیسیِ عہد	از اطبائے دہر گوئے ببرد
گفت نساخ سال ترحیلش	جان انسان طبیب حاذق مُرد

تاریخ وفات مولوی نصیر الدین حیدر مرحوم متخلص بسامی مصنف ضلع بہیلیان

۱۲۹۴ ہجری

ابلغ فن قش

تاریخ وفات مہین برادرم مولوی عبد الحمید مرحوم

۱۲۹۴

قطعہ

قدوۂ فضلای عہد عبد الحمید

۱۲۹۴

مُرد اخ بزرگوارم حیف	ہائے افسوس آہ واویلا
سال نقلش نوشتم ای نساخ	داخل گلشن ارم بادا

ایضاً

تاریخ وفات میرزا احمد جان مرحوم معروف بہ میرزا غلام پیر مرحوم رئیس ناتھے دھاکہ

۱۲۹۴

میرزا احمد جان زینت جنت

تاریخ وفات منشی نور الدین شریف ابن منشی افاضل الدین شریف خواہرزادہ

۱۲۹۵

سلہ چہل و ہشتم روی یانشان

سلہ [illegible]

سید مفیض الدین مرحوم رئیس راجہ پور

مرد نور الدین محمد حیف حیف — باد جایش یا خدا اندر بهشت

سال ترحیل ہمے از روے حساب — واے درد و ولے غم کلکم نوشت

تاریخ بنای باغ جناب خواجہ احسن اللہ رئیس نامی ڈھاکہ ۱۲۸۵

چون طرح نہاد خواجہ احسن — باغے کہ بود بہار گلشن

تاریخ بناش گفت ناسخ — زیب عالم ریاض احسن

تاریخ وفات منشی مصطفے حیدر مرحوم بنارسی متخلص بحیدر باشندہ کلکتہ تلمیذ رشید مصنف ۱۲۹۰

آن حیدر نکتہ پرور نکتہ شناس — چون جان عزیز را بخالق بسپرد

ناسخ براے سال ترحیل او — گفتیم کہ حیدر سخن سنج بمرد

تاریخ وفات مولوی حمید الدین متخلص بفرد باشندہ در بھنگہ مقیم کانپور ۱۲۹۱

آنکہ فرد ست در سخندانے — آنکہ او گوہر سخن ہے سفت

مرد و سال وفات او ناسخ — شغل فضل و کمال فرد بگفت

تاریخ وفات حافظ قارے محمد جاوید مرحوم باشندہ سلہٹ ۱۲۹۱

آن قارے باکمال جاوید — کو صاحب زہد بے ریا بود

ناسخ بگفت سال فوتش — او تابع شرع مصطفے بود

تاریخ وفات محمد علی احمد خان مرحوم متخلص بعلے احمد رئیس اعظم سلہٹ ۱۲۹۱

علے احمد ان شمع بزم نشاط — از دنیا روان شد بسوے جنان

ملکن فکر تاریخ ترحیل او — بگو رحمت ایزد مستعان

تاریخ وفات دختر رئیس اعظم جناب مولوی عبد اللطیف خان بہادر ۱۲۹۱

ز دنیاے دون دختر رئیس اعظم — چو شد جلوہ فرماے مشکوے جنت

پے سال ترحیل او گفت ہاتف — کہ مستورہ دودمان سیادت

تاریخ کدخدائی جناب مرزا محمد خوشنویس شیرازی متخلص بمحو مقیم ڈھاکہ ۱۲۹۰

کدخدا گشت چو محو مرا امروز — کہ فزود از رقمش شان قلم

سال تحریرش رقم زد ناسخ — نعت محمود او دان قلم ۱۲۹۱

تاریخ ترتیب مثنوی ذوبحرین مسمی منتہے الافکار تصنیف جناب سید محمود متخلص بآزاد معروف بمنجھلے صاحب رئیس گرامی ڈھاکہ

شد مرتب چو منتہے الافکار — کان معنے کلام ذو بحرین

سال ترتیب گفتم ای ناسخ — جان معنے کلام ذو بحرین ۱۲۹۱

ایضاً

مثنوی منتہے الافکار چون ترتیب یافت — خاطر نازک خیالان چون گل مضمون شگفت

ہاتف غیبی پے تاریخ سال عیسوی — سر معنی مثنوی منتہے الافکار گفت ۱۸۷۴ع

تاریخ کدخدائی شاہ سید عضد الدین حسن عرف بی نظیر میان بن جناب شاہ سید مجیب الدین حسن رئیس بیت نگر ضلع میمنسنگہ با دختر فرخندہ اختر اخ اعظم جناب مولوی عبد اللطیف خان بہادر

دختر اخ معظم کی جو شادی ہو گئی — خوش ہین مبارک سالکان پرد تقدیس آج

سن لکہی ای ناسخ تاریخ عروسی یون کہی — ہو مبارک اجتماع زہرہ و برجیس آج ۱۲۹۱

ایضاً

شادی جو ہوئی دخت برادر کی تو یکبار — کہنے لگین حوران فرادیس مبارک

ہاتف نے کہا مجھسے پے سال کہ ناسخ — کہہ شان قران مہ و برجیس مبارک

تاریخ ترتیب دیوان جناب خواجہ عبد الغفار رئیس ڈہاکہ متخلص باختر ۱۲۹۱ و ۱۲۹۰ مشتمل بر صنعت تلون واحق بتلون یعنے اگر سبب خفیف آخر رکن دوم ہر مصراع را ساقط کردہ شود قطعہ ذو بحرین در بحر رمل مثمن مقصور یا محذوف و در بحر منسرح مثمن مطوی موقوف یا مکشوف پیدا میشود

شد دل احباب شاد ان — زینت تزیین گرفت

چاہ سر عشرت فزا ے — اختر نگین نوا

چون سن ترتیب آن را — خاطر ناسخ جست

ہاتفِ غیبی بگفت تا	جو ہر نظم و فا ۱۲۹۱

ایضاً

بفضل خالق چرخ و خور و ماہ	مرتب گشت چون دیوان اختر
برائے نام تاریخش نساخ	رقم زد خامہ ام الحان حنتر ۱۲۹۱

ایضاً

نکتہ فہمان دھر کو مژدہ	کہ مرتب ہوا کلام وفا
سال ترتیب کا ہوا جو خیال	طرۂ نظم وفا خرد نے کہا ۱۲۹۱

تاریخ بنای شاہ باغ جناب خواجہ عبد الغنی سی ایس آئی رئیس اعظم ڈھاکہ

آن خواجۂ خواجگان کہ بنیاد نہاد	باغی کہ از وتازہ دماغ خواجہ
تاریخ بناش یافتیم اے نساخ	چیدیم چو گل ز شاہ باغ خواجہ ۱۲۸۴ھ

ایضاً

۱۸۶۷ء

خواجہ صاحب نے کیا بنا یا باغ ۱۸۶۷ء	جس سے باغ ارم کا دل ہو داغ
باغ کا در جو ہی تماشا ہی	چشم مشتاق کیطرح وا ہی
قصر ہر ایک رشک قصر فلک	جان دین جسپہ جن و انس و ملک
کیا بیان کیجے ناچ گھر کیا ہی	ناچ گھر پر یونکا اکھاڑا ہی
اوسکی محراب ابروِ خوبان	اور دروازہ چشم محبوبان
فرش اوسمین ہی سنگ مرمر کا	خون ہی دل جس سے لعل و گوہر کا
گول گھر دونوں اُس تماشا ہین	مردم دیدۂ تمنا ہین
اور دیوار باغ پر و بہار	جیسے محرم کی خوشنما دیوار
جالی دیوارون مین ہی حلقہ جال	دل ستار کے لیئے جنجال
اور تالاب چشمۂ حیوان	نہر حیوان ہر ایک نہر روان
اوسمین کشتی جو تیز چلتی ہی	خلق کہتی ہی گویا مچھلی ہی
ہی بھرا اقا نہ سے کوئی تالاب	کسی تالاب مین بط و سرخاب

غوطہ زن ایک ہین ہے مرغابی
دوسرے ہین سبہے مردم آبی[۱]

مچھلیان ہین کہ برق یا سیماب
جو صدف ہے وہ ہی گہر کی کان
صاف آب گہر سے وہ پانی
گھاٹ ایسے ہین چکنے پتھر کے
پل ہے ایک رشک پشت فلک
پل کہان جو پپور کا اب
روے صاف بتان ہے صحن چمن
جابجا ہے چبوترا سنگین ہے
کہین کرسی دھری ہی موقع سے
روش اور پٹریون کو کیا کہیے
راہ ظلمات اوسکی راہ تمام
خاک رہ سرمہ ہے صفاہان کا
خاک رہ نور چشم اہل نظر
جان فزا باغ کا وہ ہر گوشہ
سوزنین جابجا ہین وہ پر نور
دیکھنے والے رہگئے حیران
کہین فوارے ہین گہر افشان
درفشان ہے ہر ایک فوارہ
سچ جو پوچھو تو ہے دید فوارہ
اور جو فوارون کا خزانا ہے
اک طرف کو بنے ہین وہ جھولے
جھولا ہے پاکہ ہے یہ تخت روان

دل عشاق سے سوا بیتاب
دانت رکھین بتون کے جیسے کان
ساتھ[۲] تالاب بھی بھرے پانی
کر تماشائیون کا دل پھسلے
جس سے حیران تمام جن و ملک
لوہے[۳] کا پل بھی لوہا مان گیا
یا کہ زہاد کا دل روشن
کوئی سادہ ہی اور کوئی رنگین
کہین چوکی رکھی ہی موقع سے
دلستان اور دلربا کہیے
لعل و دُر ریزہاے سنگ خام
سنگ رہ لعل ہی بدخشان کا
سنگ رہ خال روے شمس و قمر
خلد و فردوس کا جگر گوشہ
کوئی غلمان ہی تو کوئی ہے حور
پر نہ سمجھا کوئی کہ ہین بے جان
آرزوے نگاہ خوش نگہان
ابر نیسان کو دھار پر پارا
تازگی بخش روے نظارہ
سوتیون کا وہین ٹھکانا ہے
جھولے جو اوسمین پھر کہان بھولے
ہے سلیمان کا جیسے دل قربان

[۱] ساتھ تالاب کلکتے مین ایک باغ کا نام ہے اوسمین سات تالاب ہین ۱۳۰ سے ڈھاکے مین ایک [illegible]

جھولتے او سمین ہین حسین پڑے — دیکھتے ہین تماشبین کھڑے

گاتے ساون ہین جھولنے والے — سننے والے ہین جس سے متوالے

پینگ دیتا ہی کوئی تان جوان — کوئی گانے مین ہی لگائے دھیان

چرخ ہی جو کڑک ہنڈولا ہے — دور اسکا مگر نرالا ہے

کہین جادو بکش ہے تیز ہوا — کہین چھڑکاؤ کر رہی ہے گھٹا

وہ مطرا ہی سبزہ زار تمام — رشک کھاتا ہے چرخ مینا فام

خضر بھی دیکھ لے تو غیرت سے — آب حیوان مین جا کے ڈوب مرے

کہین شہدی ہے اور کہین حلبی — کسی جانب کو ہے سیہ تلسی

بوٹی اکسیر کی لگی ہے کہین — کیمیاگر کی جان کی تسکین

ہین نباتات جابجا وہ لگے — ہین جو عیس بھی تاک مین جسکے

کہین مردم گیاہ پر جوبن — اہل چین کہتے ہین جسے جنسن

ایضاً

نوک کی لے رہے ہین خار تمام — پہلوے گل مین جو ملا ہے مقام

ایک جانب کو لالۂ بیداغ — گلشن عدن کا ہی چشم و چراغ

کہین صد برگ نارون ہے کہین — کہین شبو ہے نسترن ہے کہین

سرخ پوش اک طرف کو ہے لالا — زرد پوش ایک سمت کو گیندا

کہین چمپے کا پھول ہوش ربا — رنگ روپ اور باس مین یکتا

غنچے اک سمت مسکراتے ہین — اکطرف گل بھی ہنستے جاتے ہین

برگ گل پان کھا رہے ہین کہین — رنگ اپنا جما رہے ہین کہین

زلف سنبل بھی ہی بنائے ہوئے — آنکھ نرگس بھی ہی لگائے ہوئے

اکطرف مسی ملتی ہے سوسن — اک طرف سیوتی پہ ہے جوبن

عطر مین ڈوبی ہے کہین نسرین — پھولون مین یاسمین بسی ہے کہین

کنگھی اک سمت کو بشوق کمال — زلف سنبل کا کر رہی ہے خیال

جا بجا ہے گل فرنگ اب / جسکی بو باس رنگ سب سے جدا

سبھی کر کرکے اپنا اپنا سنگار / نوعروسان باغ ہین طیار

پہنچے پہ اک نیا جوبن / پھول کا ہر درخت اک گلشن

پھول جتنے ہین سب بہار کی جان / نخل جتنے ہین سب ثمر افشان

سرو ہر ایک غیرت طوبا / صدقے شمشاد پر ہوا سیدرا

قلب عاشق ہے جو صنوبر ہے / دلبر سبز رنگ کا گھر ہے

تاک اک سمت کو بعیش و سرور / شیشون مین بھرتے ہین شراب طہور

نونہالون نے یہ کمال کیا / جو گیا باغ مین نہال کیا

اسکے ہر ہر درخت کا سایا / سایۂ بازوی ہما سے سوا

چشم بر راہ ہر کیاری ہے / خواجہ صاحب کی انتظاری ہے

باغبان سارے مست دیدن گل / سارے گلچین ہین محو چیدن گل

اک طرف کو بتان یغمائی / مست و سرگرم جلوہ فرمائی

کہین گلگشت مین ہے باد صبا / کھا رہی ہے کہین بہار ہوا

اک طرف سیر مین ہے نکہت گل / زمزمہ سنج اک طرف بلبل

قمریان ایک سمت نغمہ زنان / اور طاؤس اک طرف رقصان

ایک جانب کو کبک قہقہہ زن / اک طرف نغمہ سنج مرغ چمن

ایک جانب ہے طوطیونکا ہجوم / لالون نے اک طرف مچائی ہے دھوم

نغمہ زن اک طرف پپیہا ہے / بولتی ایک سمت مینا ہے

ایک جانب تدرو گرم خرام / ہنس کا دم ہو بند جس سے مدام

اور ٹھٹے ہین ایک سمت کو ہریل / کوکتی اک طرف کو ہی کویل

اک طرف کو ہے شور پے در پے / خواجہ صاحب کا طوطی بولتا ہے

وصف اس باغ کا ہو کیا تحریر / کہ نہین ہے جہان مین جسکا نظیر

وصف اس باغ کا ہو کس سے بیان / جس مین قاصر زبان و وہم و گمان

پوچھے اس باغ کو نہ عالم باغ | ایسے ہو وینگے عدن مین کم باغ
دل باغ مراد و روز افزون باغ | رشک سے ہو گیا ہی اس سے خون
اور فیض بخش اور عیش باغ | رکھتے ہین اپنے دل مین اسکا داغ
سنے حقیقت ہے باغ بیگم کا | کمپنی باغ کا ہے کیا رتبا
چھپ گیا چشم خلق سے بارے | باغ شداد غم کے مارے
دیکھین اس باغ کا جو آکر رنگ | باغبانان چین کے عقل ہو دنگ
کیا عیان ہووے باغ کی خوبی | جسمین معشوق کی ہے محبوبی
رونق افزا ہے روے برگ و نوا | نور بخش جبین آب و ہوا
ہر طرف تازگی و شادابی | صدقے سرسبزی اور سیرابی
متعین ہے روز پہرے پر | ڈنکہ خورشید اور شب کو قمر
کیون نہ کہیے کہ ہے یہ باغ جنان | کہ نہ صیاد ہے نہ خزان ہے یہان
اسکی دربار مین جو سیر آئے | اپنے دل کی مراد رضوان پائے
اسکی تاریخ کا جو دھیان آیا | ہاتف غیب نے یہ فرمایا
تو نہ اب فکر سال باغ مین رہ | ہے چمن بے نظیر و زیبا کہہ
۱۲۹۱ھ

ایضاً

پھر وہین چہچہے سے زبان توس | بول اوٹھی خال روی صد فردوس
۱۲۹۱

ایضاً

طائر سدرہ یون نوازن ہے | سال اسکا فضاے گلشن ہے
۱۲۹۱

ایضاً

ہوا اس باغ مین مرا جو گذر | ہوئی تسکین خاطر مضطر
رنج و اندوہ دل سے دور ہوا | کچھ عجب طرح کا سرور ہوا
درد و غم مدتون کا بھول گیا | گل کی صورت خوشی سے پھول گیا
سیر گلزار نے سکھائی یہ بات | دم گلگشت دل مین آئی یہ بات

کہیں سال بناے باغ لکھوں | شعر کچھ وصف باغ میں بھی کہوں
وہیں تھوڑے سے شعر لے کے قلم | وصف میں باغ کے کہے ہیں تم
وصف اس باغ کا جو لکھا ہے | قسمت باغ کا نوشتا ہے
کوئی اس سے بڑھائے گا کیونکر | کوئی اس سے گھٹائے گا کیونکر
یا خدا شاہ باغ سر تا سر | رہے سرسبز تا حیات خضر

تاریخ وفات منشی غلام حسین مرحوم لکھنوی مقیم کلکتہ

شد ز دہر کے منشی عالی منش | این دل محزون برنج و درد و قلق
ہاتف غیبی سن ترحیل او | مرد اہل خیر حیف و حیف گفت

تاریخ وفات حاجی حکیم محمد وصی مرحوم باشندہ پھلواری ضلع پٹنہ ۱۲۹۲

آن طبیبیکہ نام اوست وصی | بود ناسخ ماہ کامل خلد
سال ترحیل او ز روے حساب | گفت ہاتف طبیب داخل خلد ۱۲۹۲

تاریخ وفات پیشکار محمد یار مرحوم پیشکار عدالت فوجداری ضلع بریسال

چو آن پیشکار گرامی نژاد | بفردوس اعلی برفت از جہان
پے سال ترحیل او خامہ ام | رقم زد مقامش بہشت جنان ۱۲۹۲

تاریخ وفات مرزا سلامت علی دبیر مرثیہ گوی لکھنوی

آن دبیر مرثیہ گو مرد ۱۲۹۲

تاریخ وفات میر نواب مونس مرثیہ گوی لکھنوی ۱۲۹۲

میر نواب وفات یافتہ

تاریخ وفات مولوی عبد العلی مرحوم سیدنی پوری برادر مولوی عبید اللہ العبید سوپرنٹنڈنٹ مدرسہ ڈھاکہ ۱۲۹۲

مولوی عبد العلی وفات یافتہ ۱۲۹۲

تاریخ وفات سید شاہ عضد الدین حسن عرف بی نظیر ولد جناب شاہ سید محی الدین حسن

رئیس ہیبت نگر وخویش اخ اعظم جناب مولوی عبد اللطیف خان بہادر

سید بے نظیر مرد افسوس
سال تاریخ فوت از حساب

دانشش جا بخلد ربّ جلیل
گفت نساخ بے نظیر عدیل ۱۲۹۲

تاریخ وفات مولوی کرامت علی جونپوری متوطن ما هم بارهٔ سہوت

کرامت علی جونپوری مرد ۱۲۹۲

تاریخ وفات خواجہ بدرالدین مہرکن دہلوی

بدرالدین مہرکن لاثانی
سال تاریخ وفاتش نساخ

رفت از دهر سوی ملک عدم
وسعت رحمت حق گشت قسیم ۱۲۹۲

تاریخ وفات قاضی محی الدین مرحوم رئیس کہار دیہ ضلع فریدپور بنگالہ زعفران

پاک دین قاضی محی الدین بمرد
بے تکلف بہر سال رحلتش

خاطرم شد با غم و اندوه جفت
عقل مصباح ارم قاضی بگفت ۱۲۹۲

تاریخ وفات شیخ محمد حسن مرحوم لکھنوی معروف بہ شدہ نفیم کلکتہ

آن شیخ حسن که بود عامل
نساخ بدان که سال فوتش

رخت سفر عدم چو بر بست
گلگونهٔ عارض کمال سنت ۱۲۹۲

ایضاً

چون حسن رحلت گزین شد از جهان
بهر سال انتقالش از حساب

دل به سینه ز افتش اندوه تفت
گفت ہاتف از جہان مرشد برفت ۱۲۹۲

تاریخ بغاوت اہالیان صربستان وغیرہ صوبجات ممالک روم

در روم ز اغوای شه کشور روس
این واقعه را که خواستم تاریخ

با شاه در عایاست ستیز بیجا
نساخ بگفت رستخیز بیجا ۱۲۹۲

تاریخ ترتیب دستور پارسی آموز مؤلفہ مولوی عبید اللہ العبید سپرنٹنڈنٹ مدرسہ ڈھاکہ

بسال سعد چو ترتیب یافت ای نساخ
نوشت مصرع تاریخ کلک تحقیقم

گرفت جملہ جہان نور پارسی آموز
صحیح قاعدهٔ دستور پارسی آموز ۱۲۹۲

ایضاً

شد مرتب چو پارسی آموز — غنچهٔ خاطر سخن بشگفت
سال تاریخ ہاتف غیبی — از فلک مطلب غریب بگفت ۱۲۹۳

تاریخ طبع شدن مثنوی منتهی الافکار تصنیف جناب سید محمود متخلص بآزاد رئیس مچھلی بازار

گل گل شگفت غنچهٔ دلہای دوستان — چون مثنوی غیرت گلزار چاپ شد
نساخ گفت مصرع تاریخ سال طبع — جان کمال منتهی الافکار چاپ شد ۱۲۹۳

تاریخ وفات نسیم اسحٰق قوم یہود باشندهٔ کلکته

مرد نسیم آه صد افسوس آه — شد دل من با غم و اندوه جفت
سال وفاتش قلم دو زبان — مرد یک چشم مروت بگفت ۱۲۹۳

تاریخ وفات داروغه میر واجد علی لکهنوی

میر واجد علی ستوده صفات — بود دریای کرم جهان فیوض
بهر سال وفات او نساخ — شد رقم مهر آسمان فیوض ۱۲۹۳

تاریخ وفات حاجی صوفی محمد انصر مرحوم باشندهٔ بنیاچونگ ضلع سلهٹ

محمد انصر آن کو بود صوفی — زبان در وصف او گویا که لال ست
سن ترحیل او ای قلب محزون — محیط فضل دریای کمال ست ۱۲۹۳

ایضاً

صوفی انصر که گشت واصل حق — بود از رمز معرفت واقف
سال ترحیل او ز روی حساب — گفت نساخ فاضل العارف ۱۲۹۳

ایضاً

صوفی انصر شد ز دنیا سوی ملک عدم — شد دل اہل جہان مملو ز رنج و درد و غم
بہر سال نقل آن خورشید چرخ علم و فضل — آفتاب آسمان نور عرفان شد رقم ۱۲۹۳

تاریخ وفات حضرت سلطان روم سلطان عبد العزیز خان عثمانی نور الله مرقده

مرد چون پادشه روم و عرب — که بود مسکن ورا و آخرش بهشت
کلک نساخ سن رحلت او — سفر خادم حرمین نوشت ۱۲۹۳

مرد سلطان زمان قیصر روم — حیف افسوس دریغا دردا
سال نقلش که ز ہاتف جستم — غم سلطان زمانہ گفتا
١٢٩٣ — ایضاً

تاریخ جلوس حضرت سلطان مراد افندی سلطان روم

چو بنشست بر تخت سلطان مراد — زہے وارث ملک و تاج و نگین
طلب کردم از فکر سال جلوس — بگفتا ابن غازی روے دین
١٢٩٣ — ایضاً

تخت نشین گشت چو سلطان مراد — باد بعہدش دل ایام شاد
گشت قم مصرع سال جلوس — خادم حرمین شہ پاک زاد
١٢٩٣

تاریخ وفات مولوی حافظ رحمت اللہ الٰہ آبادی کہ اعمامی مادرزاد بود

مرد حافظ رحمت اللہ حیف حیف — شد دل احباب او بار یخ جفت
ہاتف غیبے پے تاریخ او — مرد حافظ آہ واویلا بگفت
١٢٩٣ — ایضاً

وفات مولوے رحمت اللہ — نابینا سے مادرزاد انتقال فرمود
١٢٩٣ — ١٢٩٣ — ایضاً

وداع حافظ مولوی رحمت اللہ
١٢٩٣

تاریخ مراجعت سید محمد باقر متخلص بباقر بوطن خود بعد از مدت نہ سال کہ درین اثنا ہیچ خبر ایشان بعزیزان ایشان نرسیدہ بود

از سفر سید محمد باقر آمد در وطن — شد دل یاران ز شادی نغمہ سنج مرحبا
مصرع تاریخ سال مقدمش نساخ گفت — یوسف گم گشتہ باز آمد بکنعان اے صبا
١٢٩٣

تاریخ وفات مولوی لطیف الدین مرحوم باشندۂ الاچی پور ضلع ڈہاکہ

حیف افسوس آہ واویلا — شد ز دیر کہن لطیف الدین
گفت نساخ سال ترحیلش — قدردان سخن لطیف الدین
١٢٩٣ — ایضاً

حسن خاتمہ لطیف
١٢٩٣

تاریخ وفات مولوی محمد ادریس مرحوم باشندۂ بولائی ضلع میمنسنگہ

بمرد ادریس آن جان فضیلت — ز دست آسمان فریاد فریاد
طلب کردم چو سال او ز ہاتف — بگفت ادریس با رحمت قرین باد
١٢٩٣

تاریخ جلوس حضرت سلطان عبدالحمید خان سلطان دوم

حامیِ دینِ خدا سلطان عبدالحمید — تخت نشین شد پے مصلحتِ سلطنت
ناسخ از انبساط سالِ جلوسش بجست — گفت سروش از فلاک مقدرتِ سلطنت ۱۲۹۳

ایضاً

تخت نشین شد کنون سلطان عبدالحمید — از مددِ طالع و بہم رسائے بخت
سالِ مسیحی که جست خاطرِ ناسخ ما — ہاتفِ غیبے بگفت اوجِ نو تاج و تخت ۱۸۷۶

ایضاً

قیصرِ با شکوه و شان شاهِ دلیرِ نوجوان — زیبِ سریرِ روم شد بالد از انبساطِ بخت
خامۂ تہنیت نگار بر سرِ لوحِ روزگار — سالِ جلوس زد رقم پایۂ اوجِ تاج و تخت ۱۸۷۶ع

ایضاً

مقبولِ خلق الله سلطان عبدالحمید ۱۲۹۳

ایضاً

تجمل عبدالحمید خان — گلگونۂ عارضِ اکلیل ۱۲۹۳

تاریخ لقب شاہنشاہی حضرت کوئین وکٹوریا ملکۂ معظمۂ انگلستان قیصرِ ہندوستان

فرخ داعیِ دولت و اقبال که شاہنشہِ ہند — شده گلگونه کشِ چہرۂ فتح و نصرت
زیبِ اورنگِ فرنگ آنکه دانش و ہنگ — فلکِ رفعت و تمکین و جہانِ عظمت
داورِ عادلِ فرزانۂ فرزانه پسند — شرفِ سیف و قلم آنکه جاه و حشمت
مہربانیت خواهِ جہان عاملۂ علم پسند — ضامنِ امنِ رعایا بود و نورِ شفقت
غنچه بخش پرده کشائے اثرِ شیوۂ عفو — شوکتش آینۂ نصفت و لطف و فطنت
ہندیان از اثرِ سعیِ وے آموخته اند — بہترین شیوۂ تعلیم علوم و حکمت
آنکه از تربیتِ معدلت و مرحمتش — چمنِ ہند شده رشکِ ریاضِ جنت
گرد ناسخ چنین سالِ مسیحی تحریر — شد شہنشاهِ زمان ملکۂ جاه و قدرت ۱۸۷۶ع

تاریخ وفات مولوی محمد اعلم مرحوم منصف پیپال

مرد افسوس مولوی اعلم — آن گلِ باغ صدق و ایقان بود

سال ترحیل او رقم کردم | صاحب شرع بحر عرفان بود
۱۲۹۴

تاریخ وفات قاضی عبد الباری صدر انجمن مذاکرۂ علمیہ کلکتہ رحمۃ اللہ علیہ

قاضی عبد الباری آن سرچشمۂ علم و فضیلت | رفت از دنیا سوی ملک عدم افسوس صد
بہر سال انتقالش ہاتف غیبی بصد غم | ارتحال جامع المعقول والمنقول گفتا
۱۲۹۴ھ

ایضاً

قاضی عبد الباری جان داد
۱۲۹۴ھ

تاریخ وفات منشی ثمین الدین احمد خان بہادر صدر الصدور چاٹگام رئیس میدنی پور

آن ثمین الدین عمر دیرینہ و نگار | بود چرخ دوستی را آفتاب
سال نقلش این دل محزون بگفت | پرتو انوار توحید از حساب
۱۲۹۴ھ

تاریخ وفات منشی عنایت علی مرحوم یکی از رؤسای ڈھاکہ

عنایت علی زیب خلد
۱۲۹۴ھ

تاریخ وفات یعقوب خان غازی امیر کاشغر

آن امیری کہ بود نامِ شریفش یعقوب | چون ز دنیای دنی رفت سوی باغ بہشت
خامہ ام بہر سنِ عیسوی و ہجری نیز | رونقِ کاشغر و ثروت یعقوب نوشت
۱۸۷۷ع | ۱۲۹۴ھ

ایضاً

امیر عادل کاشغر
۱۸۷۷ع

تاریخ وفات شریف عبد اللہ بن عون مرحوم شریف کعبۂ معظمہ

شریف زاہد قدسی خصال عبد اللہ | کہ بود حاکم بیکس نواز نصفت کوش
چو فکر سال رحیلش نمودم ای نساخ | شریف زاہد کعبہ شریف گفت سروش
۱۲۹۴ھ

ایضاً

والی شریف کعبہ شریف
۱۲۹۴ھ

تاریخ وفات مولانا شاہ عبد الغنی بن مولانا شاہ ابو سعید قدس اللہ اسرارہما کہ بمدینۂ منورہ انتقال فرمودند

وصال عبد الغنی
۱۲۹۴ھ

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ کہ ضمیمۂ گنج تواریخ جناب جامع کمالات مولوی ابو محمد عبد الغفور خان صاحب بہادر المتخلص بہ نساخ ڈپٹی کلکٹر ضلع ڈھاکہ کا مطبع نظامی واقع کانپور مین بکمال اہتمام چھپکر تمام ہوا اور حسن صوری و معنوی سے مقبول خواطر خاص و عام ہوا ماشاء اللہ یہم با ہی جواہر تواریخ کا گنجینہ ہی اور نقود حسن مواد کا خزینہ کیسے کیسے تاریخون کے عمدہ اور بے نظیر مادے ایجاد فرماتے ہین گویا خزانۂ الہام سے ہاتھ آگئے ہین ہر تاریخ مؤرخ لہ کے حسب حال ہی فی الحقیقۃ یہ جناب مؤرخ صاحب کا کمال ہی یہ تو سب ایکطرف مقام تعجب و قابل تحسین و مسنت یہ بات ہی کہ باوجود اشغال کثرت کار یعنی کئی عہدے جلیل کہ سرکار با اقتدار ملکۂ معظمہ سے متعلق ہین اون سب کا دیانت سے انجام دینا اور پھر تالیفات اور تصنیفات مین مصروف ہونا انھین کا کام ہی حقیقت مین تائید اور توفیق جناب ذو الجلال والاکرام ہی کمال ذہانت اور فطانت سے اپنے امثال و اقران مین ممتاز ہین فرط اخلاق و مروت سے ہر وضیع و شریف کے نزدیک واجب الاعزاز ہین الحاصل چونکہ انکے محامد کا بیان حد تحریر و تقریر سے زیادہ مفہوم ہوتا ہی اس نظر سے فقط ایک شعر پہ اکتفا کرنا مناسب معلوم ہوتا ہی شعر

زبان سے ہوسکے توصیف کب اس سخنور کی ۔۔۔ نہین ذرے سے ہی ممکن ثنا خورشید انور کی

وجہ مہر و دستخط برای سند آنکہ کتاب ہذا مطبوع مطبع نظامی ست مہر و دستخط مہتمم مطبع ثبت گردید

العبد

محمد عبد الرحمن خان بن حاجی محمد روشن خان مرحوم بقلم خود

محمد روشن خان حنفی سنہ ۱۲۵۳
محمد عبد الرحمن بن حاجی

غلطنامۂ گنج تواریخ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۵	۸	اسرارہما	اسرارہم	۴۲	۹	بازوورہا	بازورہا
"	۱۹	برادر	وبرادر	۴۵	۷	بدرالدین	بدردین
۴۱	۱۰	جسکے	جنکے	"	۱۲	سجرشاد	سمرشد

هو الغفور الرحیم

ان من البیان لسحرا

للہ الحمد کہ درین زمان بہجت اقتران دیوان چہارم مسمی بنام تاریخی

ارمغان

۱۳۰۲

تالیف افصح الفصحا ابلغ البلغا عالیجناب مولانا ابو محمد عبد الغفور خان
بہادر متخلص بہ نساخ صاحب بزبان ریختہ و قطعہ منتخب و دفتر بے مثال
و چشمۂ فیض و شاہد عشرت و سخن شعرا و مرغوب دل و اشعار نساخ
و گنج تواریخ و قند پارسی و ارمغان و کنز تواریخ
و انتخاب نقص و مظہر معما و ترانۂ خامہ و مقرع الفائزین
و باغ فکر معروف بہ مقطعات نساخ
و سوانح عمری نساخ

باہتمام امیدوار رحمت لم یزلی ابو الحسنات قطب الدین احمد قادری حنفی

در مطبع نامی واقع لکھنؤ طبع شد

هو الغفور الرحیم
ان من البیان لسحرا
للہ الحمد کہ درین زمان بہجت اقتران دیوان چہارم مسمی بنام تاریخی
ارمغان
١٣٠٢ھ
تالیف افصح الفصحا ابلغ البلغا عالیجناب مولانا ابو محمد عبد الغفور خان
بہادر متخلص بہ نساخ صاحب زبان ریختہ و قطعہ منتخب و دفتر بے مثال
و چشمہ فیض و شاہد عشرت و سخن شعرا و مرغوب دل و اشعار نساخ
و گنج تواریخ و قند پارسی و ارمغان و کنز تواریخ
و انتخاب نقص و مظہر معما و ترانہ خامہ و قرع الفاظ
و باغ فکر معروف بہ مقطعات نساخ
و سوانح عمری نساخ
باہتمام امیدوار رحمت لم یزلی ابو الحسنات قطب الدین احمد قادری حنفی
در مطبع نامی واقع لکھنو طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلوۂ شمع طور نے مارا — دل خاکی کو نور نے مارا

اوسکی سنتے جری جرم ٹھہر گتی — اس دل بے قصور نے مارا

دیکھکر مجھکو دور دور کہا — ہاے ظالم کے دور نے مارا

یا خدا ہو برا جوانی کا — مجھکو کبر و غرور نے مارا

مین عدم مین تھا زندۂ جاوید — مجھکو میرے ظہور نے مارا

کہدیا اوس سے میرے عشق کا حال — ہمدم بے شعور نے مارا

کہتے ہین جائینگے ضرور ضرور — مجھکو اونکے ضرور نے مارا

نہ کیا صبر عشق مین آخر — اس دل ناصبور نے مارا

وصل مین ہوگیا مین شادی مرگ — مجھکو عیش و سرور نے مارا

ٹالا خلد برین پہ وعدۂ وصل — مجھکو اوس رشک حور نے مارا

عشق مین رشک سے برا ہی حال
مجکو طبع غیور نے مارا

روتے ہین قبر پر وہ کہہ کہہ کے
مرگ عبد الغفور نے مارا

تجھسے پنہان ہے بھلا ای یار کیا
حالت دل کیجیے اظہار کیا

موت کی خواہش کرون تو وہ کہے
جان کا دینا نہین دشوار کیا

جوش وحشت مین اوٹھاؤن جب قدم
میرے آگے دشت کیا کہسار کیا

روتے روتے ہو گئی بے نور آنکھ
میری قسمت مین نہین دیدار کیا

غیر سہلائے کف پا واے بخت
ہاے نکلین میرے دل سے خار کیا

غیر کی صحبت کا ہے شاید اثر
نے سبب یہ وصل کا اقرار کیا

بزم دشمن مین جو دے وہ مست ناز
مے کے پینے سے کرین انکار کیا

آج آہون کی صدا آتی نہین
مرگیا شکو ترا بیمار کیا

پیستے ہین ہر نقش پا پر راہ رو
شب ادھر آیا تھا وہ عیار کیا

قلب دشمن مین کھٹکتی ہین مدام
کام آئے میرے دل کے خار کیا

کس لیے نفرت نہین ہے غیر سے
وہ نہین کرتا ہے تمکو پیار کیا

عشق کے کوچے مین جب رکھا قدم
نام کیا ہے ننگ کیا ہے عار کیا

اونکے ہاتھون سے سبھی پیتے ہین مے
محتسب کیا رند کیا میخوار کیا

شیفتہ اوسکا ہے جسکو دیکھیے
مست کیا دیوانہ کیا ہشیار کیا

دشمن جانی ہے جس کو دیکھیے
آسمان کیا بخت کیا دلدار کیا

ڈرتے ہین نسلخ نالون سے مرے
رازدان کیا یار کیا اغیار کیا

اب کہان ولولہ جوانی کا
اب کہان لطف زندگانی کا

لاکھ پیری بھی جس سے شرمائے
پوچھنا کیا مری جوانی کا

ہووے تنہائی یار ہو مین ہون ۔ ہے یہی لطف زندگانی کا

مجھسے تیری کمر نے اے کافر ۔ طرز اوڑایا ہے ناتوانی کا

لطف تنہائی مین اوٹھے کیا خاک ۔ اے خضر عمر جاودانی کا

ہاتھ زلفون کو کب لگایا تھا ۔ کیا سبب مجھپے سرگرانی کا

دی نہ اوسنے دم وداع افسوس ۔ داغ دل پر رہا نشانی کا

ہے شکایت زبان خنجر پر ۔ ہو برا اپنی سخت جانی کا

اہل دوزخ بھی الامان کہین ۔ سنکے حال اپنی زندگانی کا

نہ کھلا مثل عقدۂ تقدیر ۔ راز اپنے غم نہانی کا

وہ تو کیا غیر بھی نہین سنتا ۔ حال یہ ہے مری کہانی کا

مین شب وعدہ منتظر ہی رہا ۔ یار کا مرگ ناگہانی کا

گہر سے باہر رکھا نہ اوسنے قدم ۔ کیا علاج اپنی بدگمانی کا

جب جوان تھے تو تہا غرور اور کبر ۔ ابھی افسوس ہے جوانی کا

نہ اوٹھے بزم یار سے نساخ ۔ دیکھیے زور ناتوانی کا

مری طرح سے کوئی مورد جفا نہوا ۔ مگر مین شاکی محبوب دلبرا نہوا

گلے سے تم کو بہری بزم مین لگا لیتا ۔ عدو کی طرح مین ایجان بیحیا نہوا

مین درد ہی کو سمجھتا ہون چارۂ درمان ۔ کسی طبیب سے مین طالب دوا نہوا

ہمارے گھر وہ نہ آئے یہ رہگئی حسرت ۔ ہمارے کوچے مین حشر ایکدن بپا نہوا

سمجھ گیا وہ کہ ہے مجکو خواہش دشنام ۔ سوال بوسہ پہ وہ کس لیے خفا نہوا

نہین ہے رنگ وفا حیف سادہ رویون مین ۔ ملا نہ کوئی مجھے جو کہ بے وفا نہوا

جنون مین چھوڑ گئے مجکو عقل و ہوش و حواس ۔ مگر یہ طوق گلے سے مرے جدا نہوا

لگے وہ کہنے یہی ہے تو ایک مجھمین کمال ۔ کہا جو اونسے کہ وعدہ کوئی وفا نہوا

تو اپنی جان بچائیگا اوس سے ای ناسخ ۔ کوئی بلا ہوئی وہ گیسوی دوتا نہوا

وہ مے پلانے کی تدبیر سیکڑون کرتے

ہزار حیف کہ ناسخ پارسا نہوا

آنسون سے ہے ٹکڑے دل جگر کا ۔ کچھ حال نہ پوچھیے اثر کا

لائین جو وہ میرے گھر مین تشریف ۔ گھر دیدۂ عدن مین ہو گھر کا

تنور بھی الامان پکارے ۔ رونا وہ بلا ہے چشم تر کا

یان آج ہی کوچ ہے جہان سے ۔ کل قصد ہے اونکو وان سفر کا

کیا غیر سے وان ہوئی لڑائی ۔ ہے شام مین رنگ کیون سحر کا

باتون مین گزار دینگے شب وصل ۔ کرتے ہین وہ ذکر ادھر اودھر کا

خوبان جہان مین صورت عشق ۔ یک شور ہے آہ بے اثر کا

چونکے جو وہ قبل صبح ڈر کر ۔ دم بند ہے نالۂ سحر کا

رکھتا ہے رقیب اوسمین ناحق ۔ اب پردہ کھلا شگاف در کا

ای دل تجھے ہم بہتسا ہی ہین کے ۔ پہلو سے مرے اگر نہ سرکا

سودا یگا وہ جوش بڑھ گیا ہے ۔ عالم ہے رگون پہ نیشتر کا

چھپتے ہین وہ چشم آئینہ سے ۔ ہے وہم بڑا اونہین نظر کا

بھولے سے وہ رات میرے گھر آگئے ۔ ممنون ہون فغان بے اثر کا

عاشق اوسے دیکھکر نہ ہوتا ۔ ناسخ قصور نامہ بر کا

ہم کعبہ و دیر سے پھر آئے

ناسخ ہے قصد اب کدھر کا

عشق کا راز کیا چھپا ہوگا ۔ اون کو معلوم ہو گیا ہوگا

رات نوحے کی آتی تھی آواز
تیرا بیمار مر گیا ہوگا

دیکھ پیری میں بھی تو آفت ہے
دل جوانی میں اک بلا ہوگا

چھڑکیں گے زخم دل پہ جب وہ نمک
غیر سن سنکے بد مزا ہوگا

کیا غرض اوسکو جو بلا میں پھنسے
دل تری زلف سے جدا ہوگا

وہ شب وصل کہتے تھے ہنسکر
دیکھیے گا کوئی تو کیا ہوگا

سے ہے جو ایجان اسقدر بیتاب
دل مرا برق سے بنا ہوگا

ہم تو نا آشنائی پر ہیں فدا
کیا کرے سنگ جو آشنا ہوگا

ہو فنا سے عدو تو تم کیا ہو
تم کو بھی کچھ اثر ہوا ہوگا

در و دیوار پر ہے اک رونق
جلوہ فرما وہ مہ لقا ہوگا

وہیں ہوگا مرا مزار شریف
جس جگہ تیرا نقش پا ہوگا

تیری چالوں سے میرے نالوں سے
حشر برپا جدا جدا ہوگا

ہو گیا ہے زبان دراز عدو
بوسہ تو نے کوئی دیا ہوگا

نالوں سے فائدہ نہیں نساخ
اور غصے وہ پر جفا ہوگا

سامنا ہو گر نگاہ یار کا
دم نکل جائے ابھی تلوار کا

وہ سنیگا لن ترانی لاکھ بار
شوق ہے جسکو ترے دیدار کا

مے جو وہ ہمکو پلاتے بزم میں
توڑتے مستی میں سر اغیار کا

ہے صبا کی باغ میں مستانہ چال
طرز اوڑایا ہے تری رفتار کا

موسم گل کی ہوا کو دیکھکر
رنگ اوڑا ہے مرے استغفار کا

روزن در بند کرا ہی پردہ در
سے ہے یہ مرہم سینۂ افگار کا

ہو پشیمان وصل کی دیکر زبان
ڈھونڈتے پہلو کوئی انکار کا

رو رہی ہی موت بالین پر کہڑی
حال ہی ابتر ترے بیمار کا

سجھے وہ غافل نہین ہی روز و شب
ہے خیال اوسکو مرے آزار کا

کہل گیا پردے کے ہاتہون راز دان
عقدہ اپنی حسرت دیدار کا

ہوگئی ہے ساقیا رہن شراب
ای خوشا طالع مری دستار کا

جو سمجہتا ہے ترے باتون کا طور
لطف اوٹہائے وہ ترے انکار کا

ہین برے نساخ اپنے ہی نصیب
کیا قصور اس چرخ ناہنجار کا

دلکو ہم اونکے جلاتے ہین کہ ہے غیر کا گھر
گل کہلاتے تھے ہم آہون کے اثر سے کیا کیا

رات جو آئیگی کس طرح کٹے گی یارب
فکر رہتی ہی اسی کی تو سحر سے کیا کیا

بزم خوبان مین شگفتہ جو مجہے دیکہ لیا
برق پر برق گری اونکی نظر سے کیا کیا

جب ضرورت پڑی کہا لیتا ہی اوسکی قسمین
کام لیتا ہی وہ کافر مری سر سے کیا کیا

دیکہکر دوست جو گریان ہین تو دشمن خندان
اشک ٹپکے ہین مرے دیدۂ تر سے کیا کیا

کوئی مجنون کوئی کہتا ہے مجہے دیوانہ
فتنے اوٹہتے ہین الہی مرے گہر سے کیا کیا

وہ عیادت کو جو آتے نہین بیماری مین
وہم ہوتے ہین مجہے اونکے حذر سے کیا کیا

اونکی دیوارون پہ ہے سبکو درون کا دہوکا
کام کل رات کو نکلے مرے سر سے کیا کیا

اللہ جانے کیا سے مجہے آزار ہوگیا
کرکے علاج اور مین بیمار ہوگیا

سنتا نہین ہے کوئی مرا نالۂ حزین
مثل نوائے مرغ گرفتار ہوگیا

خوبی نصیب کی کہ شب وصل جان کو
دشنہ ہر ایک غمزۂ خونخوار ہوگیا

کہتے ہین اسکو طالع بیدار رازوات
شب وصل صنم کا خواب مین دیدار ہوگیا

مین اور پہر بتان جفاکیش کا خیال
کمبخت دل کے ہاتہ سے ناچار ہوگیا

وہ پاؤن ہین سے خاک اوڑاتی تھی دشت کی
افسوس سست ضعف سے بیکار ہوگیا

دیکھا جو تیز نظرون سے دشمن نے یار کو
محفل مین رات دل مرا افگار ہوگیا

رکھے حنائی ہاتھ جو سینے پہ وصل مین
زخم جگر کو مرہم زنگار ہوگیا

وہ مجھسے چھوٹکر ہاے غیرون سے وای بخت
ہر کام حسب خواہش اغیار ہوگیا

ہجران مین ہاے آنکھ دکھاتا ہے دور سے
دشمن ہر ایک روزن دیوار ہوگیا

برگشتہ بخت ہم سا نہین ہے جہان مین
اقرار لب پہ یار کے انکار ہوگیا

کسکی نظر لگی دل نازک مزاج کو
بیٹھے بٹھائے آج جو بیمار ہوگیا

کہتے ہین رات مر گیا نساخ مے پرست
ویران آج خانۂ خمار ہوگیا

سنکر نہ کیون عجب ہو بتان زمانہ کو
نساخ بت پرست بھی دیندار ہوگیا

سیکڑون دعا ہین یان جو وہان گوش کب آ
چرخ جگر مین ہو ایجان مرے سر گیا

کچھ سو دن ہی نہین آفت جان وصل کی شب
آگیا ناک مین دم مرغ سحر سے گیا

روز و شب وہ مرے مرنیکی دعا کرتے ہین
آ گئے تنگ وہ نالون کے اثر سے گیا

ملگیا آب بقا زندگی خضر ملی
خوش ہوئے وہ مرے مرنیکی خبر سے گیا

دیگر

دل میرا اونکے تیر پہ قربان ہوگیا
تیر اونکا میری جانکا نگہبان ہوگیا

سن سنکے میرا حال جو باتین ناک بھون
اور کہتے ہین دماغ پریشان ہوگیا

نادم ہین اسقدر کہ جھکائے ہوئے ہین سر
مین اونسے وعدہ لیکے پشیمان ہوگیا

صورت ہماری ہجر مین کچھ نقش رہ گئی
تصویر کی طرح جو وہ حیران ہوگیا

سینہ مین اوس لیک نکلتا نہین ہے ہاے
دشمن کا دم بھی کیا مرا ارمان ہوگیا

دشمن کے گھر سے ہاے نکلتا نہین ہے یار
وہ مجھسے سخت جان کی مگر جان ہوگیا

نساخ تیری عشق نے کیا لاکھ معجزے
کافر جو تھا وہ آج مسلمان ہوگیا

وہ بت یہ کہہ رہا ہے کہ او سیر خدا کی مار
ناسخ بت پرست مسلمان ہو گیا

سچ ہے تری بیباک ادا کو نہیں دیکھا
واللہ کہ آنکھوں سے قضا کو نہیں دیکھا

کیوں مجکو سنائے نہ بھلا قصۂ جنت
واعظ نے ترے مہر و وفا کو نہیں دیکھا

افسوس کہ سن ہی کے ابھی ہنستے ہو افسوس
تمنے اثر آہ و بکا کو نہیں دیکھا

گھبرائے ہوئے پھرتی ہے کیوں تیر کے آگے
تاثیر نے کیا روی دعا کو نہیں دیکھا

بیباکیاں دیکھیں ہیں تری بزم عدو مین
آنکھوں نے ترے شرم و حیا کو نہیں دیکھا

کہتے ہیں غلط ہو گیا دشمن کا گذر خاک
کوچے میں ترے باد صبا کو نہیں دیکھا

معلوم نہیں تمکو وفا کہتے ہیں کس کو
تمنے ابھی ارباب وفا کو نہیں دیکھا

کیا خاک ہو امید مجھے اوس سے وفا کی
مین نے تو کبھی اوسکی جفا کو نہیں دیکھا

نازاں نہوں کیوں خضر بھلا عمر پہ اپنے
حضرت نے تری زلف رسا کو نہیں دیکھا

پردے سے نکلتے نہیں اور کہتے ہیں مجھسے
پہچانوگے کیا ہمکو خدا کو نہیں دیکھا

آگے ترے آنکھوں کو جھکائی ہوئی اٹھتین
کب آہوی با در بہ خطا کو نہیں دیکھا

کیوں حضرت موسی کیطرح غش ہیں نہ ناسخ
گر تمنے بت ہوش ربا کو نہیں دیکھا

دیگر

بہانہ کرکے جو گھر سے مجھے نکال دیا
بلا وہ سمجھے تھے شاید کہ مجکو ٹال دیا

خدا کے دین کا آج آدمی ملکے شکر کرین
کہ ہمکو عشق دیا آپ کو جمال دیا

گلہ جو اوس سے کیا بیوفائی کا تو کہا
خدا نے تو ہی یہی مجکو اک کمال دیا

کر دیا نامہ بر کا ناک مین دم
پڑھ کے خط کیا وہ بد دماغ ہوا

خانۂ غیر مین اوسے پایا
نقش پا یار کا سراغ ہوا

وہ جو آئے تو اونکا نقش قدم
خانۂ قبر کا چراغ ہوا

مٹ گیا میرے قبر کا جو نشان
کیا یہ دشمن کے دل کا داغ ہوا

یہ تو کہیے میں شہادت سے گریزاں تو تھا
کس لیے غیر کو مارا میں گنہگار نہ تھا

گو کہ بدنام ہیں خوبان گذشتہ لیکن
کوئی بھی تم سا جفاکار و ستمگار نہ تھا

دھوم تھی چین و چگل میں مری کب عشق ہوا
لعل طرف کلہ شاہد فرخار نہ تھا

کیوں نکلتے نہ نواہای حزین ای صیاد
سیر اسینۂ قفس مرغ گرفتار نہ تھا

آخر شب وہ گئے میری بغل سے اوٹھکر
صبح پہلو میں جو دیکھا تو دل زار نہ تھا

جرم ٹھہرا دیا انکار گنہ کا اوسنے
قتل مجکو کیا ہرچند گنہگار نہ تھا

بیوفائی میں ہیں خوبان سلف کیوں مشہور
کیا کوئی اگلے زمانے میں وفادار نہ تھا

سر کو ٹکرا کے چلا آتا ہے نالہ پھر کر
آگے تو بند در گنبد دوار نہ تھا

یہ بھی دن ہیں کہ لبوں پر ترے اقرار نہیں
وہ بھی دن تھے کہ زبان پر ترے انکار نہ تھا

کچھ ذرا آنکھ ملا کر تو بھلا غیر نے رات
تیرے تلوون سے ملا دیدۂ خونبار نہ تھا

نہ کھٹکتا ترے دل میں شب ہجر ای گلرو
کوئی کانٹا تھا کہ دل میں ترے خار نہ تھا

کوئی قاتل میں گیا ای دل ناداں نہ سینا
کب زبان پر مرے ہشیار خبردار نہ تھا

اونکو یہ پہنچا دیا شب لیکے عدو کی گھر میں
میں غلط سمجھا تھا نالہ مرا بیکار نہ تھا

بات دشمن نے بنائی ہے شب وصل کا راز
ہے غلط جھوٹ زبان پہ کبھی زنہار نہ تھا

تم غلط کہنے کو جاتا تھا کہ جاتے تسلیخ
پر کہا رات در خانۂ خمار نہ تھا

کہیں سے کعبے کو گیا ہو نہ مسلمان ہو کر
دوش آساغ پہ کیوں رشتۂ زنار تھا

وہ کبھی میرے گھر نہیں آتا
تیری آنکھوں نے وہ کیا بیہوش
شب یاس در کوچۂ گیسو

وہ کبھی راہ پر نہیں آتا
ہوش دو دو پہر نہیں آتا
خاک بھی تو نظر نہیں آتا

ہجر میں کس سے دل کو بہلاتے
ملک الموت اگر نہیں آتا

میرے جی اٹھنے کا ہے خوف ایسا
وہ کبھی قبر پر نہیں آتا

بخدا ایک عاشقی کے سوا
مجکو کوئی ہنر نہیں آتا

کبھی نکلی نہ آرزو دل کی
تیر اونکا ادھر نہیں آتا

مر رہا ہے کوئی جانان میں
کس لیے نامہ بر نہیں آتا

تم کو ہنسنا تو آتا ہے نہ سہی
مجکو رونا اگر نہیں آتا

شب ہجران میں نیند کیا ہے ستم
خواب بھی تا سحر نہیں آتا

نہیں اوسکو گمان بد نساخ
وہ کبھی سننے خبر نہیں آتا

تم گئے غیر کے گھر اوس پہ یہ احسان نہ تھا
مجھسے کیا رات کا وعدہ تھا پیمان نہ تھا

کیا کبھی گھر میں مرے عیش کا سامان نہ تھا
تو کسی رات کو شاید مرا مہمان نہ تھا

بزم میں غیر کے دامن کو کیا کیوں ٹکڑے
چاک کرنے کے لیے میرا گریبان نہ تھا

شانۂ پنجۂ دشمن سے نہ اولجھی ہو زلف
گئے اسطرح دل اپنا تو پریشان نہ تھا

سیر بازار میں کیوں مجھسے نہ کی چاک نظر
اسمیں تھا نفع مرا آپکا نقصان نہ تھا

دل کو کسطرح لیا وہ بھی نہ تھو کیہ ہشیار
بات تقدیر کی تھی میں بھی تو نادان نہ تھا

کیا گئے تھے کہیں یا گھر میں رقیب آیا تھا
رات کیوں بند تھا در کہلے دربان نہ تھا

تجھے لاتے بھی گیا ایک بت ترسا بچہ
کیا مرا دین نہ تھا کیا مرا ایمان نہ تھا

کیوں گئے غیر کے گھر اوسنے جو پوچھا تو کہا
ہم یہ سمجھے تھے کہ تمکو کوئی ارمان نہ تھا

کیا کہا کس سے سنا ہے سخن محفل ناز
آپکے گھر میں مگر میں کبھی مہمان نہ تھا

کیوں عزیزوں نے کیا دست جنوں کو بدنام
پیرہن میں مرے پہلے سے گریبان نہ تھا

زیر لب کہتے ہین نساخ مسلمان نہ تہا

شب وصلت مین غمزہ دلبر غارتگر جان کا
کرے دم بند جریان کا اور آہ بیہوش رہا تہا

خیال آنے لگا ہی پہر کسی زلف پریشان کا
خدا حافظ ہو اے نساخ دامان و گریبان کا

جنون مین خاک اڑائی ہی در و دیوار کی ایسی
کہ مجکو اپنے گہر مین لطف حاصل ہی بیابان کا

ہمارا بخت برگشتہ شب وصلت مین سید ہا ہوا
اگر پڑ جائے سایہ یار کے برگشتہ مژگان کا

لیا ایمان سب کا دست غارتگر دین نے
مجوسی کا یہودی کا نصاری کا مسلمان کا

پہرا ناصح کا سر شاید بگڑ کر مجہسے کیون الجہا
کیا جو ذکر یا تو نے تری زلف پریشان کا

ہر اک گل ہی اک حسرت مرحومہ کا مدفن
دل صد پارہ پر عالم نہ ہو گور غریبان کا

دیکہہ لینا کہ بہل جائے گا
دل سنبہالے سے سنبہل جائے گا

فقرہ کیا آپ کا چل جائے گا
وقت آیا ہوا ٹل جائے گا

چپ رہین کہدو ذرا غیرون کو
کچہہ مرے منہ سے نکل جائے گا

جان دی مین نے کیا وعدہ وفا
تیرا وعدہ ہے کہ ٹل جائے گا

میرے نالون کو نہ سمجہو کم سرد
دل اغیار بہی جل جائے گا

دل کو دشوار ہے غم کا کہانا
زہر ہے یہ کہ نکل جائے گا

یہ نہ سمجہے تہے زمانہ ہم سے
صورت یار بدل جائے گا

راز دان صورت ارمان عدو
دم مرا آج نکل جائے گا

سکنے دو کچہہ نہ کہو واعظ کو
کب دماغی یہ خلل جائے گا

تم نہین اور سہی اور سہی
دل ہمارا بہی بہل جائے گا

تنظر یار سے جب غش سے گرا
دل یقین ہے کہ سنبہل جائے گا

چال دشمن کی کہان چلتی ہے
تیرا فقرہ ہے کہ چل جائے گا

دل سے ہشیار رہو اے نساخ
دیکھو قابو سے نکل جائے گا

گر مرا نالہ نارسا ہوگا
عرش کے پار تو کیا ہوگا

اونکے دروازے پر گرے مرکے
عشق اور اس سے بڑھکر کیا ہوگا

کیا نہ ہوگی شب فراق کی صبح
گر نہ آؤگے تم تو کیا ہوگا

رات میرے ستانے کو ہر دم
پوچھتے ہیں کہ کیا بجا ہوگا

ہے سوال فقیر رد نہ کرو
بوسہ دیجیے گا تو بھلا ہوگا

دھیان زلف سیاہ کا تیرے
جان کو میرے اک بلا ہوگا

بدگمان نعش پر نہ آئے گا
نزع میں لب پہ گر خدا ہوگا

مثل دُر گوش یار تک پہونچا
نالہ اب اور کیا رسا ہوگا

ساتھ اغیار کو لیے آئے
ستم اس سے کوئی سوا ہوگا

بیوفا دھوم ہے وفا کی دی
کیا کوئی مجھسا باوفا ہوگا

ہے یقین اوسکی شامت آئیگی
جسنے گیسو ترا چھوا ہوگا

رات تھی جسکے لب پہ آہ حزین
عاشق زار آپ کا ہوگا

آپ کو یان جو کھینچکر لایا
جذبہ قلب نے رہا ہوگا

دوش تک گیسو رسا پہونچا
رفتہ رفتہ ابھی بلا ہوگا

جو سنے گا تری غزل نساخ
زمزمہ سنج مرحبا ہوگا

سمجھے تھے تم نہ سنبھلے گا لیکن سنبھل گیا
جنت میں آئے تو دل عاشق بہل گیا

صبر و سکون کا حال کہوں کیا کہ ای ندیم
قابو سے دل ہی یار کی صورت نکل گیا

افتاد اسکو کہتے ہیں دیکھو کہ دل مرا
اونکی نظر سے گرتے ہی دشمن سنبھل گیا

باران رحمت آج تو رحمت سے ہے فزون
نساخ ہائے وعدۂ جانان پہسل گیا

ہے یقین نشہ مین بہی سخت پشیمان ہوگا
اوسکے ہاتھون سے اگر چاک گریبان ہوگا

بزم مین یار کے اغیار اگر جمع ہوے
دل مرا زلف کے مانند پریشان ہوگا

آپ ہمراہ جنازے کے نہ آسکے تو بہی
قبر پر بہی اگر آوینگے تو احسان ہوگا

دیکہین کیا کام پریشان نظری سے لینگے
روبرو وصل مین جب دیدۂ حیران ہوگا

قتل کے بعد تہا قطرۂ خون بہی دلمین
وہ یہ سمجہے تہے کہ پنہان کوئی ارمان ہوگا

نہین معلوم تقاضے کا ابہی حال اوسکے
وعدہ وہ غیر سے بہی کرکے پشیمان ہوگا

کعبے کا ذکر نکر چہین ہی سے گا نساخ
بڑہ کے اوس بت سے کوئی دشمن ایمان ہوگا

وہ بہی پہلو سے اوٹہ گیا جب رات
سینے مین دل رہا رہا نہ رہا

گرم بازار بوالہوس کا ہے
عشق بازی کا اب مزا نہ رہا

محتسب کیا بلا ہے جب آیا
ہوش ساقی کا بہی بجا نہ رہا

خبر مرگ غیر سے نساخ
دل مین کوئی بہی مدعا نہ رہا

جب سے گنہ حشر مین تو کیا جواب تہا
میرا ہر اک سوال جو تہا لاجواب تہا

دنیا کی فکر نے غم روز حساب تہا
بڑہکر جنون سے بہی مرا عہد شباب تہا

نالون سے کیون جگاتے ہو بہلا ہم کہ تہے اسیر
دشمن تہا بیقرار وہ بت محو خواب تہا

تعزیر افلاک سے ہر اک جہان کی دی
روز وصال یار کو روز حساب تہا

پیری مین اب کہان ہے کہ عہد شباب مین
دل کو قلق تہا رنج تہا اک اضطراب تہا

اوڑتی تہین کیون ہوائیان چہرہ پہ ماہ کے
شاید وہ اپنے بام پہ شب بے نقاب تہا

بھول جاتا جفائون کو اپنے
وہ کبھی صبر آزما نہ ہوا

کیا دیا اوسنے غیر کا پیغام
یار قاصد سے کیون خفا نہ ہوا

شوق ہے اوسکی آشنائی کا
جو کسی کا بھی آشنا نہ ہوا

نقش سجدہ وسر بھی جدا ہوکر
قابل لعنت بوریا نہ ہوا

دشتکین مین دعائین ساری رات
لیک باب قبول وا نہ ہوا

دختر رز لڑاتی کیا کیا آنکھ
حیف نساخ پارسا نہ ہوا

وہ ہون نساخ اور دنیا ہو
میرا کیا مین ہوا ہوا نہ ہوا

سنکے میری غزل کو ای نساخ
آج غالب غزل سرا نہ ہوا

کیا لطف وصل کہیے ہر غمزہ جانفزا تھا
آنکھون مین شوخیان تھین دلمین نزا بھرا تھا

دور فلک ستمگر جب حسب مدعا تھا
آہون مین بھی اثر تھا نالہ بھی تب رسا تھا

نادان تھا دل بتا جو تجھپہ آگیا تھا
تو بیوفا ہے یہ تو مین خوب جانتا تھا

سوز درون کو آخر ہجر انمین کیا ہوا تھا
آہون نے کیون کمی کی گر نالہ نارسا تھا

اب جیتا ہون مین تو دل وصلو کیون دیا تھا
مشہور وہ جہان مین بیمہر و بیوفا تھا

ہر کام حسب خواہش ہوتا تھا وہ بھی دن تھے
طوفان نوح میری کشتی کا ناخدا تھا

رہتا تھا اوسپہ اکثر رخسار یار گل رو
سینہ ہمارا آگے اک باغ دلکشا تھا

نے تاب ہے نہ طاقت ہے ضعف و ناتوانی
ای جان تکیہ مجھکو اب کیا ہون اور کیا تھا

ہجران حبیب بلا تھا بھولا تھا مین تجھین کو
دلمین خدا خدا تھا لب پر خدا خدا تھا

ای رازدان کہون کیا شب کی بات تجھسے
زلف سیہ سے اولجھا دل بھی عجب بلا تھا

تم جانتے نہین ہو پہچانتے نہین ہو
مین بھی کبھی تمہارا اے جان آشنا تھا

ہر شان پہ خدا کی کہتا ہے العظم لیا
ہر سنگ در پہ رکھنا کیا سجدہ ریا تھا

ایجاب تے ہین لوگ کہتے ہین دور دور ہمکو
یاد وہ بہی دن تہے لب پر ابلا و مرحبا تہا

ہے صحبت عدوی نا اہل کی کراست
تیری زبان پہ آگے بہی حرف نا سزا تہا

لاشہ پہ میرے آکر اللہ رے تجاہل
لوگون سے پوچہتے ہین وہ اسکو کیا ہوا تہا

رشک عدو نے نکلا مین بزم دلربا سے
جو میرا مدعا تہا غیرون کا مدعا تہا

گر دل بہی نکرتا تو جان کب ٹہرتے
حق مین مریض ہجران کو درد ہی دوا تہا

تہا وجد سامعین کو نساخ بزم مین شب
ناخن بدل زن اشعار اپنے جو پڑہ رہا تہا

وفای وعدہ کو اوس سے کہا تو فرمایا
ہمین دماغ نہین آپکے تقاضے کا

پیری مین شوق حوصلہ فرسا نہین رہا
وہ دل نہین رہا وہ زمانہ نہین رہا

کیا ذکر مہر اوسکی نظر مین ہے دل وہ خوار
شایان جور و ظلم دلارا نہین رہا

جہگڑا مٹا دیا ہے کافر نے دین کا
اب کچہ خلاف مومن و ترسا نہین رہا

عشاق و بوالہوس مین نہین کرتے وہ تمیز
وان امتیاز نیک و بد اصلا نہین رہا

کیون پہر سے آنے لگے گلرخان دہر
پیری مین دل سرای تماشا نہین رہا

کہدوا کے قبر نعش بہی کی اوسکی پایمال
نام و نشان عاشق رسوا نہین رہا

اتبک یہان ہے عجز و نیاز و وفا کی دہوم
وان لطف و التفات و مدارا نہین رہا

کشتی بغیر دشت نوردی ہو کس طرح
اشکون سے بحر ہوگیا صحرا نہین رہا

مستی مین رات وہ نہ کہلے مجہسے ہمنشین
کچہ اعتبار فتنۂ صہبا نہین رہا

کیون جائین پہر کے کعبے سے نساخ دیر کو
وہ سر نہین رہا ہے وہ سودا نہین رہا

ردیف بای موحدہ

ہو کے رخصت جو گئے مجہسے وہ گہر آخر شب
اک قیامت تہی کہ آئی مرے سر آخر شب

ہای کیا کہیے کہ مثل فلک ناہنجار — وصل مین دشمن جانی ہے گو آخر شب

اپنی آنکھین بہی تھین اشک افشان وقت وداع — تھی عجب طرح کی اونکی بہی نظر آخر شب

چھپکے وہ خانۂ دشمن مین اگر جاتے ہین — کیون اوٹھایا ہے مرے نالون نے سر آخر شب

کیون سر شام نہو جائے مری جان وداع — کہتے ہین یار کو ہے عزم سفر آخر شب

سخت خوابیدہ اغیار نہ جاگین ہرگز — وصل مین یار کو نیند آئی اگر آخر شب

غل یہ کیا کرتے تھے سب رات کو نکلا خورشید — نکلے وہ خانۂ دشمن سے مگر آخر شب

خوف رسوائی سے افسوس نکلکر آئے — خانۂ یار سے ہم قبل سحر آخر شب

کیفیت وصل مین جو کہلاتا تھا کیا کیا مجکو — نیند کا آنکھون مین تیرے وہ اثر آخر شب

تھا جو تسلیم بھی وقت وداع جانان
روز بڑھتا ہے مرا درد جگر آخر شب

نالہ کہان وہ جوش جوانی کہان ہے اب — پیری مین ایک غنچۂ بستہ زبان ہے اب

اللہ ناتوانی مین ایسا گران ہے اب — گردن پہ میرے سر نہین اک آسمان ہے اب

لب پہ ہمارے داغ جگر کا بیان ہے اب — اک زخم خونچکان ہے جو سینہ مین نہان ہے اب

کسکو سناؤن کون سنے کسکو تاب ہے — ہر بات میری ہجر مین آتش فشان ہے اب

سادہ رخون کا ظلم و ستم دیکھ دیکھکر — حیران آئینہ کی طرح آسمان ہے اب

پیدا جو کی ہے ضعف نے آئینہ کی صفا — احوال دل کا جسم سے میرے عیان ہے اب

ای سخت جانی آہ مدد سے نہ جی چرا — منظور اونکے ظلم کا بس امتحان ہے اب

پہونچانے کو ہے اوسکو بھی میری ہی حال پر — دشمن کے حال پر وہ بہت مہربان ہے اب

کرتے ہین مجھپہ تازہ ستم سیکھکے دلربا — جام شراب حق مین مرے آسمان ہے اب

وہ سن رہے ہین غور سے گلشن مین ہے صفیر — کیا کہیے کس بہار پہ شور و فغان ہے اب

مجکو اسی سے زندہ سمجھتا ہے اک جہان — اونکا ستم ہے زیست کا میرے نشان ہے اب

نساخ مر گیا تو بتوں کو یہ غم ہوا
سینہ زنان ہر کوئی کوئی نوحہ خوان ہے آب

دروازہ ہم نشین نے گر کر دیا تھا بند
شاید اسی سے نیند نہ آئی تمام شب

یہ فرمائیے پھر آؤ گے یہاں کب
کرو گے پھر مرا دل شادمان کب
کہیں گے وہ لب نازک سے ہاں کب
وہ دینگے وصل کی اپنی زبان کب
ہو لب پر نالہ آتش فشان کب
جلایا میں نے دشمن کا مکان کب
کب آیا میرے گھر وہ ماہ رخسار
پھرا ہے حسب مطلب آسمان کب
جلایا ہے مجھے کب قتل کر کے
ہلائے ہیں لب معجز فشان کب
جگایا آپ کو کس رات میں نے
لبوں پر آئی تھی آہ دخان کب
ہوئے کب آپکی محفل میں بیتاب
ہوا راز دل مضطر عیان کب
اوٹھی کس بیکسی سے نعش اپنی
ہوئے ماتم میں رو کے نوحہ خوان کب
بلائے ناگہانی جان کو ہے
بھلا ملتا ہے سر سے آسمان کب
ہمارے پاس آپ آئے تھے کیا خوب
یہ تو فرمائیے صاحب کہاں کب

وہ کافر پڑھتا ہے کب میرا کلمہ
وہ منہ میں لیتا ہے میری زبان کب

ردیف بائے فارسی

ممکن نہیں کہ آپکے آنکھوں میں گھر کرے
دشمن کو دیکھئے جو ہماری نظر سے آپ

خانۂ اغیار میں جاتے ہیں آپ
دشمنوں کے بہلائے ہیں آپ
ہے نئی یہ چھیڑ لیکر غیر کو
وعدہ کی شب پھر گئے گھر سے نکل
کیوں پریشان کرتے ہیں مجھکو مگر
وصل میں کہتے ہیں نہیں مانتے ہیں آپ
کیا یہی ہے دوستی جو بزم میں
دشمنوں کو پاس بٹھلاتے ہیں آپ

چاک ہوتے ہین دل اہل نظر
جھوٹ یون ہی کھنچو مین سمجھون کا سچ

جلوہ چلمن سے جو دکھلاتے ہین آپ
کیون مرے سر کی قسم کھاتے ہین آپ

کام کچھ بیباکیون سے لیجیے
وصل مین کیون آج شرماتے ہین آپ

کیجیے آسان یہ مشکل مرے
عقدۂ تقدیر کو حل کیجیے

نزع مین صورت ذرا دکھلایئے آپ
ہان نہین کچھ منہ سے تو فرمائین آپ

ردیف تاے فوقانی

دیکھیے آنکھون سے حسن خوبی تحریر دوست
سنیے کانون سے بیان شوخی تقریر دوست

چاندی سونا کرتے ہین عشاق جو ہر دم نثار
ہے سنہرا رنگ گویا اکسیر دوست

ہے سر گرم آمد آمد ہو رہی ہے موت کی
وعدہ کی شب قتل کر لی ہے مجھے تاخیر دوست

شربت دیدار جو آ کر پلایا نزع مین
کھنچ گئی آنکھون مین اسکے مرقدم تصویر دوست

دیکھکر یہ رنگ غیرون اپنا نہ آئے جوش پر
خون دشمن ہو وے کیون قتل مین تاثیر دوست

کیا نصیب دشمنان ہی ہے شہادت انگشت
کاش پھیرے اس طرف بھی منہ کبھی شمشیر دوست

ایک دشمن کا بھی دل ہوتا نہین اس سنگ کا
آہ پر اپنے نہو کیونکر گمان تیر دوست

عاشقون سے منہ چھپا کر بیٹھے وہ پردے مین اب
ہاتھ مین دشمن کے ہو بازار مین تصویر دوست

ہے خطا قسمت کی اپنے بخت کی تقصیر ہے
کیا خطا دشمن کی اے گستاخ کیا تقصیر دوست

سینے مین بھری ہوئی ہے ہمارے ہوائے دوست
تڑپے نہ کیون مدام دل مبتلائے دوست

آنکھون کو آرزو ہے کہ دیدار ہو نصیب
کانون کو اشتیاق ہے سنیے صدائے دوست

دشمن کے اتہام سے اللہ کی پناہ
شل اپنے ہاتھ ہون جو چھوئین پائے دوست

جلوہ اوسی کا جلوہ نما ہے نگاہ مین
آتا نہین ہے مجکو نظر کچھ سوائے دوست

مرتے ہی میرے رونق بزم عدو ہوئی
افسوس ہائے دوست صد افسوس ہائے دوست

وہ محو یاد دوست ہوں سمجھوں اسے بھی دوست
دشمن بھی میرے پاس جو آئے بجائے دوست

اب اپنی زندگی کا سبب ظلم یار ہے
ہم تو ہیں عاشق ستم جانفزائے دوست

باتوں سے میرے مردہ صد سالہ جی اٹھے
چوسے ہیں وصل میں لب معجز نمائے دوست

سرمہ بنائیں آنکھوں کا خوبان روزگار
نساخ ہاتھ آئے اگر خاک پائے دوست

صبح کو دیکھا ہی ہیں نے روی منحوس عدو
آج قسمت میں مگر شاید نہیں دیدار دوست

ردیف تائی مثلثہ

تم ہو کیوں ہم سے خفا کیا باعث
ہم پہ یہ جور و جفا کیا باعث

کیا وہ ہنستے ہیں رقیبوں میں کہیں
اشک آنکھوں سے بہا کیا باعث

خون اغیار ملا ہے اوسمین
دل میں چبھتی ہے حنا کیا باعث

کوئی اڑتا ہے ہوا سے شاید
چلتی ہے تیز ہوا کیا باعث

مگر اسوقت وہ مے پیتے ہیں
نالے ہیں ہوش ربا کیا باعث

آنکھ دشمن سے لڑائی ہے مگر
نہیں آنکھوں میں حیا کیا باعث

دل ہمارا تو نہ تھا تم کو پسند
کس لیے چھین لیا کیا باعث

کیا نہ تھی محفل اغیار میں رات
آپ کہتے ہیں بجا کیا باعث

لائی ہے کوئی زبانی پیغام
کیوں ادھر آئی صبا کیا باعث

کیوں مرے خون کے پیاسے تھے آپ
کیوں مجھے قتل کیا کیا باعث

یار کیا میری حمایت کرتا
غیر کیوں بھاگ گیا کیا باعث

گھر گیا اور کسی کے دل میں
وہ جو گھر میں نہ ملا کیا باعث

مجکو وہ بھول گئی ہے شاید
نہیں آتی ہے قضا کیا باعث

دل پر خون کو کیا ہے پامال — شوخیٔ رنگ حنا کیا باعث
کیون ہوئی بند زبان پیش حبیب — حال دل کہہ نہ سکا کیا باعث
یار سنئے میری زبان سے ناسخ — حال دل کیون نہ سنا کیا باعث
اثر عشق سے ہے ورنہ ناسخ
نالہ و آہ و بکا کیا باعث

ردیف جیم معجمہ

نہین گھر مین وہ یار جانی آج — مین ہون اور دل کی بدگمانی آج
روبرو ہے وہ یار جانی آج — کون سنتا ہے لنترانی آج
لاوے گے اوسکی جا نچہ کیا آفت — کیون عدو پر ہے مہربانی آج
ہم بھی ہین یار بھی ہے دشمن بھی — اوٹھے گا لطف زندگانی آج
کل جہان سے ہے مجکو قصد سفر — بوسہ دیجیے کوئی نشانی آج
حال بیمار کا ترے سنکر — ہوئی بیتاب زندگانی آج
میری آہ و فغان کا دیکھین رنگ — ہین کہان آہی و فغانی آج
جان کو وصل مین نثار کیا — کام آئی ہے زندگانی آج
تمکو پردے مین مین نے دیکھ لیا — کیا ہوا لاف لنترانی آج
کوئی اوس بزم سے اٹھا نہ سکا — ناز کرتی ہے ناتوانی آج
قبر پر آئے وہ زہے قسمت — ہے کہان ہاے زندگانی آج
دست پیری نے پائمال کیا — سرکشی ہے نہ وہ جوانی آج
وہ نہ آئین تو عید مین ناسخ — کر بلاؤن کی میہمانی آج
عید ہو جائے محرم مین ناسخ — آئی جو مرگ ناگہانی آج

دیکھو دیوان چہارم ناسخ

لوٹیے دولت معانی آج

نہین ہے اوسکی کل کی سی نظر آج — نیا آنکھون نے دکھلایا اثر آج

عدو کے گہر مین کیا جانے کو ہین وہ — سبب میری جان کو کیون عزم سفر آج

نہاتے وہ نہون اغیار کے ساتھ — ہین مرے دیدۂ تر جوش پر آج

نہو وین کیون ذلیل و خوار نالے — وہ آئے میرے گہر مین سنکے خبر آج

نہوتا آب یون صبح شب وصل — جو ہوتا کاش پتہر کا جگر آج

اوڑاتے ہین عدو گلیون مین کیون خاک — کہین وہ آئینگے کیا میرے گہر آج

ہوئی ہے صلح اوس قاتل سے نساخ
شب وصلت مین لڑتی ہے نظر آج

ردیف جیم فارسی

یون نفس تیز اے دل مضطر نہ کھینچ — بیکسی مین قتل پر خنجر نہ کھینچ

مجھے سیاش کو ہے کافی اک نگاہ — ساقیا تو منت ساغر نہ کھینچ

قد کشی کافی ہے میرے قتل کو — اے ستمگر دیکھہ تو خنجر نہ کھینچ

خم کا خم منہہ سے لگا دے ساقیا — انتظار شیشہ و ساغر نہ کھینچ

رہنے دے ظالم کہ ہے جان کے عوض — تیر سینے سے مرے باہر نہ کھینچ

دیکہین دشمن بہی جگر داری مری — ظلم سے ہاتہ اے بت کافر نہ کھینچ

جان دے نساخ پاے یار پر — انتظار دشنہ و خنجر نہ کھینچ

مجھ سے سن نساخ کے اشعار تر
روز و شب یون منت گوہر نہ کھینچ

ردیف حای مہملہ

گرتے نظر سے یار کے کیون خار کی طرح — ہوتے جو ہم بہی بوالہوس اغیار کی طرح

تسکین کیون نہ ہووے دل بیقرار کو
آئے جو موت ہجر مین غمخوار کی طرح

جینے کی آرزو ہے نہ مرنے کا خوف ہے
جی سے مجھے پسند ہے آزار کی طرح

کوچے مین تیرے دیکھکے کٹ گئے عدو
میری بھی چال ہے تری رفتار کی طرح

ہر وقت تیرا دھیان ہے ہر وقت تیرا ذکر
دیوانے تیرے بیٹھے ہین ہشیار کی طرح

آتے ہین میرے کوچے مین ہووے سو کبھی
چلتے ہین تیز تیز وہ تلوار کی طرح

حرف غلط تھا ضعف نے رتبہ بڑھا دیا
مین چھپ گیا ہون معنی دشوار کی طرح

سنے کھٹکے میرے خانۂ دل مین گذر کرو
رستہ ہے صاف آپکے رخسار کی طرح

ناسخ محو جلوۂ رخسار صاف ہے
سنے جس طرح سے یار کی دیوار کی طرح

ردیف خاے معجمہ

وہ آج ڈال کے نکلے نقاب یہ سرخ
سرشک خون سے ہوئے میرے دیدۂ تر سرخ

ہمارے قتل کی ایسی خوشی ہے اے ظالم
شفق سی بھی ہے سو آج بام اور در سرخ

زہے ترقی معکوس قلب پر خون سے
وہ نشہ مین ادھر سمجھے ہوئے ہین ساغر سرخ

لگا ہے دامن شمشیر مین کسی کا خون
ہے مثل دیدۂ مریخ چشم جوہر سرخ

ق مین ہو بن موسیٰ جو ہے خون جاری
شہید کے بھی کفن سو ہے آج بستر سرخ

زہے نصیب سے خون کی بہتا ہے
لباس عشق مین میرے وہ حور پیکر سرخ

ترے شہید کا چاٹا ہے خون بھی شاید
ہو برگ گل کی طرح کیون نہ بان خنجر سرخ

ترے شہید کا خون رنگ لائیگا حشر
کہ ہونگے جیب گریبان صبح محشر سرخ

وہ پان کھاتے ہین ساتھ رقیب کے ناسخ
ٹپکتے ہین مری آنکھون سے آج گوہر سرخ

ردیف دال مہملہ

آہ ہے غم میں مرے خاک بسر میرے بعد
ٹکرے ہے نالۂ محزون کا جگر میرے بعد

پوچھتا کون ہے عالم میں جنون کو آخر
کوئی خواہان نہیں سودے کا اگر میرے بعد

نہیں لیتا ہے خبر کوئی پریشانی کی
کیا کہون کرتی ہے کس طرح بسر میرے بعد

دہر میں نام نہیں جور و ستم کا باقی
کر گیا ظلم بھی دنیا سے سفر میرے بعد

شکر کہین کہانی ہوئی گیسوؤن پہ پڑی ہے بلا
فتنہ حیران ہے کہ جائیگا کدھر میرے بعد

درد کا ہو گیا ہر عضو جدا گھل گھل کے
کٹ گیا غم میں مرے رنج کا سر میرے بعد

دیدنی حال ہے نساخ شب ہجران کا
شام سے چین نہیں تا بسحر میرے بعد

ردیف رائے مہملہ

نکل بھاگا سینے سے دل منہ چھپا کر
وہ پردے میں جو چھپ گئے منہ دکھا کر

نہ کہہ رازدان جھوٹ دل سے بنا کر
وہ کب لیگئے مجھکو گھر سے سنا کر

بلا ہین مرے نالہائے شبینہ
قیامت بپا کی ہے انکو جگا کر

وہ آکر ذرا حالت نزع دیکھین
کوئی انکو للہ لاؤ بلا کر

مرے رونے کا حال ہے اک تماشا
وہ سنتے ہیں ہنس ہنس کے ہین کھلکھلا کر

عدو ان سے بیشک نکالا گیا ہے
ابھی جاتے دیکھا اوسے منہ بنا کر

جدا عید قربان میں کوئی کریگا
تری تیغ کو ہم گلے سے لگا کر

عدو تا عدو دن کو بنایا ہے آخر
رہ کوچۂ یار میں سے بسا کر

مقابل ہوے سیر میں انکے شمشہ
چمن میں لٹا اکدن نے ہنسا کر

مجھی کو جلانا مجھی کو ستانا
میں بندہ ہون تیرا میں قربان تیرا

مگر میرے آنے سے شرما گئے ہین
وہ محفل میں بیٹھے ہیں کیوں سر جھکا کر

اکیلا کا ہم بتاتے دارنے اسنا
وہ جانے کو تھے رات ہم کو سلا کر

لیگی گر و اعظ تجھکو جنت
عذاب جہنم سے مجھکو ڈرا کر

عذاب لحد پرسش و محشر
گئی جان کن آفتوں مین پھنسا کر

سے اتنی ہی اوس بزم مین میری عزت
عدو کو بٹھاتے ہین مجھکو اوٹھا کر

وہ ہون بیو فا لیک نساخ شیدا
وفا کر وفا کر وفا کر وفا کر

جان اصنام کو دی صاحب ایمان ہو کر
دل ہوا تارک کفر مسلمان ہو کر

قتل کے بعد وہ روتے ہین پشیمان ہو کر
جان کو پایا ہے نساخ نے بیجان ہو کر

وصل ہونے پہ بھی ارمان نہ نکلا ہرگز
رہگیا دلمین مرے داغ بھی ارمان ہو کر

دم نزع مین جو کیا زلف مین اوسکے شانہ
تک رہا منہہ کو مرے آئینہ حیران ہو کر

چھوٹے گرداب بلا سے بھی سمجھے تھے ولی
اشک آنکھوں سے جو نکلے بھی تو طوفان ہو کر

زار ہو کر بھی نہ ٹھہرا نہ نگاہ مین تری
تیری نظرون سے گرا جاتا ہون مژگان ہو کر

رشک اغیار سے ہم خون جگر پیتے ہین
گالیان کھاتے ہین ہم پاس کے مہمان ہو کر

کہین ہو جائے جو تقدیر ہماری سیدھی
کام دے چارہ گر درد بھی درمان ہو کر

ہو گیا حشر بپا شور جزاک اللہ سے
وہ جو نکلے طرف گنج شہیدان ہو کر

بل پہ آتی تھی کبھی پیچ کبھی کھاتی تھی
رات ناگن سی مرے زلف پریشان ہو کر

شب ہجر انہین کوئی دیکھے جگر داری دل
ہمسری زلف سی کرتا ہے پریشان ہو کر

نام اغیار کا لینے ہو سے بد مستی مین
آئے وہ شب کو دے خواب پریشان ہو کر

خوف سے جان کا دینا بھی تو ہوگا دشوار
آئے موت اگر آیا شب ہجران ہو کر

نزع مین یار کے آنے کا گمان ہوتا ہے
کام دشوار ہوا جاتا ہے آسان ہو کر

ساتھ ہین صبر نہ ہوش و خرد و تاب و توان
نکلے کوچے سے ترے بیسر و سامان ہو کر

پھاڑ کے غیر کا دامن وہ مگر نادم ہین
بزم مین بیٹھے ہین کیون آج گریبان ہو کر

کے دیتا ہون جو وعدہ شکنی کی تو نے
ٹوٹ جائیگا مرا دم ترا پیمان ہوکر

کرلیا تھا یونہین وعدہ مگر آیا جو خیال
سر جھکائے ہوے بیٹھے ہین پشیمان ہوکر

ضعف سے بزم مین اوسکے نہین آتا جو نظر
چشم دشمن مین کھٹکتا ہون مین پنہان ہوکر

نہ بچا راہ مین اوس دشمن دین سے ایمان
کعبے کو جاتے تھے نساخ مسلمان ہوکر

برائے خدا گھر سے آؤ نکل کر
ذرا اپنی کشتے کو دیکھو تو چل کر

ہوا وعدۂ وصل سے وجد ایسا
کئے ٹکڑے سینے سے دل نو اوچھل کر

غضب آہِ شعلہ فشان نے کیا ہے
سنا ہے لگے نے نقطہ وہ بہی جل کر

عجب کیا تری چکنی باتون سے ظالم
گرے آج کا وعدہ کل پر پھسل کر

یہ ہے فکر اونکو وفا ہو نہ وعدہ
چلے جاتے ہین ورنہ شب کو وہ ٹلکر

بہلا خانۂ چشم ویران ہووے
جو طفل سرشک اپنے نکلین مچل کر

چھپاتا ہی کیا رات مین تو کھڑا تھا
عدو جب گیا تیرے گھر سے نکل کر

سکھائین اوسی جد کی لاکھون باتین
شب وصل ارمان نے اپنے نکل کر

کیا مجکو تاثیر نالہ نے رسوا
کہ وہ آگئے در پہ گھر سے نکل کر

اثر ڈر کے مارے گریزان ہوا ہے
خجل ہے مرے منہ سے نالہ نکل کر

ہوا سامنا میرا کوئی عدو مین
پشیمان ہوے شب وہ گھر سے نکل کر

جواب اپنا کیا دہریے دینگے اوسدم
خدا حشر مین بیٹھے گا جب نکل کر

ہو اوہم اوسکو نہ ہے بدگمانی
گئی گھر عدو کے وہ شب عطر مل کر

ستایا ہے کم بخت نے مجکو زاہد
مین لاؤنگا بازار سے دل بدل کر

کھڑے راہ نساخ کیا دیکھتے ہو
گئے گھر عدو کے وہ صورت بدلکر

نہ جاؤ کبھی کوے عشق بتان مین
اگر جاؤ نساخ جاؤ سنبھل کر

گھر یار کا پایا ہے نشان گم ہو کر چھپ سکے تھے نگہ دیدۂ مردم ہو کر

دشت و کہسار مین پھر کیون لئی پھرتی ہو وہم طرف طور سے آئے ہو مگر تم ہو کر

دیکھے دریا مین نہاتے جو اوسے غیر کے ساتھ کیون ڈبو دے نہ مجھے اشک بھی قلزم ہو کر

بعد مردن بھی مرا کاسۂ سر اے ساقی میکدے ہی مین رہا خشت سر خم ہو کر

غیر کی نعش پہ ایجان مری قسمت سے نکلے فی النار بھی منہ سے ترے تو قم ہو کر

طلب وصل پہ اک ناز و ادا سے آخر لب پہ اقرار بھی آیا تو تبسم ہو کر

تیرے دل تک جو رسائی نہوئی کیون نہ مین نالہ شعلہ فشان چرخ پہ انجم ہو کر

اونکو نساخ نہ بس نغمہ سرائیکا ہو شوق
منہ سے ہر بات نکلتی ہے ترنم ہو کر

توبہ کی رات رال ٹپکتی تھی ساقیا کل میکدے مین جام مے ناب لیکر

دل کو ہوس ہے بوسۂ سیب ذقن کی اور ہنستا ہو اک جہان مرے سودائے خام پر

ردیف زائے معجمہ

عشق و ہوس کا راز رہا ہے نہان ہنوز اونکو یقین ہے اسے سر امتحان ہنوز

ویسی ہی کج روی پہ ہے یہ آسمان ہنوز آئی نہین ہے لب پہ ہمارے فغان ہنوز

جو چاہتے ہین سنتے ہین وہ بزم غیر مین لیکن مین چپ ہون بند ہے میری زبان ہنوز

مرنے پہ بھی نہ آئے وہ میرے مزار پر ہے داغ میرے سینہ پہ سنگ گران ہنوز

بے خودی مین بھی سنئے کیا ضبط دیکھیے رسوا ہوا نہین مرا راز نہان ہنوز

یان انتظار مین تو ہوئی صبح وای بخت آنے کا تو خیال بھی آیا نہ وان ہنوز

آنکھیں لگی ہین پائے حنائی سے وصل مین ہے اسکے غم مین چشم مری خونفشان ہنوز

لالے کے بدلے داغ ہے اپنے مزار پر ہم مٹ گئے ہین پر ہے ہمارا نشان ہنوز

مقتل سے اپنے گھر کو وہ پھر کر چلے گئے ہے بوالہوس کے لب پہ مگر الامان ہنوز

مہندی لگا کے پاؤن نہین وہ کبہی سو گئے
آنے کا اونکے ہے مرے دل کو گمان ہنوز

پوہنچا نہین ہے وہ تو ابہی میرے حال کو
دشمن کے حال پر وہ نہین مہربان ہنوز

ہین آرزوی بوسہ مین برباد ہوگیا
لیکن وہ مجکو دیتے نہین ہین زبان ہنوز

دشمن سے اور اوسنے لڑائی تو ہوگئی
ہین لقب میرے نالہ و آہ و فغان ہنوز

پاؤن پہ اونکے کاٹ کے سر کو بہی رکہدیا
نساخ کسلیے ہے وہ بت سرگران ہنوز

نساخ گنج کو بہی گئے پر بقول درد
دل سے گیا نہین ہے خیال بتان ہنوز

کیون نالہ لب پہ ہجر مین آیا نہین ہنوز
کیون قصر آسمان کو ہلایا نہین ہنوز

دل محشر خیال ہے کیون جا کے دیکہا
کیون پہر کے نامہ بر آیا نہین ہنوز

نساخ آج یار کے وعدے کو کیا ہوا
آیا نہین ہنوز بلایا نہین ہنوز

ردیف سین مہملہ

بزم مین بیٹھے ہین غیر اوس رونق محفل کے پاس
لطف ہو گر اوٹھکے آبیٹھے وہ میرے دل کے پاس

یون لاتے ہین اوسے ہوسے وعدے کیا یاد
آدمی ہم بھیجتے ہین روز اوس غافل کے پاس

عاشقونکو مردمان چشم سے بہی ہے عزیز
ہے فسون آنکھون مین گہر کرنیکا تیرے تل کے پاس

حسرت شوق طپیدن دل مین ہیجا سے تہے یون
جان تہوڑی سی بہی گر ہوتی ترے بسمل کے پاس

اپنے پاؤن قبر تک جانے کی حسرت رہ گئی
پاؤن اپنے ہوگئے شل آکے منزل کے پاس

تاب و طاقت لے چکے تہے صبر کو بہی لے گئے
اب بجز ارمان نہین ہے کچھ ہمارے دل کے پاس

کشتی امید عاشق کی نہ ڈوبی ہو کہین
لگ گئے تختون کے نظر آتے ہین کچھ ساحل کے پاس

میرے دل پر لوٹ ہین سارے حسینان جہان
ہے کہان تعویذ حب ایسا کسی عامل کے پاس

شوخیون کو اونکی دیکھے کوئی اپنی بزم مین
چاہتے ہین وہ کہ ہم اور غیر بیٹھین اونکے پاس

ناقہ تیرا وہ شتر کینہ ہے مثل ساربان
مجکو جانے ہی نہیں دیتا کبھی محمل کے پاس

مژدہ ہووے بیگناہی کو شہادت کو نوید
باندھ کر سر سے کفن جاتے ہیں ہم قاتل کے پاس

اس سے زائد جانتا ہے اور کیا نساخ تو
تیرے نالے پہنچتے ہیں عرش کی کالکے پاس

کند اسے نساخ کر دے ناخن تدبیر کو
کام ہے آسان ہے اپنے عقدۂ مشکل کے پاس

حسرت دل اوس سے اے نساخ کیا نکلے بھلا
جز زبان تیز کیا ہے خنجر قاتل کے پاس

نہ سنی اوسنے داستان افسوس
نہوا راز دل عیان افسوس

آج نساخ مرگیا شاید
کر رہا ہے جو آسمان افسوس

ردیف شین معجمہ

ہجرانمیں ہے یہان عاشق دلگیر کو تشویش
لیکن نہیں اوس کافر بے پیر کو تشویش

آنکھوں سے ترے ہے دل دلگیر کو تشویش
ہو صورت صیاد سے نخچیر کو تشویش

ڈرتی ہے کہ ہاتھوں سے مرے ہو نہ پریشان
ہے وصل میں اوس زلف گرہگیر کو تشویش

حال دل مضطر جو کہوں اپنی زبان سے
تو کیا ہے ابھی ہو تری تصویر کو تشویش

سرہانے پہ لے لیکے جو عشاق کھڑے ہین
مقتل میں نہو کیون تری شمشیر کو تشویش

نالہ تو ابھی منہ سے ہمارے نہیں نکلا
پھر کیون ہے ابھی سے فلک پیر کو تشویش

کب دیکھتے ہیں غور سے وہ نامے کو مرے
ہے کسلیے یارب مری تحریر کو تشویش

کیون بات مری منہ سے نکلتی نہیں کوئی
کیون آگے ترے ہوتی ہے تقریر کو تشویش

جانے کو ہے وہ گھر سے مرے گھر میں عدو کے
کس طرح نہو خاطر دلگیر کو تشویش

ڈرتا ہے کہ بیتاب نہو دین وہ اثر سے
کس واسطے ہے نالۂ شبگیر کو تشویش

نکلا تو نہیں پیچ سے اوسکے دل عاشق
اے شانہ ہے کیون زلف گرہگیر کو تشویش

زندانمین ہے اک جوش پہ نساخ جو وحشت

ہے طوق کو حیرت تو ہے زنجیر کو تشویش

ردیف صاد مہملہ

یاد وسے ہین سوا تیرے تقریر کے خواص / تعویذ سے فزون تری تحریر کے خواص

جسکو کیا شہید اوسے آب بقا ملا / از حد عجیب ہین تری شمشیر کے خواص

آتا نہین ہے کام کوئی اوسکو جب ستم / ہین اوس جوان مین فلک پیر کے خواص

کسطرح ملک عشق کو قبضے مین کرلیا / گر تیری تیغ مین نہین تسخیر کے خواص

چھٹتا نہین ہے سینۂ دشمن ہدف کیطرح / کب میرے آہوئین مین ہین بہلا تیر کے خواص

آئے وہ میری قبر پہ بس یہ ہے کیمیا / پیدا ہون میری خاک مین اکسیر کے خواص

نکلا تو جسطرف سے کہنچے اوسطرف کو دل / نقش قدم مین ہین تری تسخیر کے خواص

جوش جنون مین مجکو سنبھالے گی کسطرح / گر راہ دشت مین نہون زنجیر کے خواص

نادم کسی کے قتل سے شاید کہ ہوگئے / شمشیر مین ہین کیون دل دلگیر کے خواص

آئینہ دیکہہ دیکہکے حیران وہ ہوگئے / کیون آگئے مجہمین بہی تصویر کے خواص

دم بند کر دیا ہے نفس کا فراق مین / ہین میرے دلمین خانۂ زنجیر کے خواص

راتون کی طرح دنکو بہی ہے دلکو اضطراب / پوچھو نہ میرے نالۂ شبگیر کے خواص

بہلاتی ہے جنون مرے دلکو رات دن / زنجیر مین ہین زلف گرہ گیر کے خواص

بگڑے جو میرے کام تو دشمن کے بن گئے / ہمدم نہ پوچھ تو مری تدبیر کے خواص

شاد سے خوب آنکہہ لڑائی رقیب نے / دیکھے ہین مین نے سرمۂ تسخیر کے خواص

ناسخ نام رحم کا اوسمین ذرا نہین
ہین موت مین بہی اوس بت بے پیر کے خواص

ردیف ضاد معجمہ

میرے گہر مین دشمنون کے ساتہ آنے سے غرض / آپ ہین ہون دل جلا مجکو جلانے سے غرض

عاشقون کی آبرو رکھتے نہیں مدِ نظر
دشمنون کے ساتھ دریا مین نہانے سے غرض

گر نہیں منظور یان ہنا تو کہدو صاف صاف
کام کیا حیلے سے تمکو کیا بہانے سے غرض

لیکے دل صبر و سکون کی جان کو پیچھے پڑے
ورنہ ہر دم جلوۂ پیہم دکھانے سے غرض

جو گرہ ہے اپنے دلکی وہ تو کھلنے کی نہیں
جان کو گیسوی جانانہ مین پھنسانے سے غرض

گر نہیں منظور ہین سمجھو تری باتون کو سست
جھوٹی جھوٹی قسمین پھر سر کی کھانے سے غرض

چاہتے ہو لطف دیکھو روٹھنے اور شیخی کا تم
ورنہ مجکو اور دشمن کو بلانے سے غرض

خون تو کچھ ارمان نہیں نکلیگا کیا نکلے گا
کھینچکر شمشیر میرے سر پہ آنے سے غرض

جھوٹ وعدہ بھی تو اے نساخ وہ کرتے نہیں
روز صدمے رشک دشمن کے اوٹھانے سے غرض

ردیف طاء مہملہ

بدلوگے وصل سے شب ہجران غلط غلط
تم اور نکالوگے مرے ارمان غلط غلط

مین نے شب وصال نہیں یہ بھی تو چھوا نہین
مجھسے ہوئی ہی زلف پریشان غلط غلط

جاگین جو بخت خفتہ ہمارے کہان نصیب
وہ آئین سوے گور غریبان غلط غلط

دیوانے وہ ہین پھرتے ہین ہم کوی یار نہ
ہم اور جائین سوی بیابان غلط غلط

انسان ہین ہو وہ جسکے سر ہر نہین بہی نہین
انسان سے بڑہکے ہو وینگی پریان غلط غلط

کیا باغ مین کہا ہے نہین جو خیال مین
ہم اور شوق سیر گلستان غلط غلط

سچ سچ مین کہ رہا ہون کہ بیجا ہے یہ خیال
چھوڑون گا حشر مین ترا دامان غلط غلط

گھر اک رقیب کا بہی تو اب تک گرا نہین
اشک سے نہ ہو اور تو وہ طوفان غلط غلط

کیا خانۂ رقیب کا در بند ہو گیا
وہ اور ہو وینگے مرے مہمان غلط غلط

ٹوٹا ہے میرے دلکی طرح اوسنے لاکہ بار
وہ عہد توڑ کر ہو پشیمان غلط غلط

بدستیان جو کرتے ہی ہین تو عدو کی ساتھ
وہ مجھسے ہو وین دست و گریبان غلط غلط

نساخ درد ہم سمجھے زیست کا سبب
مین اور کرون گا درد کا درمان غلط غلط

ردیف ظاء معجمہ

سامنا کیا بت کے یہان ہوا ہی واعظ
کیون نظر آتا ہے تو آج خفا سی واعظ

شوخیان ایسی کہان دیکے فرشتے کو نصیب
بت بیباک کجا حور کجا اے واعظ

اتنی قسمین ہین شرابون کی کہان جنت مین
رند کب مانتے ہین تیرا کہا اے واعظ

بزم عشاق مین تو نام نہ لے دوزخ کا
دل جلون کا تو کلیجا نہ جلا اے واعظ

روک لے اپنی زبان بہر خدا جھوٹ نہ بول
حور مین یار کی سی ناز و ادا اے واعظ

بہاگ جائیگی مری سوزش دل سے کوسون
نار دوزخ سے تو مجکو نہ ڈرا اے واعظ

نام اوس کافر بیدین کا ٹہر کر لینا
تہام لینے دے مجہے دلکو ذرا اے واعظ

سنکے لینا نام بتان تو نہین رہ سکتا
مجکو کیون کرتا ہے پہر منع بہلا اے واعظ

رشک سے دل کا عجب حال ہوا جاتا ہے
نام اوس بت کا نہ لے بہر خدا اے واعظ

حورون کو دیتا ہے پیغام بہری محفل مین
تیری آنکھون مین نہین شرم و حیا اے واعظ

کبھی نساخ کو پہر پند و نصیحت نہ کری
تلخی عشق کا چکہے جو مزا اے واعظ

ردیف عین مہملہ

ہے پسند دل پابند وفا یار کی وضع
لیکن افسوس پسند اوسکو ہے اغیار کی وضع

سر کو جنبش ہے نہ پاؤن کو ہے لغزش
دیکھو مستی مین بہی رکہتا ہون ہشیار کی وضع

طبع وحشت پسند اپنی جو ہے ہجران مین
کیون پسند اپنے نہ ہو مردم شوار کی وضع

ہم ہین جو مست نہ جائینگے نہ جائینگے کبھی
ہو نہ جنت مین اگر خانہ خمار کی وضع

اصل کا کام کہین نقل سے بہی نکلا ہے
اخذ بیفائدہ کرتے ہین حسین یار کی وضع

ایکہی بات کہ ہم دونون مین رہنے والے
گل کی وضع اونہین ہے تو ہم مین بہی ہے خار کی وضع

روز اک حشر بپا ہے مرے گہر مین ظالم
پہر گئی ہے آنکھون مین مرے تری رفتار کی وضع

اوج پر کوکب طالع ہے مرا اے نساخ / برق کی شوق مین نظرین ہے خرمن کی طرف

جلوہ افروز نہو وین کہین ناصح نساخ / کیون قدم اوٹھتے نہین یار کے مسکن کی طرف

عشق بازی بھی ہے کیا فن شریف اے نساخ

دیکھتا ہون جسے مائل ہے وہ اس فن کی طرف

نساخ کس سے کہیے یہ قسمت کی بات ہے / ہم یار کی طرف ہین وہ اغیار کی طرف

ردیف قاف

نہ آتا اگر اونکی الفت مین فرق / تو ہرگز نہوتا شکایت مین فرق

نہووے ادہر کیون محبت مین فرق / ادہر آگیا ہے مروت مین فرق

وہان کسلیے ہے عنایت مین فرق / یہان تو نہین ہے محبت مین فرق

ہے خاک اور آتش سے زائد ہمین / غریبون مین اور اہل دولت مین فرق

نہان ہے جو آنکھون سے وہ جان جان / بہلا کیون نہووے عبادت مین فرق

کمی کیون کرین آہ و نالے مین ہم / تنفر ہے اگر ہووے عادت مین فرق

کرون گر نہ آہ سحر کو مین ضبط / تو آئے ترے خواب راحت مین فرق

نہ جانے دے اوس کو جبین پاسبان / نہو روز گر میری صورت مین فرق

جوانی کہان آسکے پیری کے دن / کہ اب آگیا تاب طاقت مین فرق

لگی ہو نہ منہ دختر رز واعظا / مین پاتا ہون عادات حضرت مین فرق

قسم مے پرستی کی نہین مطلقا / قیامت مین اور اوسکی قامت مین فرق

خیال آگیا پہر اوسے جور کا

اب آئیگا نساخ غفلت مین فرق

ظاہرا صورت ہے قضا عشق / پر حقیقت مین جانفزا ہے عشق

دیتا ہے لاکہ طرح سے تسکین / مرض ہجر مین دوا ہے عشق

پوچھتے کیا ہین بوالہوس سے وہ
مجھے پوچھے کوئی کہ کیا ہے عشق

تا دم مرگ ساتھ دیتا ہے
ایک محبوب باوفا ہے عشق

عشق سے ہے عشق ہے حدیث دیکھو
کفر و ایمان کا مدعا ہے عشق

دیکھ لنساخ گر نہوتا کفر
کہتے سب بے شبہ ہم خدا ہے عشق

ردیف کاف

چھپاؤن تجھسے اے ظالم کہان تک
سنے اب آپ نے گو راز دل زبان تک

رسائی جو ہوئی اوسکے مکان تک
تو ہم سمجھے کہ پہونچے لامکان تک

اگر آئے مرا نالہ زبان تک
تو جل جائے زمین سے آسمان تک

مین پہونچون کس طرح تیرے مکان تک
مرا دشمن ہے تیرا پاسبان تک

نہین قائل وفا کا میرے افسوس
کیا ہے اوسنے میرا امتحان تک

بھلا کیجے عدو کی کیا شکایت
ہوا ہے دشمن اپنا رازدان تک

کہون کیا مین کمال دل ساقی
مُرید اوسکا ہوا ہے پیر مغان تک

نہ مجھے کیا دیکھنے کو آئینگے وہ
نہین سنتے وہ میری داستان تک

وہ کیون شاکی ہین نالون سے خدایا
ہلائی بھی نہین مین نے زبان تک

کہان جاؤن شب ہجران مین گھبرا کے
ڈراتے ہے شکل آسمان تک

پڑے کیون جان کے پیچھے خدایا
عدو کیون ہو گئے آہ و فغان تک

اوڑائیگی چمن مین خاک بلبل
اگر جیتے رہے فصل خزان تک

بھلا زندان مین جی بہلائین کس سے
نہین پاؤن مین اپنے بیڑیان تک

دیا ہجران مین میرا ساتھ کس نے
گئے ہین چھوڑ کر تاب و توان تک

یقین ہے ہونگے گھر بیٹھے وہ رسوا
جو پہونچا راز دشمن کا زبان تک

گریبان پر ہے اپنے آزمایا
ہمارا زور تھا ہمدم جہان تک

نہ پوچھو اونکے آنے میں احوال
الٹی دن سے ہے بیخود رازدان تک

عبث ہے الامان کا شور ای دل
کہان جاتا ہے نالہ آسمان تک

چھٹے اسلام سے جھگڑون سے ناسخ
کہین پہونچے جو ہم دیر بتان تک

نہان چشم جہان سے ہو گئے ہم
بڑھا ہی ضعف اے ناسخ یہان تک

کیجیے جور یہ جفا کب تک
اور اغیار سے وفا کب تک

میری بیتابیون سے وصل کی رات
دیکھیے رہتی ہے حیا کب تک

کیا ہوا انقلاب گردون ہای
ہم رہین یار سے جدا کب تک

عمر بھر اوسکا انتظار کیا
دیکھیے آتی ہے قضا کب تک

دیکھین ناسخ وہ رسائی مین
آپ رہتے ہین پارسا کب تک

ردیف لام

دل دینے مین عجب کیا تامل
دل اونکا ہے لین بلا تامل

گہر سے وہ گئے نہ ہو دین باہر
وان جانے مین کیون بیجا تامل

دشمن ہین نہین یہان وہ کیون آج
ہوتا ہے اونہین بجا تامل

آتے ہی جو اوسنے لپٹے بولے
از بہر خدا ذرا تامل

اوس سے جو کہا کہ ہین دو دل
سنکر اوس نے کیا تامل

وہ خواب مین کہین نہ چونکین
کر نالۂ نارسا تامل

ناسخ سمجھکے دل کو دینا
شیوہ ہے جو ترا تامل

ولہ

ہنستے ہو کیا ہمکو مرنیسے تو دو ● پھر مزہ ہنسنے کا دکھلائینگے ہم

کرنہ ای ناسخ ذکر ترک عشق
منہ پہ آبینگے تو مرجائینگے ہم

کہتے ہین محبوب او سے شوق کیا گالی ہے تو
یار کا گر وصل لکھا ہے مری تقدیر مین
افترا ہے جھوٹ ہو تہمت ہے یہ کسنے کہا
ہر دم تلاش یار مین پھرتا ہے سر مرا
اونکے گھر مین سنکے خط جائینگے ہم
جان سے اپنی گذر جائینگے ہم
مدتون سے گم ہے کوی یار مین
دختر رز کو لگا ئین گے نہ منہ
وہ نہ پہچانینگے اب یہ حال ہے
رات کو آتے ہی وہ کہنے لگے
قتل سب عشاق ہووینگے وہلے
ہمکو بھی سمجھا ہے کیا تمنے عدو
مل گیا ناصح اگر اوٹھے گا لطف
کیا عدو روکے گا بزم یار مین

جھوٹ کیون کہتے ہو ہمکو دیتے ہین دشنام ہم
ہو دین دشمن کامیاب رہین ناکام ہم
بکتے ہین بیہوش جنون مین لیکے تیرا نام ہم
بیٹھے ہوئے ہین گھر مین رہے ہین سفر مین ہم
کیا عدو ہین ہم کہ ڈر جائینگے ہم
عاشقون مین نام کر جائینگے ہم
لانے کو دل کی خبر جائینگے ہم
سیکڑے مین بھی اگر جائینگے ہم
ساتھ تیرے نامہ بر جائینگے ہم
جانے دیجے اپنے گھر جائینگے ہم
یاوسے اونکی اوتر جائینگے ہم
نام سے خنجر کے ڈر جائینگے ہم
پاس اوسکے بیخبر جائینگے ہم
جانتے نہ ناسخ پر جائینگے ہم

بچ گیا ابکی وبا مین گرعدو
ہے یقین ناسخ مرجائینگے ہم

ہجر مین ہین ہم نفس ظلم او ر بیداد اور ہم
قتل مین اب عذر کیا لاتا ہو دیکھیں نصیب یا
ہم نشین ہین نالہ اور آہ اور فریاد اور ہم
بھاگے دشمن بکے مقتل مین جلاد اور ہم

باغ مین نے یار موزون قد جو ہوتا ہے گذر
روتے ہین کیسا گلے مِل مِلکے شمشاد اور ہم

یار پر کہل جاتی کیفیت ہمارے عشق کی
ہوتے گر اک عہد مین قیس و فرہاد اور ہم

کیا ہوئی وہ بت پرستی نغمہ سنجی مے کشی
اللہ اللہ کرتے ہین گوشے مین زہاد اور ہم

وہم اوسکے آنے کا سے دغدغہ اغیار کا
یان شب تنہائی مین ہے یار کی یاد اور ہم

مرگئے توفیق آشفتہ عبیدی اور مست
ہکے نبگاسے مین نساخ آزاد اور ہم

ردیف نون

فرق نساخ اگر اونکی محبت مین نہین
کیون مزہ نام کو بھی حرف شکایت مین نہین

پہر گیا مجکو بہلا دیکہکے کیون مقتل سے
آب شمشیر خدایا مری قسمت مین نہین

تیری ہر بات پہ ہے محو دل پیر و جوان
ہے ادا کونسی داخل جو کرامت مین نہین

اوسکو سمجہین گے وہی ردکے جو خوگر ہین
جو مزہ رنج مین حاصل ہو وہ راحت مین نہین

دلمین ہم جانتے ہین دشمن جانی کو بہلا
فرق ظاہر مین اگر لطف و عنایت مین نہین

سجدہ کرتا ہون بتون کو مین محبت سے مدام
مطلقاً دخل ریا میری عبادت مین نہین

بے بلائے وہ چلے آتے تھے وہ بہی ان تہے
اب اثر خاک بہی تو جذبۂ الفت مین نہین

اونکی باتون کو بہلا کیا دل نادان سمجہے
ہان جو اونکی ہے وہ گویا ہے حقیقت مین نہین

بزم دشمن مین کیا چاک گریبان میرا
لطف جو اونکی عداوت مین ہے الفت مین نہین

بیقراری ہے نئے رنگ کی کیون اے نساخ
گرہی کوئی ادا اونکی ندامت مین نہین

دلربائی مین وہ استاد ہین بیشک نساخ
کونسی بات محبت کی عداوت مین نہین

بات میرے دل کی گربائی نہین
یارنے کیون شکل دکہلائی نہین

دشت مین کیون جاسے شہر یار سے
دل ہے کچہ آہوے صحرائی نہین

تیرا کوچہ چھوڑ کر جاؤں کہاں — تیری صورت میں تو ہرجائی نہیں
وہ نہ آئے سو گئے ہونگے وہ لے — وعدے کی شب ہے تو کیوں آئی نہیں
کیوں عیاں ہو اوسکا جلوہ ہر طرف — چشم عالم گر تماشائی نہیں
کیوں چھڑاؤں دلکو زلف یار سے — میں نہیں دیوانہ سودائی نہیں
یاں نہ آؤ خانۂ دشمن میں جاؤ — اسمیں بدنامی رسوائی نہیں
کہتے ہیں کیوں ہو بتوں میں تیرا کوئی — میری صورت تو جو ہرجائی نہیں
کنج تنہائی میں اوسکی یاد ہے — سچ اگر پوچھو تو تنہائی نہیں
وصل ہے ساقی پلا جام شراب — آج خوف چرخ مینائی نہیں
وہ سہی قد باغ میں آنے کو ہے — سرو میں کیوں آج رعنائی نہیں
ہیں جو چپ سے ہو گئے وہ مضطرب — کیا خموشی رشک گویائی نہیں
کنج تنہائی ہے پیری اور ہم — شعر خوانی محفل آرائی نہیں

کسکو اے لسان شعر اپنا سنائیں
شیفتہ آزردہ صہبائی نہیں

کیا دیا ہے نیا خطاب ہمیں — کہتے ہیں خانماں خراب ہمیں
ظلم پر ظلم ہے قیامت میں — کیا بھلا دینگے وہ جواب ہمیں
منہ لگاتا بھلا بت ترسا — سے سے ہوتا جو اجتناب ہمیں
یاد آتی ہے خواب کی صورت — عشرت موسم شباب ہمیں
نہیں گر اسکا کبھی حساب آج — بوسے دیتے ہیں بے حساب ہمیں
جب سے پہلو سے اوٹھ گئے ہیں وہ — دل ہے سینہ میں اک عذاب ہمیں
وصل میں چپ ہو کس لیے بولو — کیوں نہیں دیتے کچھ جواب ہمیں
[illegible] — [illegible] ہمیں

له شیفتہ تخلص نواب مصطفیٰ خان [illegible] دہلوی ۱۲۱۳ [illegible] تخلص [illegible] آزردہ [illegible] صہبائی [illegible] امام بخش [illegible]

وصل مین ہرا دل ہے جان افزا / نہ پسند آئے کیون حجاب ہمین

ہنو نساخ یار کے صدقے / کیا لا کہون مین انتخاب ہمین

صحیح آپ کا اے جانِ جان گمان نہین / ملے جو غیر سے نساخ کی یہ شان نہین

تلاش کرتے ہین میرے لیے وہ تازہ ستم / غلط ہے گر یہ کہون اونکو میرا دہیان نہین

اگر وہ رشک قمر میرے گہر مین آئے گا / یہ کیا ہے آج مرے سر پہ آسمان نہین

وہ شکے بوسے کہ تاثیر دل مین کرتا ہے / یہ تیرے عشق کا قصہ ہے داستان نہین

نہ پاس صبر ہے نے تاب ہے نے توانائی / وہ مہربان نہین تو کوئی مہربان نہین

نہ وہ نگاہ نہ وہ آنکہ ہے نہ ہے وہ بات / ملے ہین غیر سے وہ ہے یقین گمان نہین

بتانِ دہر نہ کیون چوم لین مری منہ کو / ہے اونکے حسن کی شوخی مرا بیان نہین

اگر بقول عدو مین ہون زندۂ جاوید / تو آکے دیکہہ مری جان مجہمین جان نہین

عیان ہے مستی شب دیدۂ خمارین سے / تمہارے منہ پہ ہون دانتون کا گر نشان نہین

نہ شیفتہ ہے نہ غالب نہ مومن و نہ تیر / ہمارے شہر کا نساخ قدردان نہین

ہوتا اگر ذرا بہی اثر میری آہ مین / اغیار مین کوئی بہی ٹہرتا نگاہ مین

اونکے آنے کا احتمال نہین / میری تقدیر مین وصال نہین

مجکو دشوار غیر کو آسان / گذر اوس کوچے مین محال نہین

خوش ہین وہ بزم غیر مین افسوس / میرے مرنے کا کچہ ملال نہین

رونا آکر دکہاتے ہو جلوہ / یہ تو فرمائیے یہ چال نہین

ہنسکے کہتے ہین اسکو سمجہے کون / ہے معما ترا سوال نہین

وحشت میری نے پائمال کیا / اے نساخ تجہ سا پائمال نہین

ہم نفس بے اثر ہے آہ نہیں
کیون عدو کے لبون پہ واہ نہیں

کہیے فریاد اونکے ظلم کی کیا
کوئی شاہد نہیں گواہ نہیں

کچھ وہ ایسے بدل گئے ہین کہ اب
نہیں وہ آنکھ وہ نگاہ نہیں

ہے شب ہجر و زلف یار سیاہ
پر مرے بخت سے سیاہ نہیں

کیون ہون گردش مین مثل فلک
مین نہیں مہر ہین تو ماہ نہیں

دل شکستہ دیکھکر بولے
عشق کی یہ تو بارگاہ نہیں

تم عدو کے سبب آئے یہان
عذر یہ بدتر از گناہ نہیں

دیکھ اسکو نہ توڑ اے ظالم
دل مگر تیری جلوہ گاہ نہیں

پھر کیا اوسنے کچھ فریب نیا
ہائی کیون میرے لب پہ آہ نہیں

مین تو کیا ہون وہ جادو سحر و فسون
اونکے دل مین کسی کی راہ نہیں

قتل ہوتے ہین کس لیے عشاق
عشق بازی اگر گناہ نہیں

دیکھ بتخانے مین نہ جا نساخ
نہیں مسجد یہ خانقاہ نہیں

جو عشق کا کچھ اثر وان نہیں تو یان بھی نہیں
وفا کی فکر اگر وان نہیں تو یان بھی نہیں

لحاظ ہستی کا اونکو نہ مجھکو ڈرنے کا
کہ قدر لعل و گہر وان نہیں تو یان بھی نہیں

ملون مین اوسے کیون وہ جو غیر سے نہ ملین
کسی طرح کا جو شر وان نہیں تو یان بھی نہیں

رقیب کا نہیں ڈر اونکو تو یہان ہے کیا
کہ گونہ گون خطر وان نہیں تو یان بھی نہیں

دہان گذرتی ہے شب عیش مین یہان غم مین
جو خواب تا بسحر وان نہیں تو یان بھی نہیں

رقیب کا ہے وہان انتظار یان اونکا
جو بند رات کو در وان نہیں تو یان بھی نہیں

یہ بدگمانی بیجا ہے اونکو اے نساخ
کہ دشمنون کا گذر وان نہیں تو یان بھی نہیں

گر اثر نالہ و فغان مین نہین | کوئی ذی روح کیون جہان مین نہین
اوسکے گھر سے نہین نکلتا غیر | اب مگر گردش آسمان مین نہین
بوالہوس قتل گہ سے بھاگ گئے | لطف اب میرے امتحان مین نہین
چلتی ہو عاشقون پہ تیغ پہ تیغ | کچھ اثر شور الامان مین نہین
خضر کی طرح کیا جئین تنہا | کچھ مزہ عمر جاودان مین نہین
مجھسے دل وہ بہانے کرتا ہے | خوبرویون کو جو گمان مین نہین
جو ہی سو ہے غیر نے ضرور ضرور | اب وہ باتین تری زبان مین نہین
آتش ہم سے کھل گیا ناسخ | مغز بھی میرے استخوان مین نہین

کونسا طرز سحر پردازی
کلک عبد الغفور خان مین نہین

مجھی سے وعدہ خلافی مین کچھ عدو تو نہین | تمھاری طرح سے دم باز و حیلہ جو تو نہین
شکایت فلکی ہمنشین سے کرتا ہون | عبث خفا ہوئے تم تمسے گفتگو تو نہین
جو شب کو اوسنے مین دیدار کا ہوا طالب | تو بولے پردے سے کچھ اور آرزو تو نہین
لگے بہشت مین کیا دل مرا کہ وان ساقی | صراحی و قدح و ساغر و سبو تو نہین
جو اوسکے مانگنے پر رات مین رہا خاموش | لگے وہ کہنے کہ کچھ جان آبرو تو نہین
مرا نشان مٹاتے ہو کیون کہو تو سہی | یہ میری قبر ہے کچھ حرف آرزو تو نہین
ہے آپکے رخ روشن سے اسکو کیا نسبت | چمک ہے مہر فلک مین پہ رنگ و بو تو نہین
تم اوس سے چھپتے ہو کیون گو کہ ہو وہ صاف بہت | دل اپنا صورت آئینہ عیب جو تو نہین

حنا کا رنگ تو ہوتا نہین ہے ایسا شوخ
تمھارے ہاتھ مین ناسخ کا لہو تو نہین

کہا اوسنے کہ تم رہتے ہو میرے دل مین جھنجھلا کر | کہا ارمان مین ہم بھی کہ تیری دلمین رہتے ہین

رات ہجران کی ہے اور کوئی بھی غمخوار نہین
کاش ناصح سے ہے چلا آئے اگر یار نہین

تیرے عاشق وہی اچھے جو وفادار نہین
بیوفا جو ہین وہ نظرون مین ترے خوار نہین

کیون گیا کوچۂ محبوب مین یون تو پوچھے
مین نے مانا دل نادان مرا ہشیار نہین

کیون نہو جلوۂ دیدار میسر ہم کو
روز محشر ہے یہ ہجران کی شب تار نہین

ہے یقین میری دعا کی ہو اجابت مشتاق
بند کیون آج در گنبد دوار نہین

رنگ کیا دشت مین ہو بے سروسامانی کا
پاؤن مین کفش نہین فرق پہ دستار نہین

سرد مہری حسینان سے ہوا دل ٹھنڈا
اندنون عشق کی وہ گرمی بازار نہین

حشر مین کھینگے کیا اونکو نظر بھر کے بھلا
کہ پسند اپنے تو بازار مین دیدار نہین

سر کو ٹکراتا ہے کیون سنگ در دشمن سے
دل دیوانہ یہ کچھ یار کی دیوار نہین

اوسنے جو دل کی خریداری کو پوچھا تو کہا
میرے پاس آئے ہو دل بیچنے بازار نہین

واہ کس دھوم سے اٹھی ترے کشتے کی نعش
نوحہ گر کوئی نہین کوئی عزادار نہین

ایک دیوانے کی تصویر ہے اللہ اللہ
گھر وہ میرا ہے کہ جسمین در و دیوار نہین

شور اے مرغ چمن کر نہ مرے نالون پر
منہ کی کھائے جسے اندازۂ گفتار نہین

کام ہے شیشہ بیانی سے کہ وہ منتظر ہین
آہ جب بیٹھی ہوئی سینے مین بیکار نہین

نہ اثر نالون سے کچھ کام نہین اے نساخ
ناروا جنس کا دنیا مین خریدار نہین

آپ نساخ سے ملتے نہین کیون کیا باعث
کچھ وہ بدوضع نہین کچھ وہ بد اطوار نہین

یار کا جلوہ ہے گل مین خار مین
دشت مین کہسار مین گلزار مین

واعظا کیا نار دوزخ کا ہے خوف
زیست کرتا ہون فراق یار مین

ہے نشان خون سر فرہاد کا
داغ جو ہے لالۂ کہسار مین

[illegible]
[illegible]

صدورت مدفصور رسوا ہو گئے
تھی جو حق گوئی زبان دار ہین

بخت خوابیدہ ہین دشمن کے وصال
ہجر مین میرے طالع بیدار ہین

جی ہی مین ہے اب نہ ہی سر کفن
حسرت آرائش دستار ہین

دہوپ کی شدت کا حیلہ کر کے ہم
ٹہرے اونکے سایۂ دیوار ہین

کیون نہ شش جہت بیدین کی ہے
آج جہگڑا کافر و دیندار ہین

دخت رز کیا محتسب کے منہ لگی
شور کیا ہے خانۂ خمار ہین

ہچکیان بیتابیان جانکاہیان
کیا مزے ہین مردن دشوار ہین

آہ و نالہ شور و افغان رنج و غم
دل ہمارا ہے انہین دو چار ہین

ہم قفس مین قید ہون ای ہمصفیر
موسم دور گل و گلزار ہین

وہ گلے مجہ سخت جانکے کیا لگے
دم کہان ہے خنجر خونخوار ہین

خار گلشن ہین نہ ہم مژگان یار
کیون کھٹکتے ہین دل اغیار ہین

حق تو یہ ہی بیسبب شہرہ ہوئی
بات تہی جز راستی کیا دار ہین

نالہ کیون جاتا ہے ای نساخ اودہر
کیا دہرا ہے گنبد دوار ہین

حرام کہاتے ہین جو جو حرام کرتے ہین
وہ ہم پہ طعنۂ شرب مدام کرتے ہین

غرض یہ ہے کہ نہ چھیڑین نہ کچہ کہین اونسے
وہ راستے ہین جو ہمکو سلام کرتے ہین

نہ کہیے گر اسے قسمت کی بات کیا کہیے
کہ راز دان مرے اونسے پیام کرتے ہین

وہان کی خاک بنے تو تیائی چشم فلک
وہ جس زمین پہ مشق خرام کرتے ہین

وہ بیٹھے سنتے ہین کیا جانے کیا سمجھتے ہین
نماز کے لیے جو ہم قیام کرتے ہین

ہمین برے ہین کہ کرتے ہین آپکو بدنام
رقیب آپکا دنیا مین نام کرتے ہین

ہے آج کیون در و دیوار و بام پر رونق
یہان وہ آنے کا کیا اہتمام کرتے ہین

وہ بعد ازین نہ کرین جفاے شب ہجر کا شکوہ
ہم آج یار سے حجت تمام کرتے ہین

وہ ڈالدیتے ہین عدو کو روز اے نساخ
ہمیشہ ہم سے یونہین صبح و شام کرتے ہین

طرفِ قبلہ سے جو کالی گھٹائین آئین
لب میخوار پہ کیونکر نہ دعائین آئین

گر شمار اونکا ہوا رہگیا اونکا حساب
حشر مین گنتی مین کیا میری خطائین آئین

خوف کسکو ہے شب ہجر کی تنہائی کا
رفع وحشت کو یقین ہے کہ بلائین آئین

بیوفائی رقیبان سے زبس خوگر ہین
کیا پسند اونکو بھلا میری وفائین آئین

اثر اونکا یہی ہوگا کہ وہ دینگے دشنام
اونکے حق مین جو مرے لب پہ دعائین آئین

تیری تاثیر کے ہوجائینگے قائل اے آہ
اگر اتنا ہی ہو جب اونکو بلائین آئین

کام مین میرے نہ آئین نہ سہی کچھ نساخ
چاہتا ہے یہی دل اونکو ادائین آئین

اوسپر ہوا ہی راز محبت عیان کہان
اوسنے کیا ہو دلکا مرے امتحان کہان

پیری مین ہمکو شوق مے ارغوان کہان
ساقی کہان ہو حضرت پیر مغان کہان

آہ شرر فشان سے کرینگے جلا کے خاک
جائیگا بچکے بھاگ کے یہ آسمان کہان

سینے مین آتش خود دوری مین مرا ہے ذکر
پہیلا ہو میرے عشق کا چرچا کہان کہان

کہتے عدو کو پاس سے نکلتا نہین ہے یار
وہ انقلاب کیا ہوا دور زمان کہان

صیاد ظلم پیشہ نے برباد کر دیا
ہم ہین قفس مین باغ مین اب آشیان کہان

پیری مین قوت ورک نے بیکار کر دیا
وہ عیش اب کہان ہے وہ بخت جوان کہان

تو مہربان نہین تو کوئی مہربان نہین
بیمار پر ترے ہے قضا مہربان کہان

تھے وہ عدو کہ بھاگ گئے قتلگاہ سے
میری بلا سے زمزمہ الامان کہان

تیر سے گلے کا ہار یہ ہو دیکھنا
جا سینکے اشک دیدۂ تر رائگان کہان

کیونکر کہانی اپنی سناتا ہین ازدان — سنتے ہین وہ زبان سے مری داستان کہان

لانے گئے ہین یار کو شاید شب فراق — ہمدم کہان انہین کہان ازدان کہان

کیا عیش جاودان کا بہلاوا کر ہمنشین — میرے نصیب مین ہو غم جاودان کہان

کچھ ہی کی بات کہنی ہو کوتاہی کیا — واعظ سے سیکڑے ہین جو پوچھا بیان کہان

کچھ لطف زندگی کا نہین ہے بغیر عشق — پیری مین ہاے دلکی وہ بیتابیان کہان

مین نے کہا ہے راز شب وصل غیر سے — کس وقت کس جگہ یہ کہا بیجان جان کہان

دامن ہو ٹکڑے ٹکڑے گریبان چاک چاک — اب ناتوانیون مین وہ تاب و توان کہان

لرزان تھے جسکے خوف سے نہ پایۂ فلک
نساخ اب وہ نالۂ آہ و فغان کہان

ہمسے کچھ بن نہین آتا دہین مرجاتے ہین — وصل کی رات جو وہ کہتے ہین گھر جاتے ہین

جو ترے عشق مین دنیا سے گذر جاتے ہین — نام عشاق مین تیرے وہی کر جاتے ہین

چلتے پھرتے جو ادہر آتے ہین گاہے ماہے — جھوٹ تہمت نئی معشوق کی دہر جاتے ہین

پیچھا چھٹینگے نہ رستے مین لپٹ جائین کہین — اپنے عاشق کی بچا کر وہ نظر جاتے ہین

سنگ در یار عدو کا کسے رہتا ہو خیال — کوچۂ یار مین بیخوف و خطر جاتے ہین

سنگدل موم کرینگے ترے دل کو اکدن — خالی اس نالۂ سوزان سے اثر جاتے ہین

قتل کرنے کا سلیقہ نہین اوسکو اتنک — ہاتھ کیون خون سے عشاق کے بھر جاتے ہین

راہ مین دیکھکے مجکو ہوے مضطر ایسے — گہ ادہر جاتے ہین وہ گاہ ادہر جاتے ہین

لن ترانی کی صدا سنتے ہین بام و در سے — تیرے کوچے مین اگر اہل نظر جاتے ہین

شام ہم دیکھتے ہین اور نہ سحر دیکھتے ہین — کوچۂ یار مین ہم آٹھون پہر جاتے ہین

رازدان ہمسے ہو کیا یار کی باتونکا علاج — وصل کی دیکھے زبان صاف مکر جاتے ہین

کوچۂ عشق مین نساخ سنبھل کر جانا

ٹوٹتے پاؤن مین آس راہ مین سر جاتے ہین

کیا بات چلتے وقت کہی اوسنے کان مین | آجائیگی یقین ہے شب ہجران جان مین
کس پر خفا ہو کس لیے ابرو مین بل پڑا | چلہ چڑھایا کسلیے اپنی کمان مین
ہم وعدۂ وصال سمجھکر ہوے خوش او | گالی وہ ترک دیتا ہے اپنی زبان مین
مہمان شب فراق مین ہوتے ہین کون لوگ | شاید ہمین ہے آج بلا آسمان مین
قاصد پیام یار یہی ہے تو جھوٹ ہے | لغزش ہے بات بات پہ تیرے بیان مین
گھر سے عدو کی نعش نہ نکلی زہے نصیب | تشریف وہ نہ لائے ہمارے مکان مین
مجکو کہین جو عشق مجسم تو ہے بجا | ہے عشق جای مغز مرے استخوان مین
جس دن سے چشم یار کی نظرون سے گر گیا | سرمے کی خاک ڈھونڈنے لگی اصفہان مین
دنیا کو ہے یقین کہ مری خاک بھی نہین | زندہ ہون مین فقط تو اونہین کے گمان مین
اقرار نادرست غلط عہد قول جھوٹ | تم سا کمان زبان کا سچا جہان مین
شان نزول پوچھتے ہین آپ کس لیے | آیت پڑھی ہے مین نے تو دشمن کے شان مین
مستی مین غیر سے تری چوسی ہو زبان | لغزش ہے آج کس لیے تیری زبان مین
مجکو نکالتے کا کہین مشورہ نہ ہو | نساخ کچھ وہ کہتے ہین دشمن کے کان مین

نساخ و داغ[1] و نیر[2] و آزاد[3] خوش نوا
مشہور نکتہ سنج ہین ہندوستان مین

آئے پیری کے دن شباب کہان | اب اٹھا مین جو غم یہ تاب کہان
مجھسے کیا ہم کلام ہون صاحب | سمجھے وہ قابل خطاب کہان
اوسکے قابل ہے خانۂ ویرانہ | وہ کہان اور دل خراب کہان
یار اور خانۂ عدو مین جائے | لے گیا نشۂ شراب کہان
بذلہ سنجی ہے نئی غزل خوانی | جوشش عالم شباب کہان

[1] داغ تخلص نواب میرزا خان صاحب دہلوی [2] نیر تخلص نواب ضیاء الدین احمد خان صاحب دہلوی [3] آزاد تخلص جناب سید محمود صاحب رئیس ڈھاکہ ۱۲

اسکو کہتے ہین طالع بیدار
ہجر کی رات مجکو خواب کہان

کیون ہو بزم عدو مین بے پردہ
کیا ہوئی شرم وہ حجاب کہان

محتسب پیجیے تو نہین آیا
مین کہان اور شراب کہان

دل غیر اوسکی زلف سے نکلا
اب مرے دلکو پیچ وتاب کہان

روتے ہین یاد کرکے ای نساخ
ہای طفلی کہان شباب کہان

کبھی آواز سنا جاتے ہین
کبھی صورت بھی دکہا جاتے ہین

اوسنے وہ ربط کہان ای ہمدم
بھولے بھٹکے کبھی آجاتے ہین

غیر سے آنکھ لڑی ہے شاید
آج وہ آنکھ چرا جاتے ہین

آتے ہین وہ جو کبھی کرکے بناو
بگڑی قسمت کو بنا جاتے ہین

رازدان جنبش لب ہی سے مرے
بات جو دلکی ہے پا جاتے ہین

دل پہ ہے دانت پریزادون کا
نظرون نظرون ہی مین کہا جاتے ہین

کیمیا ہے یہ مگر ساتھ اپنے
قبر مین لیکے وفا جاتے ہین

کہتے ہین یاد رکھو آئینگے پھر
کیا عمل ہمکو بتا جاتے ہین

غیر گھر مین نہین اپنے شاید
وہ کہان مثل ہوا جاتے ہین

کرکے اغیار کا شکوہ نساخ
جب وہ آتے ہین جلا جاتے ہین

ردیف واو

ہے سنگ در سے ترے ربط ناصیہ سرکو
عدو سمجھتے ہین ہم پوجتے ہین پتھر کو

نہین ہے تاب مجھے اب ستم اوٹہانیکی
کہو خدا کے لیے کوئی اوس ستمگر کو

جو ہو سکے تو اوٹھا لا کہ خم کا خم آجاے
ہمارے منہ سے لگا ساقیا نہ ساغر کو

وہان بھی دست درازی ہی جیب وحشت کی / کرینگے چاک گریبان صبح محشر کو

ہے تاک جھانک مین مشغول کیون عدو کیطرح / ہوا ہے آج یہ کیا چشم ماہ اختر کو

وہ منع کرتے ہین آنکھون کو میری رونے سے / بھلا مین خشک کرون کسطرح سمندر کو

نتیجہ دیکھیے وہ عاشق کے ظلم سہنے کا / ہماری نعش پہ لے آؤ اوس ستمگر کو

مثال دینی ہو منظور گر مرے دل سے / تو ٹکڑے ٹکڑے کرو پہلے جام و ساغر کو

یہی تو ایک ہی سجدہ ہے جو ہوا مقبول / اٹھائینگے نہ ترے سنگ در سے ہم سر کو

کہین نہ آنکے پھر جائے موت ای ہمدم / شب فراق مین ہرگز نہ بند کر در کو

پھڑکتی ہے رگ گردن جو آج ای نساخ / یقین ہے کہ وہ کرتے ہین تیز خنجر کو

مرے کلام پہ ایمان لائین کیا نساخ
جو مانتے ہی نہین معجز پیمبر کو

الفت کا میرے یار کو ہرگز یقین نہو / جبتک خراب عقل و دل و جان و دین نہو

ہم رازدان سے بھی کہین راز وصل یار / کیون کیجیے ایسی بات کہ ہرگز یقین نہو

گر دل سلامت اپنا ہو دلبر ہین سیکڑون / کچھ میرے دل سے کام جو تمکو نہین نہو

روکین نہ اپنے نالۂ شعلہ فشان کو ہم / جبتک کہ جلکے خاک یہ چرخ برین نہو

کہتے ہین ڈھونڈھو ایسی جگہ وصل کیلیے / جس جا پہ آسمان نہو یہ زمین نہو

میرا دل شکستہ ضرور آئیگا پسند / لیکن یہی ہے خوف کہ وہ خوردہ بین نہو

ہمسائے کا خیال ہے لیکن مین کیا کرون / اونکو نہین پسند جو نالہ حزین نہو

زندہ تو ہین پر اوس سے کہا ہے رقیب نے / مرنا ہمارا یار کو کیونکر یقین نہو

اونکے سبب سے اٹھتے ہین فتنے ہی آئے دن / ہمدم کیون آسمان پہ دماغ زمین نہو

نساخ مجھکو کون ہے غم دوست دہر مین / ہوتا ہے رنج دل اگر اندوہگین نہو

نساخ اپنے عیب کی ہے ہمکو دہ ملال

پڑہتے نہین ہین شعر اگر نکتہ چین نہو

دل کا کیا کام اگر کوئی خریدار نہو
تیرا دیدار میسر مجھے زنہار نہو
سنگ نے سر سودا زدہ زنہار نہو
خاک کر ڈالون جلا کر مین گہرونکو اونکے
اوسکے تلوون سے تو آنکھونکو ملو نہین لیکن
بام پر اونکے رسائی ہو کہین غیر کمند
وعدۂ وصل پہ جھگڑا نہ لڑائی ہووے
دل نے جس طرح ستایا ہے ستاؤن اوسکو
اونکو پردے کو جو کہیے تو یہ فرماتے ہین
جاگتے ہی نہ کٹین وصل مین میری آنکہین
کس طرح وصل میسر ہو مگر ہم کو
سر وحشت زدہ کا اپنے کرے کون علاج
کرین پرستش صنم ترک سمجھکر مجھے
ہائے مرتے نہین وہ جان نکلتی ہے مری
وصل مین نخرۂ محبوب سے عیش سوا

جنبش بہکار سے گر رونق بازار نہو
قسمت چشم سے گر روزن دیوار نہو
مجکو گر حسرت آرائش دستار نہو
گر طرفدار عدو آہ شرر بار نہو
خوف اسکا ہے کہ وہ خواب سے بیدار نہو
میری قسمت سے اگر پستی دیوار نہو
آسمان روز اگر بر سر پیکار نہو
ایسے محبوب کو چاہون کہ وفادار نہو
کیا ہے وہ حسن اگر گرمی بازار نہو
قسمت غیر مین گر طالع بیدار نہو
وصل کی رات اگر وصل پہ تکرار نہو
سامنے دشت نوردی مین جو کہسار نہو
میری گردن مین اگر رشتۂ زنار نہو
کیون گران مجکو گران جانیِ اغیار نہو
لطف کیا گر طلب بوسہ پہ انکار نہو

وہ نہ آئے کبھی نساخ جو تاریکی مین
وعدہ کی رات برنگ دل اغیار نہو

کچہ خوشی آتا نہین غیر انکو
بیمار مین بھی ہو اوسکے ظلم نہان
وصل کو کیا کہون وہ جانتے ہین

بیٹھے بٹھائے کیا ہوا مجھکو
ہنس ہنس کے کہتے ہین ہوا مجھکو
پاکباز اور پارسا سمجھکو

وعدہ کی رات مجھ سے جو تشریف لائے وہ
نکلیگی جان اپنی بھی آہ سحر کے ساتھ

کیا اس سے بڑھکے ہوویگی بیغیرتی بھلا
جاتے ہیں کوے یار میں ہم راہبر کے ساتھ

بیٹھے نہ مجکو کوئی بھی اونکی ہے غرض
ورنہ وہ اور آسکتے بھلا نوحہ گر کے ساتھ

خط لیکے شہریار کو ہوتا ہے حسد اتنا
جان خط کے ساتھ جاتی ہے دل نامہ بر کے ساتھ

ہر چند یون پیام میں واہے ہوئے زبان
خنجر کو لاگ ہوتی اگر میرے سر کے ساتھ

کیا دیکھتے ہو آنکھوں میں اب کیا ہے چارہ گر
دم بھی نکل گیا مرا خون جگر کے ساتھ

اب میں ہوں اور خانہ صیاد ہم صفیر
دل سے گئی ہوا ہے چمن بال و پر کو ساتھ

کیا کشمکش میں جان ہے دونوں کی دیکھیے
الجھی ہوئی ہے آہ ہماری اثر کے ساتھ

نساخ دھیان زلف کا دل سے نہ جائیگا
جبتک ہے جان تن میں یہ سودا ہے سر کے ساتھ

ردیف یاے تحتانی

انہیں شرم آتی نہیں ہے جفا سے
میں کیونکر بھلا باز آؤں وفا سے

ہے یہ حال نفرت ہے مجکو دوا سے
مرض کا یہ اپنا سمجھتا ہے شفا سے

مجھے تا لب گور پہونچا ہی دینگے
یہ امید ہے نالہاے رسا سے

نہ یون بندگان خدا کو ستانا
جو ڈرتا وہ کافر ذرا بھی خدا سے

کوئی نام کیا اوسکا لے اونکو آگے
عداوت ہے اونکو مری بددعا سے

گلہ کیا جو چھپا یار میں گر نہیں ہے
مری آہ لڑنے لگی کیوں ہوا سے

مری جان پھنسی ہے کشمکش میں
اولجھتا ہے شانہ جو زلف دوتا سے

یہ خواہش ہے گھر میں عدو کی بجائیں
مرے گھر وہ آئیں نہ آئیں بلا سے

گیا ارا تو چھپکے بزم عدو میں
کھلا راز پنہان ترے نقش پا سے

کیا خون عالم کا مہندی لگا کر
لیا کار شمشیر رنگ حنا سے

مری خاک پہونچیگی کوی بتان مین
توقع نہ تھی طالع نارسا سے

شکایت مرے نالونکی کیا کرینگے
وہ لیتے نہین نام میرا حیا سے

بھلا کچھ بلا ہے کہ قہر خدا ہے
اثر ہو گیا ہے ہماری دعا سے

مجھے مے پلائین یہ ہے فکر انکو
بڑا کام نکلا مرے اتقا سے

گریبان ہوا چاک آخر
اولجھنا نہ تھا اونکے بند قبا سے

ہو ارادت ناسخ رہی جنت
یہی وہ بھی تو چاہتے تھے خدا سے

روز بدمستی و مے خواری ہے
اس پہ بھی دعوی ہشیاری ہے

نوح سے کہدو کہ ہشیار رہین
آج پھر رونے کی تیاری ہے

ہے یہی شغل مرا ہجران مین
کبھی نالہ ہے کبھی زاری ہے

لاکھ عزت سے سوا ہے دلکو
کوچۂ عشق مین جو خواری ہے

دل مین کیون درد اٹھا کرتا ہے
کسی بیدرد سے کیا یاری ہے

دل ستانے کے سوا ای کافر
دلبری تجھمین نہ دلداری ہے

نشہ مین بھی نہین کھلتا مجھے
یہی اس مست کی ہشیاری ہے

کیون ترا حال ہے ابتر ناسخ
کیا تجھے عشق کی بیماری ہے

کیا وقت سیر خلق نہ پہنچے قتل عام سے
شمشیر ہے خجل تری تیزی گام سے

خلق خدا کو جلوہ دکھاتے ہو بام سے
محروم ہمکو رکھتے ہو کیون لطف عام سے

کم تجبین جبہہ مین نہ ہم آب حرام سے
زمزم جو لاکے دے کوئی بیت الحرام سے

گھبراتے ہین نگاہون سے جو تو دیا نام
جلوہ بھی اب دکھاتے نہین ہین جو بام سے

کرتے ہین جب سلام سناتے ہین ... فقط
کیون دشمنی ہے انکو ہمارے سلام سے

کیا میرے اضطراب سے مضطر ہوے ہین وہ
تسکین آج کیون ہے مری دل کو شام سے

بیتاب ہو نہین عشق بت شوخ و شنگ مین
ناموس سے ہے ننگ تو ہے عار نام سے

کیا تنگی قفس سے گلا گھٹ نہ جائیگا
صیاد مجکو تو نہ نکال اپنے دام سے

رہرو کو میرے نالون نے ہے صور کا گمان
برپا ہوا ہے حشر جو تیرے خرام سے

مالک ہین میری جان کے اور ہین مال کے
مفہوم ہوتا ہے یہی اونکے کلام سے

کچھ اونسے پوچھیے تو خفا ہو کے کہتے ہین
تو کون تجکو کام ہے کیا میرے کام سے

دین اپنے ہاتھ سے جو عدو کو وہ بزم مین
مجکو نہ کیون عداوت قلبی ہو جام سے

ہردم ہے کیون تڑپ رگ گردن کو اسقدر
نکلی ہے آج تیغ ستمگر نیام سے

ہے فوج آہ و لشکر فریاد ساتھ ساتھ
جاتے ہین کوی یار مین ہم دہوم دہام سے

گویا کہ وصل یار کا پیغام آگیا
ہجران مین خوش ہوا وہ اجل کے پیام سے

آنکھون مین شاعرون کی گڑ گئی ہے جا بجا
تشبیہ تیری زلف کو دیتے ہین دام سے

سمجھین گے راہرو یہی ہم بہی ہین وشنا
شرما نہ جائین کیون وہ ہمارے سلام سے

دیوان مین کاٹ دیتے ہین وہ دیکھکر
نساخ نفرت اونکو ہے کیون میرے نام سے

کی صفت اونکے بے دہانی کی
دہوم ہے میری نکتہ دانی کی

روز اک غم کی میہمانی کی +
اس طرح مین نے زندگانی کی

بوسے سے اونکے منہ کو بند کیا
دی یہ تحریر بدگمانی کی

سبکے سنتے ذکر ہے یہ ہنستے ہین
ہے یہ صورت مری کہانی کی

حسرت عمر رفتہ ہے دل مین
اب کہان شوخیان جوانی کی

جسم کا نام رہگیا ہے فقط
کچھ نہ پوچھو غم نہانی کی +

شکر کا ہے مقام میرے لیے
اوسنے دشمن پہ مہربانی کی

ہم در یار سے نہ اوٹھینگے | ہے قسم اپنی ناتوانی کی
اوسکے غصہ کا کیا گلہ آخر | ہے شکایت تو سخت جانی کی
ہم قفس کیا بتائین ہم تمکو | ہم نے کس طرح زندگانی کی
ساری باتین تھین عمر ہی تک ہم | اب کہان ہم ہوس لنترانی کی
کوئی کب تک سہے زمین ہو تو ہین | حد بھی کچھ جور آسمانی کی
ایک بھید سے نہین آتی | کیا کہون مرگ ناگہانی کی
دن بھی پیری کے جاتے ہین جنکو | شب نہ سمجھو اسے جوانی کی

کی جگہ اوسکے دلمین اے تسلیم
دیکھ تدبیر بدگمانی کی

یہ نہ تھی ہم کو توقع یار سے | سنتے ہین حال اپنا ہم اغیار سے
کام تو ہے یار سے اغیار سے | کیا غرض ہے کافر و دیندار سے
اشک حسرت پھرتے ہین میری طرح | تنگ ہے پر چشم در و دیوار سے
ساتھ اوسکے سونے کی تدبیر ہے | کام لینگے طالع بیدار سے
اسقدر شوق شہادت ہو مجھے | دم لپٹتا ہے تری تلوار سے
جام عمر اپنا نہ چھلکے کیون کہ وہ | لب بلب ہے ساغر سرشار سے
موت بھی بہتر ہے اے وعدہ شکن | مجھکو تیرے وصل کے اقرار سے
اوسنے مین ہون ہم سخن منہ کہان | باتین کرتا ہون در و دیوار سے
تھک گئین آنکھین ہوئین اپنی سفید | [illegible] دیدہ خونبار سے
ہون جو وارفتہ تری رفتار کا | حشر برپا ہے مری رفتار سے
اوسکے دامن سے اولجھ پڑتا ہے وہ | کیون ہون دست و گریبان خار سے
دوست کو دشمن نہ سمجھین کس لیے | ربط اب حد بڑھ گیا اغیار سے

چشم روزن سے لگی ہے اونکی آنکھ
میرے سر کو ربط ہے دیوار سے

زیست کرنا ہجر مین اے چارہ گر
سخت تر ہے مردن دشوار سے

اے خوشا طالع زہے خوش قسمتی
مجکو کہتے ہین وہ دشمن پیار سے

اوسکو اللہ جانے کیا آزار ہے
موت ڈرتی ہے ترے بیمار سے

جاتے ہو ناسخ سوے بتکدہ
آج آتے ہو نظر ہشیار سے

شغل ناسخ آج جو ہین نکتہ فہم
لطف اٹھاتے ہین مرے اشعار سے

جلوہ یکرنگی وحدت کا گل و خار مین ہے
ایک ہی تار عیان سبحہ و زنار مین ہے

تیرے غصے مین ہے ایجاد ترے پیار مین ہے
لطف جو کچھ کہ دل آزاری اغیار مین ہے

کیون نہ قبضے مین ہو ملک دل عشاق تمام
نقش تسخیر کا جوہر تری تلوار مین ہے

صاف آتی ہے نظر صورت قتل عاشق
آب آئینہ ترے خنجر خونخوار مین ہے

سے کمان لی ہے نکلتی نہین کیون سینہ سے بات
پیچ تاب کیلیے لکنت تری گفتار مین ہے

ناوک آہ فغان نے کیا پردہ فاش
نے سب آج ہے رخنہ تری دیوار مین ہے

کسقدر شوق سے لپٹا ہے گلے سے تیرے
رشتہ عمر مرا رشتہ زنار مین ہے

پاؤن کسکے دل سوزان پہ رکھا تھا تونے
کچھ عجب طرح کی گرمی تری رفتار مین ہے

نزع مین آنکے مشکل مری کیجے آسان
اب فقط ایک یہ ارمان دل بیمار مین ہے

سنکے احباب جو گریان ہین تو دشمن خندان
کس قیامت کا اثر آہ دل زار مین ہے

دامن یار سے کیا دست و گریبان ہے خار
خندہ زن ہر گل تر کیلیے گلزار مین ہے

مستی و بیکسی و رندی و توبہ شکنی
اور کیا اسکے سوا خانہ خمار مین ہے

بوسہ لے لب جانبخش کا ہے ایسا فیض
آب حیوان دم عیسی مری گفتار مین ہے

ہو گیا بکتے ہی بکتے سر واعظ خالی
اور مشغول وہ آرایش دستار مین ہے

مرگ دشمن کی خبر مین نہین ہرگز وہ بات ۔ دل کو حاصل جو مزا وصل کے اقرار مین ہے

ہمدان کو نہین بے شبہہ کبھی جا تو سخن ۔ گفتگو ہیچدان کو دہن یار مین ہے

سینہ و دل کو ہمارے ہی جلاتی ہو مدام ۔ واقعی خوب اثر آہ شرربار مین ہے

نوک خنجر مین ہے نے نوک سنان مین نساخ ۔ بات چبھتی ہوئی جو یار کے انکار مین ہے

وہ مرا حال زار کیا جانے ۔ وہ غم روزگار کیا جانے

وہ جو قول و قرار کو بھولین ۔ دل ہمارا قرار کیا جانے

جسکی کٹتی ہین وصل مین راتین ۔ صدمۂ انتظار کیا جانے

زاہد خشک اپنے گوشے مین ۔ لطف ابر بہار کیا جانے

ایک ہو وصل مین جسے شب و روز ۔ دور لیل و نہار کیا جانے

گردش چشم یار کے غمزے ۔ گردش روزگار کیا جانے

کیف مستی کو پوچھ مستون سے ۔ مردم ہوشیار کیا جانے

اپنے افعال مین جو ہو مجبور ۔ کہیے تو اختیار کیا جانے

محو غم عاشق فراق نصیب ۔ لطف بوس و کنار کیا جانے

لاکھ اٹھنے تو آپ ہو نازان ۔ میرا نالہ ہزار کیا جانے

ہمنشین کسکو کہتے ہین تسکین ۔ یہ دل بیقرار کیا جانے

گہر افشانے قطرہ نساخ ۔ رنگ ابر بہار کیا جانے

کرنہ عشق اے دل ناکام برا ہوتا ہے ۔ کہ بد آغاز کا انجام برا ہوتا ہے

مجھسے کیونکر وہ ملین خوف ہے رسوائی کا ۔ کہتے ہین عاشق بدنام برا ہوتا ہے

دن کسی طرح سے کٹ جاتا ہے ملنے سنکر ۔ حال دل کا تو سر شام برا ہوتا ہے

عشق مین کسکو کیا اپکا بندہ نے شریک
اسپہ بھی کہتے ہو اسلام برا ہوتا ہے

ہو سکے راہ دل یار مین تو کراے شوق
قاصد و نامہ و پیغام برا ہوتا ہے

مجھسے ملنے مین نہین اونکو تامل لیکن
عشق کا جانتے ہین نام برا ہوتا ہے

دل دیا بت کو کیا ہے بخدا تونے برا
سن سے نساخ برا کام برا ہوتا ہے

روز پہلو مین یار رہتا ہے
شغل بوس و کنار رہتا ہے

آنکھون مین اب بجای بینائی
یار کا انتظار رہتا ہے

ذکر کرتا ہے جب کوئی انکا
دل کو نے قرار رہتا ہے

تیری نظرون سے جو گرا اے دوست
سبکی آنکھون مین خار رہتا ہے

آج کیا پوچھتا ہے اے ناصح
کبھی دامن مین تار رہتا ہے

دل ہے وہ چیز ہجر کی نہ کہو
وصل مین بیقرار رہتا ہے

کیا ہے اوس شہسوار کی آہٹ
کیون پریشان غبار ہوتا ہے

وعدہ کرکے جو وہ نہین آتے
نالہ بھی شرمسار ہوتا ہے

اب بھلا اونکے جھوٹے وعدون کا
دل کو کب اعتبار ہوتا ہے

ہمہ تن گوش ہون تمام جہان
راز دل آشکار ہوتا ہے

توڑتے بھی تو ٹوٹتا ہے کہان
عہد جب استوار ہوتا ہے

کیا سبب ہے فقط غریبون پر
ستم روزگار ہوتا ہے

ہے کہین آمد بہار کہ آپ
پیرہن تار تار ہوتا ہے

تنگ آغوش مین کب آئے تہے
قبر مین کیون فشار ہوتا ہے

سرمہ دیدۂ شب ہجران
تیرے دل کا غبار ہوتا ہے

گلگشت ہے زلف مشکسا کی
اب خوب بن آئی ہے صبا کی

کچھ پوچھ نہ حال فتنہ زا کے
پتلی ہے وہ دیدۂ بلا کی

کیون خاک ہو دے مثال اکسیر
ہو جسکو تلاش کیمیا کی

اوس بت پہ فدا ہین جان و دل سے
سچ کہتے ہین ہم قسم خدا کی

کر بوسے سے مہر اوسکے لب پر
عاشق ترا اندنون ہو شاکی

اشکون مین ہے جلوہ رخ زرد
تسبیح نہین یہ کہربا کی

پرپیچ ہے راہ کوچۂ زلف
گم ہو گئی عقل رہنما کی

بوسے کف پا کے لے رہی ہے
تقدیر لڑی ہے کیا حنا کی

تنگ آ گئے سخت جانیون سے
اب ہم کو تلاش ہے قضا کی

سر پر سے اوڑ رہا ہی کم بخت
آئی ہے مگر قضا ہما کی

دل مین تو نہان صنم صنم ہے
ہے لب پہ صدا خدا خدا کی

وہ پھر گئے میرے در سے آکر
تاثیر مری دعا نے کیا کی

اوس کوچے مین جو گذر نہین ہے
مٹی ہے خراب اب صبا کی

برسون کا یہ تجربہ ہے میرا
درد اور بڑھا اگر دوا کی

گذرا مین اثر سے وائے تقدیر
اب مجھکو تلاش ہے دعا کی

اب لب مین نہین ہے رنج کوئی
کیا بات ادائے غمزہ زا کی

گم ہو گیا قافلہ ہمارا
آتی نہین بانگ کیون درا کی

گر شرم نہین جفا سے اپنے
کچھ شرم ہماری ہو وفا کی

بے پردہ وہ ہوے عدو کے آگے
نساخ ہے آپنے حیا کی

نساخ صنم پرست ہو جائے
بیشک ہے یہ شان کبریا کی

ہے جو منظور دل آزاریِ اغیار مجھے
بزم میں اپنے بلاتا ہے نہیں یار مجھے

چپ ہوں ہے مد نظر خاطر دلدار مجھے
غیر سمجھے ہیں نہیں طاقت گفتار مجھے

باغ میں پھول دیے غیر کو اور خار مجھے
یار نے دیدۂ دشمن میں کیا خوار مجھے

ضد خو ہے جوش سے ادا بیانی ہی بس پیچ
ہے پسند آپ کے اقرار سے انکار مجھے

جھانک کے دیکھنے کا یار کو کیجے بھی قصد
آنکھ دکھلانے لگے روزن دیوار مجھے

گرم ہے صحبت اغیار ترے گھر میں لگا
دھوپ سے کیوں سوا سایۂ دیوار مجھے

آنکھ میں جلوۂ وحدت کی سمائی ہے بہار
ایک آتا ہے نظر آج گل و خار مجھے

صحبت شیخ و برہمن سے حذر کرنا بلت
کہ پھنسائیں نہ کہیں سبحہ و زنار مجھے

عدل و انصاف ہوا آپ ہی کو ذات حکیم
جرم ہو غیر سے ٹھہراو گنہگار مجھے

بخت خوابیدہ سے کچھ دیکھیے بدل القابین
ملتا بازار میں گر طالع بیدار مجھے

جھوٹ ہی پر ہے عجب راست نما لطف فزا
آ کے قاصد نے دیا مژدۂ دیدار مجھے

واعظا تو ہی تو کہہ میں نہ پیوں وہ ساقی
ہاتھ سے اپنے جو دی ساغر سرشار مجھے

پاس رہتے ہیں کہاں اب تو ان صبح فراق
چھوڑ جاتے ہیں شب ہجر میں غمخوار مجھے

نالوں سے ہوگا جدا حشر بپا حشر میں بھی
گر میسر ہوا جلوۂ دیدار مجھے

اونسے پنہاں نہیں حال دل ناکام گراز
خلوت خاص میں کیا حاجت اظہار مجھے

حال دونوں کا ہے یکساں شب تنہائی میں
میں دل زار کو بہلاؤں دل زار مجھے

نہیں معلوم کہ کون ہوں کیا ہوں نساخ
کہ جگہ دیتے نہیں کافر و دیندار مجھے

جان کیوں لیتی ہے اے جان محبت تیری
کچھ محبت تو نہیں ہے شب فرقت تیری

کوئی اعجاز ہے یا ہے یہ کرامت تیری
تنگئ لب پہ ہے شکر شکایت تیری

تجھ سے اک ربط تو ہے خاص کسی طرح کا ہو
نہیں الفت تو غنیمت ہے عداوت تیری

کیا ہے تو کون ہو تو کس سے بہلا پوچہین ہم
کہ کسی کو نہین معلوم حقیقت تیری

حیف آغاز محبت مین یہ معلوم نہ تہا
کہ بدل جائیگی دو دن مین طبیعت تیری

جان پہر لاشۂ عاشق مین تڑپ کر آئی
قتل کے بعد اگر دیکہی ندامت تیری

غیر سے ملتی ہو کیون تیری نظر بدلی ہو
کیا ہوا خلق ہوئی کیا وہ مروت تیری

تو نے رسوائی مگر نام اسی کا رکہا
میرے باعث جو ہوئی خلق مین شہرت تیری

خوف ہے ہمکو جو تا رسکے و تنہائی کا
قبر مین ساتہ لیے جاتے ہین حسرت تیری

گر شب وصل ہوئی ہمسے خطا کر دے معاف
رکہکر سر پاؤن پہ ہم کرتے ہین منت تیری

ہاتہ زلفون کی طرف شب جو بڑہایا مین نے
بولے جہنجہلا کے کہین آئے نہ شامت تیری

وصل مین کیسے مزے سے مرا رستہ بند کیا
حشر مین بہی نہین کرنے کا شکایت تیری

جان سے اپنی بہلا کیون نہ رکہین سبکو عزیز
کہ نشانی ہو محبت کی عداوت تیری

مر گئے غالب[۱] و آزردہ رہا ہے اک تو
ذات نساخ بہت اب ہو غنیمت تیری

دیکہو لب لعل آئنے مین
پوچہو نہ ہماری آرزو کی

کیا دفع ہو تشنگی خنجر
دل مین نہین بوند تک لہو کی

کیا پڑ گیا اوس پہ میرا سایہ
تقدیر بگڑ گئی عدو کی

خود گم ہوے ہم تلاش دل مین
کیا بات ہماری جستجو کی

وہ چہرے کے دل کو قتل کے بعد
کرتے ہین تلاش آرزو کی

ہر بات پہ گالیان ہین لب پر
خوبی تو یہی ہے گفتگو کی

ہم جائین جو میکدے مین نساخ
گردن نہ جہکے بہلا سبو کی

جسکو عادت ہے دلآزاری کی
کیا امید اوس سے ہو دلداری کی

[۱] غالب تخلص مرزا اسد اللہ خان دہلوی ۱۲۸۵ھ ... [illegible] آزردہ تخلص مفتی صدر الدین خان مرحوم دہلوی

اب شکایت ہے عبث خواری کی — ایسے بیدرد سے کیون یاری کی

رکہدیا گردن ساقی پہ ہاتہ — نشے مین خوب ہی ہشیاری کی

خوار ہون دیدۂ اغیار مین بہی — ہے سزا اپنی وفاداری کی

زلف سے اونکی اولجہتے ہین ہم — ہے خبر کس کو گرفتاری کی

آن کر دیکہ گئے وہ آخر — رہ گئی بات میری خواری کی

نہین جو سوئی کمر کا شیدا — سمجہے کیا شعر کی دشواری کی

کاکل مشکین مین گرہ ہین نساخ
شوخیان آہوے تاتاری کی

ملین وہ یا نہ ملین پوچہتے تو ہین احوال — خوشی یہی ہے کہ اونکو مرا خیال تو ہے

تیرے کوچے کی جو گدائی کی — ساری دنیا کی بادشاہی کی

جس سے نساخ آشنائی کی — اوسنے آخر کو بیوفائی کی

دل ہوا خون لکہا تہا قسمت مین — کیا شکایت کف حنائی کی

ہے زبان پر دعا قفس مین بہی — قطع امید ہو رہائی کی

خواب خوش سے جگا دیا اونکو — نالون نے خوب ہی رسائی کی

دیر مین پہونچے راہ کعبے سے — گمرہی نے یہ رہنمائی کی

بوسے اونکے لبون کے شب لیے — مل گئین نعمتین خدائی کی

منہ لگاتی نہین ہے دختر رز — بات بگڑی ہے پارسائی کی

محو آواز یار ہون نساخ
دہوم ہے میری خوش نوائی کی

تری دوستی کا اسے یار پاس — عداوت اگر مجکو دشمن سے ہے

خاک بہی حاصل نہو تدبیر سے — آدمی ناچار ہے تقدیر سے

یار کیون آنے لگا تدبیر سے ‏ ‏ زور چلتا ہے بھلا تقدیر سے
ہر قصور غیر پر انصاف ہے ‏ ‏ تم خفا ہو عاشق دلگیر سے
تو نہین جو پاس جوش شوق مین ‏ ‏ باتین کرتے ہین تری تصویر سے
ہجر مین آتی نہین ہے موت اگر ‏ ‏ کام لیجے زہر سے شمشیر سے
جل گیا سب کچھ بجز اغیار دل ‏ ‏ میری آہ گرم کی تاثیر سے
آہ ہم بھرتے ہین نالے کرتے ہین ‏ ‏ شب نہین کٹتی کسی تدبیر سے
حال وصل غیر سے واقف نہ تھا ‏ ‏ کھل گیا ہے آپکی تقریر سے
کیا دکھایا ہے مجھے روز سیاہ ‏ ‏ بھر گیا جی نالۂ شبگیر سے
وہ جوان ہو جب مری سنتا نہین ‏ ‏ کیا توقع آسمان پیر سے
کیا چھپے گا راز قتل عاشقان ‏ ‏ خون ٹپکتا ہے تری شمشیر سے
ہمنشین گر وہ نہ آئے تو نہ آئے ‏ ‏ موت کو لاؤ کسی تدبیر سے
غیر سے ملنے کا ہے اقرار اوسے ‏ ‏ ٹکڑے ہے دل شوخی تقریر سے
کیمیا گر کو بجز افلاس رنج ‏ ‏ خاک بھی حاصل نہین اکسیر سے
میری صورت کیون جلاتے ہو بھلا ‏ ‏ دشمنی کیون ہو مری تصویر سے
قاصدا تو جلد آنا دیکھنا ‏ ‏ مر نہ جائین ہم تری تاخیر سے
بااثر نالون سے کر گرمی ہو بات ‏ ‏ کام لیجے آہ نے تاثیر سے

ہوتا اگر نساخ اس عہد مین
اس غزل کی داد لیتے میر سے

نساخ خضر راہ نا نشۂ شراب ‏ ‏ شب بھول کر وہ راہ مرے پاس آ گئے
کوچے مین ترے یار کوئی خاک بسر ہے ‏ ‏ دل سوختہ کوئی ہے کوئی تفتہ جگر ہے
ناکام ہین وہ جو ہین فن عشق مین استاد ‏ ‏ بے شبہہ فلک دشمن ارباب ہنر ہے

ممکن ہے کہ ہو بال سے باریک و لیکن
کہتے ہین نہین اوسکی کمر اسمین نظر ہے

بتلاؤ تو کیا عشق برا ہے کوئی آزار
کیون ہم نفسو مجھے بہلا تمکو حذر ہے

کیا پڑ گیا ہے میرے تن زار کا سایہ
کانٹے سے سوا باغ مین ہر ایک شجر ہے

سوتے ہین پڑے چین سے وہ ساتہ عدو کے
شاید یہی آہ دل محزون کا اثر ہے

نساخ نہ کیون جاے کفن باندہ کے سر سے
عشاق کا خون کوچہ قاتل مین ہدر ہے

نساخ ادڑاتا ہے تو کیون خاک بیابان
گہر مین ترے مہمان ہے وہ کچہ تجکو خبر ہے

گر گئے اونکی نظر سے واہ کیا تاثیر ہے
خاک مین ہم مل گئے ہین سر تقدیر ہے

مطالع

نساخ کو جو تو نے دیے داغ دلکشا
یہ داغ دلکشا ہین کہ ہین باغ دلکشا

روز روشن کو سیہ جو تیرے بالون نے کیا
ہجر مین یک حشر برپا میرے نالون نے کیا

ملا ہے لطف شہادت سے زندگانی کا
ہزار شکر ہے خنجر کی قدردانی کا

افسوس کہ شب مر گیا بیمار تمنا
لیکن نہ کیا تجھسے بہی اظہار تمنا

کیا کہین حال شب ہجر مین ہم بستر کا
نالہ گرم سے اک ڈھیر ہے خاکستر کا

ہو گیا ہے گم میرا دل بارہا
پڑ گئی ہے دلپہ مشکل بارہا

دامن غیر ترے ہاتہ سے گر پاک ہوا
بزم مین رشک سے میرا بہی جگر چاک ہوا

ہجر کی رات کو دم بہر بہی نہ آرام لیا
بات کچہ دل نے اگر کی تو ترا نام لیا

اوسکے کوچے مین دل کا خون ہوا
غم سے نساخ کو جنون ہوا

جسم زار شمع صفت شب جو گہل گیا
راز نہان سوز غم عشق کہل گیا

مین گرفتار کبہی اور کبہی آزاد رہا
کبہی ناشاد رہا اور کبہی شاد رہا

مقتل مین ہے اسی سے مرے دلکو اضطراب
کسواسطے ہے خنجر قاتل کو اضطراب

کوئی دنیا مین نہین رنج جراحت کا شریک
کہنے کو تو ہر کوئی ہے رنج و راحت کا شریک

رو سی ملیح یار پہ ہے کس قدر نمک
چھڑکے نہ کسلیے وہ مرے زخم پر نمک

آیا نہین زبان پہ بیان شب وصال
کیونکر کھلا ہے راز نہان شب وصال

آنے کا نہین وہ نہین مٹتی خلش دل
بیکار ہے بے فائدہ جذب و کشش دل

نغمہ سنجی پہ چمن مین تو نہ پھولی بلبل
اونکی باتون سے جھڑا کرتے ہین پھول ای بلبل

مصحف رخسار پر اوسکے نہین چلتا عمل
کیا ہے جادو سحر کیا کسکا فسون کیا عمل

گستاخ ہمکو آیا ہے یہ بار بار خیال
اس جور پر بھی تجکو وفا کا رہا خیال

ایسے ہوتی ہے کہان دل کی تمنا حاصل
نالہ و آہ و فغان سے ہے بھلا کیا حاصل

نہ آئے وہ نہ ہوا دل کا مدعا حاصل
ہے جذب شوق کا سبب وصلت لاحاصل

کیسے ہو کیا کہ بوسے کا دینا نہین ہے سہل
جانو تقیہ دل کا بھی لینا نہین ہے سہل

کیون ہے نالونکا ہجوم اور کیون ہے آہونکا ہجوم
تیرے در پہ کسلیے ہے داد خواہون کا ہجوم

ہے جنون کے جوش مین سر کو مری چکر مدام
ہر در و دیوار سے کہاے نہ کیون ٹکر مدام

وصل تو ہے اب نصیب دشمنان
ہجر ہو گا کب نصیب دشمنان

نظر آتے ہین بام و در دشمن
ہجر مین کیون ہے گھر کا گھر دشمن

کام ہشیاری کا ہے مین نے کیا ہے نشہ مین
یاس سے سب راز پنہان کہدیا ہے نشہ مین

چھڑے دامن کو جگر چاک کیا وحشت مین
کیا کیا لاکہ کا گھر خاک کیا وحشت مین

ہوتا نہین مرا تو گذر یار کے گھر مین
کس طرح گئی باد سحر یار کے گھر مین

ہنس رہے ہین جو گل داغ جنون
کیون نہ سینے کو کہون باغ جنون

مجھے جب چاہئین بزم مین کافر نظرین
دل دشمن پہ چلین صورت خنجر نظرین

ہے عجب وصل مین دن رات گھلا جاتا ہون
عشق کی تپ ہتی ہے ملاقات گھلا جاتا ہون

جب اونکی نظر کو دیکھتے ہین
ہم اپنے جگر کو دیکھتے ہین

کیون جاگ جاتا ہون مین پر کیفیت مین
اوسکے جو شب وصل ہوے بال پریشان
اوسکے پاؤن کیطرف ہم جو کبھی جھکتے ہین +
فریاد ناله شور فغان آه کیا کرون
اگر عدو کو کہیے اوسنے تو باتین سناتی ہین
نہین کا رہنا ہے بہار و ابر ہجران مین
آه و ناله کا شور تو دیکھو
بگڑے کریگا دل کو مرے زہر آرزو
چپ ہو کیون بولو کہان تھے رات کو
شاید که دختِ رز سے لگا یا نہین ہے
چشم نرگس سے لڑی ہو باغ مین کسکی نگاہ
دیکھکر اوس صنم ہوشربا کا جلوہ
کی نه اوسکا قرینه بین نے جفا سے توبه
ناله وه پر شرر ہے که الله کی پناه
مرگ مہلت اور ہی ہجران مین جینا اور ہے
بزم مین رات کو غیرون سے اشارے دیکھے
نساخ بھلا اوسنے کب قرار کیا ہو
پھر ہین مین لاکھون طرح کے جو خیالات ہے
نساخ جو یہان ہو وے وفا تکی ترقی
اوسنے مری قسمت کا نوشتہ کو پڑھا ہو
نگاہ ہیبت تیری وه جنبے که جان پرین جاگے

لکھا ہوا نہین ہو اگر سرنوشت مین
نساخ ہو کیون مرا احوال پریشان
منہ سے کہتے نہین کچھ دل مین مگر کہتے ہین
اوس بت پہ سب ہین بے اثر الله کیا کرون
سوال وصل گر کیجے تو صلواتے سناتے ہین
که مجھکو چاہیے تاب و قرار و صبر ہجران مین
ناتوانی کا زور تو دیکھو
ٹوٹتا ہے میری جان پہ اب قہر آرزو
کہیے تو کہدون جہان تھے رات کو
واعظ بگڑ گیا ہے که پایا نہین ہے منہ
رشک سے پڑنے لگی کیون مجھپہ نرگس کی نگاہ
یاد نساخ کو آتا ہے خدا کا جلوہ
مین کرون کسلیے نساخ وفا سے توبه
دل کو وه اوس سے دور رہے که الله کی پناه
اسکا انداز اور ہو اوسکا قرینا اور ہے
دیدهٔ یار کرشمے ترے سارے دیکھے
جب اوس نے کہا ہو مین انکار کیا ہے
کیون نه آئین دل مضطر مرا دیدار ہے
کیون ہو وے نه وہان مہر جفا و تکی ترقی
معلوم ہو اوسکو مرے تقدیر مین کیا ہے
اشارے ترے وه جنبے جان پرین جاگے

جستجو میں تری گر یاپی البشر پھرتا ہے
تو طلب میں ترے لساخ کا سر پھرتا ہے

بر آئیں سب کے مطالب یہ سب لگی دعا سے
امید ہو مرشد کامل کی دعا سے

خوش ہیں وہ نہایت ہی مری طرز وفا سے
ثابت یہ ہوا یار کے انداز جفا سے

مسجد میں گر ہووے گذر دیر ہی سہی
بیکار بیٹھے کیون ہیں یکسیر ہی سہی

تو ملا ہے غیر سے سمجھا ترے انداز سے
کم نہیں ہیں کچھ ترے انداز بھی غماز سے

اونکی ہنسی سے باغ میں گل داغ داغ ہے
یان رشک سے یہ حال ہوا دل داغ داغ ہے

دشمن کو تو نے پان دیا اپنے ہاتھ سے
بیجرم میرا خون کیا اپنے ہاتھ سے

پہلو میں ہیں وہ آنکھو میں اب اشک نہیں ہے
ہے وصل کی شب غیر سے کچھ رشک نہیں ہے

جی میں ہے راز دل وہ عدو سے جو کہیے
نہ سنے کان لگا کر تو عدو سے کہیے

تھا تنگ پہلے ہی دل نازک مزاج سے
دم ناک میں ہے قاتل نازک مزاج سے

اب لطف سے وہ سلسلہ وہ ربط نہیں ہے
پیری میں وہ سودا نہیں وہ خبط نہیں ہے

عشق بتان کا دل میں مگر اوسکے درد ہے
کیون میری طرح چہرۂ خورشید زرد ہے

آہ کیون دل پر آن بھرتا ہے
کسلیے اوسکے کان بھرتا ہے

کہنا کسی کا یاد ہے آپ رہے جو تو پیے
میرے بغیر گریہ ہے سید الہو پیے

معمیات

باسم داغ

از سر ناز دادا چون سر بلبل گذشت
مست شد چندان کہ بلبل از سر گل گذشت

ہرگاہ سر ادا کہ حرف الف ست گذشت یعنے رفت دا باقی ماند چون لفظ دا بر سر بلبل کہ ازان باعتبار لفظ ہزار غین مراد ست درآمد داغ حاصل آمد

باسم وحید

چون بکوی آن بت سفاک قاتل بگذری
از سر روح و روان باید کہ ایدل بگذری

چون از سر روح بگذری یعنی سر روح را دور کنی وح باقی ماند چون وح با لفظ ید متصل شود

وحید بحصول اتحاد

یا اسم محترم با اعراب

ور عشق تو نے قرار دنے برگ وسم دم — نے عزت و اعتبار دنے زور وزرم
چون نیست مرا دولت وصل تو نصیب — از جملہ کائنات محتاج ترم

هرگاه لفظ تاج ترم یعنی بر سر ترم در آید محترم حاصل آید ٭ ٭ ٭

تاریخ وفات امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

آن کہ بوده خلیفہ ثانی — دل عالم ز عدل او بشگفت
سال تاریخ انتقال او — خردم وحی دہم وحید بگفت

تاریخ وفات امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان کہ ذی النورین بود — نیک دل نیکو منش نیکو نهاد
سال تاریخ وفاتش از حساب — هاتف غیبی بگفتا پاکزاد

تاریخ مرگ یزید پلید

آنکہ نامش بود یزید پلید — بود لرزان ز مکر او شیطان
سال و تاریخ مرگ او ٭ — از دلی جوی دلی مکابادان

تاریخ وفات حضرت عمر ابن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ

ابن عبد العزیز حق آگاه — بود یکتا بدین و دانش اجود
بهر سال رحیل او هاتف — نامی دامین و امین فرمود

تاریخ وفات حضرت خواجہ حسن البصری رحمۃ اللہ علیہ

حسن بصری آن خدا آگاه — از جهان رفت چون سوی معبود
کلمۂ لا الہ الا ہو ٭ ٭ — گفت هاتف سن رحیل او

تاریخ وفات حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ

حضرتِ باقر آن خدای پرست | کو امام بحق بود لاریب
بہر سال وفات او نساخ | لفظ جامع بگفت ہاتف غیب

تاریخ وفات حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۲

آنکہ مشہور حبیب عجمی ست | از جہان رفتہ چو در باغ جنان
ہاتف غیب سن رحلتش | گفت نساخ سطالع واحسان

تاریخ وفات حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ۱۴۸

آن امامیکہ جعفرش نام ست | دلِ عالم ز فیض او بشگفت
از برای سن وفات او | ہاتف غیب لفظ ناصح گفت

تاریخ وفات حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ۱۶۹

آن کہ سفیان ثوریش نام ست | ولیے کامل ست بیشک ریب
از فلک سال رحلتش نساخ | زیب عالم بگفت ملہم غیب

تاریخ وفات حضرت داود طائی رحمۃ اللہ علیہ ۱۶۰

آنکہ بودہ ست نام او داود | آن خدا جوی آن خدا آگاہ
بہر سال رحیل او گفتم | کلمۂ لا الہ الا اللہ

تاریخ وفات سلطان عبدالرحمن ابن معاویہ سلطان قرطبہ دار السلطنت ۱۷۲

اندلس معروف بہ ہسپانیہ

آنکہ سلطان قرطبہ بودہ | ہست مشہور جاہ و حشمت او
بود او شاہ عادل ای نساخ | نیکنام است سال رحلت او

تاریخ وفات حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ ۱۷۱

بود بیشک شفیق اہل اللہ ‏— پیرو راہ راست شرع رسول
یافتم سال فوت او نساخ ‏— ہم ز قدسی وہم ز اہل قبول

تاریخ وفات حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

آن امامیکہ مالکش نام ست ‏— گشت از علم او جہان روشن
سال ترحیل او ز روے حساب ‏— یافتم ز افصح و امام زمن

تاریخ وفات سلطان ہشام ابن سلطان عبد الرحمن سلطان قرطبہ

آنکہ سلطان ہشام بودش نام ‏— بود مشہور از بفضل وجود
رفت چون از جہان بے بنیاد ‏— گشت سال وفات او مسعود

تاریخ وفات حضرت ابو علی فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ

آن فضیل عیاض ای نساخ ‏— زاہد وکامل ست ہم عارف
ملہم غیب ز آسمان فرمود ‏— بہر سال وفات او واقف

تاریخ وفات سلطان ابو العاص حکم سلطان قرطبہ

آنکہ مشہور ابو العاص بود ‏— بود در قرطبہ شاہ ذیشان
از پے سال وفاتش ز حساب ‏— گفت نساخ جناب سلطان

تاریخ وفات سلطان عبد الرحمن ثانی ابن سلطان ابو العاص حکم سلطان قرطبہ

آن بادشہ قرطبہ عبد الرحمن ‏— بودہ ز سیاست وعدالت واقف
چون رفت ز دنیا پے تاریخ وفات ‏— والی اقالیم بگفتا ہاتف

تاریخ وفات سلطان محمد ابن سلطان عبد الرحمن ثانی سلطان قرطبہ

محمد شاہ بد اقبال فرخ رای ‏— کہ گویا بود او از عقل معذور
[illegible] ‏— رقم زد خامہ نساخ مکرور

تاریخ وفات سلطان منذر ابن سلطان محمد اول سلطان قرطبه

منذر آن کو بود شاه قرطبه — رفت از دنیا سوی باغ بهشت
بہر سال رحلتِ او از حساب — خائن حاکم جابر نوشت

تاریخ وفات منصور وزیر اندلس که نمک حرام بود

مرد منصور آن وزیرِ اندلس — آنکه شد از دست او سلطان ذلیل
سنے تکلف بے تردد از حساب — انقلاب دہر شد سال رحیل

تاریخ وفات سلطان عبد الله ابن سلطان محمد اول سلطان قرطبه

بود عبد الله شاه قرطبه — رفت در ملک عدم چون زین جهان
از برائے سال تاریخ وفات — هاتف غیبی بگفتا مرزبان

تاریخ وفات سلطان عبد الرحمن ثالث ابن محمد مقتول ابن سلطان عبد الله سلطان قرطبه

شاه عالیجاه ملک اندلس — مرد و شد اہل جهان با رنج جفت
بہر سال رحلتِ آن بادشاه — فلک سلطان سلیمان جاه گفت

تاریخ وفات سلطان المستنصر بالله حکم ابن سلطان عبد الرحمن ثالث سلطان قرطبه

نساخ حکم که بود شاه عادل — از دہر برفت صورت جان بجنان
تاریخ وفاتِ آن شہِ عالی جاه — نساخ بگفت جان لسان سلطان

تاریخ وفات مهندس مشهور عبد الله قرطبی

عبد الله قرطبی مهندس — بشتافت بسوی دار عقبی
کردیم طلب ز هاتف غیب — نساخ چو سال رحلتش را

بود ستة چند که ارباب فضل — شاعر نکته رس و شیرین مقال
سال فوت او که جستم از خرد — گفت هشت هر دم چشم کمال

تاریخ وفات عم بزرگوار مصنف قاضی محمد عاشق مرحوم رئیس راجه پور ضلع فریدپور

عم بزرگوارم که بود عاشق حق — رفت از جهان فانی نساخ سوی جنت
بودم به فکر سال رحیل او که ناگه — گفتا سروش غیبی بهر ست جام وحدت ۱۲۴۲

تاریخ وفات قاضی محمد دائم مرحوم یکی از عزیزان مصنف

آن قاضی پاک زاد پاکیزه نهاد — بوده ست مدام بر ره دین قائم
از بهر سن رحیل او بی کم و کاست — نساخ بگفت مرگ قاضی دائم ۱۲۴۲

تاریخ وفات عم بزرگوار مصنف قاضی محمد مقیم مرحوم

عم بزرگوار که بود افضل زمان — از خار زار دهر بباغ نعیم شد
چون بود پاک زاد سن ارتحال او — قاضی پاک زاد محمد مقیم شد

تاریخ وفات عم والده بزرگوار منشی لقاء الله مرحوم کیل عدالت عالیه صدر دیوانی کلکته رئیس کریم ضلع جر

منشی سنے بدل لقاء الله — بود از اہل تمکنت و شوکت
بهر سال وفات او نساخ — گفت هاتف که عزت و حشمت

تاریخ وفات منشی لعل محمد مرحوم خالوی والد ماجد مصنف قاضی قمر محمد مرحوم ۱۲

فخر زمانه لعل محمد که بوده است — ز اخلاق وجود او دل اہل زمین شگفت
نساخ سال رحلت او را که خواستم — صافی ضمیر و هادی دنیا سروش گفت ۱۲۴۳ ۱۲۴۳

تاریخ وفات عم بزرگوار مصنف قاضی محمد ابراهیم مرحوم

ز دنیا سوی خلد شد عم من — که بوده ست او صاحب جود و عال
برای سن رحلتش تا مدام — رقم کرده دریای فضل و کمال

تاریخ وفات برادر بزرگ مصنف قاضی محمد مظفر معروف بہ سبو میاں مرحوم

بود مظفر نیک سرشت	رفت ز دنیا سوی بہشت
سال رحلتش کلک حزین	آہ مظفر آہ نوشت

تاریخ وفات برادر عزیز مصنف قاضی محمد اسمعیل مرحوم ابن قاضی محمد ابراہیم مرحوم

قاضی اسمعیل کو بودہ ہست پاکیزہ نہاد	رفت از دار فنا و شد غمین اہل جہان
خواستم نساخ چون سال رحلتش ہاتفے	قاضی اسمعیل حیف و آہ گفت از آسمان

تاریخ وفات عم بزرگوار مصنف قاضی بدیع الدین مرحوم

عم من رفت ز دار فانی	شد دل اہل جہان با غم جفت
سال تاریخ وفاتش نساخ	افضل الناس بدیع الدین گفت

تاریخ وفات برادر خورد حیدر مرحوم مصنف قاضی محمد وافی مرحوم

آن محمد وافی نیکو نہاد	رفت از دنیا سوی باغ بہشت
سال نقلش را دل نساخ یافت	از محمد وافی نیکو سرشت

تاریخ وفات سید اکرام الدین مرحوم یکے از عزیزان مصنف

سید اکرام بود پاک نہاد	شد ز دار فنا بخلد برین
سال تاریخ فوت او نساخ	گفت ہاتف ستون خیمۂ دین

تاریخ وفات سید وارث علی مرحوم رئیس گردہ ضلع فریدپور خویش عم بزرگوار مصنف قاضی محمد عاشق مرحوم

وارث علی آنکہ بود سند	بودہ است سپہر فضل را ماہ
نساخ نوشت سال فوتش	وارث علی معارف آگاہ

تاریخ وفات قاضی عبد الباقی مرحوم یکے از اعمام مصنف

عم نساخ مرد و از فوتش	گشت مغموم جن و انس و ملک

خواستم سال نقلش ناگاه گفت فلک قاضی نیک مرد

تاریخ وفات شاه رؤف احمد صاحب رأفت مجددی قدس سرهٗ ۱۲۳

رافت آن قدوهٔ ارباب کمال از جهان رفت بسوے جنت
بهر تاریخ رحیلش نساخ شد رقم قدوهٔ جنت رافت

تاریخ وفات فتح علی شاه قاچار بادشاه ایران ۱۲۴۹

فتح علی شاه فلک مرتبه شاه عجم بود زمانے دراز
رفت چو از دهر شده سال فوت فتح علی شاه رعایا نواز

تاریخ وفات سید صدر الدین مرحوم سیدلی پوری سبکے از اخلاف ۱۲۵

سید راجه معروف به جنیدن شهید قدس سرهٗ

سوی ملک عدم چو رفت صدر الدین ازین عالم زفوت او خلائق گشت مغموم و ملک غمگین
چو ای نساخ جستم سال تاریخ وفات او بگفتا هاتف غیبی که رحلت کرد صدر الدین

تاریخ وفات برادر نسبتی مصنف مولوی حمید الدین مرحوم وکیل ۱۲۵۱
عدالت عالیه صدر دیوانی کلکته ابن جناب مولوی علی انور مرحوم

رئیس شهباز پور ضلع تپره

مرد چون مولوے پاک نهاد شد دل اقربای او غمگین
گفت نساخ سال ترحیلش پر خرد مولوی حمید الدین ۱۲۵۵

تاریخ وفات منشی سید نجیب الدین مرحوم مصنف بردوان رئیس

راجہ پور برادرزن قاضی محمد عاشق مرحوم عم مصنف

مرد نجم الدین عالی مرتبت | باد جایش با خدا اندر بہشت
خامہ ام نساخ سال فوت او | مصدر اخلاق نجم الدین نوشت

۱۲۵۵

تاریخ وفات منشی سید نصیر الدین صہ پوری برادر خورد منشی سید نجم الدین مرحوم مصنف برہان

آنکہ نامش بود سید نصیر الدین | گر عطایش دل جہان بشگفت
سال تاریخ فوت او نساخ | فکر بخشایش الٰہی گفت

۱۱ ۵۹

تاریخ وفات مولوی حبیب احمد مرحوم متخلص بہ روبیت اوستاد نواب شاہجہان بیگم صاحبہ رئیسہ بھوپال ابن شاہ رؤف احمد رأفت قدس سرہ

مرد چو آن روبیت عالی نہاد | شد دل احباب بہ آلام جفت
ملہم غیبی بہ پے سال وفات | روبیت مرحوم بفردوس گفت

۱۲۶۲

تاریخ وفات یکی از اعمام بزرگ مصنف قاضی محمد صابر قدس سرہ

ابن قاضی محمد واقی مرحوم کہ مجذوب بود

زدنیا شد بجنت عم نساخ | کہ اعمالش خدا را بود محبوب
براے سال و تاریخ رحیلش | رقم زد خامہ ام درویش مجذوب

تاریخ وفات محمد شاہ قاجار بادشاہ ایران ۱۲

شاہ ایران زمین محمد شاہ | آنکہ نساخ تخم نیکی کشت

مرد بسال وفات او کلکم	شاه عالی تبار مرد نوشت ۱۲۶۴

تاریخ وفات میرزا حبیب قاآنی شیرازی ملک الشعرای ایران

مرد چون قاآنی نازک خیال	آنکه او بوده سخن سنج لبیب
گفت اے نساخ سال فوت او	هاتف غیبی نعم حبیب حبیب ۱۲۷۰

تاریخ وفات مولوی امام بخش صهبائی متخلص به صهبائی که در ایام غدر دهلی شهید شد

آن شاعر مشهور صهبائی که بوده در جهان	شد شهید و شد مقتول از شمشیر ظلم ظالمان
نساخ من چون خواستم تاریخ قتلش ناگهان	مقتول شد صهبائی مقبول حق گفت آسمان ۱۲۷۳

تاریخ وفات خوشنویس مشهور محمد میان امیر پنجه کش دهلوی که در ایام غدر شهید شد

حیف تیغ جور و ظلم گشت هلاک بیگناه	بود سپهر هنر را ماه امیر پنجه کش
سال شهادتش بگفت هاتف غیب از فلک	آه امیر پنجه کش آه امیر پنجه کش ۱۲۷۳

تاریخ وفات خواجه اسدالله مرحوم متخلص به [illegible] باشنده ڈھاکہ

خواجه کوکب رفت از دنیای دون	آنکه بود [illegible]
سال [illegible] از فلک	گفت هاتف [illegible]

تاریخ [illegible] اله بخش [illegible]

آنکه نامش اله بخش بود	رخت چون از جهان فانی بست

بهر سال وفات او نساخ ‏ ‏ زد رقم کلک من خدای پرست
۱۲۷۷

تاریخ وفات خال بزرگوار مصنف مسکین شاه مرید شاه صادق علی مرید مولانا فخر الدین دہلوی قدس سرہم

حیف افسوس مرد مسکین شاه ‏ ‏ در غمش چشم خلق خونبار ست
سال تاریخ نقل او نساخ ‏ ‏ کان تحقیق تا بن اسرار ست
۱۲۸۱

ایضاً

خال نساخ که عارف بوده ‏ ‏ رفت از دہر بجنت آنگاه
بهر تاریخ وصالش خامه ‏ ‏ زد رقم فوت شده مسکین شاه
۱۲۸۱

ایضاً فصلی

مرد نساخ خال من حیف ‏ ‏ آه افسوس آه افسوس آه
سال فصلی که جستم از ہاتف ‏ ‏ گفت شهباز عشق مسکین شاه
۱۲۷۱ ف

ایضاً عیسوی

مرد خالم که بود دست ز شک بیب ‏ ‏ کاملی عارف و خدا آگاه
سال تاریخ عیسوی نساخ ‏ ‏ کو فضیلت پناه مسکین شاه
۱۸۶۴ ع

تاریخ وفات نواب یوسف علی خان بهادر فرمانروای رامپور متخلص ناظم

چو آن ناظم کشور شاعری ‏ ‏ به ملک عدم شد ز دیر کهن
رقم کرد نساخ تاریخ او ‏ ‏ که نواب مهر سپهر سخن
۱۲۸۱

تاریخ وفات شهزادی بیگم عرف عمده بیگم بنت شاهزاده

غلام محمد مرحوم ابن ٹیپو سلطان و دختر محترمہ شاہزادہ سلطان حسین مرحوم

کس کے غم مین ہے سیہ پوش آسمان
کسلیے چشم شفق ہے خونفشان

چشم نرگس کسلیے نمناک ہے
قلب سوسن کسلیے غمناک ہے

کیون پریشان آج ہی سنبل کا حال
کیون طپانچون سے کیا منہ گل ذلال

کس کے غم مین روتی ہی نہر چمن
کس کے ماتم مین ہی بلبل نالہ زن

آسیہ کی روح کیون گریان ہی آج
روح مریم کسلیے نالان ہی آج

نالہ زن ہے کسلیے حوا کی روح
مبتلائے غم ہے کیون سارا کی روح

کس کے مرنے نے کیا ایسا ستم
عالم ارواح مین پھیلا جو غم

سوچتا تھا دلمین مین یہ کیا ہوا
حال یہ کیا ہی یہ کیا ہے ماجرا

اسمین آئی آہ و افغان کی صدا
ساتھ ہی اسکے کسی نے یہ کہا

شاہزادی عمدہ بیگم مرگئین
عالم فانی سے رحلت کرگئین

پیٹتے ہین سب قرابت دار سر
ہے قیامت دختر و فرزند پر

یک جہان ہے بیقرار و اشکبار
ایک عالم رو رہا ہے زار زار

اس خبر کے سنتے ہی وہ غم ہوا
لب پہ آیا نالہ و احسرتا

پھر جو ای نساخ با رنج و ملال
آگیا تاریخ کا مجکو خیال

یون کہا ہاتف نے با حال تباہ
عمدہ بیگم نے قضا کی حیف وآہ
۱۲۹۲

تاریخ ترتیب دیوان مولوی سید عصمت اللہ متخلص بہ انسخ باشندہ
پنڈوہ ضلع بردوان مقیم کلکتہ شاگرد رشید مصنف

دیوان النسّاخ جمع شد از فضل خلّاق سخن	شد شادمان از دیدنش لمّاعی طاس قلم
نسّاخ بهر سال ترتیبش ز فرط خرمی	دیوان شاگرد رشید نکته رانم شد رقم

[illegible]

تاریخ وفات محمد هادی مجموعه دار مرحوم رئیس سلهٹ

مُرد آن هادی خجسته صفات	بود او نیکذات و نیک سرشت
بهر سالِ وفات او نسّاخ	گفت هادی و گلستان بهشت

۱۲۹۳

تاریخ وفات مولوی قاضی شفیع الدین مرحوم مفتی عدالت ضلع باقرگنج معروف به بریسال رئیس موضع الاچی پور ضلع ڈھاکہ

رفت چون قاضی شفیع الدین ازین دار فنا	شد دل احباب مملو از رنج و درد و غم
بهر سالِ انتقالش کلکِ نسّاخ حزین	سعدِ احسان شفیع الدین بجنّت زد رقم

۱۲۹۳

تاریخ طبع دیوان مولوی عصمت الله النسّاخ موسوم به سخن بے مثال شاگرد رشید مصنف

شد طبع چه دیوان بلاغت عنوان	نقشِ قلم سخن طراز النسّاخ
نسّاخ نوشت سالِ شنگرف کلکم	شد طبع کلام دلنواز النسّاخ

۱۲۸۵ ہجریہ

تاریخ وفات حاجی سعید بخت مجموعه دار زمیندار سلهٹ و مشیر بلاکن پرنسپل مدرسهٔ عالیهٔ کلکته

بروز شنبه که رفتند سرو دست و بغل	سعید بخت و بلاکن ز عالم دنیا
سنینِ رحلتِ شان گفت هاتفِ غیبی	سعید بخت و بلاکن ز عالم بالا

۱۲۹۵ ھ

تاریخ وفات مولوی نجف علیخان مرحوم متخلص بہ خستہ استاد نواب ناظم بنگالہ باشندہ جھجر

خستہ کو ذہن مجسم بودہ	سخنش سحر و فسون و جادو
مُرد و نساخ سن ترحیلش	زد رقم منزل خستہ مینو
	۱۲۹۶

تاریخ وفات مرزا حسین علیخان مرحوم دہلوی متخلص بہ شادان ابن میرزا زین العابدین خان مرحوم عارف

برفت آہ شادان ز دنیای دون	خدایا بہ تابش بفردوس باد
برای سن رحلتش خامہ ام	رقم کرد شادان [illegible] نہاد
	۱۲۹۲

تاریخ وفات میر وارث علی مرحوم متخلص بہ سیفی باشندہ کانپور

افسوس مُرد سیفی نیک نہاد	برآمدہ از دل جہان شور و خروش
نساخ برای سال ترحیل او	وارث علی بہ خلد رسید گفت سروش
	۱۲۹۶

تاریخ وفات مولانا شاہ عبد الغنی ابن مولانا شاہ ابو سعید مجددی قدس سرہما

چو شد عبد الغنی از دہر فانی	حزین شد در غمش قلب کہ و مہ
پئے سال وصالش گفت نساخ	فسبحان الذی اسری بعبدہ

تاریخ وفات میاں نظام الدین مرحوم دہلوی ابن میاں کالے صاحب مغفور

نظام الدین چشتی نیک سیرت	چو پنہان شد ز چشم اہل دنیا
پئے سال وفاتش فکر نساخ	خدا جوئی و خدا دان آہ گفتا
	۱۲۹۶

تاریخ وفات مولوی سدید الدین خان مرحوم دہلوی ابن مولانا رشید الدین خان مرحوم

آنکہ نامش بود سدید الدین — بود او عالم سراپا ہوش
مرد و سال وفات او نساخ — او بہ بہشت شتافت گفت سروش

۱۲۹۶

تاریخ وفات مولانا احمد علی مرحوم محدث سہارنپوری

چو آں احمد علی نیک باطن — بسوی خلد ازیں دار فنا رفت
برای سال ترحیلش بہ نساخ — ملک گفتا ز دنیا مقتدا رفت

۱۲۹۷

تاریخ وفات مولانا محمد قاسم مرحوم مدرس مدرسۂ دیوبند

رفت از دہر محمد قاسم — صاحب علم و عمل صدق و صفا
بہر تاریخ وفاتش نساخ — محو حق رفت بجنت گفتا

۱۲۹۷ ع

تاریخ وفات مولوی لطف اللہ مرحوم لکھنوی

چو رفت از جہان عالمے بے بدل — بسینہ دل از آتشیں آہ تفت
دلا سال تاریخ ترحیل او — بگو او بگلزار فردوس رفت

۱۲۹۷

تاریخ وفات خواجہ عبد الغفار مرحوم متخلص اختر و وفاتش ناگہ

اختر آن در آسمان سخن — رفت چون از سرای پنج و ملال
قلم دل فگار است نساخ — اختر نیکوی رقم زد سال

۱۲۹۵

تاریخ وفات برادر عمزاد مصنف قاضی محمد جوہر مرحوم ابن محمد عاشق مرحوم

برادرم که ز دنیا برفت سوی عدم ‌‌ ہزار حیف دریغ آه آه واویلا
سنین سال رحیلش نوشتم ای نساخ ‌‌ وفات جوہر شہباز مسکن اعلیٰ
۱۲۹۷

تاریخ وفات منشی محمد نصیر مرحوم سلہٹی

چون محمد نصیر نیک نهاد ‌‌ از جهان رفت سوی ملک عدم
بهر تاریخ فوت او نساخ ‌‌ منشی از دهر رفت گشت رقم
۱۲۹۷

تاریخ ترتیب دیوان عبدالرؤف متخلص به شمیم باشندهٔ کلکته شاگرد مولوی سید عصمت الله متخلص به انیس

یافت ترتیب در زمان سعید ‌‌ نسخهٔ شعر آبدار شمیم
گفت نساخ سال تاریخش ‌‌ دفتر شعر یادگار شمیم
۶۱۸ ۸۰

ایضاً

دیوان شمیم جمع شد شکر خدا ‌‌ زین مژده بدہر جام شد عشرت دل
نساخ برای سال ترتیب بگفت ‌‌ دیوان شمیم جامع فرحت دل
۱۲۹۷

ایضاً

طبع ای نساخ شد این نسخه از فضل خدا ‌‌ با مسرت شد قرین جان شمیم ہوشمند
خواستم تاریخ طبعش را چو از فکر رسا ‌‌ گفت شد مطبوع دیوان شمیم ہوشمند
۱۲۹۷

ایضاً

آج یہ دیوان مرتب ہوگیا ‌‌ ہے فدا اس پہ صبا مضمون نسیم

مصرع تاریخ ہاتف نے کہا ـ ہے یہ دیوان گلشن شوق شمیم
۱۲۹۷

تاریخ ترتیب دیوان خواجہ محمد محسن علی متخلص بہ محسن شاگرد
مولوی عصمت اللہ نسخ باشندۂ مونگیر

جمع جو محسن نے کیے اپنے شعر ـ شاد ہوئے خاطر اہل ہنر
مصرع تاریخ کہا فکر نے ـ آج مدون ہوئے اشعار تر
۱۲۹۷

تاریخ وفات حاجی ناظر عبد اللہ مرحوم متخلص شفتہ یکی از روسای سلہٹ

از جہان سوی جنت الماوی ـ کرد چون انتقال آشفتہ
گفت نساخ سال ترحیلش ـ مرگ عین الکمال آشفتہ
۱۲۹۶

ایضاً

مرد چون آشفتۂ شکر مقال ـ شد دل نساخ با اندوہ جفت
سال ترحیلش کہ جستم از سروش ـ حیف مرد آشفتۂ خوش بیان بگفت
۱۲۹۸

تاریخ نسخہ دیوان چشمہ فیض مصنفہ منشی محمد رحیم اللہ خان
باشندہ خان لو ضلع بلند شہر

چشمۂ فیض از رحیم اللہ چو ترتیب یافت ـ شد برای طبع اشتیاق طبع یکجہان
بہر سال طبع او نساخ چون کردم خیال ـ ہاتف غیبی ندا زد چشمۂ فیض زبان
۱۲۹۹

ایضاً عیسوی

رحیم نکتہ دان تالیف فرمود ـ کتاب با فصاحت چشمۂ فیض
تو اے نساخ سن بیان طبعش ـ بگو کنز السعادت چشمۂ فیض
۱۸۸۱ ع

تاریخ وفات شاہ محمد عمر مرحوم مجددی ابن مولانا شاہ عبد الغنی قدس سرہ

چو رفت شاہ عمر زین جہان بے بنیاد	ز فوت او دل اہل جہان شدہ مضطر
سنین رحلت او را کہ خواستم نساخ	بگفت ہاتف غیبی برفت شاہ عمر
	۱۲۹۸

تاریخ وفات یکی از عزیزان مصنف مولوی شمیم الدین حسین متخلص نادر رئیس آٹ گانو ضلع میمن سنگھ

نادر آن شاعر بلند خیال	بود مثل نیو نہاد و نیک صفات
رفت چون از جہان بسوی عدم	گشت سوگ غریب سال وفات
	۱۲۹۸

تاریخ ترتیب تذکرہ شعرای اردو موسوم بہ شمیم سخن مولفہ مولوی محمد عبد الحی صاحب بدایونی متخلص بہ صفا

صفا نے لکھا ہے عجب تذکرہ	کہوں اوسکو عرش عظیم سخن
کہا سال تاریخ نساخ نے	کہ محبوب عالم شمیم سخن
	۱۲۹۹

ایضاً

تذکرہ وہ صفا نے لکھا ہے	ہے عیان جس سے ناز سرو سخن
اسکی تاریخ حضرت نساخ	کہیے زلف دراز سرو سخن
	۱۲۹۹

ایضاً

صفا نے تذکرہ کیا خوب لکھا	کہوں اوسکو بیاض حسن معنی
ہوئی تاریخ کی جو فکر نساخ	کہا مین نے ریاض حسن معنی
	۱۲۹۹

ایضاً

صفا نے کیا تذکرہ لکھا ہے
سہے تذکرہ یا کہ جانِ مضمون
یہ تذکرہ سہے جہانِ معنی
خیال تاریخ کا جو آیا
لکہ فکر تاریخ مین نہ رہیے

کہ او سیہ جانِ سخن فدا ہے
سہے تذکرہ یا روانِ مضمون
یہ تذکرہ سہے جہانِ معنی
تو مجکو نساخ سنے سنایا
حدیقۂ بے نظیر کہیے
۱۲۹۹

ایضاً

اوسکی صفت کیا بھلا مجسے بیان ہوسکے
تھی سنِ فصلی کی فکر جو دل نساخ کو

خوب صفا نے لکھا تذکرہ بے بدل
طبعِ رسا نے کہا تذکرہ بے بدل
۱۲۹۶

تاریخ وفات ناظر حسن نوا زمرحوم باشندۂ سلہٹ

آنکہ ناظر حسن نواز بود
سال تاریخ فوت او نساخ

شد زمرگش غمین دل احباب
زو رقم ریخ وغم زروی حساب
۱۲۹۹

تاریخ وفات مولوی حاجی محمد محسن مرحوم باشندۂ سلہٹ

آن عالم با عمل محمد محسن +
تاریخ وفاتِ آن رفیق غمخوار

چون رفت ازین دہر بسوی جنت
نساخ نوشت فال رد ی جنت
۱۳۰۰

ایضاً

افسوس بمرد محسن نیک نہاد
نساخ برای سالِ ترحیل او

او مسلم کامل ست و کامل محسن
گفتیم عنایت خدا محسن
۱۳۰۰

ایضاً

مرد آن محسن پاکیزه نهاد — مورد رحمت رب معبود
گفت تاریخ وفاتش نساخ — نیک بخت ازلی محسن بود
۱۳۰۱

تاریخ ترتیب مثنوی فریاد داغ تصنیف نواب میرزا خان صاحب داغ دهلوی

زهی مثنوی داغ ترتیب داد — که هر صفحهٔ اوست دامان باغ
پی سال تاریخ این مثنوی — رقم کرد نساخ درمان داغ
۱۳۰۰

تاریخ وفات بی بی منی طوائف متخلص به زهره متوطن کشمیر باشنده کلکته

منی شد از دار فنا راهی گلزار بقا — خونناب دل از دیده با اندوه هجرانش فشاند
نساخ فوراً خامه ام سال رحیلش زد رقم — منی درین عالم نماند منی درین عالم نماند
۱۳۰۰ھ

تاریخ وفات شاه ولی الله مرحوم سجاده نشین دائرهٔ اعظم پوره ڈهاکه ابن حضرت شاه نقیت الله قدس سره

آن ولی الله که بوده نیک ذات — از جهان چون رفت در باغ بهشت
خامه ام نساخ سال فوت او — از حساب الفقر فخری برنوشت
۱۳۰۱ھ

تاریخ وفات خواجه عبدالکریم مرحوم یکی از روسای ڈهاکه

آنکه عبدالکریم نامش بود — روی خود چون بزیر خاک نهفت
سال تاریخ فوت او نساخ — رحمت ایزدی و خواجه گفت

۱۳۰۱ھ

تاریخ وفات برادرزادهٔ مصنف منشی مشرف الحق مرحوم ابن قاضی محمد جعفر مرحوم

مشرف بمرد آه افسوس حیف
بسینه و دلم ز آتش رنج تفت

سن ارتحالش زروی حساب
رقم کرد کلکم مشرف برفت
۱۳۰۲

تاریخ وفات مولوی عبید الله مرحوم پھلواروی متخلص عبیدی شنیز

آه از رحلت عبید الله
آن خدیو جهان فضل و کمال

رفت چون رنگ از رخ عاشق
از جهان بر جناح استعجال

بود هم نکته سنج غمگین
بود یار من زبون احوال

بود در جرگهٔ سخن سنجان
شاعر نکته دان سحر مقال

بود در حلقهٔ افاضل دهر
غازهٔ پیرای روی فضل و کمال

هم زبان باز کلک نظام
هم خبر بار طبع او کیمال

تازگی داشت گلشن تازی
از نم رشح کلک فی الحال

فارسی را از رشح خامهٔ او
زینت جیب بود و عقد لآل

هم به اردو زبان انگریزی
قلمش نقشبند سحر حلال

رخت بربست زین سرای سپنج
بر زبانها از او بماند مقال

حاصلے نیست زین چمن فراخ
جز گل داغ و درد و رنج و ملال

همصفیران چو بوی گل رفتند
تو کہ تنها نشسته‌ ے نال

باد جایش بگلشن فردوس
بعنایات ایزد متعال

بهر تاریخ چون فرو بردم
سر بجیب رنج زیر دلق خیال

رفت ناگه زد سر و از سرا
دفعتهً رفت از جهان شه سال
۱۳۰۱

شمع دانش عبید مُرد افسوس	ہم بود بر سن رحلتش دال
مُرد صد حیف حق پرست عبید ۱۳۰۲	سال فصلیتش آمده بخیال

تاریخ وفات شاہزادہ بشیر الدین مرحوم متخلص بہ توفیق ابن شاہزادہ اشکر اللہ ابن ٹیپو سلطان

رفت شہزادہ بشیر الدین توفیق از جہان	بسوی خلد و داغ ہجر خویش و ردلہا سپرد
زد رقم سال رحیلش کلک نساخ حزین	وای حیف و آہ شہزادہ بشیر الدین بمرد ۱۳۰۲

ایضاً

مرد شہزادہ بشیر الدین عالی منزلت	از دل عالم برآمد آہ و افغان خروش
سال رحلیش کہ ای نساخ جستم ناگہان	رونق فردوس توفیق از فلک گفتا سروش ۱۳۰۲

تاریخ وفات حکیم اشرف علی مرحوم متخلص بہ مست رئیس سلہٹ

حیف کہ مخدوم ملائک سیر	کرد ز منزلگہ گیتی سفر
آہ کہ اشرف علی نکتہ دان	رخت سفر بست ازین خاکدان
مست جگر خون شدہ جام عشق	واقف از آغاز و ز انجام عشق
یار وفا دار رفیق قدیم	مونس غمخوار شفیق قدیم
مردم چشم کرم و مردمی	مورد خاص لقب آدمی
مایۂ نازیدن صدق و صفا	زندہ کن شیوۂ مہر و وفا
از روش مسلک دین با خبر	مقتدی سنت خیر البشر
غازہ طب از رخ فرزانگی	قوت سر پنجۂ مردانگی
در عمل طب ید بیضا نما	نے غلطم معجز عیسیٰ نما

دستگه او به فقاهت بلند — پایگه او به تقاوت بلند
ماهر فن شاعر معجز بیان — نکته ور کامل شیرین زبان
رفت و درین گلشن ناپایدار — داغ غمش ماند به دل یادگار
سبزه به بزم سخنش جای ماند — بر لب هر نکته سرا های ماند
طاق شد از فرقت او تاب حیف — مرد ز مرگش دل احباب حیف
ای ز ستمهای مصائب زبون — غمزده نساخ دل ز غصه خون
دستخوش هجر احبا توئی — هم نفسان رفته و تنها توئی
حیف بر اندوه و جگر خائیت — آه ز بیتابی و تنهائیت
خسته دلی مونس بی همزبان — سر کن از اندوه دل آه و فغان
لائق دلبستگی بخردان — نیست بر آئینه عروس جهان
نیست به عشرتکده کون و فساد — فرصت یک زمزمه حسب مراد
نیست درین گلشن ناپایدار — جز گل داغ و ثمر چشم خار
خنده زد و در چمن روزگار — ابر صفت کیست که نگریست زار
پرورد اندر بغل خود نهان — عشرت او رنج و بهارش خزان
تن زن ازین نوحه چه حاصل ترا — جمله جهان فانی و باقی خداست
ای ز غم آشفته خونین نفس — از دل پر درد دعای و بس
لطف خدا بر نفسش یار باد — رحمت حق مونس غمخوار باد
شد سن این واقعه صبحگاه — حیف ز اشرف علی مست آه

۱۳۰۲

ایضاً

مرد حیف اشرف علی مست آه — از غم او شد دل نساخ شق
بهر سال انتقالش از فلک — گفت هاتف خلد وست محو حق

۱۳۰۲

ایضاً

اشرف علی است کہ بودہ ولی حق — چون رفت از جہان بسوی گلشن ارم

حال رحیل خامہ نساخ دلفگار — مست می طریقہ توحید زد رقم

۱۳۰۲

تاریخ وفات نواب ضیاء الدین احمد خان نیر و شاہزادہ بشیر الدین مرحوم توفیق و مولوی عبید اللہ مرحوم عبیدی حکیم اشرف علی مرحوم مست

فوت شد نیر و توفیق و عبیدی و مست — دل احباب ازین واقعہ نالانستی

علم از فرقت شان باخت بہا و رونق — ہنر از رحلت شان بی سر و سامانستی

شدہ بی صوت و صدا ساز سخن بی ایشان — بزم اشعار کنون شہر خموشانستی

جای شان در کنف رحمت رحمان بادا — تا نشان از کرم و رحمت رحمانستی

جست نساخ چو تاریخ رحیل ایشان — گفت ہاتف سن ہجری غم یارانستی

۱۳۰۲

تاریخ ترتیب دیوان نواب مرزا خان صاحب دہلوی متخلص بہ داغ

نساخ مثل عقد ثریا شدہ ست جمع — بار دگر نتائج طبع و خیال داغ

مے زیبدار زرشک شود بلبل ارم — داغ از لطافت سخن نغز مثال داغ

از آب خویش و عرق شرم گشتہ غرق — سلک گہر ز خجلت عقد لآل داغ

پیوستہ جای خویش کند گرم در جہان — مانند داغ عشق بد لہا مقال داغ

از بہر سال فکر چو شد آسمان نورد — گفتا دبیر چرخ کہ بدر کمال داغ

۱۳۰۲

تاریخ تولد فرزند ارجمند جناب راجہ سید عطا حسین صاحب زمیندار

ضلع پورنیه

لله الحمد که شد مهر سعادت پرتو — جلوه پیرای سپهر شرف نعمت و ناز
مقدم فرخ مولود سعادت توام — هست با میمنت و خیر و مسرت انباز
زینت مهد بقا زیب کنار امید — غرهٔ ناصیهٔ دولت جاوید طراز
باد در سایهٔ لطف پدر و مادر خویش — تا دم صور با قبال و تجمل دمساز
سال مولود ولادت پسر خوش اقبال — زد رقم خامهٔ نساخ با خلاص نیاز

۱۳۰۲

ایضاً

با مسعود همایون بتو فرزند همایون — ای که در خوبی و اخلاق تو محسود زمانی
زد رقم خامهٔ نساخ چنین سال ولادت — آفتاب فلک دولت و اقبال امانی

۱۳۰۲

نام تاریخی مولود مسعود مع کنیت — ابو الشرافت محی الدین حسین

تاریخ وفات حافظ نعمت الله واعظ مشهور کلکته متخلص به نعمت شاگرد رشید مولوی عصمت الله تسنیم

دریغا دریغا دریغا دریغا — نهان گشت از چشم ما نعمت الله
پی سال ترحیل نساخ محزون — رقم کرد واحسرتا نعمت الله

۱۳۰۲

ایضاً

نعمت الله که بوده واعظ — کرد از دار فنا چون رحلت
گفت نساخ سن ترحیلش — نعمت الله وطید از جنت

۱۳۰۲

ایضاً

بحکم خالق غفار نساخ
پئے تاریخ و سال انتقالش
شد از دنیا بجنت نعمت اللہ
بگو نور ہدایت نعمت اللہ
۱۳۰۲

تاریخ وفات نواب ضیاء الدین احمد خان دہلوی متخلص بہ نیر درخشان

مُرد واحسرتا ضیاء الدین
یا خدا باد جائے او بہ بہشت
بود او نیکنام و نیک نہاد
نیک خو نیکذات نیک سرشت
بہر سال وفات او نساخ
خامہ ام نیر بلیغ نوشت
۱۳۰۲

ایضاً

مُرد چون نیر خجستہ صفات
شد غمین قلب جن و انس و ملک
بہر تاریخ فوت او نساخ
آہ رخشان نماند گفت فلک
۱۳۰۲

ایضاً

نیر رخشن روان رفت ز برج جہان
حیف کہ بی او ضیا باخت سپہر کمال
تیرہ ز ہجر رخش جہان در نظر دوستان
صبر و ثبات و قرار دشمن خوش اختلال
معدن صدق و صفا مخزن مہر و ولا
معدن فضل و کمال مفخر جاہ و جلال
ماہر فن سیر ناشر علم و ہنر
ناثر معجز بیان ناظم جادو مقال
باد بخلد برین با ہمہ عشرت قرین
ہمنفس حور عین از کرم ذو الجلال
با دل درد و حزین طبع ملول و حزین
فکر سن ارتحال کرد چو بر وفق حال
کرد عطارد ندا غمزدہ نساخ را
نیر قدسی نژاد رفت بعدن اسال
۱۳۰۲

تاریخ وفات نواب ناظم بنگاله

رفت نواب ناظم ای نساخ | سوی ملک بقا ز دار فنا

سال ترحیل او بگفت سروش | غم نواب عالم و دانا

۱۳۰۲

تاریخ وفات مولوی فضل علی مرحوم باشندهٔ چاتگام مدرس عالیه کلکته

مرد افسوس عالم کامل | مستقبل بارگاه لم یزلی

سال تاریخ فوت او نساخ | گفت سامان عدن فضل علی

تاریخ وفات مولوی ابوالفتح مرحوم [illegible]

آنکه مشهور ابوالفتح بوده | یک جهان شد زمرگ او مغموم

سال تاریخ خامهٔ نساخ | زد رقم رفت ابوالفتح مرحوم

۱۳۰۲

ایضاً

چون برفت ابوالفتح ز دار غدار | برد از دل خویش و اقربا صبر و قرار

نساخ برای سال ترحیلش گفت | هیهات بمرد ابوالفتح نیکوکار

۱۳۰۲

تاریخ وفات جناب حافظ جمال الدین مرحوم

شد بباغ ارم جمال الدین | آفتاب سپهر فضل و کمال

زد رقم خامهٔ من ای نساخ | قدسی القاب آه حافظ سال

۱۳۰۲

تمت

تقریظ و تاریخ ارمغانی

چکیدۂ خامۂ بلاغت ختامۂ عروج بخت خیال فروغ طالع کمال رشک
فرزدق و لبید جناب مولوی عبدالرؤف صاحب متخلص وحید مترجم
لیجسلیٹیو کونسل گورنمنٹ ہند

خوش خبر باش ای نسیم شمال — خوش ببر مژدہ باہل کمال
کہ دگر کردہ گل بہار سخن — بردمیدست لالہ زار سخن
چہ سخن رنگ گلستان جنان — چہ سخن بوی روضۂ رضوان
چہ سخن نفحۂ شمامۂ فیض — چہ سخن رشحۂ غمامۂ فیض
چہ سخن گوہر خزینۂ غیب — چہ سخن جوہر دفینۂ غیب
چہ سخن رنگ و بوی باغ جمال — چہ سخن ہای و ہوی بزم کمال
چہ سخن جویبار فیض ازل — چہ سخن آبشار باغ امل
چہ سخن حسن را چو چہرۂ حور — چہ سخن عشق را شراب طہور
چہ سخن جلوۂ پریرویان — چہ سخن شورش جنون خویان
چہ سخن سینہ تاب سوزان — چہ سخن فتح باب بہروزان
چہ سخن لالہ خیز داغ جگر — چہ سخن مشکبیز داغ جگر
چہ سخن جوش طبع خوشگوئی — چہ سخن شمع بزم دلجوئی
چہ سخن جملہ ساز حسن و جمال — چہ سخن جملہ ناز و غنج و دلال
چہ سخن در و گوہر سفتے — چہ سخن مہر خاور سفتے

چه سخن آب جوی حسن مثال · چه سخن موج بحر فضل و کمال
چه سخن رشک رشته گهری · چه سخن لعل و گوهر جگری
چه سخن نوش جان اهل صفا · چه سخن نیش در دل اعدا
چه سخن برق خرمن حاسد · چه سخن تیغ گردن حاسد
چه سخن دلربای اهل سخن · چه سخن جانفزای اهل سخن
پر ضیا چون چراغ کاخ صماخ · سخن نغز و روشن گستاخ
آن حبیب لبیب جان حبیب · آن مسیح طبیب جان حبیب
مطلع آفتاب صدق و صفا · مخزن در ناب مهر و وفا
مقبل راه مرد آزاده · از برون نقش و از درون ساده
صاحب جاه و رفعت و تمکین · پایهٔ رفعتش بچرخ برین
سخن گو نکته جو هنر پرور · خرده بین دیده ور سخن گستر
نظم دیوان چاربین او · چمن فلک گل زمین او
شد مدون بطرز خوب و شگرف · غیرت در و گوهرش هر حرف
حرف حرفش کرشمهٔ خوبان · ناز و آن و ادای محبوبان
از چه از طرز دلربائی ها · وز چه از فرط خوش ادائی ها
وه چه دیوان مرقعی رنگین · صفحه صفحه نگارخانهٔ چین
هر نگارے ازان شگفت نمون · چهره پرداز نقش بوقلمون
وه چه دیوان شگفته باغ ارم · خنده رو مشکبو خوش و خرم
صد هزار اندرو گل رعنا · عطر بیز مشام اهل صفا
وه چه دیوان پری وشی زیبا · همچون رهبر دل شیدا
لفظ لفظش بدلبری گوئی · رشک نیرنگ سحر و جادوئی

سخنش خنده روی گل احمر   صد دهن خنده ریز برگ تر

سخنش رشک لالهٔ نسرین   گرچه باشد ز باغ خلد برین

سخنش ریزش دُر و گوهر   جوششش کوثرے اطهر

سخنش از فروغ شوخی رنگ   غیرت رنگ گلرخان فرنگ

سخنش نشوه جوش لعل مذاب   رشک سرجوش لعل گون می ناب

سخنش چون نوای رامش جان   باربد را توان فزای روان

سخنش روح را توانستی   جانفزاے سخنوراستی

جا بجایش بشوخی مضمون   ریخته ناز دلبران را خون

حبذا این شگرف نامهٔ فیض   فرخا جانفزا شمامهٔ فیض

هست چون آفتاب فیض ازل   بر عنادل زبان سخنور اکمل

شد شمو... ض سال ختام   سے کم و بیش اے ذوی الافهام

عیسوی سال نظم این دیوان   سخن نغز بیان نواز بدان

برد حاتم کن وحید حزین   تا بگوید لب سخن آمین

تا ابد باد این طراز نکو   حرز بازوے شاعر خوشگو

تا ابد باد این سواد گزین   قرة العین چشم نادره بین

تا ابد باد این دُر شهوار   درة التاج تارک گفتار

تا ابد باد این صفانه شراب   تاب افزای محفل احباب

تا ابد باد این کرشمه ناز   دل بیغما رباے اهل نیاز

تا ابد باد این نسیم جنان   بمشام جهان عبیر افشان

زنده بادش مصنف دیوان   با همه جاه و شوکت و شان

جانفزایش فضل کبریا بادا   ناصرش نصرت خدا بادا

ولہ تاریخ دیگر

چار مین و فنِ شعر لسلخ	جلوہ گر گشت باکنافِ جہان
سالِ تصنیف چنین گفت وحید	نغمۂ بلبلِ گویا بجہان

۱۳۰۲ھ

نتیجۂ طبع سلیم سخن را رنگ آمیز گوناگون نمود مولوی سید عبد الواحد صاحب متخلص بہ محسود مدرس فارسی بہرہ اسکول دربھنگہ

ساقی بدہ آن رحیقِ مختوم	کاگاہ کنم زسترِ مکتوم
بر خوش نفسان زنم صلائے	بر نکتہ وران دہم صدائے
ای سیر شدہ کشان جامِ معنی	سرمست شرابِ نکتہ دانی
ای شیفتگانِ درِ مضمون	سرخوش زمۂ کلامِ موزون
ای بادہ کشان خوشنوائی	آشفتۂ طرزِ خوش ادائی
ای خامہ زنانِ خوش نگاری	دانای رموزِ سحرکاری
ای نغمہ زنانِ بزمِ افکار	آگاہِ نکاتِ نغز گفتار
اینک بہزار نیک فالی	سرزدہ فیضِ لایزالی
سعدین فلک چو گشت باہم	اشعار متین شدہ فراہم
دیوان شگرف شد مدوّن	آئین سخن شدہ مبیّن
بشگفت شگرف گلستانی	کز بہر سخنوران جائیست
باغ سخنان نئے عدیل ست	ہر چشمۂ آن چو سلسبیل ست
از لخلخہ سائے صبایش	وز غالیہ بیزی ہوایش

آری چه صحیفهٔ نو آئین
آراسته نکتهای رنگین

هر صفحه که نسیم سنبلی ذکاتست
همشیرهٔ چشمهٔ حیاتست

هر شعر ز جوشش معانی
هر دم بصدای لن ترانی

آوازهٔ نطق فکی سر آمد
بر شد لقبش از سپهر اخضر

آن ناسخ نامهای اسلاف
آن مایهٔ افتخار اخلاف

دیوان چهارمین نساخ
آن نامهٔ دلگزین نساخ

نساخ که شاعری است نامی
از جملهٔ سخنوران گرامی

سر حلقهٔ جمله نیک نامان
سر دفتر قادر الکلامان

سلطان ممالک معانی
خاقان جهان نکته دانی

دارای ولایت کیاست
اسکندر مسند ریاست

فرمانده کشور مروت
شاهنشه عالم فتوت

سر خیل عماید زمانه
در فن سخنوری یگانه

سرتاج سران رئیس اعظم
مخدوم و مکرم و معظم

آن نیر اوج بختیاری
سیارهٔ برج کامگاری

آن حاکم کشور جلالت
رونق ده منصب عدالت

آن عبد الغفور خان بهادر
از بحر شرف چه بی بها در

آن مهر سپهر خوش کلامی
ماه فلک بلند نامی

آن شاه سریر خوشنوائی
سرو چمن سخن سرائی

آن بلبل شاخسار معنی
خجلت ده طوطی شکرخا

آن فخر سخنوران نامی
آنانکه بقدر و شان گرامی

خاقانی و انوری و طالب
هم مومن و ذوق و نیز غالب

خورشید سمای بے نظیری — هم نغمه سے ملے دلپذیرے

آری چه سخنوری گرامی — سرخیل سخنوران نامی

شسته سخنان جانفزایش — دلکش نغمات دلربایش

هر جا مه خامه اش چو ارژنگ — بیناکن چشمهاے فرهنگ

کان گهرست نامهٔ او — مشک ختن ست خامهٔ او

زین پیش در انجمن تقریب — دیوان سه گانه یافت ترتیب

اکنون که شده به نهج احسن — دیوان چهارمین مدون

در طرز سخنوران دهلی — کین طرز نظیری ست ومیلی

سرچشمهٔ کوثر معانی ست — شیرین تر از آب زندگانی ست

سرمایهٔ نازش معانی ست — نام و تاریخش ارمغانی ست

بهر سخن این چهار دیوان — نے ریب چهار آخشیجان

سعیش که به محو بر فساد ست — شغلش شب و روز عدل و داد ست

بر هم زده خان و مان بیداد — بنیاد رسوم عدل نهاد

با این همه شغل و سهرآن — اعجاز از دست جمع دیوان

دانند ازین هنر پژوهان — نیروی طبیعتش به برهان

در جمله جهات ربع معمور — افتاده ز کلک و دست مشهور

سر شد نه همین ز نام او هند — هم چین و هم فرانس و هم لند

تثبیت سخن سخن پناهے — گرفت زیاده تا بجاے

ناهش که چو فکر او بلند ست — ستایش ز نام او دو چند ست

هر چند که منکر اندر خشاد — دانند بدل که اوست استاد

اصلش که ز نال دلید ست — از بحر شرف در فرید ست

وز فیض برادر مهینش / شد جمله جهانیان رهینش

نواب جلیل قدر ذیجاه / کز فره اوست عالم آگاه

آن عبد لطیف خان بهادر / کز صیت جلالتش جهان پر

هر دم ز عروج بخت خود شاد / آتش زن سینهای حساد

دولت بدر یش چو پاسبان است / اقبال رهین آستان است

گیتی ز فسانه وی اوست روشن / گلگشته ز فیض اوست گلشن

از غایت شهره اش به تعریف / مستغنی مدحت ست و توصیف

ای کوکب برج کامرانی / وی گوهر درج کامرانی

ای خازن گنج شایگانی / وی واقف رمز نکته دانی

محسود که شغل او شب و روز / فریاد و فغان و آه و سوز

ریزان ز دو چشم خون نابش / وز آتش غم جگر کبابش

بود از فلکش نمود پامال / بی صبر و قرار و بس زبون حال

جانش بهزار درد همدم / دست وی و دامن دو صد غم

از چرخ ستمگر جفاجو / صد جور برو ست فرصتش کو

تا مدح و ثنای تو طرازد / با شعر و سخن دمی بسازد

یا رب که بحق چار مصحف / هم چار پیمبران اشرف

یا رب بچهار یار احمد / هم چار امام شرع امجد

تا هست نظام چار ارکان / وز زیر قباب چرخ گردان

این طرفه ترین چار بستان / هر دم تر و تازه باد و خندان

تاریخ سال هجری

گرد چو دیوان چهارم رقم / حضرت ناسخ معانی نگار

تابِ درونش چو دلِ اہلِ زہد — رنگِ برونش چو چمن در بہار
مانی اگر زندہ بدی قد جان — بہرِ سرِ ہر حرف نمودی نثار
غیرتِ ارژنگ بہر صفحہ اش — نقش و نگاریست ہزاران ہزار
گفت خسرو مصرعِ تاریخِ آن — رابعہ بصرہ نقش و نگار

۱۳۰۲ھ

ایضاً

چو دیوانے مدون کرد نساخ — کہ لاثانی سخن ہست آن سراسر
چو جستم سال گفتا ہاتفِ غیب — کہ لاثانی سخن سالش مکرر

۱۳۰۲ھ

ایضاً سال فصلی

ز فکرِ حضرتِ نساخ ایدون — چو دیوان چہارم یافت انجام
رقم زد سالِ فصلے کلکِ محمود — کہ دیوانِ چہارم یافت اتمام

۱۲۹۳ھ

ایضاً سال عیسوی

ارمغانی کان شدہ مطبوعِ طبع — ہست بے مثل آن سحرِ حلال
جست چون محمود سالِ عیسوی — گفت ہاتف ارمغانی بیمثال

۱۸۸۵ع

تراویدۂ قلمِ فصاحت رقم عندلیب گلشن مضمون طرازی بلبل شاخسار سخن پردازی سید علی غیاث الدین میرزا صاحب

پس از حمدِ یزدان مدحِ رسول — ثنا گسترم بہرِ زوجِ بتول

به اولاد و اصحاب او درود — پیاپی ز درگاه رب ودود
خدایا بحق ده و چار تن — نجاتم ده از رنج و درد و محن
نویسم اگر شرح احوال خویش — شود خاطر دوستان زان پریش
ز بسیار اندک نه یک از هزار — نه بتوانمش تا کنم آشکار
پسندیدم از بهر این اختصار — که رنجم نیاید بقید شمار
زدم بر دهان لبک مهر سکوت — که تا راز یابد نه راه ثبوت
بیان هجر و هجرای او تنگ شد — ز حیرت زبان در دهان سنگ شد
در امراض و احوال خود مبتلا — ز حق مے نمودم طلب دعا
که آمد ز سوی برادر بمن — یکے نامه چون عندلیب از چمن
مشرف نمود و مکرم نمود — دل و جان چو گلزار خرم نمود
نمود امر تاریخ در نامه ام — بفرمود آر رقم خامه ام
چه تاریخ تاریخ دیوان نور — که تصنیف فرمود عبد الغفور
بود هر غزل گلبن باغ عشق — ازین لاله دارد بدل داغ عشق
مصاریع او موج طبع روان — در آن ماهیان معانی دوان
شبستان عشاق روشن ازوست — شگفته دل و روی گلشن ازوست
دل عندلیب چمن باغ ازوست — دل لاله باغ را داغ ازوست
سطرهاش چون موج دریای نیل — بجوشش سروان چمن وان سلسبیل
نه دیوان یکی ترک کامل خرد — دل عاشقان را به یغما برد
همه روی او روی باغ بهشت — همه سوی او سوی عنبر سرشت
همه روی او چون بهار چمن — همه سوی او سنبل و نسترن
بتاریخ دیوان بگوشم کنون — چو گوشم رسید این بگوشم کنون

این چنین بیت را شامل حال طبع | که مصراع دیگر بود سال طبع
در ان سال هجری پی دوستان | بیاراست دیوان چو یک بوستان

سنہ ۱۳ ھ

ریختہ قلم بلاغت بیان منشی غلام محمد خان صاحب دہلوی
متخلص بہ تپش مالک و راقم اخبار مشیر قیصر

پایۂ شعری ز شعری برگذشت | اگر چون لسان ذوق شاعری
آن وحید عصر استاد زمان | آفتاب اوج عز و برتری
داد داد بر کمال اندر کلام | از سخن سنجی و معنی گستری
بلکہ آن پیغمبر اعجاز فن | نظم را بخشید تازہ زندگی
تازہ از روی سخن زا اشتہا | اختر شہرت درخشندگی
دہ چہ دیوان ست دیوان این | مدح خوان ہر دہلوی و لکھنوی
سال دیوان چہارم ای تپش | گفت ہاتف مہر چرخ شاعری

۱۳۰۲ھ

ولہ

لو مرتب ہوا چوتھا دیوان | کیا ہے کیا خوب گہر افشانی
لب کے نکلے مثل مہر یہ سال | اے تپش لکھہ سخن لاثانی

۱۳۰۲ھ

قطعہ ریختہ کلک گہر سلک شاعر شیوا زبان نواب میرزا خان صاحب
دہلوی متخلص بہ داغ کہ ہر مصراعش تاریخی ست

نگاہ حسن محبوب زبان دہلی | کیا دلکش نیکو ہے گلستان چہارم

۱۳۰۲ھ | ۱۳۰۲ھ

ممتاز ہو مطلوب ہو مقبول ہو معشوق | دلدار ہو نساخ کا دیوان حکیم

۱۳۰۲ھ

از سخندان روشن بیان اکرام علی خان صاحب دہلوی متخلص بہ اکرام

ڈپٹی عبد الغفور خانصاحب
جنکا ہر دم غفور ہی حامی

کیا ہی پاکیزہ یہ لکھا دیوان
جیسے مداح حضرت جامی

سال تاریخ اسکا ہی اکرام
لکھو تصنیف شاعر نامی

۱۳۰۲ھ

نگاشتہ قلم سحر بیان میرزا مظفر علیخانصاحب دہلوی متخلص بہ تسکین

ہی کیا پر درد عشق انگیز دیوان
بنایا شاہد مضمون کو گستاخ

لکھی تسکین نے یہ تاریخ اسکی
دل عشاق ہی دیوان نساخ

۱۳۰۲ھ

از فروزان شمع بزم فضل و شعر خواجہ ولایت علی صاحب لکھنوی متخلص بہ سرور

یہ شعر گوئی یہ طرز کیا ہے کہ سارے عالم کا دل فدا ہے
زبان پہ لوگوں کے مرحبا ہے کہ آپ بیشک ہیں فخر سحبان
جو کی ہے تعریف دوستوں نے تو دل سے ...
صدای احسنت دی سبھوں نے ہوا مرتب جو آج دیوان

سر وہ تھی فکر سال ہر دم خیال رہتا تھا دل سے باہم
ندا افلاک سے یہ آئی ہیم کلام نساخ کیا ہے تاباں

۱۲ ۔ ۲ ۔

نتیجۂ افکار ابکار محمد فیروز شاہ خان صاحب رامپوری
متخلص بہ فیروز

ہوا نساخ کا دیوان مرتب
ہوئی تاریخ کی جب فکر فیروز

ہوا برپا جہاں میں شور تحسین
کہا میں سنئے کلام لذت آگین

۱۲ ۔ ۲ ۔

رقم زدہ قلم جادو رقم نواب علی صاحب کانپوری
متخلص بہ نفیس

کدھر ہے تو اے ساقی گلعذار
ادھر آ مری جان تجھ پر نثار

بہار آ گئی ہے جلد آ
ادھر آ ادھر آ ادھر جلد آ

کھلے لالہ و گل چمن در چمن
پھر آئی ہے اب فصل توبہ شکن

چلے آتے ہیں جھومتے بادہ نوش
امنگوں کا دل میں ہے جوش و خروش

مریدان پیر مغان صف بصف
منادی کنان پھرتے ہیں ہر طرف

کہ گر کوئی میخوار نادار ہو
تو بس رہن زاہد کی دستار ہو

بے طاق پر نہ زاہد سر کے
جو لے نام توبہ تو توبہ کرے

بنے بزم میں جو شنگ پر سکیدہ
سدا نام جس سے ہو جشن سعید

بتا سے اگر اسے کا پینا حرام
تو ہو محتسب کو بھی پینا حرام

خبر ایسے حضرت کی میخوش لیں
کہ دس بار دیکھیں نہ دستار میں

جو سیماب کرے [illegible] رہے ساقی
کہ بیان ہو واعظ [illegible] سنون سے نام

یہی وہ پری وش ہے ہر دل عزیز
کہ عقل فلاطون ہے جسکی کنیز

یہی تو ہے وہ دارو ہی سحر اثر
کہ جو دل شکستون کی ہے چارہ گر

یہی ہے پریوش بت لالہ فام
کہ شاہان پیشین تھے جسکے غلام

وہ ہوشنگ و جمشید وہ کیقباد
فریدون و کیخسرو پاک زاد

رہے جیتے جبتک رہے مے پرست
رہی فوج توبہ کو اونسے شکست

نہ جسے شاہد مے ہے کتنا جہان
مقرر وہ اہل دول کی ہے جان

جو چاہے سکے زاہد بد نصیب
کہان قیمت مے کہان یہ غریب

نہین جانتے نیک و بد کی تمیز
یونہین مفت کہوتے ہین عمر عزیز

نہین جانتے شاہد مے ہے کیا
نہین جانتے نغمہ دف ہے کیا

نہین جانتے رقص ساغر کا لطف
نہین جانتے وصل دلبر کا لطف

نہین جانتے بوسہ لب کی چاٹ
نہین جانتے سیب غبغب کی چاٹ

نہین جانتے کچھ جوانی کا لطف
نہین جانتے زندگانی کا لطف

نہین جانتے جام مے کا بھی نام
مگر یہ کہ ہے مے کا پینا حرام

غرض ہے یہ قل مختصر آرزو
مین صدقے ہون ساقی ادہر لا سبو

قسم تجکو ساقی مے ناب کی
قسم مجلس شمع کے آداب کی

قسم تجکو ہے روح جمشید کی
قسم تجکو ہے جام خورشید کی

قسم تجکو پیر مغان کی قسم
قسم حسرت میکشان کی قسم

مے ارغوانی پلا دے تو مجھے
مزا زندگی کا دکھا دے مجھے

نہین ساقی نوش لب تجکو یاد
یہ ہے قول فردوسی خوش نہاد

کہ از ہیچ شے روے رغبت متاب
شب و شاہد و شمع و شہد و شراب

ملی بادہ نوشی سے وہ کیفیت
شراب کہن سے جو چہکے ٹھون مین
کہ دیوان نساخ استاد فن
وہ نساخ شاہ جہان کمال
زمانے مین محسود اہل ہنر
سخن سنج اوس ذات والا حشم
وہ فرمان روا ے زمین سخن
کرم گستر و مہربان نفیس
وہ کیا وصف ہے یان جو حاجت نہین
چہپا اوسکا دیوان بے مثل ہی
ورا ے صنایع زبان و بیان
کہان آتش و ذوق و ناسخ ہین آج
کہان آج ہین مومن پاک نژاد
وہ سب اب کہان وہ زمانہ کہان
غرض ہے یہ دیوان بس بیمثال
خدا خوش مصنف کو رکہے سدا
پے سال مصراع شایان ہی
تو بہر حروف منقوط مین سال سن

کہ سمجہون مین اپنے کو جم مرتبت
سخن تازہ پڑہکر کے چہک اٹہو مین
ہوا زینت افزاے بزم سخن
کہ ہر شعر جس کا ہے سحر حلال
در اوسکا ہے مسجود اہل ہنر
سخن فہمی اوس ذات والا نہ ختم
تہ نام نامی نگین سخن
خدا خوش رکہے قدر دان نفیس
مگر اس جگہہ ذکر حاسد نہین
عجب یہ گلستان بیمثل ہے
وہ شستہ مقرر جسکے اہل زبان
کہان غالب و درد و راسخ ہین آج
کہ ہوتا کچہہ اسکا جنہین امتیاز
نہ پہر کیون ہون خاتم شاعران
غنیمت اسے سمجہین اہل کمال
عدو اوسکے ہون رنج مین مبتلا
چہپا خوب سنے مثل دیوان یہ

۱۳۰۲ھ

ہو نساخ والا کا بالا سخن

۱۳۰۲ھ

دلہ تاریخ سنے لقالہ

نفیس آؤ کہو مصرعِ سال کلام عالم و سرور عادل	ہوا ماہ سما وہ سپہر مہر سرور دل کلام سرور مہر ۱۳ ۶ ۱۳

رباعیہ فلک اعجاز سلک شاعر نازک خیال مورخ بے مثال بلاغت انتمای جناب منشی وزیر رائے صاحب خیرآبادی متخلص بہ محقق ساکن محلہ نوبستہ واقع شہر لکھنؤ خلف منشی جیسکہہ رائے انجہانی فرمان نویس سلطانی متخلص بہ مقبول و مختار سرکار نواب وحید الدولہ عضد الملک میرزا مہدی حسین خان بہادر اسد جنگ

در صنعت زبر و بینات از حروف غیر منقوطہ

چو گشت طبع ز تائید بخت و خوبی وقت محقق از پے توضیح سال فصلی گفت	کلام دلکش نساخ عالم و دانا کلام تازہ نساخ دلپسند اعلیٰ ۱۲۹۴ ف

ولہ در صنعت نادر

چو نساخ سخن سنج و ہنرور بامداد و عنایات الٰہی	در مضمون بسلک نظم سفتہ محقق سال طبعش خوب گفتہ ۱۳۰۰ ھ

ولہ در صنعت بینات

بتجلیہ طبع شد محلّٰی کلام نساخ فرد و یکتا

مفید و پر فیض روح افزا نفیس و نادر فصیح و عمدہ

بہ بینات از برای سالش بلا تصنع بگو محقق

کلام نساخ لاجواب و بلیغ و افصح بدیع و عمدہ

۱۳۰۰ ھ

ولہ از حروف منقوطہ

حبذا دیوان نساخ وحید
عیسوی سالش محقق نظم کرد

طبع شد اکنون چو حسن گلعذار
عمدہ تر باغ فصاحت چو بہار
سنہ ۱۸۹۶ء

ولہ در صنعت زبر و بینات از حروف معجمہ

چو دیوان نساخ و تاریخ نمایش
بے سمبت طبع گفتم محقق

شدہ طبع با خوبے و حسن و ا
تواریخ دو دیوان نساخ نا ہ
سمبت ۱۹۴۳ راجہ بکرماجیت

تمت

مطبع نامی لکھنؤ ابو الحسنات خواجہ قطب الدین احمد
کے اہتمام سے بار اول ماہ ثانی تاریخ
ثالث سنہ ۱۳۱۴ ہجری مطابق
ماہ نومبر سنہ ۱۸۹۶ عیسوی
مین طبع ہوا